خیالات
الماس درخشاں

سایہ ترا کافی ہے گداؤن کے سرون پر
شاہون کو مبارک ہو جو پر بال ہما کا

ہے دستِ دعا پنجۂ شانہ یہہ دعا ہے
اِک بال نہ بیکا ہو تری زلف دوتا کا

ہڈی جو مرے کی ہے تو کس کا نہین دانت
لقمہ ہون سگِ یار کا طعمہ ہون ہما کا

حیرت ہو سکندر کو وہ صورت نظر آئی
آئینہ ہے آئینۂ دل ارباب صفا کا

میرا سخن ثناخوان ہے مرائیش اسد مین
اے مہر مین کتا ہون درِ شیر خدا کا

...ب کی عوض حسنِ گیسو ہے یار کا
عالم ہے دل مین عابدِ شب زندہ دار کا

عاشق ہوا ہون عارضِ گلرنگِ یار کا
دیوانہ ہون مین عالمِ فصلِ بہار کا

...ہون ضبطِ گریۂ بے اختیار کا
دل مین رفو ہوا ہے تو اشکون کے تار کا

تشنہ ہے کون ناوکِ مژگانِ یار کا
بنتا ہے خاک تودہ یہہ کس کے غبار کا

صحرا مین اعتماد ہے دامن نو خار کا
دیگا حساب نوکِ زبان تار تار کا

سیماب کوئی کہتا ہے کہتا ہے کوئی برق
ارض و سما مین غل ہے دل بیقرار کا

اللہ رے جنون کہ سمجھے تارِ اشک پر
دہوکا ہوا کیا ہے گریبان کے تار کا

شوقِ فشارِ قبر لبِ گور لے چلا
آیا جو دہیان ہجر مین بوس و کنار کا

عالم وہ زلف کا نہ وہ چہرے کا رنگ ہے
دیکھو اثر تو گردشِ لیل و نہار کا

جاتا ہے خطِ شوق جو پہنچی مین ڈاک کے
قاصد کے بدلے جیجہ ہے احسان کہار کا

ملکِ عدم مین تختۂ تابوت تخت ہے
بنتا ہے بادشاہ گدا اس دیار کا

کہتا ہون تیرے رخ کو یہہ ملکِ فرنگ ہے
زلفون کو جانتا ہون سواد اس دیار کا

جنبش رہیگی نبضِ غزالی کو بعد مرگ
بوسہ ملیگا نرگسِ چشمِ یار کا

شدّاد نے بہشت سے دوزخ کی راہ لی
آغاز مین خیال رکھ انجام کار کا

دیوان مین ہین لالیِ مضمون بھری ہوئی
دریا بہا ہے آبِ دُرِ آبدار کا

نرگس ہی کچھ نہین یرقانی ہے اے مسیح
گل کو بھی عارضہ ہے چمن مین بخار کا

دل لوٹتا ہے تیری صدائے قدم پہ جان
ٹوٹا ہوا ہے پاؤن مین توڑا استار کا

تڑپا شبِ فراق سے تا صبحِ روزِ حشر
اللہ رے اضطرار ترے بیقرار کا

جوہر نہین ہین خنجرِ صیاد خلق مین
بچھا ہے دام طائرِ جان کے شکار کا

اے مہ ترا حسینون مین عالی ہے مرتبہ
پنجہ ہے آفتاب ترے پشت خار کا

اے مہر اوس خاک مین ملنے سے ہے فروغ
ذرہ بنا چراغ ہمارے مزار کا
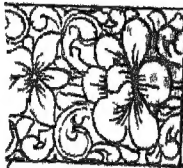
عبث تھا طور پہ موسیٰ سے دعوی لن ترانی کا
گیا کیون حال طشت از بام خود راز نہانی کا

لوندی مے پرستی عشق چرچا شعر خوانی کا
کرون کیا کیا بہت ہی کم ہے وقفہ زندگانی کا

لکھا ہے ہمنے وصفِ تیغِ ابروئے اپنے جانی کا
گمان دیوان پر ہونے لگا شمشیر خوانی کا

بڑا سچا اک نشان ہے مہرِ دلِ تفتہ کے جانی کا
کہ شوق اُس رشک مہ کو ہے لباسِ آسمانی کا

نہ تھا ان کو موسیٰ سے جو دعوی لن ترانی کا
نہوتا حال طشت از بام یون راز نہانی کا

خدا کے واسطے ناصح نہ بک بک کر تو کیا جانے
بتون پر ہم جو مرتے ہین مزا ہے زندگانی کا

کلامِ گرم میرا سنکے دشمن کیا ہی جلتے ہین
زبانہ ہو گیا عالم مری آتش زبانی کا

کسی کی چشم میگون کا خیال آیا ہے روتا ہون
نکیون رومال رکھون چشمِ تر پر جامدانی کا

خدا جانے کہ کس کل اونٹ بیٹھے فکر بس یہ تھی
وگرنہ قیس کو ممکن تھا عہدہ ساربانی کا

خدا دے آبرو جس کو وہ ہو حلقہ بگوش اسکا
نہین ممکن کہ موتی ہووے ہر اک قطرہ پانی کا

بلا ہیں قیدیِ زنجیرِ زلفِ یار پر آہیں / بڑھے میعاد پہلے حکم اب ہو کالے پانی کا

لطیفہ ہے کہ ہوائی جو انگیا شیخ میکش نے / کٹوری کے لئے کپڑا خریدا حبابدانی کا

نہیں دخلِ سخن اسجا یہاں ہم کچھ نہیں کہتے / دہانِ یار مضمون ہے ہماری بیدہانی کا

غنیمت ہے جو اتنی شعر بھی ہم سے نکل آئی
کہ برسوں سے نہیں اے مصحفیؔ چسکا شعر خوانی کا

اللہ رے اشتیاق اُدھر نامہ بر گیا / شوقِ جواب میں میں ادھر ڈاک گھر گیا

آنکھیں جو ڈبڈبائیں تو میں ضبط کر گیا / چڑھنے نہ پایا تھا کہ یہ دریا اتر گیا

اس کی گلی میں کون نہ دل تھام کر گیا / مجھسا نہ کوئی سینہ سپر بے جگر گیا

شاید اکھڑ گیا ہے رقیبِ سیاہ رو / کچھ خود بخود جو آج مرا دل ٹھہر گیا

بالیں پہ میری آکے نہ ٹھیرا مرا مسیح / جینے سے یاس ہو گئی مرنا ٹھہر گیا

امیدِ قتل ہو گئی مشتاقِ قتل کو / قاتل خود آکے سر پہ مرے ہاتھ دھر گیا

توبہ کرو شراب سے توبہ کروں گا میں / میں کیا جو واعظوں کے دھڑکّو سے ڈر گیا

قاتل کے ہاتھ تھمّے ہے بسمل اپنے مصحفی
میں امتحان کے معرکہ میں اب اکڑ گیا

کیا کہہ ہے ہو زمزمہ کیسا ترانہ کیا / بلبل کا باغ میں نہ رہا آشیانہ کیا

یہ کیوں نہ کہی یوں ہی کٹے گی شبِ وصال / شرمے کا حیلہ کیا ہے ہنسی کا بہانہ کیا

رونے سے منع مجھکو جو صیاد نے کیا / اے مرگ اب اٹھے گا مرا آب و دانہ کیا

مشاطہ کہیو طرۂ طرارِ یار سے / حاضر ہے میرا دل یوں ہی اسکا چرانہ کیا

کافی نہو خزانہ غیب اپنے صرف کو / قارون کے پاس ہے مرے لایق خزانہ کیا

کہدو فلک سے چادرِ مہتاب تان دے | تربت پہ میری چاہیے اب شامیانہ کیا
جو بیت ہے غزل کی ترے وصفِ تخمین ہے | دیوان ہے میرا صورت آئینہ خانہ کیا
زلفون کو اُس کی کہتے ہین شاعر تمام مشک | اچھا ہوا اُس سے سینۂ صد چاک شانہ کیا
آتش کا شعر مہر ہے اپنے بھی حسب حال ق | جاہ و حشم فلک نے دیا خسروانہ کیا

طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

پریان تو اڑ گئین دلِ دیوانہ رہگیا | اے مہر کہنے سننے کو افسانہ رہگیا
اللہ رے نازکی کبھی بالون مین بل دیئے | کنگھی جو اپنے ہاتھ سے کی شانہ رہگیا
عشاق کو ہے جلوۂ معشوق ناگوار | گل جھینکے شمع بزم سے پروانہ رہگیا
اُن سے جو لگ گئے تھے مسیح فلک نشین | خورشید بنکے ہاتھ کا دستانہ رہگیا

شرمایا جاکے یار لجالو سے بھی سوا
گلزار مین جو سبزۂ بیگانہ رہگیا

کرتی ہے اشارہ نگہِ یار کفن کا | کیا رکھتی ہے ڈورا ابھی یہ تلوار کفن کا
اِس عالم اسباب مین سب کار ہے پردہ | محتاج ہے ہر کافر و دیندار کفن کا
تجھے زیست مین اے دست جنون جیب کے ٹکڑے | مرنے پہ نہ باقی رہا ایک تار کفن کا
آخر چمن دہر سے ہر گل سفری ہے | کیون دہیان نہین نرگس بیمار کفن کا
جی جاؤن اگر اپنے دوپٹے مین چھپالین | ہو رشتۂ جان مجکو ہر اک تار کفن کا
قاتل مجھے کافی ہے فقط زخم کا دامن | سامان کرے گی تری تلوار کفن کا
مین زار ہون دیوانہ عریان بدن اے مرگ | مجھسے تو نہ اٹھا نہ اوٹھے بار کفن کا

پوشاک مکلف پہ جو مرتے ہین سڑی ہین | سامان جو کرتے ہین تو ہوشیار کفن کا

اللہ ہی جانے کہ یہ شیدائے صنم ہے | اب تار نکالون پئے زنّار کفن کا

کل منھ جو لپیٹے ہوئے چادر سے پڑا تھا | طالب ہے مسیحا سے وہ بیمار کفن کا

تجھکو جو عطا پاش و خطا پوش سنا ہے | عُریان بدن آتا ہے طلبگار کفن کا

محروم کرم تھا دل پژمردہ ہمارا | محتاج رہا مردۂ نادار کفن کا

اس مردہ دلی سے تری ہوتا ہے مجھے رنج
اب ذکر نکر پھر تو ہر بار کفن کا

تو مرے حال سے غافل نہوا تھا سو ہوا | ابن مریم کبھی قاتل نہوا تھا سو ہوا

مائل اس بت پہ مرا دل نہوا تھا سو ہوا | شیشہ پتھر کے مقابل نہوا تھا سو ہوا

خط رخسار کی اصلاح ہوئی اوکافر | خط قرآن خط باطل نہوا تھا سو ہوا

بوسہ رخ ہمین اوس آئینہ طلعت کا ملا | جو حلب سے کبھی حاصل نہوا تھا سو ہوا

دل نالان سے کیا طرۂ طرار نے پیچ | پاسبان چور کے شامل نہوا تھا سو ہوا

خط شبرنگ ہے اے ماہ دہوان گرد ذقن | چاہ نخشب چہ بابل نہوا تھا سو ہوا

اس قدر ضعف سے طاقت نہین کچھ پا مرین | کار آسان ہمین مشکل نہوا تھا سو ہوا

برق و سیماب خجل ارض و سما ہلتے ہین | مضطر اتنا تو کبھی دل نہوا تھا سو ہوا

وحشت قیس نے کی پردہ دری لیلی کی | چاک یون پردۂ محمل نہوا تھا سو ہوا

بات رکھ لو مری اک بوسہ لب دے ڈالو | جو کسی سے کبھی سائل نہوا تھا سو ہوا

ایک انگلی کے اشارہ نے کئے دو لے مہ
حسن ناقص مہ کامل نہوا تھا سو ہوا

حال دیکھو گے جان کیا دل کا
دل ہلاتا ہے کانپنا دل کا

کہیے اے جان حال کیا دل کا
دل سے جاتا نہیں مزا دل کا

کعبۂ دل بتوں نے تاکا ہے
اب نگہبان ہے خدا دل کا

عشق کا ہے بہت بڑا آزار
کیا ٹھکانا ہے اب بھلا دل کا

آنکھ سے آنکھ آج لڑ جائے
دل سے ہو جائے سامنا دل کا

آپ نے لیے تو ہاتھ میں مہدی
ہم نے بھر پایا خون بہا دل کا

اینچ پینچ ان کی زلف کے جھیلے
کس بلا کا ہے حوصلا دل کا

جوڑ میں آنجائیے گا کہیں
توڑیئے گا نہ آسرا دل کا

خون ہو کر بہا ہے آنکھوں سے
کبھی سنیئے تو ماجرا دل کا

شور ناقوس ہے صدائے اذان
ذکر ہوتا ہے جابجا دل کا

کوئی پہلو تلاش کا نہ رہا
کہیں ملتا نہیں پتا دل کا

اس کو اس جان نثار سے کیا کام
کون ہے آپ کے سوا دل کا

ہاتھ ادھر لائیے دکھایئے مہر
اس طرف کو مقام تھا دل کا

دوپہر رات آچکی حیلہ بہانہ ہو چکا
اور مستی کل چکے گیسو میں شانہ ہو چکا

ناوک مژگان کا اپنا دل نشانہ ہو چکا
مر چکے ہم موت آنے کا بہانہ ہو چکا

عہد پیری ہے جوانی کا زمانہ ہو چکا
ختم اب مضمون شعر عاشقانہ ہو چکا

اب خزاں ہے موسم گل کا زمانہ ہو چکا
ہو چکی گل بانگ بلبل کا ترانہ ہو چکا

شیر سے شیریں کو رغبت تھی نہیں ہے ذوق تلخ
دور اب اور ہے اگلا زمانہ ہو چکا

ساقیا پیری میں تو شغل صبوحی ہے ضرور
اب یہ پچھلا دور ہے اگلا زمانہ ہو چکا

نقشبندی پر اوس پڑتی ہے جو اپنے زیست میں
تو پس مردن لحد پر شامیانہ ہو چکا

ہم تو گرد کاروان بنکے سب سے پیچھے رہ گئے
قافلہ ریگ رواں کا بھی روانہ ہو چکا

آسمان پر طعن بخل اہل زمیں کو ہے عبث
پانی پانی ہو گیا جب دانہ دانہ ہو چکا

چھٹ چکے قید قفس سے اب اسیران چمن
بعد ویرانے کے آباد آشیانہ ہو چکا

آمد فصل بہاری کی خبر لائی نسیم
باغ میں بلبل کا تیار آشیانہ ہو چکا

کیا خزاں میں آب و رنگ باغ فوردن ہے عجب
سب زر گل لٹ چکا خالی خزانہ ہو چکا

وائے نادانی کہ اب فکر سبکدوشی ہوئی
دفتر عصیاں جب اپنا بارشانہ ہو چکا

غل اٹھا زنجیر سے پریوں کا دیوانہ ہے یہ
عشق میں بدنام میں خانہ بخانہ ہو چکا

گور تک وہ ساتھ میت کے رہے حد ہو گئی
دشمن جاں سے بھی حق دوستانہ ہو چکا

ہم فقیروں کے بھی گھر لائی تھی انکو سادگی
اب وہ للّٰہی تو انکا کارخانہ ہو چکا

خواب غفلت مہر کب تک جاگئے اٹھ بیٹھئے
صبح ہونے آئی شب گذری فسانہ ہو چکا

طوفاں بپا ہے دیدۂ نم تو نے کیا کیا
مجھکو ڈبو دیا یہ ستم تو نے کیا کیا

کس رات آگیا مجھے کس دن طلب کیا
اے جان پاس قول و قسم تو نے کیا کیا

مجھکو تو ایک دم کی جدائی تھی ناگوار
اے چرخ روسیہ یہ ستم تو نے کیا کیا

چھٹوائی ہم سے کوچۂ جاناں کی سیر بھی
اے اشتیاق باغ ارم تو نے کیا کیا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہیں لکھا ہے

تم سے غرض ہے غیر کو بیہودہ پن سے کیا
پروانہ کو ہے شمع سے کام انجمن سے کیا

لعل یمن تراش کے بنوائے ہین یہ ہونٹھ
موتی لیے ہین دانتون کے نگ عدن سے کیا

سیدھی طرح سے کیون نہ کہو اب نہ آئیو
ٹیڑھے جو ہو رہے ہو تم اس بانکپن سے کیا

کہیئے نہ یہ کہ میری گلی سے تجھے غرض
سمجھو تو بلبلون کو غرض ہے چمن سے کیا

کیون شاعری کو جھوٹ کا دھبہ لگائیے
کچھ ہو تو کہیے فائدہ ذکر دہن سے کیا

تیر نگاہ نازکیکا اگر نہ تھا
پہلو کو توڑتا ہوا نکلا ہے سن سے کیا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے
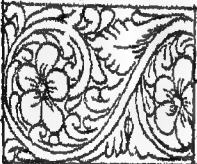
ظلم سے بھی ظالمون کو آسرا ہو جائے گا
پیر گردون کو مرا نالہ عصا ہو جائے گا

آبروئے اشک ندامت سے مجھے ہو گی نصیب
پنجۂ مژگان تر دست دعا ہو جائے گا

تیغ کہسارون سے نکلیگی مرے سر کے لئے
جادۂ صحرا بھی خط جلاد کا ہو جائے گا

ہو گی نیکون سے بدی مین ہون وہ برگشتہ نصیب
تیرہ بختی کا سبب ظل ہما ہو جائے گا

گرد تو نہین جلتا ہے گا روئے آتشناک سے
جلتے جلتے آفتاب اک دن توا ہو جائے گا

دیدۂ زاہد مین بھی ہے طفل ہندو کی جگہ
کفر یان تہ نظر ہوگا تو کیا ہو جائے گا

تنگ ہے تیرا سہارا مجھکو اے کشتی فقر
یہ فقیر اب غرق موج بوریا ہو جائے گا

دیکھنا کیسا ترا دم بند ہوگا اے مسیح
وہ لب جان بخش گر معجز نما ہو جائے گا

کشتی پوشاک اٹھانا صبح کہہ جوش سرشک
اس سفینہ کو بھی لازم ناخدا ہو جائے گا

میکدہ مین محتسب تو شیشہ و ساغر نہ توڑ
دشمن جانی ترا چھوٹا بڑا ہو جائے گا

زیر کف گلشن مین گل اسواسطے ہے عندلیب
یعنی تیرے خون کا یہ خونبہا ہو جائے گا

باغ مین سبزوان پامال ہوکر سرخ رو | رشک اک عالم کو تجھ پر اے حنا ہو جائے گا
پیر جھین گے مجھے اپنا فقیر نقش بند | میرا شجرہ بس یہی نقش بوریا ہو جائے گا
بادشاہون کو گدا سمجھے گا آتش کے بقول | جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا

عاشقانہ کچھ سنا اشعار مہر دل فگار
پھر کسی دن اس طرح کا مشغلا ہو جائے گا

آستان یار پر کب جبہہ سا ہو جائے گا | کب رسا اپنا یہ بخت نارسا ہو جائے گا
یا خدا کب بوسہ لب مجکو دے گا وہ صنم | کب مسیحا مجھ مریض عشق کا ہو جائے گا
دیکھئے کب تک گلو گیر اے جنون رہتا ہی طوق | کب تہ تیغ جفا اپنا گلا ہو جائے گا
کب کھلین گے جوہر اپنی چشم حیران کے انجین | دیکھئے کب آئینے کا سامنا ہو جائے گا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

وہ زار ہون کہ سر پہ گلستان اٹھا لیا | وہ خار ہون کہ پہلوے گل کو دبا لیا
کیا مجسے چال چلتے وہ مین بھی ہون چلبلیا | کترا کے چلدیئے یہی کہ بندہ نے جا لیا
کیا بات بوسہ لب جان بخش یار کے | پنجہ سے موت کے مجھے اسنے بچا لیا
مین جیسے نالے کرتا ہون انکے خیال مین | گائے تو اس طرح سے کو یلا خیالیا
اون کی گلی کے کتے سے تو منہ کے کہائیگا | ہڈی کا میرے نام جو تونے ہما لیا
تصویر کھینچتا ہون سراپائے یار کی | ہین عالم مثال کہ شعر سنا لیا
اٹھوا دیا رقیب کو وان بیٹھ بیٹھ کے | ایسے جمے کہ ہمنے بھی نقشہ جما لیا
داغون کی بس دکھا دی دوالی ہین عشق نے | ہم سا نہو گا کوئی جہان مین جوالیا

کہنے لگے مرید کہ پہنچے ہوئے ہین آپ
موسیٰ بنا وہ ہاتھ مین جسنے عصا لیا

ایسے نہ جیب کترے کہین ہین نہ گٹھ کٹرے
پہلو مین بیٹھتے ہی دل اُسنے اڑا لیا

آیا شباب روپ پہ حسن و جمال ہے
اس باغ مین بہار نے رنگ اب جما لیا

واعظ حساب لینگے وہان تجھسے دانہ دانہ
رزاق کا ہے شکر جو کھلوا یا کھا لیا

یاد آگئی جو ہمکو وہ گردن صراحی دار
شیشہ کو میکدہ مین گلے سے لگا لیا

للہ بوئے گل سے نکر مجکو بد دماغ
خوشبو اڑا کے اُن کے بدن کی صبا لیا

آتے ہین وہ کہین سے تو ای مہر فرض لم
چکنی ڈلی الاچی منگا پان چھا لیا

مجھے یا چھوان سے کہے کیون نہ جہان کہ وہ دعوئے شعر و سخن نہ ہا
کبھی موئے کمر کا خیال نہین کبھی یاد تمہارا دہن نہ ہا

یہان درد فراق سے تاب نہین مرے شوق کا حد و حساب نہین
وہان خط جو گیا تو جواب نہین مرا یار وہ عہد شکن نہ ہا

مری قبر پہ شاہد جی نے کہا کہ ہے دامن دشت مین قیس موا
کوئی تجھسا شبک نہ جہان سے گیا تری نعش پہ بار کفن نہ ہا

کبھی چمکا نہ اختر بخت نگون کہو کس سے مین شکوہ یار کرون
گہا دیکھ کے درہم داغ جنون یہ وہ سکہ ہے جسکا چلن نہ ہا

مجھے قافلہ ریگ روان کا ملا تو کیا یہی اوس سے بھی مین نے گلہ
کبھی بستر خاک ہی مین نہ ہلا وہ غریب ہون جسکا وطن نہ ہا

نہین موتیون مین یہ صفا یہ ضیا تری دانتون پہ سلک گہر ہے فدا

ترے لفظِ دہن مین بھی نقطے کی جا کہون کیونکہ مین دُرِ عدن نہ رہا
ہوئی زلف کی یاد مین عمر بسر کہو کیون نہو نامہ سیاہی کا ڈر
رہے تیرگی گور کی پیش نظر مجھے یاد سوادِ ختن نہ رہا
کہین تو نے جو آنکھین بھی دکھائین ذرا تو بس آنکھین چراتے ہی تجھسے بنا
جو غزال تھا اب وہ چکارا ہوا جسے کہئیے ہرن وہ ہرن نہ رہا
تمہین سبزۂ خط نہین چاہیئے تھا خس و خار کے رکھنے سے فائدہ کیا
اسے پال مین رکھا تو تھہر گیا کہ مزے کا سیبِ ذقن نہ رہا
شبِ ہجر مین صدمے تو گذرے تھے یہان مگر ان کے وصال مین یاد کہان
جو ہوا سو ہوا کرون کیا مین بیان مجھے یاد وہ رنج و محن نہ رہا
ترے فیض سے ہم مین مدام جوان ہمین صحبتِ بنتِ عنب تھی کہان
ترا دور ہوا جو ہین پیرِ مغان غمِ گردشِ چرخِ کہن نہ رہا

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

قابلِ گیسوے جانانہ بنایا ہوتا
دل صد چاک مرا شانہ بنایا ہوتا
کاش ہو پاس خمِ مے تو اٹھے کیفیت
کاسہ سر مرا پیمانہ بنایا ہوتا
شمع رویون کی جو لو اسکو لگی رہتی ہے
مرغِ دل کو مرے پروانہ بنایا ہوتا
قیس دل تفتہ کو لیلے کا بنایا مجنون
اس پری کا مجھے دیوانہ بنایا ہوتا

اس مین تھا مہر فلک قدر کا درخشندہ فروغ
ذرۂ کوچۂ جانان نہ بنایا ہوتا

اسے مہر جو دان نقاب سرکا
تڑکا ہو جائے گا سحر کا

اللہ رے طول پل بے الجھاؤ
ہے زلف کا قصہ رات بھر کا

مصحفی کی بیاض بھی تو دیکھیں
مضمون تو ڈھونڈیے کمر کا

بنتا تو ہے خاک سے بھی سونا
محتاج نہیں فقیر زر کا

دل میں ہے خیال چہرۂ یار
ہمسایہ ہوں آئینہ کے گھر کا

میٹھا تیری لب کا کیا ہی مجکو
ہے رنگ تو سرخ اس شکر کا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہیں لکھا ہے

مرے دست جنوں کو شغل اچھا نکل آیا
گریباں پھٹ گیا تو دامن صحرا نکل آیا

کیا طوفاں سا طوفاں ہماری دیدۂ تر نے
جو اک آنسو نکل آیا تو اک دریا نکل آیا

گماں مجکو ہوا وہ کہکشاں ہے اور یہ تارے
ترے تسبیح کے دانوں سے جب ڈورا نکل آیا

تری چشم و کمر کا جب خیال آیا ہے صحرا میں
ادھر آہو نکل آیا ادھر چیتا نکل آیا

ترے آتے ہی جنت ہو گیا اے حور گھر اپنا
جہاں سایہ پڑا تیرا وہاں طوبے نکل آیا

لکھا جب شعر وصف زلف میں ہمنے تو سن لینا
پریشاں حال گو ہر تار سے سودا نکل آیا

ترے رخسار تاباں سے میں دیتا چاند کو نسبت
مگر کیا کیجئے مہتاب میں دھبا نکل آیا

نکالی مانگ اس نے کوچۂ گیسو سے دل نکلا
چلو اچھا ہوا یہ راستہ سیدھا نکل آیا

خیال گریہ اب تو خواب میں بھی ہمکو رہتا ہے
ہوئی طغیانی دریا تو یہ سوتا نکل آیا

دل اسکے ساتھ چل نکلا تو وہ کہنے لگا ہنسکے
جسے بیمار سمجھے تھے بھلا چنگا نکل آیا

کروں گا نامہ بر حال دل مضطر رقم کرکے
اگر لوٹن کبوتر کا کوئی پٹھا نکل آیا

ہمارا جذبِ دل تیری سواری پھیر لائے گا
وہ مجنون تھا کہ جس سے ناقہ لیلے نکل آیا

تصرف سے نہین خالی ہے دیوانونکی صحبت بھی
بجا ہے مرغ مجنون کے اگر کانٹا نکل آیا

ہوئی کیا وجہ کیون چھائی ہے زردی آپکے چہرے پر
تمہارے روبرو کیون مہر تھرّاتا نکل آیا
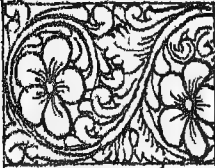
تری تلاش سے باقی کوئی مکان نہ رہا
حرم مین دیر مین بندہ کہان کہان نہ رہا

پری کا ورد کہ اور او حور یان نہ رہا
تمہارے حسن کا چرچا کہان کہان نہ رہا

خوشی کو دل سے تعلّق کبھی یہان نہ رہا
سوائے غم کوئی اس گھر مین میہمان نہ رہا

بتون کو چھیڑ ہوئی یہ جو دل یہان نہ رہا
خدا کے فضل سے کعبہ کا بھی نشان نہ رہا

غبارِ خاطرِ یارانِ رفتگان نہ رہا
مین خاک ہوکے بھی دنبالِ کاروان نہ رہا

بجائے خندہ مرا زخم دل لہو رو یا
دہانِ زخم سے بھی مین تو شادمان نہ رہا

گذر ہے بیت مین یان تازہ تازہ مضمون کا
یہ گھر وہ ہے کہ جہان در پہ پاسبان نہ رہا

ہمیشہ مشقِ ستم ہی کیا کئے تم تو
جفا کشی کا مری کس دن امتحان نہ رہا

یہی امید تھی ترجیح کی رقیبون پر
ستم ہوا جو تمہین ذوقِ امتحان نہ رہا

تری کمر پہ ہوئے ہم ہوا عدم کا یقین
کسی طرح کا بس اب شبہہ درمیان نہ رہا

گذر ہوا مرے دشتِ مہیب مین کس کا
یہان پہ ریگِ روان کا بھی کاروان نہ رہا

وہ بے حجاب ہوئے عالمِ شباب آیا
بہار آئی تو گلشن مین باغبان نہ رہا

دہن نہ ہونے کی کیا وجہ کچھ کہو تو سہی
یہان تو غنچۂ گل تک بھی بے دہان نہ رہا

کشان کشان گیا تا نجد ناقۂ لیلے
رہا یہ جذبِ محبت جو ساربان نہ رہا

کہان کہان گئی وصفِ دہن مین فکر رسا
مکان کوئی عرض تا بہ لامکان نہ رہا

ہنوز میان میں تھی وہ کہ ہم شہید ہوئے
ہمارے سے تیغ کے کچھ فرق درمیان نہ رہا

فلک سے تنگ ہوا اس قدر کہ مر ہی گیا
رہا میں زیر زمین زیر آسمان نہ رہا

نہ کی تیرے لب جان بخش نے مسیحائی
وہ مہر ہوں کہ مسیحا بھی میہمان نہ رہا

بشکل آئینہ دل صاف جو پیدا کرتا
وہ مجھے دیکھتا اور میں اسے دیکھا کرتا

بوسے دیتا وہ مجھے مردے کو زندہ کرتا
لب جان بخش بھی اعجاز مسیحا کرتا

لب جانان کا جو عیسیٰ سے میں چرچا کرتا
اس کا منہ تھا کہ پھر اعجاز کا دعوی کرتا

لاکھ گر دعوئے اعجاز مسیحا کرتا
کوئی بیمار محبت نہ مداوا کرتا

کیوں بتوں کے میں بھلا ناز اٹھایا کرتا
کاش دنیا میں خدا مجھکو نہ پیدا کرتا

مجھسا بیمار تمنائے شفا کیا کرتا
میں تو عیسیٰ سے بھی پرہیز کی تمنا کرتا

مہر گردش کے سوا مجھسے فلک کیا کرتا
میں کس امید پہ کچھ اس سے تمنا کرتا

لاگ تھی دل کو محبت کی یہاں طفلی سے
کھیلتا کھیل اگر جان پہ کھیلا کرتا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہیں لکھا ہے

اک خیر بھی ہی شر کوئے پیدا نہیں ہوتا
شکر اس کا ہے میرا وہاں شکوا نہیں ہوتا

کس روز مرے رونے سے طوفان نہیں اُٹھتا
وہ کونسا آنسو ہے جو دریا نہیں ہوتا

مونے نے بھی گل کھایا ہے چھلے کا تمھارے
اس طرح کا روشن ید بیضا نہیں ہوتا

لیجا کے مجھے میرے مسیحا سے یہ کہدو
یہ ہے وہی بیمار جو اچھا نہیں ہوتا

عاشق ہو بھلا تم پہ کس امید پہ کوئی
تسکین نہیں ہوتی ہے دلاسا نہیں ہوتا

بدنام ہوئے ہم تو عجب کچھ نہیں ناصح | وہ کون ہے جو عشق میں رسوا نہیں ہوتا
بوسے لب شیریں کے عنایت نہیں کرتے | کیوں جان کبھی منھ میرا میٹھا نہیں ہوتا

کچھ ہند ہے اے مہر بیان پوچ بتوں کو
کیوں برہمن دیر و کلیسا نہیں ہوتا

کیا کیا گمان نہ ابروے پیوستہ پر ہوا | شمشیر لکھدیا ہے کچھ ثابت مگر ہوا
موزون ہر اک زمین میں جب شعر تر ہوا | میں شاعرون میں بادشہ بحر و بر ہوا
اُس جنگجو کا غیر کے لمبیں بھی گھر ہوا | ویرانہ بوم شوم کا رستم نگر ہوا
عیب حسین ہر اک کی نظر میں ہنر ہوا | دھبا کوئی لگا تو وہ داغ قمر ہوا
مطلع حضور مصرع قد کو رقم کیا | منظور شاعرون کو جو وصف کمر ہوا
شمشیر بنگئے ترے ناخن ہلال سے | انگلی کے اک اشارہ سے شق القمر ہوا
دیکھا بغور جب تو یہ سوجھی میان فکر | وابستہ کمر مرا تارِ نظر ہوا
ہوتا ہے لامکان کا اُسی بیت پر گمان | جس شعر میں بیان ترا وصف کمر ہوا
شکوہ رہا جہان کے نشیب و فراز کا | چکر سے پاؤن کے میرے ویران سر ہوا
ہر ہفت پر جو غش میں رہی ہفتہ دوست ہیں | ہم سے خلاف آپ کو کیون اسقدر ہوا
خندان ہے جام گریۂ مستانہ پر کہان | شیشہ کا قہقہا جو سنا وہ کدھر ہوا
دزدِ حنا تھا دستِ حنائی میں آپ کی | خونی کا یہ گمان مجھے اس چور پر ہوا
سرمہ لگا کے پہلے سیہ تاب کر لیا | تیغ نگہ سے قتل جو مدنظر ہوا
تمکو مرے لہو کی قسم مہدی اب ملو | راضی ہون اس میں خون بھی میرا اگر ہوا
میں بھی مٹھائی بانٹون گا یا حضرت مسیح | بوسہ اک اُن لبون کا میسر اگر ہوا

اے ظہیر بدرچاج سے لے اس غزل کی داد
کاوش کا خاتمہ ترے اشعار پر ہوا

کیا جانے تو اس مین سے منظور خدا کیا
تم دیر مین آ بیٹھے تو کعبہ مین رہا کیا

گلزار مین پھر کوئی گل تازہ کھلا کیا
گھبرائی سی پھرتی ہے تو اے باد صبا کیا

زلفون کے پڑا پیچ مین شانہ نے خلش کی
ایک اس دل رنجور پہ صدمے ہوئی کیا کیا

کیا حضرت عیسےٰ کے قدم رنجہ سے حاصل
بیمار محبت ہون بھلا میری دوا کیا

دل نذر کیا جان کو صدقے کیا تم پر
کیا چاہیے اب اور مرے پاس رہا کیا

پتھر کو بھی سنتے ہین کبھی موم ہوا ہے
کیا غم ہے بتو دیکھو تو کرتا ہے خدا کیا

جب اُن سے مین کہتا ہون کہ سن لیجے اک عرض
جھنجلا کے وہ فرماتے ہین سب مجھسے کہ کیا کیا

کس طرح وہان پہ گئے کیونکر کہا پیغام
پھر کہیو مین صدقے ترے ہان باد صبا کیا

کیا مجھپہ یہ بت ظلم وجفا یون ہی کرینگے
منظور ہے حق مین مرے اے بار خدا کیا

یہ عکس سیہ چند کا ہر سانپ نہین ہے
تم دیکھ رہے ہو مری جان روبقفا کیا

مجھکو تو جلایا لب جان بخش نے تیرے
اعجاز سے اے جان مسیحا نے کیا کیا

کہتا ہے جسے نیّر خورشید زمانہ
اے جان ہے تیرا ہی وہ نقش کف پا کیا

او وصل کی شب ایک ذرا آج تو بڑھ جا
ارمان مرے دل مین ابھی اور ہین کیا کیا

کیا اون کا گلہ کیجے جی سے ہے تو جان ہے
مین جان سے ہون اپنے خفا وہ ہین خفا کیا

آیا جو یہان پردہ گیا جان سے اپنی
قاتل ترے کوچہ ہی مین رہتی ہے وبا کیا

کیا ننگ ہے عریانیِ تن کا ہمین ناصح
آیسے ہی ہم آئے تھے ازل سے بھی پہنا تھا کیا

زنجیر کی کڑیین ہے دیوانون کا مسکن
اور اگرہ مین اپنا بتاؤن مین پتا کیا

چمکا ہوا ان روزوں سبھی دیکھتے ہیں مہر
اُس چہرۂ پرنور سے مُنہ تو نے ملا کیا

سینہ سے رہی دل کے ستانے کو غم آیا سیدھا
راستہ دیکھ لیا ہے مرے گھر کا سیدھا

ایک صورت کبھی طالع کی نہ دیکھی ہم نے
خطِ تقدیر پہ لکھا ہے عجب اولٹ سیدھا

سیدھی سیدھی ہمیں ہر وقت سناتے بیٹھتے ہو
نام سُن پایا ہے صاحب نے بچارا سیدھا

ٹیڑھے بانکے ہوئے اُس شوخ کے آگے سیدھے
کیا ہی کج فہم ہے وہ جو اُسے سمجھا سیدھا

عشق پہچان کو کیا ہم نے جو آڑا ترچھا
سرو کو یار نے گلشن میں بنایا سیدھا

خط کے آنے پہ بھی ٹیڑھا ہی رہا وہ ہم سے
خضر نے بھی ہمیں رستہ نہ بتایا سیدھا

قسم واللہ میں قائل ہوں تری باتوں کا
خوب اندازِ سخن ہے ترا سیدھا سیدھا

جاتے جاتے وہ مسیحا جو پھر آیا اولٹا
آتے آتے ملک الموت بھی سیدھا اولٹا

کیا لطافت ہے تنِ صاف میں اللہ اللہ
ایک سا دستِ حنابستہ ہے سیدھا اولٹا

آنسو آتے ہیں جو آنکھوں میں تو پیتا ہوں
کیا تماشا ہے کہ بہتا ہے یہ دریا اولٹا

میں تو مرتا ہوں جلاتا نہیں بوسہ دیکر
مجھ پہ ہوتا ہے خفا اور مسیحا اولٹا

اون کا پردے کا اولٹنا جو سب مجھے یاد آیا
دستِ وحشت نے مرے دامنِ صحرا اولٹا

برجِ خورشید کا دھوکا ہوا رتھ پر مجکو
کس نے مہندی لگے ہاتھوں سے یہ پردا الٹا

اے صبا صبحِ قیامت کا گریبان پھٹا
درِ جانان کا ہوا سے بھی جو پردا الٹا

چھوڑ کر کوئے صنم لوگ چلے کعبہ کو
خوب جنت کا نکالا ہے یہ رستا اولٹا

زلفِ طرار چرا لے تو چُرا لے دل کو
پھیر دیتا ہے خریدار یہ سودا الٹا

مین ہون اسے قیس ہی دیوانہ برگشتہ نصیب
جب نظر پڑ گئی آنکھون پہ ہرن بھاگ گئے
کیا ہے محتاج کفن نعش کسی عاشق کی
کیونکر اس ابلق ایام کو شایستہ کہون
تیرے بیمار محبت کا بھروسا کیا ہے
کوئی مجنون سا ہوگا کہین برگشتہ نصیب

صورت تخت یونان مرا صحرا اولٹا
دیکھتے ہی کمر یار کو چیتا اولٹا
کیون سراسیمہ ہوا ڈرسے ہو دوپٹا الٹا
دفعتاً کب نہ سوارون پہ یہ گھوڑا اولٹا
اب تو چلتا ہے دم اسے رشک مسیحا الٹا
نجد مین جا کے پھرا ناقہ لیلا اولٹا

مین نے بتخانہ کی جانب ہی پڑھی مہر نماز
شیخ یکبار ہا کرتے ہو کیہ سجدا اولٹا

ہستی ملنے مین ترا جلوہ دندان دیکھا
قصہ نوح سنا مجکو بھی گریان دیکھا
تونے ای قیس کوئی مجھسا بھی عریان دیکھا
اک جہان ڈوبتے ای دیدہ گریان دیکھا
کیا کہین ہمنے جو کچھ بادہ فروشان دیکھا
ساتھ مشعل لیے پھرتے ہین جہان ذی نخوت
آمد آمد جو سنی موسم گل کی ہم نے
ہاتھ باندھے گئے مہندی کے بہانے تیرے
ہم نے عشق رخ و گیسو مین ترے لیل و نہار
مر گئے لاکھون ہی بیمار تب فرقت کے
آئینہ سے بھی وہ کہتے ہین کہ اندھا ہوگا

برق کو ابر کا وابستہ داماں دیکھا
جس کو طوفان تو سمجھا تھا وہ طوفان دیکھا
نام دامن کا جو آیا نہ بیابان دیکھا
ہمنے آنکھون سے غرض نوح کا طوفان دیکھا
نخوت جم پہ ہر اک جام کو خندان دیکھا
ہم نے شہرون مین نیا غول بیابان دیکھا
گاہ دامن کو تکا گاہ گریبان دیکھا
کافر آخر اثر خون مسلمان دیکھا
شام کو ہند سحر کو حلبستان دیکھا
ہمنے بس تجھکو بھی اے عیسی دوران دیکھا
ہمکو تو نے نظر بد سے جو عریان دیکھا

مہر کیا حال ہے کیوں زرد ہوا جاتا ہے
کیا کہیں تو نے بھی اوسکا رخ تاباں دیکھا

آفتاب اب نہیں نکلنے کا — دور آیا شراب ڈھلنے کا
سانپ کہتے ہیں زلف کو شاعر — کام کرتے ہیں منہ کچلنے کا
لاکھ ہم چکنی چپڑی بات کریں — اُن کا دل اب نہیں پھسلنے کا
صفتِ لب میں شعر کہتے ہیں — اب ارادہ ہے لعل اُگلنے کا
کوٹتے ہیں جو اپنا ہم سینہ — ہے عوض چھاتیاں مسلنے کا
وان اوچھل کود ہے تمہیں صاحب — عارضہ یاں ہے دل اُچھلنے کا
کیوں نہ ہر طرح میں ہو بات نئی — یاں ہے قابو زبان بدلنے کا
ایک بوسے کی بھی جملائے اب — قصد ہے اُن کو مِسّی ملنے کا
نخلِ ماتم کے سایہ میں نہ ٹھہر — ہے مسافر جو قصد چلنے کا
چشم پوشی سے طفلِ اشک اپنا — ڈھنگ سیکھا ہے اب مچلنے کا
حفظِ تیرِ نگہ ہے عین خطا — نہیں پیغام موت ٹلنے کا
ہم بھی کھیلا کرینگے جان پر اب — شغل اچھا ہے دل بہلنے کا

مہر حربا ہے دوستی تا چند
غم نہیں رنگ کے بدلنے کا

پوچھے گا جو وہ رشکِ قمر حال ہمارا — اے مہر چمک جائے گا اقبال ہمارا
سو وصف ہیں تری زلف کے لکھتے ہیں جو اشعار — ہوتا ہے سیہ نامۂ اعمال ہمارا
ابرو کا اشارہ کیا تم نے تو ہوئی عید — اے جان یہی ہے مہِ شوال ہمارا

ہر بار دکھاتا ہے جنون خانۂ زنجیر — اس گھر مین گذارا ہوا ہر سال ہمارا
کٹتے ہی وہ کہتے ہین کہ جاتے ہین لبِ بام — بے چین ہین منگوا ہے سکھپال ہمارا
مضمون نہ بندھا موئے کمر کا تو وہ بولے — لیٹا ہوا شاعرون سے بال ہمارا
مہتاب سے کتنا ہے مرا چاند کا ٹکڑا — رخسار ترا صاف ہے یا گال ہمارا
تم عرش ہلاتے ہو قدم رکھ کے زمین پر — اس چال سے دل ہوگیا پامال ہمارا
اک پل بھی جدا دیدۂ تر سے نہین ہوتا — اب آنکھ کا پردہ ہوا رومال ہمارا
یان روح پہ ہوتا ہے اس آواز کا صدمہ — جی سے گیا شب وصل مین گھڑیال ہمارا

یان گنجِ معانی ہے تو وان سیم و زر اے مہر
دولت وہ بخیلون کی ہے یہ مال ہمارا

اتفاق چشم و ابرو یا خدا کیونکر ہوا — کعبہ و بتخانہ تعمیر ایک جا کیونکر ہوا
تم وفادار اور بندہ بے وفا کیونکر ہوا — بندہ پرور مین بھلا کہئے برا کیونکر ہوا
دستیاب اے چرخ پنجہ مہر کا کیونکر ہوا — کیا ستم ہے قطع پھر دستِ دعا کیونکر ہوا
باغبان کیا تو نے بویا دانۂ زنجیر زلف — سنبل تر باغ مین پیدا کیون ہوا کیونکر ہوا
اس تجاہل کے مین صدقے مجکو زخمی کر کے وہ — مجھ سے ہی خود پوچھتے ہین کیا ہوا کیونکر ہوا
پوجتے ہندو مسلمان کو خدا کا نام تو — مہر عاشق ہے بتون کا پارسا کیونکر ہوا

جور چرخ رو سیہ اور تجسا نازک طبع مہر
تو جفاکش اس قدر اے میرزا کیونکر ہوا

وارد کوہ و بیابان جب مین دیوانہ ہوا — کوہکن سے دوستی مجنون سے یارانہ ہوا
وحشت افزا کسقدر اپنا بھی افسانہ ہوا — میرا قصہ سنتے سنتے قیس دیوانہ ہوا

خار صحرا پر خراماں جب میں دیوانہ ہوا — خون پا سے رشکِ پائیں باغ ویرانہ ہوا

آنکھ نرگس سے لڑا کر آشنا ہو عندلیب — اے گُلِ تر ایک میں اور سبزہ بیگانہ ہوا

پہنئے کفنی قناعت سے لباسِ فقر میں — کب تبدل اسکو شکل رخت شاہانہ ہوا

کل وہاں پر ہوئے گا گورِ غریباں کا مقام — آج جس جا پر بنا قصرِ امیرانہ ہوا

بیعت دستِ سبو کا بس پیالا پی لیا — تاک کا شجرہ ملا مشرب بھی رندانہ ہوا

شمع کو کل دیکھتے ہی انجمن میں پھنک گیا — آگ سے جلتے تن عاشقوں میں ہمسا پروانہ ہوا

ٹل گئی سر سے بلا اپنا مقدر کھل گیا — موئے سر میں آج دستِ یار کا شانہ ہوا

اب کہیں کوئی ٹھکانا ہی نہیں جز کوئے یار — مرتد کعبہ ہوا مردودِ بتخانہ ہوا

جام کوثر ساقی کوثر بھی دینگے حشر میں — دستِ ساقی سے عنایت مجکو پیمانہ ہوا

کفر کی ظلمتیں ہیں اے مہ تری تسبیح میں — کوکب سیارہ سان روشن ہر اک دانہ ہوا

کون ایسا ہے جو مجھ بیکس کی دلداری کرے — در پئے جان دوست دشمن اپنا بیگانہ ہوا

خوب ہے پکڑے بہم کافر بھی بلا کی سانپ تجھے — پنجۂ افسون گر کا زلفون میں تری شانہ ہوا

تم بتا دو کس جگہ رستے ہیں دل عشاق کے — ڈھونڈھ لون گا آپ میرا دل ہے پہچانا ہوا

سوزنِ عیسیٰ سے اُس کے پاؤں کے موزے سیے — پنجۂ خورشید حاضر سے کئے دستانہ ہوا

چاہتا ہوں اپنی زنجیریں جنوں کے جوش میں — رزق میرے واسطے زنجیر کا دانہ ہوا

دربدر مارا پھرا میں جستجوئے یار میں — زاہدِ کعبہ ہوا رہبان بت خانہ ہوا

نامہ پر مجھ بادہ کش کے صاد چشمِ مست ہے — نامۂ اعمال میرا خطِ پیمانہ ہوا
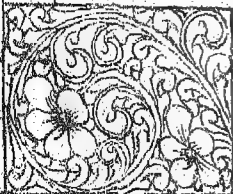
میرے گھر آیا ہے میرے شعر سننے کو وہ مہر
غیرتِ بیت الشرف اپنا بھی کاشانہ ہوا
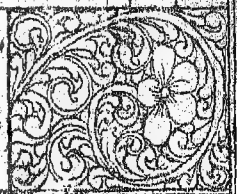
کب وان حیا و شرم کا عالم نہین رہا
کب دست بستہ پنجۂ مریم نہین رہا

کس روز یان خوشی ہوئی کب غم نہین رہا
کب مہر مجکو ماہ محرم نہین رہا

اللہ ری شرم ہو گئے تم تو عرق عرق
آب روان ہے جامۂ شبنم نہین رہا

اٹھین گے اس نحیف سے صدمات ہجر کب
رخصت ہو عشق مجھ مین بس اب دم نہین رہا

تلوار کر میان مین قاتل خدا سے ڈر
بس بس ترے شہید مین اب دم نہین رہا

نفرت ہی ہے مجکو تلون سے عمر بھر
قایم تو رنگ چہرے پہ اک دم نہین رہا

یان تک رواج بخل ہوا ہے زمانہ مین
اب اعتبار قصۂ حاتم نہین رہا

چھپ چھپ کے کب نہ روئے غم عصمتی مین ہم
کب چشم تر پہ دامن مریم نہین رہا

کس کس طرح سے روز گریبان سیا گیا
لیکن ہزار شکر سلم نہین رہا

آنکھین نہ کیون چرائے ابر بہار سے
افسوس جوش دیدۂ پر نم نہین رہا

قاتل کے دل سے بل نہ گیا ورنہ وقت قتل
تڑپا مین یہ کہ تیغ مین بھی خم نہین رہا

رہنے لگا ہے ورد پہ اپنے اسے سوز یان
اے مہر اب تو مہر مجسم نہین رہا

اس زلف کے سودے کا خلل جائے تو اچھا
اس پیچ سے دل اپنا نکل جائے تو اچھا

شطرنج مین جی اون کا بہل جائے تو اچھا
اے مہر یہ چال اچھی ہے چل جائے تو اچھا

اس زیست سے اب موت بدل جائے تو اچھا
بے چین ہے دل جان نکل جائے تو اچھا

محروم ہون اس دور مین ساقی فقط اک مین
اے کاش خم بادہ ابل جائے تو اچھا

خم ٹھونک کے کرتا ہے یہ اب پیچ بلا کے
اس طرۂ طرار کا بل جائے تو اچھا

اس عشق مین پھر جان کے پڑ جائین گے لالے
اب بھی دل بیتاب سنبھل جائے تو اچھا

چھو جائے جو بندے کی سوا جسم سے تیرے ‏— اللہ کرے ہاتھ وہ گل جائے تو اچھا

کیا عشق سا ہے عشق محبت سی محبت ‏— بدلون گا مین اس دل کو بدل جائے تو اچھا

ممکن ہی نہین ہے کہ بچے جان سلامت ‏— اوس کوچہ مین مشتاق اجل جائے تو اچھا

بوسون مین مزا قندِ مکرر کا ہو ساقی ‏— اک دورِ دوبارہ کا بھی ڈہل جائے تو اچھا

اب ذوق کی مانند غمِ عشق جگر مین ‏— کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

رنگینیٔ فکر اور میری روشنیٔ طبع ‏— کچھہ لعل و گھُہر اور اوگل جائے تو اچھا

احباب بنارس کے لئے مہر کا تحفہ
ایک اور بھی ساتھ اسکے غزل جائے تو اچھا

چاہت کا بکھیڑا کہین چک جائے تو اچھا ‏— روکین گے طبیعت کو جو رک جائے تو اچھا

قاتل مری گردن پہ سر اک بارِ گران ہے ‏— دنیا سے جو انسان سبک جائے تو اچھا

اک دم کے لئے چاہیئے کیا دولت دنیا ‏— گر ساتھ حشم جاہ تزک جائے تو اچھا

دیکھو تو یہوین تان کے اک دن مہ نو کو ‏— ابرو سے ہلال اور بھی جہک جائے تو اچھا

اب خنجر قاتل کے تقاضے سے ہے دم بند ‏— سر دین ہے گردن پہ کچھہ چک جائے تو اچھا

الجھا ہی رہے طرۂ طرار سے شانہ ‏— یہ چور اگر کاٹھہ مین ٹھک جائے تو اچھا

مجھہ رند کے دل سے جو دہوان اٹھتا ہے ساقی ‏— پینا لئے یہ کچھہ ابر تنک جائے تو اچھا

ہم مہر محبت سے بہت تنگ ہین ابتو
روکین گے طبیعت کو جو رکجائے تو اچھا

عشقِ جانِ جہان نصیب ہوا ‏— اک زمانہ مرا رقیب ہوا

مر گئے ہم مسیح کے دم مین ‏— کچھہ بھی اک واقعہ عجیب ہوا

اُن سے کہدو کہ آپ پر عاشق ۔۔۔ بیکس و بیوطن غریب ہوا
نہ سُنے نالے کیا کبھی گل نے ۔۔۔ تجھکو کیا رنج عندلیب ہوا
پاس آدابِ حسنِ یار رہا ۔۔۔ عشق میرے لیئے ادیب ہوا
جب نکیرین نے سوال کیئے ۔۔۔ یا علی کہکے مین مجیب ہوا
میرا سر ہوگا اور اُن کے پاؤن ۔۔۔ یا ور اپنا اگر نصیب ہوا

جب ہوا قبر مین سوال ی مہر
یا علی کہکے مین مجیب ہوا

کہان پیراہن یوسف بجرانِ اوصاف کا جوڑا ۔۔۔ نہ اُترا ملگجا ہوکر تنِ شفاف کا جوڑا
زیادہ بال سے بھی لٹ گیا ہے جسمِ زار اپنا ۔۔۔ ہمارے واسطے ہو قطع اُس مُوباف کا جوڑا
اِدہر دولت سرا سے یار اُدہر اغیار کے گھر مین ۔۔۔ ہمارا کلبۂ احزان بھی ہے اعراف کا جوڑا
جب اُس آئینہ رو نے آئینہ مین اپنا مُنہ دیکھا ۔۔۔ نظر آنے لگا آئینۂ شفاف کا جوڑا
کبھی رہتی ہے دخت رز بھی کچھ پانی سا مرتا ہی ۔۔۔ حریفون نے ہمین تاکا ہے اس حرّاف کا جوڑا
کبھی ہمنے نہ معشوقانِ بازاری سی یاری کی ۔۔۔ نہ آیا ٹھیک اپنے پاؤن مین اجلاف کا جوڑا

نہ کیونکر مہر اپنے جامہ سی باہر ہوا ے ناصح
ہوا ہے قطع اِس پر عین و شین و قاف کا جوڑا

غزل تضمین مصرع

ہے اُس شہ خوبان سی سوال اپنا ہمارا ۔۔۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا
تکیہ مین ہمارے بھی کبھی ہو و گر گذارا ۔۔۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا
مجھکو ہے فقط اِک درِ دولت کا سہارا ۔۔۔ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

کرتا ہون فقیرانہ صدا کو چہ مین آ کے
محتاجون کی حاجت کرو آپ کرینگے

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

اک بوسہ کا سائل ہون تخیّ او ندیدای مہر
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

بیقراری روز و شب کرنے لگا
مہر اب تو دل غضب کرنے لگا

کچھہ عجب عالم ہے اپنا ہجر مین
جس نے دیکھا وہ عجب کرنے لگا

عرش تھّرانے لگا دا بیل گئے
نالے جب مین جان بلب کرنے لگا

کچھہ نہ کچھہ تو ہے سبب جو اد نون
رنجشین وہ بے سبب کرنے لگا

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب نے مقطع نہین لکھا ہے

پوشاک سیہ مین رخِ جانان نظر آیا
شب کو ہمین خورشید درخشان نظر آیا

دیکھا نہ کہین کفر نہ ایمان نظر آیا
ہندو کوئی پایا نہ مسلمان نظر آیا

ملبوس سیہ مین رخِ جانان نظر آیا
ظلمات مین یان چشمۂ حیوان نظر آیا

بالون مین چھپا چہرۂ جانان نظر آیا
پردہ مین نہان کفر کے ایمان نظر آیا

پھر جوشِ جنون سلسلہ جنبان نظر آیا
پھر بے سرو سامانی کا سامان نظر آیا

پریان جسے کاندھے پہ اٹھاتی تھین ہمیشہ
بربادوہ اورنگ سلیمان نظر آیا

بااینہمہ وسعت بھی ہے کیا خوانِ فلک تنگ
آسودہ نہ اس کا کوئی مہمان نظر آیا

آنکھون کے تلے پھر گیا وہ آہوی شہری
جنگل مین جو آہوے بیابان نظر آیا

مجمع مین رقیبون کے کھلا تھا ترا جوڑا
کل رات عجب خواب پریشان نظر آیا

جس دشت میں چھوٹے ہیں مرے آبلۂ پا
کوسوں وہی سرسبز نیستان نظر آیا

ہا سالِ دگر ہے کہ خورد زند کہ ماند
ماہِ رمضان ساقیِ دوران نظر آیا

دیوانہ ہوں ہر کام میں ہشیار ہوں اپنے
یوسف کا خیال آیا جو زندان نظر آیا

شوخیِ غمزۂ برگشتہ کی دیکھی نگہہ قہر
آہو بھی مجھے شیرِ نیستان نظر آیا

مایوس پھری آتی ہیں کیوں میری دعائیں
کیا بابِ اجابت پہ بھی دربان نظر آیا
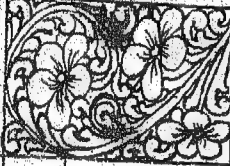
میں زار مہِ نو ہوں کہ اُسنے مجھے اے مہر
جب غور سے دیکھا تو کہا ہاں نظر آیا

کسی کا رخ ہمیں جو قرآن کا جواب ملا
خدا کا شکر ہے بت صاحبِ کتاب ملا

بس ایک دم کے ہیں سب آشنا اُبھر کے نکل
کسی سے آنکھ یہاں پڑ گئی حباب ملا

گمان ہوا دلِ پر خون پہ شیشۂ مے کا
نظر پڑی جو جگر تفتہ پہ کباب ملا

یہی دعا ہی کعبہ میں سر زیر کردن
مرے صنم سے مجھے ابجد انتساب ملا

لکھی جو چشم و گلو کی صفت تو ساقی سے
صلہ میں شیشۂ مے ساغرِ شراب ملا

عبث ہے زندگی بے سرور کیوں اے خضر
ملے تو آبِ بقا میں بھی تو شراب ملا

محال ہے کہ بچے محتسب کے ہاتھوں سے
جو بر میں شیشۂ دل وقتِ اجتناب ملا

جہاں پہ جشن تھا کل شب کو صبح کے ہوتے
وہاں نہ چنگ نظر آیا نے رباب ملا

الٰہی خیر ہو کیسا جواب ہے کیا ہے
یہی سنا ہے کہ قاصد کو واں جواب ملا
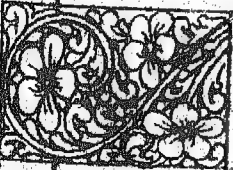
ہر اک کو دادِ سخن سب نے دی مشاعرہ میں
بجا ہے مہر جو منصف مجھے خطاب ملا

اس دور میں ہر اک نہ چرخِ کہن لٹا
اور واں کا زر لٹا مرا نقدِ سخن لٹا

خلوت نشین ہو تو دل عاشق مین کر جگہ — یون دولت جمال نہ اے سیمتن لٹا

بلبل کو کیسی کیسی ہوئین آفتین نصیب — گلچین کے دست ظلم سے کیا کیا چمن لٹا

فریاد تک خدا سے نگی اے صنم تری — ہین بے زبان تیرے یہان اے بیدہن لٹا

نباش کی جفائین ہوئین ہمیہ بعد مرگ — اے آسمان زیر زمین بھی کفن لٹا

جھونکے چلے ہوا کے پریشان ہوئی وہ زلف — خوشبو تمام پھیلی ہے مشک ختن لٹا

حاتم وہ ہون کہ بعد فنا دلکو دون صلاح — اب قبر مین بھی خاک اڑا یا کفن لٹا

بیکل سخن سو مصرع پڑھون سن عیسوی
اورون کا زر لٹا مرا نقد سخن لٹا
۱۸۶۵

دیکھ لیتی تھی کبھی تو یہی صحبت دیکھتا — یار مجکو ذبح کرتا ہین بہ حسرت دیکھتا

حسن صورت دیکھتا یا حسن سیرت دیکھتا — ان پریزادون مین کیا ہین آدمیت دیکھتا

اوس کی صورت یہ وہ اوسکی شکل حیرت دیکھتا — آئینہ مین اپنا سنہ آئینہ طلعت دیکھتا

حسن مین یکتا ہو تم مینے بہی دیکھا ہے جہان — کوئی تو ملتا کہین پر خوبصورت دیکھتا

مر گیا لیکن کھلی ہین آنکھ بعد مرگ بھی — اور تیری راہ کب تک بے مروت دیکھتا

چلو بھر پانی مین واعظ ڈوب مرتا شرم سے — میکدہ مین بادہ خوارون کی جو شوکت دیکھتا

منہ چھپایا ایک بوسے کے لئے دلدار نے — جان مجھسے مانگتا وہ میری ہمت دیکھتا

رات دن سجدے کیا کرتا ہے حورون کیلئے — کوئی زاہد کی نمازون مین تو نیت دیکھتا

یہ صدا آئی لب گور تونگر سے مجھے — مرد مفلس اب وقار اہل دولت دیکھتا

کیا محل تھا سامنا کرنے کا سر سے بام پر — دیکھتا اپنی طرف وہ اپنی صورت دیکھتا

یون تو ہے تقریر کو وسعت بہت ناصح مگر — دیکھتے اوس کو تو پھر مین تمکو حضرت دیکھتا

حشر کے ہو مین تو حد سے او آفت خرام — چال تو چلتا ہین خالق کی مشیت دیکھتا

نرگس بیمار گر جاتی نظر سے یار کے — دیکھنے والون کی اپنی وہ جو حالت دیکھتا

شکوہ ہے کیا گلہ مجبور ہین مختار وہ — رنج ہو تو رنج راحت ہو تو راحت دیکھتا

خاطر احباب تھی اے مہر ہندی کا لحاظ
دیکھتا اپنی غزل یا لطف صحبت دیکھتا

کہدیا ہے مجھے اے قاصد جانان کیا کیا — کہیو کہیو ترے قربان مین ہان ہان کیا کیا

قید ہستی مین حسین بھی ہوئے نازان کیا کیا — خواب دیکھے گئے یوسف زندان کیا کیا

داغ حسینون مین ہوا ترحم و شادان کیا کیا — عیش کرتا رہا پریون مین سلیمان کیا کیا

دولت و حشمت و سیم و زر و لعل و گوہر — ساتھ لیجائے گا او منعم نادان کیا کیا

چشمکی سوم کی ہر یم پہ تری محفل مین — گرم نازش ہے یہان شمع شبستان کیا کیا

تیر سے نوک کی لیتی ہے سنان بن بن کے — واہ کرتی ہے خلش یار کی مژگان کیا کیا

تیرگی قبر کی آنکھون مین مرے پھرتی ہے — اور اندھیر کرے گی شب ہجران کیا کیا

تم سے آشوب جہان جا کے جہان بیٹھین گے — فتنے اوٹھین گے بنا اے فتنۂ دوران کیا کیا

کلمہ تو ترا پڑھتے ہین بت کافر کیش — اور کروائے گا اے دشمن ایمان کیا کیا

ہمنے فرہاد کو کہسار پہ دے دے پٹکا — قیس کو لوٹ لیا ہے سر میدان کیا کیا

کس مزے کی دل مجروح سے شورش ہے چھین — لوٹتے ہین مرے زخمون پہ نمکدان کیا کیا

آنکھ دی دیکھنے کو تم سے صنم دکھلائے — اپنے بندون پہ ہے اللہ کا احسان کیا کیا

آپ کے روبرو منہ اوس کا بگڑتے دیکھا — آیا بن بن کے ہمیشہ مہ تابان کیا کیا

مین تو اس چال پہ مٹتا ہون کہ چلتے چلتے — ٹھوکرین مارین سر گور غریبان کیا کیا

سحر روز قیامت ہے تو صبح شب وصل
اپنے پنجہ مین رہے ہم مہر گریبان کیا کیا

زلف کہتے ہو عبث نام ہے ناگن اس کا
شانہ الجھا نہین اے مہر یہ پھن اسکا

مہر ہر صبح نکلتا ہے لہو مین ڈوبا
کوچۂ قاتل سفاک ہے مسکن اسکا

دل سودائی ہوا پھنسکے تری زلفون مین
شام کا مردہ ہے کب تک کرین شیون اسکا

آپ کے لعل سی زیب پہ اک عالم ہے
رنگ لائے گا کہان سے گل و سوسن اسکا

بخیہ بر رشتہ جگرون کا ہے گریبان ناصح
کیا رفو خاک کرے گی کوئی سوزن اسکا

دور کتنا ہی نہ کیون آپ کو کھینچے صحرا
ہم بھی دیوانے ہین چھوڑین گے نہ دامن اسکا

دم جو عیسے کا مین بھرتا ہون تو سب کہتے ہین
لے گئی چھین کے دل کوئی فرنگن اسکا

کوچۂ عشق جدا دیر و حرم سے نکلا
معتکف اب ہے ہر اک شیخ و برہمن اسکا

اپنا ویرانۂ دل نور کا ویرانہ ہے
اے جنون ذرہ ہے اک وادی ایمن اسکا

دل پر داغ پہ لپٹے ہے بہار تازہ
دیکھ عالم تو ذرا بلبل گلشن اسکا

جو صفا شعر کے کہنے کا ہے سب کو اے مہر
مگر آسان نہین مشکل ہے بہت فن اسکا

درد دل سے مجھے اک لمحہ بھی آرام نہین
موت ہی خوب ہے اب زیست کا ہنگام نہین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
نامہ بر بیٹھ رہے تھک کے کہان تک دوڑین

سے کہ بجا
مہر کیون کیجے دوا
یہ بھی ہے کوئی ادا
قول شاعر ہے بجا
اب تو اسے باد سحر

ایک مدت ہوئی کچھ نامہ و پیغام نہین
نہ تو کچھ اوس کی تمنا تھی نہ اِس کی ترغیب
شکوۂ یار نہین غیر پہ الزام نہین
مرغ دل دیکھ کہین آئے نہ شامت تیری
جس کے پھندے سے نکل جائے یہ وہ دام نہین
آپ دیوانہ سڑی مجھکو جو چاہین سو کہین
سمجھا اے جان کوئی عاشق بدنام نہین
یا تو لاتی تھی خبر عرش کی تو اکدم مین
یارسائی تجھے وان تا لب بام نہین
کردیا ہمنے لب لعل کو عیسے مشہور
ایسی باتون کا بھی صاحب ہمین انعام نہین
وامق و کوہ کن و قیس کو دیکھا ہم نے
ہم سا ان مین کوئی عاشق ناکام نہین

ہمسے قسمت کا لکھا
آپ عاشق ہوئے ہم
جو کہ ہونا تھا ہوا
ارے سودائی نہو
زلف کافر ہے بلا
ہاین یہ سب نام مرے
کیا رہے نام مرا
دل ہے موجود گواہ
واہ اے آہ رسا
ایتو بوسہ دو کوئی
واہ واصل علے
کس سے واقف نہین ہم
سب مین ہے چھپا ہوا

جو مہندی کا بٹنا ملا کیجئے گا
ستم کیجئے گا جفا کیجئے گا
پھڑک کر نکل جائے گا دم ہمارا
جو کہتا ہون اچھا نہین ظلم کرنا
قیامت ہین دیدار کا کب یقین ہے
کہا حال ہوا تو وہ یہ کہکے اُٹھے

پسینے کو عطر حنا کیجئے گا
یہی ہوگا اور آپ کیا کیجئے گا
قفس سے جو ہمکو رہا کیجئے گا
تو کہتے ہین وہ آپ کیا کیجئے گا
یونہین لن ترانی سنا کیجئے گا
مین جاتا ہون بیٹھے بکا کیجئے گا

شہنشاہ کہتے ہین اُنکے گدا سے
ہمارے لئے بھی دعا کیجئے گا

گلون کا وہی پیرہن ہوگا صاحب
عنایت جو اپنی قبا کیجئے گا

کنارہ بھلا تم سے اے بحر خوبی
ڈبونے ہی کو آشنا کیجئے گا

حنہ نے ہاتھ اُن کے دیکھے تو بولا
گلون کی قبا کو قبا کیجئے گا

مری جان کے مدعی آپ ہونگے
سماعت اگر مدعا کیجئے گا

بہت ناز پروردہ ہے دل ہمارا
ذرا لطف اس پر کیا کیجئے گا

نہ دیوانہ بنتے. جو معلوم ہوتا
پری بن کے ہم سے اُڑا کیجئے گا

بتو برق ہین دردمندون کی آہین
خدا کے غضب سے ڈرا کیجئے گا

بہت فیض بخشی کا سنتے ہین شہرہ
ہماری بھی حاجت روا کیجئے گا

خدا کے لئے میرزا مہر صاحب
بتون پر کہان تک مٹا کیجئے گا

جو طالبان زر ہین ہوئے وہ کب آشنا
نا آشنائے محض ہین یہ مطلب آشنا

مجھ بدنصیب کا جو کوئی زائچہ لکھے
ہرگز نہ برج سعد سے ہو کوکب آشنا

نرگس کی آنکھین پھر گئین گل منہ پھلائے ہین
گلشن مین عندلیب فقط ہے اب آشنا

جیسا کہ منہ سفید ہے ویسا ہی دل سیاہ
کچھ وجہ ہے ہوئے ہین جو مہ روشب آشنا

احباب ہنس رہے ہین مین روتا ہون زار زار
دریا کی سیر دیکھ رہے ہین سب آشنا

اپنی تو وہ مثل ہے کہ یارون کے یار ہین
نا آشنا ہے وہ تو ہوئے ہم کب آشنا

اکدن بھی اوس کی شکل نہ دیکھی بجز خیال
آنکھون سے خواب بھی نہوا اک شب آشنا

ہنستے ہین میرے دوست مین روتا ہون زار زار
مجکو ڈبوے دیتے ہین مل کر سب آشنا

غیرون کا کیا گلہ ہے شکایت عدو کی کیا
نا آشنائے محض ہون ہمدم حبیب آشنا

اب ان بتون سے مجکو نہ الفت ہو یا خدا
اب آہ ہو نہ لب سے مرے یا رب آشنا

کرتے ہین دوستی مین یہہ البتہ دشمنی
کام آئے ورنہ اور مرے کب کب آشنا

فرہاد و قیس و وامق و مہر جگر کباب
کیا دن تھے وہ کہ جمع تھے باہم سب آشنا

ہر دم دل پُر درد کا ہے اب یہی نالا
اللہ نہ ڈالے کبھی بے درد سے پالا

قمری کا گلستان مین ہر سید یہی نالا
اے سرو روان سلمہ اللہ تعالےٰ

آنکھین بھی تجھے ڈہونڈہتی ہین دل بھی ہے مشتاق
تو آنکھ کا تارا ہے تو ہے گھر کا اوجالا

سونگھے ہے وہ خوشبو کہ دماغ اب نہین ملتا
ان گیسوؤن والون نے بلا مین مجھے ڈالا

جیسا ہے کسی دست حنا بستہ کا چھا یا
مالی کوئی اس رنگ کا گلدستہ بنا لا

جی بھر کے نہ دیکھا تمہین بس داغ رہا یہہ
نرگس کبھی اوگتی ہے لحد پر کبھی لالا

اللہ بتو اس مین تمہین دخل ہے کیونکر
کعبہ نہ سہی دل ہے ہمارا کہ شوالا

جانے دو مجھے دشت و بیابان کی طرف کو
کانٹون ہی کے سر ہو رہا اب پاؤن کا چھالا

ٹیڑہی تو یہی کھیر ہے مشہور جہان مین
غم کہانے کو سمجھے ہین وہ کیا ستہ کا توالا

بیمار محبت ہون شفا ہوگی انھین سے
اے عیسیٰ مریم مرے عیسےٰ کو بلا لا

وحشت تو سراپا ہے سراپا مین ہماری
نقشہ سر پر شور کا ہے پاؤن مین چھالا

آغوش مین ہو شوخ حسین چاندنی شب ہو
اللہ کرے مہر بنے چاند کا ہالا

بدن یار کی بو باس اڑا لائے ہوا
جان آ جائے جو وہان ہوکے یہان آئے ہوا

بدن یار کو بس چھو کے نہ اترائے ہوا
عطر کی بنکے لپٹ مجھسے لپٹ جائے ہوا

اُن کے کوچہ مین غبار اپنا اُڑا کر لیجائے
مجھہ پہ احسان کرے میرے بھی کام آئے ہوا

ہو ہوادار سواری کا مرے دوش صبا
ناتوان وہ ہون کہ اُس تک مجھے پہنچائے ہوا

بندھ گئی باغ مین تیری تو ہوا باد صبا
اونکے کوچہ مین مری آہ کی بندھ جائے ہوا

اک نگہہ باد ہوائی بھی تمہاری ہے ستم
جان اس تیر ہوائی سے نہو جائے ہوا

کیون نہو باد بہاری مجھے کچھہ فرمایش
کیون نہ باندھون مین ہوا یار جو بندھوائے ہوا

کھنچی نازک وہ پری ہے کہ ہوادار اُس کا
صورتِ تختِ سلیمان رہا بالائے ہوا

تو نے جوہر سے ایمہ یہی تاریخ ہو ہیچ
گلشن و بادہ و گل مین تجھے گرمائے ہوا

۱۲۷۵ھ

تجھی سے جسنے پایا مطلب دل ابتدا پایا
بتون کو برہمن نے عمر بھر پوجا تو کیا پایا

دکھایا سامری کو چشم جادو نے تری جادو
مسیحا نے لب جان بخش کو معجزنما پایا

محبت کا جو پتلا ہے مرا دل ہے مرا دل ہے
مبارک ہو تمہین صاحب غلام باوفا پایا

مرا کمل ہوا ہے قامتِ بے سایہ کا سایہ
فقیر ایسے نوا ہون نے نوا کا بوریا پایا

بجھہ شانِ بے نیازی ہے کہ دارستہ کیا مجکو
طبیعت بے غرض پائی دل بے مدعا پایا

محبت سے مروت سے نہین کچھہ جنس مین تمکو
تمہین بے مہر دیکھا ہم نے تمکو بے وفا پایا

ہے پامال ہونے کی تمنا مین بھی سرگردان
نہ اون کے نقشِ پا کو راہ پر ہم نے لگا پایا

کسے لپٹے ہوئے دیکھا شب وصل اپنے پہلو مین
بہت کچھہ خوش ہی تو نے آج اے دل کیا بڑا پایا

بجا ہے نقشِ عالم کو اگر نقشِ فنا کہیے
جسے دیکھا اُسے اے جان جان تجھہ پہ مٹا پایا

یہ گرمی پنجہ خورشید تابان نے کہان پائی
کسی کے آتشِ رنگِ حنا سے پا کو تپتا پایا

ہوئے برباد نامے اپنے شکل کاغذِ بادی
عجب بادِ ہوائی نامہ بر پیکِ صبا پایا

نہ کیون ہوتا مس عصیان ہمارا بھی زرِ خالص
ملی اکسیر ہم کو عُمرہ خاکِ شفا پایا

کسی صحرا سے وحشت زا مین ہی یا کوئی جا نا مین
ہماری خاک کا تو نے پتا کچھ اے صبا پایا

نمک چھڑکا نہ آخر اے دلِ مجروح ظالم نے
ستم کا ذائقہ چکھا محبت کا مزا پایا

چراغِ دیر مین شمعِ حرم مین تیرا جلوہ ہے
تجھی کو ہر جگہہ دیکھا تجھی کو جابجا پایا

جلاؤن طور پہ کس کے چراغ اے حضرتِ موسی
لبِ بام آج دیکھا ان کو دل کا مدعا پایا

یقین ہے نہ بس ہوتی چھوڑ کر لیجائے گا تجھسے
جو مجھ والا گھر کا استخوان تو نے ہما پایا

شبِ وصل آج ہے اللہ اکبر مسترا پیچ
فلک پر ہے دماغ اپنا کہ تم سا مہ لقا پایا

کبھی روز آپ نے تو وصل کا وعدہ نہ فرمایا
کسی شب کو نہ ہم نے بختِ خفتہ جاگتا پایا

ہماری ہڈیون پر شکرِ نعمت تجھکو لازم ہے
سگِ جانان کا حصہ تھا جو تو نے اے ہما پایا

تمھین سے یا علی آسان ہونگی مشکلین میری
تمھین حاجت روا دیکھا تمھین مشکلکشا پایا
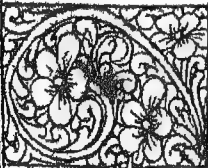
اٹھائے ناز بھی ان نازنینون کے تکلف سی
تجھے نازک مزاج اے مہر دیکھا میرزا پایا

کوئی لیکر خبر نہین آتا
جو گیا نامہ بر نہین آتا

چاند کس جا نظر نہین آتا
یار کیون میرے گھر نہین آتا

دم محبت کا بھر نہین آتا
راز افشا تو کر نہین آتا

عشق کیا جانے زاہدِ بے مغز
ڈھنگ یہ عمر بھر نہین آتا

پند تو بتر سے ہین دیکھو تو
کیون مرا نامہ بر نہین آتا

لالہ ہر سال رنگ لاتا ہے
رنگِ داغِ جگر نہین آتا

وہ تو کہتے ہین صبر کر چندے
اور یہان صبر کر نہین آتا

کبھی پوچھو لپٹ کے سینہ سے
اب تو منہ کو جگر نہین آتا

شیشۂ دل مین اوپری بیگیر
ہے پری تو اُتر نہین آتا

ہم بھی باتین بنایا کرتے ہین
شعر کہنا مگر نہین آتا

غنچۂ گل ہو کے اُن سے کہتا ہے
کس کا منہ کو جگر نہین آتا

رنگ لایا نہین ابھی رونا
ابھی لخت جگر نہین آتا

ناصحا کیون نہو خیال اُنکا
خواب تو رات بھر نہین آتا

عمر بھر اک تمہین کو پیار کیا
دل کہین اسقدر نہین آتا

میرے مرنے کی کیا نہین ہے خبر
کیون تو اے بیخبر نہین آتا

کیون بگڑتے ہے بنے بنے نہ بنے
پھر بندہ کو شر نہین آتا

ذبح مجکو انیلے پن نے کیا
قتل قاتل کو کر نہین آتا

کوچۂ یار ہے کہ جنت ہے
جو گیا پھر کے گھر نہین آتا

یار کوٹھے پہ اپنے چڑھتا ہے
مہ فلک سے اُتر نہین آتا

جی نکلتا ہے جسے مین کیا چاہون
مجکو بے موت مر نہین آتا
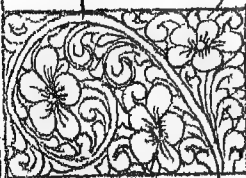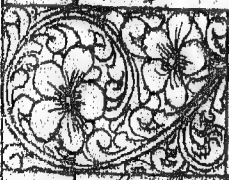
دیکھکر اُس کو جس کو دیکھے مہر
کوئی اتنا نظر نہین آتا

ہمکو کیا کیا نظر نہین آتا
کوئی تم سا نظر نہین آتا

ذکر گیسو سے جی الجھتا ہے
سر مین سودا نظر نہین آتا

تو نے وحدت کو کر دیا کثرت
کہین تنہا نظر نہین آتا

چشم بد دور چشم گریان سا
کوئی دریا نظر نہین آتا

دل تمنائے وصل او دارد
سودہ ہوتا نظر نہین آتا

جس پہ دل آیا جسپہ آنکھ پڑی
وہ تو آتا نظر نہین آتا

آئینہ کا دکھائی دے چھالا
دل کا چھالا نظر نہین آتا

خوب نقش دہن کا نقشہ ہے
بنکے دہوکا نظر نہین آتا

برق سے بھی زیادہ تیز رہا
دل تڑپتا نظر نہین آتا

دل نازک مزاج بھی ہے کہین
میرا مرزا نظر نہین آتا

پارسائی مین یار یکتا ہے
اُسکا سایا نظر نہین آتا

ہے یہ کچھ کچھ اُبھار جوبن کا
سینہ اُبھرا نظر نہین آتا

چاند کو تم سے جان کیا نسبت
تم مین دہبا نظر نہین آتا

مین ہون دیوانہ جس پری رو کا
وہ چھلاوا نظر نہین آتا

اے فلک مہر ہون تو کیون مجھکو
وہ سیہا نظر نہین آتا

جب علاج اپنا ذرا ہونے لگا
اور دردِ دل سوا ہونے لگا

اب تو وہ آتے چلے ہین راہ پر
نقش مطلب نقش پا ہونے لگا

لگگئے بوسے لب جان بخش کے
زندگی کا آسرا ہونے لگا

چھا گلون کا شور ہے شورِ نشور
ہر قدم محشر بپا ہونے لگا

میری چاہت کا تمہارے ظلم کا
اب تو چرچا جابجا ہونے لگا

اس تڑپی شوخی کے صدقے جائی
خون ناحق اے حنا ہونے لگا

ہے انھین کے ہاتھ اپنا مرگ و زیست ‏ یا خدا ہر بت خدا ہونے لگا

بعد وصل اور اضطراب دل بڑھا ‏ کیا مین سمجھا کیا سے کیا ہونے لگا

بے وفا پہ عہد ہو جب آپ سا ‏ کیون کوئی دعوئ وفا ہونے لگا

مہر شاہد باز و رند مے پرست
کیون ولی کیون پارسا ہونے لگا

جو چھوٹتے قدم ان کے نصیب لڑ جاتا ‏ گلی مین یار کے لاشا جو اپنا گڑ جاتا

کسی کے سر مین مصالح کبھی جو پڑ جاتا ‏ تتار ہند سے تحفے مین بال جھڑ جاتا

بھلا ہوا کہ خود آرائی کو برا سمجھے ‏ بناؤ کر کے مزاج آپ کا بگڑ جاتا

بخیل اب کے زمانے کے جیسا بھی ہین ‏ وگرنہ صورت قارون ہر ایک گڑ جاتا

مجھے گلون مین بساتا وہ عندلیب ہو نہین ‏ جو باغبان سے مرا آشیان اجڑ جاتا

بلا کے پیچ مین زلفون کے دل کی اصل تھی کیا ‏ جو پہلوان بھی ہوتا تو وہ پچھڑ جاتا

کبھی تو دل مین ترے آہ کا اثر ہوتا ‏ کبھی تو عرش پہ جھنڈا مرا ابھی گڑ جاتا

جو کاٹ کر مرے سر کو وہ چل دیا ہوتا ‏ تو ساتھ ساتھ ہی قاتل کے اپنا دھڑ جاتا

بڑا رفیق مہر مجھسے تمنے چھڑوایا
نہین تو کاہیکو دل اس طرح بچھڑ جاتا

خبر احوال سے میرے ہے حضور آپ کو کیا ‏ مین جو مرتا ہون مرون آپ سے دور آپ کو کیا

میرا دل لیکے جو سیکھے ہو سلیقہ ایجان ‏ پہلے یون ظلم و ستم کا تھا شعور آپ کو کیا

بوسہ لینے کیلیے بھی نہ کبھی مین نے کہا ‏ کیجیے ثابت ہوا بندہ کا قصور آپ کو کیا

پوچھیے واعظ سے کوئی کون ہین حورونکے جناب ‏ انکا عاشق ہو نہین چاہتا حور آپ کو کیا

صدمے جو ہونگے مری جان پہ ہونگے صاحب
دل کے لینے مین نظر آیا فتور آپ کو کیا

بد سلیقہ سہی ہین حضرت ناصح تم کون
نسہی مجھکو محبت کا شعور آپ کو کیا

عشق ہے آپ سے ہون حاضر و غایب یکسان
نہین معلوم ہے اب تک یہہ حضور آپ کو کیا

آپ آئینہ مین جب دیکھ لین اپنی صورت
تو پسند آئے بھلا صورت حور آپ کو کیا

مصحف حسن رخ یار کا ہین تو اے شیخ
یاد قرآن مین نہین سورۂ نور آپ کو کیا

توڑیئے گر ہے پسند آپ کو جھنکار اس کی
شیشۂ دل تو مرا ہوئے گا چور آپ کو کیا

دیکھکر شیخ کی ڈاڑھی کو وہ بت کہتا ہے
دیکھتا پھبتا ہے اللہ کا نور آپ کو کیا

ہے بہار چمن اک روز تو اک روز خزان
پھر ہے اس حسن دو روزہ پہ غرور آپ کو کیا

جام صہبا کہون آنکھون کو تو فرماتے ہین
آپ کو ہوگا نہ اس مے کا سرور آپ کو کیا

میری آنکھون مین سماے تو کرو دل مین جگہہ
ناز سے چلنا ہے خیر اتنی بھی دور آپ کو کیا

قہر ہوسہی صعقہ کا ہے جو عالم اے مہر
نظر آیا ہے کہین جلوۂ طور آپ کو کیا

ہو گیا گر بے اثر تو اپنا نالا ہو گیا
ورنہ ہم نے اور جو منہ سے نکالا ہو گیا

جب رخ پر نور یاد آیا شب مہتاب مین
حلقۂ چشم تصور مہ کا ہالا ہو گیا

فصل گل مین مہربانی سے مری تربت پہ پھول
جو چڑھایا لاکے بلبل نے وہ لالا ہو گیا

تیرے ہی آنکھون کا وحشی تھا ہرن جو دشت مین
پھرتے پھرتے مر کے آخر مرگ چھالا ہو گیا

کھیلتے ہین لڑکے آآکر کبڈی قبر پر
ڈھیر جو میرا بنا تھا سو وہ پالا ہو گیا

آفتاب صبح محشر ساقیا اس مہ بغیر
بادۂ گلرنگ کا مجکو پیالا ہو گیا

گرمی رخسار سے رومال گل رو کا مرے
پھر نیا اعجاز ہے دیکھو دوشالا ہو گیا

کیا مو ثر ہے سیہ بختی کہ خامہ وقت فکر
شکوۂ بخت سیہ لکھتے ہی کالا ہو گیا

جس غزل مین دیکھئے اشعار ہین اے مہر رم
اپنا انداز سخن سب سے نرالا ہو گیا

دیدۂ جوہر سے بینا ہو گیا
آئینہ محو تماشا ہو گیا

دیکھکر آئینہ زانو ترا
آئینہ محو تماشا ہو گیا

بعد موجد عالم ایجاد مین
آئینہ محو تماشا ہو گیا

کر دیا حیران جسے دکھلائی شکل
آئینہ محو تماشا ہو گیا

وہ حلب پہنچا تو حسن لینا یہ حال
آئینہ محو تماشا ہو گیا

پشت بر دیوار ہے تیری حضور
آئینہ محو تماشا ہو گیا

سامنے سے تیرے ٹلتا ہی نہین
آئینہ محو تماشا ہو گیا

شانہ ہے دل چاک مشاطہ ہو دنگ
آئینہ محو تماشا ہو گیا

دیکھکر اُس روئے رنگین کی بہار
آئینہ محو تماشا ہو گیا

تیرے آگے چشم عاشق کی طرح
آئینہ محو تماشا ہو گیا

مہر کو سکتا ہے یا اے رشک ماہ
آئینہ محو تماشا ہو گیا

محفل عشرت مین مہ رویون کے مہر
آئینہ محو تماشا ہو گیا

جو بے نشانی کا ہم سے ہوا نشان پیدا
تو اب مکان سے ہے شکل لا مکان پیدا

جو ہم کو ہاتھ سے کھویا تو پانون پیٹو گے
کہ ہونگے عاشق جانباز پھر کہان پیدا

عبث خیال ہے افشائے راز کا ہم سے
جلے گا دل نہین ہونے کا پر دھوان پیدا

گمان ہے دیکھ کے اُس کے لبِ مسی آلود
ہوا ہے آتشِ یاقوت سے دہوان پیدا

چلا ہون ڈہونڈہنے مضمون کمر کی سوئے عدم
نہوے گا مری تربت کا بھی نشان پیدا

خدا علیم ہے گر ہو نہ میرے دل کی شکل
تو اے بتو نہو ناقوس سے فغان پیدا

نہیں ہین آنکھون ہین ڈورے نہین ہین کچھ ابرو
کئے غزالون نے چلّے پہ لے کمان پیدا

مجھے بنا دیا گردش نے کیون زمین کا گز
ہوئے تجھے کیون مرے سر پہ چرخ آسمان پیدا

تمہارے آئینۂ رخ مین عکسِ ابرو ہے
یہ لو حلب مین ہوئی تیغِ اصفہان پیدا

بلا کا طول دیا زلف کے فسانے کو
ہوا ہے دل بھی مرا طرفہ قصہ خوان پیدا

پڑے گا داغ کہان دل کے پڑ گئے لالے
ہوئی بہار سے پہلے یہان خزان پیدا

تپِ فراق مین ایذائے دردِ سر ہے مجھے
کرون کہان سے ترا سنگِ آستان پیدا

وہان تو غیر نے سر مین لگا دیا صندل
ہوا ہے جان مجھے دردِ سر یہان پیدا

جو ذکرِ تیغِ نگہ کیجیے تو کشتون کے
وہان زخم سے ہو شورِ الاامان پیدا

لبانِ طائرِ قبلہ نما رہا بے تاب
غرض ہوا تھا ازل سے یہین ہیجان پیدا

سگ و ہما مین لڑائی رہے گی بعدِ فنا
ہوئی فساد کی جڑ تن مین استخوان پیدا

زبان دراز نہو سوسن اپنا منہ بنوا
مجال ہے کہ ہماری سی ہو زبان پیدا

نہ شکر بازوئے قاتل ادا ہوا مجھسے
ہوئے ہزارون ہی زخمون سے گو دہان پیدا

بچین نہ دستِ جنون سے جو پاؤن نہین بانہ ہون
کرون کہان سے گریبان کی دہجیان پیدا

وہ مست ہون کہ کہون محتسب سے کعبہ مین
کہین شراب کی اب کیجیے دوکان پیدا

بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست
کہو تو چین کی صورت ہو پھر کہان پیدا

رہا ہین بستۂ تارِ نگاہ ساری عمر
نہوگا بعد مرے مجھسا ناتوان پیدا

ہر یک اشک ہین مین پارۂ دل بیتاب
ہوئی ہین آب گہر مین بھی مچھلیان پیدا

ہلال ماہ محرم مین ناتوان ہون مہر
خدا نے غم سے کیا مجھکو توامان پیدا

بگڑ نہ ہم سے نہ منہ شوخ بے حجاب بنا
ہماری آنکھ کے پردے کو اب نقاب بنا

ہمیشہ آتش فرقت مین یہ سلگتا ہے
دل برشتہ ہمارا پئے عذاب بنا

ہر اشک چشم مین ہے اپنے رنگ خون جگر
صدف مین لعل ہر اک گوہر خوش آب بنا

ہمارے خاک لب کا ہے آسمان پہ داغ
فروغ داغ سے دل برج آفتاب بنا

ہوا ہے تر لطر جوش اشک سے رگ ابر
ہمارا دامن تر دامن سحاب بنا

سگ گزندہ ہمان بہ کہ آشنا باشد
بنے تو یار تو دربان کو اب شتاب بنا

بہت وہ باتین بناتی تہی باغ مین گل صبح
نہ اوس کے روبرو بلبل سے کچھ جواب بنا

جہان زیر نگین ہے تو وہ سلیمان ہے
نگین مہر ترا اے فلک جناب بنا

جو کوئے یار مین بیٹھون تو یار کہتا ہے
یہان پہ گھر تو نہ اے خانمان خراب بنا

یہی ہے مہر کی خواہش کہ اے فلک مجھکو
تو ذرۂ در فرزند بو تراب بنا

مری فریاد سنکر گل نے پہاڑا پیرہن اپنا
نکیون استاد سمجہین مجھکو مرغان چمن اپنا

بیان سوز دل کیا ہو کہ تا شمع کی صورت
پس مردن بھی جلتا ہے ہر اک تار کفن اپنا

یہانتک ناتوان ہون مین کہ اب مانند عنقا کے
فقط اک نام کو ہے پیرہن مین اپنے تن اپنا

جو مین نے عرض حال دل کیا اسنے تو فرمایا
جتا یا کیجئے مجھسے نہ بس دیوانہ پن اپنا

بہت برہم ہوا صیاد سنکر نالہ و افغان
غضب ہے ہم صفیرو یاد بھی کرنا وطن اپنا

دعورتِ تنگی سے تنگ ہون اے غیرتِ یوسف
لگا لینے دے مجکو منہ سے یہ چاہ ذقن اپنا

بہار آئی بھلا گلشن مین ہم وحشی رہین کیونکر
دماغ آشفتہ کرتی ہے یہان بوے سمن اپنا

نکلوائے گا گیسو سے ہمین اک ماہ مستیبا
ارادہ اب کے سال ای مہر ہے سوے دکن اپنا

ہوتا ہے کوئی کام نہ دنیا کا نہ دین کا
اللہ بتون نے ہمین رکھا نہ کہین کا

مضمون بندھا کوچۂ محبوب حسین کا
دروازہ کھلا قبر مین جب خلد برین کا

نقشہ نہین جچنے کا یہان حور کا واعظ
رہتا ہے تصور مجھے اک شوخ حسین کا

اے شوخ تغنی کوئی ہندی کی غزل گا
چکھا ہے مزا ہم نے کلام نمکین کا

ایک ایک سے برتر ہے اگر دل مین کرو غور
کرسی سے بہت پایہ بڑا عرش برین کا

مجھ بستۂ فتراک کا کیون خون کیا ناحق
دھبا نہ چھٹے گا کبھی ترے دامن زین کا

حیرت ہے حلب والون کو آئینۂ رخ سے
اک شور سنا ہند مین حالِ نمکین کا

ہو گی ترے دل مین بھی جگہ مہر کو بے مہر
اس اپنے گمان پر مجھے دعوی ہے یقین کا

کیا کہون تجھسے حالِ زار اپنا
ناصحا دل ہے بیقرار اپنا

کہان مین نالہ کش کہان بلبل
منہ چڑائے وہ گو ہزار اپنا

قیس کہتے ہین جس کو بندہ نواز
تھا وہ اک زائر مزار اپنا

چیرتی اپنا آپ ہو جائے
آئینہ دیکھے گر نگار اپنا

ہم کو اے ماہ کوئی یاد آیا
منہ دکھا تو نہ بار بار اپنا

شبِ تارِ فراق صورتِ صبح
ہے گریبان تار تار اپنا

ہون نہ سر دھنے پہ مائل
کس قدر ہے مزاج جار اپنا

اوسکے قدمون پہ سر ہے روتا ہون
یار ہے سروجے بار اپنا

کیون مین گل کھاؤن اپنے سینہ پر
توڑ کر دے گلے کا ہار اپنا

طوق کیون ہو گلے کا ہار مرے
توڑ کر دے گلے کا ہار اپنا

ہاے دامن نہ اوسکا ہاتھ آتے
ہو گریبان تار تار اپنا

نہ چڑھا پھول میری قبر پہ جان
رکھدے اوترا ہوا یہ ہار اپنا

وحشی خفتہ بخت ہون اے قیس
تلوا سہلاے کیون نہ خار اپنا

کہان دل لے تیرے کہان وہ دانت
منہ تو ہنوا قرار ہے انار اپنا

دوستی کا گمان کرین کس پر
دشمن جان ہو جب کہ یار اپنا

ہو گا نرگس کا تختہ تختہ قبر
ہے اگر یہی انتظار اپنا

زرد کیون ہے تو پھر آئینہ مین
منہ تو دیکھ او جگر فگار اپنا

غیظ مین تیغ بکف گر کبھی قاتل ہوتا
طائر رنگ حنا طائر بسمل ہوتا

قیس کا صاف اگر میری طرح دل ہوتا
ہر بگولا اسے لیلےٰ ترا محمل ہوتا

نقش شیرین جو نہ چھاتی کیلیے سل ہوتا
کوہکن درد جگر کا متحمل ہوتا

خط رخسار سے اسکے جو مقابل ہوتا
مہر کا خط شعاعی خط باطل ہوتا

کچھ کبھی اوس پنجہ مژگان سے جو حاصل ہوتا
جم کا بھی کاسہ سر کاسہ سائل ہوتا

دیکھتا بزم طرب مین جو تمہین بزم افروز
ید بیضا کف موسےٰ مین جلا جل ہوتا

اک نظر جھانک کے گر دیکھتا وہ جادو چشم
چاہ کنعان پہ گمان چہ بابل ہوتا

گنبدِ تربت بے سایہ یونہین بن جاتا	قیس کی قبر پہ لیلے کا جو محمل ہوتا
ساربان بھول ہی جاتا رہِ نجد لے لیلی	دل مجنون جو نہ زنگولہ محمل ہوتا
اور کچھ دہیان نہتا قیس کو لیلی کے سوا	گنبد قبر بھی بنتا تو وہ محمل ہوتا
قیس کی قبر پہ سایہ تو ذرا ہو جاتا	گنبد قبر جو لیلے ترا محمل ہوتا
اسی امید پہ اک عمر رہا تہا عریان	کاش مجنون کا کفن پردہ محمل ہوتا
بدنما ہار ہے اس گردن نازک مین ہی	دست گل خوردہ مرا کاش حمائل ہوتا
کبھی یون بیٹھے بٹھائے نہ اٹھاتا ایذا	میرے پہلو مین جو پھوڑا عوض دل ہوتا

مہر کیا ناف ہے اُس مہ کے بقول ناسخ
مشک نافہ تہا کوئی ناف مین گر تل ہوتا

ملک الموت سے ہوتا ہے تقاضا میرا	کہین جاتا ہے جو پرسے کو مسیحا میرا
اُس کے وعدون ہی مین پورا ہوا وعدا میرا	مہر جیتا رہے دم باز مسیحا میرا
کوئی دم باز نہین یار ہے جیسا میرا	روز دیتا ہے دم اے مہرِ مسیحا میرا
خاک پر آپ کے کوچہ کی تڑپتا ہون مین	دیکھئے آ کے لبِ بام تماشا میرا
کسی قانون مین اس کی بھی سماعت کا ہے حکم	دل مرا چھین لیا اون پہ ہے دعوے میرا
جی بھر آیا ہے جو دیکھا کبھی پہلو خالی	نہین معلوم کہان ہے دلِ شیدا میرا
اے صنم تکیہ زانو ہو ترا مجھکو نصیب	رکھے اللہ جہان مین کچھ سہارا میرا
مین شبِ وصل ہوا اور پریشان خاطر	بڑھ گیا کوچہ گیسو مین کچھ سودا میرا
سحرِ وصل اذان سننے سے باز آیا مین	مغز کہایا نہ کرے چیخ کے مرغا میرا
نہین دشمن کے سوا دوست جہان مین کوئی	رہ گیا ہے وہان دل یکّہ و تنہا میرا

جہاتیان اُنکی جو ہاتھ آئین تو اُٹھ جائے نصیب
زلفین پر جوبن سے چمک جائے ستارا میرا

ہنسنے مشہور کیا ہے لب شیرین کو مسیح
بوسہ اب دیجئے منہ کیجئے میٹھا میرا

چلتے چلتے یہہ قیامت تھا اشارا اُنکا
یاد رکھیگا ذرا وعدۂ فردا میرا

ہوئے یکجان و دو قالب تو کہان غیریت
مجھ مین تم مین نہین اے جان تمہارا میرا

اپنے مرنے کا مجھے غم نہین مرجاؤن مین
مہر جیتا رہے دنیا مین مسیحا میرا

زلف ہے قد کی برابر یہہ ہے ایجاد نیا
دیکھئے سرو کی چوٹی مین یہہ شمشاد نیا

پھر نئے سر سے جنون مجکو ہوا چاہتا ہے
بیڑیان لائی دے طوق بھی حداد نیا

نوجوانون ہی کے درپے رہا یہہ خانہ خراب
روز اس عشق نے اک گھر کیا برباد نیا

داغ دے دے کے مرے دل کو بنایا گلزار
پھر نیا باغ ہے کافر ہے تو شداد نیا

ایک صورت پہ نہ دیکھا فلک پیر کا حال
رنگ ہر روز بدلتا ہے یہہ کیا داد نیا

تازہ سمجھا کئے مضمون کہن تازہ خیال
کیون نہ پھر مہر کو فرمائین یہ استاد نیا

جب عتاب اُسنے کیا کیا جانئے کیا ہو گیا
طائر رنگ رُخ اپنا شکل عنقا ہو گیا

رُخ پہ شمع طور کا ہر ایک کو دہوکا ہو گیا
اژدر کاکل عصائے دست موسا ہو گیا

شیخ سن لینا کہ داغ سجدہ ٹیکا ہو گیا
چھوڑ کر کعبہ کو رہبان کلیسا ہو گیا

زندگی مردگان بیمار ترسا ہو گیا
نطق عیسے قائل آخر چشم گویا ہو گیا

کیا کہون کیا عالم چشم تمنا ہو گیا
جو حباب اپنے نظر مین تھا وہ دریا ہو گیا

دوسرا مجھسا موحّد کوئی دنیا مین نہین
اوس کی یکتائی کا دہیان آتے ہی یکتا ہو گیا

کچھہ کفن کی مجھہ بیابان مرگ کو حاجت نہین
مجکو کافی اے جنون دامان صحرا ہو گیا

کوچۂ سفاک مین کشتون کا عالم دیکھکر
ایک عالم مُنکرِ اعجازِ عیسا ہو گیا

اوس نے دامن سے جو لوچھا خنجرِ دندانہ دار
خون میرا دامنِ قاتل پہ چھپا ہو گیا

آسمان پر تھا داغِ آفتابِ صبحِ حشر
داغ سینہ کا مرے چمکا کہ تڑکا ہو گیا

دَور دورِ ساقیِ مہوش ہے بزمِ عیش مین
کون کہتا ہے منجّم سہ کا دورا ہو گیا

غم الم اندوہ حسرت بیقراری درد یاس
اک اکیلے دل پہ میرے ہاے بلوا ہو گیا

شمع پر جلتے ہوئے پروانے کو دکھلا دیا
اُس پہ روشن حال سوزِ دل ہمارا ہو گیا

پہول چڑہاتے تھے جو منعم طاقِ کسرا دیکھکر
گوشۂ تربت مین اب اونکا گزارا ہو گیا

چہچہاتا ہے وصل کی شب شام سے مرغِ سحر
ذبح کر ڈالون گا کیون دیوانہ مرغا ہو گیا

وان نصیبِ دشمنان تپ آئی یان مین مر گیا
گرم وان پیدا ہوا یان جسم ٹھنڈا ہو گیا

سنتے ہی میری خبر گھبرا کے قمری اُڑ گئی
سرو اونکو دیکھکر گلشن سے لمبا ہو گیا

ہاتھہ سینہ پر نہ رکھنا تھا نہ رکھا یار نے
دل ہمارا مفت پامالِ تمنا ہو گیا

چاک ہے جیبِ سحر رخت سیہ پہنے ہے شام
مر گیا لو مہر اندھیر کیسا ہو گیا

چشم مین لختِ جگر برگِ ترِ گل ہو گا
دل پہ داغ ہمارا شجرِ گل ہو گا

آشنا گلشن سمجھے ہر ایک گلے کا بلبل
تیرے نالون سے جو ٹکڑے جگرِ گل ہو گا

رنگِ گل چہرے سے اڑ جائیگا بلبل کی طرح
تیرے آگے ورقِ گل بھی پرِ گل ہو گا

نالۂ بلبلِ شوریدہ سے ثابت یہ ہوا
آخر اک روز چمن سے سفرِ گل ہو گا

تب کہین ہاتھ سے صیاد چھری رکھیگا
خونِ بلبل جو روان تا بہ سرِ گل ہو گا

ناوکِ آہ عنادل نہین کرنے کا اثر
داغ لالہ ہے چمن مین سپر گل ہوگا

طائر رنگِ حنا صید کیا منہ دھو کے
یہ بھی اک عاشق بے بال و پر گل ہوگا

فصل گل مین بھی نہ بھیجےگا مری قبر پہ پھول
تا قیامت نہ لحد پر گزر گل ہوگا

یار بنوائےگا جب بالیان پتے اپنے
صرف کندن کی عوض عہد زر گل ہوگا

سامنے جب لیکے تو تیر و کمان ہوجائیگا
غیر کا سیرا تجھے بھی امتحان ہوجائیگا

وصف جس مصرع مین اُس قد کا بیان ہوجائیگا
سرو وہ ہوگا جدید بوستان ہوجائیگا

فصل گل مین بلبل نالان ہے نالان اسلیئے
ایکدن باغ جہان صرف خزان ہوجائیگا

تب وہ جانے لگا کہ تھا یہ کشتہ ہوئے یہان
خاک مین عمر وہ مرا جس دم نہان ہوجائیگا

جب کرونگا قصد حال چشم تر لکھنے کا مین
کاغذ ابری کی صورت آسمان ہوجائیگا

کیا بڑے محلون پہ کرتا ہے غرور اے بیخبر
منہدم اک دن رواق آسمان ہوجائیگا

ہمتو ہٹ جائینگے ہم سے اب ہوا راضی خدا
وہ بت نامہربان جب مہربان ہوجائیگا

باغ مین نرگس کی صاحب کو نظر لگجائیگی
کہنا مانو کچھ نصیب دشمنان ہوجائیگا

وہ فرنگن سر پہ جب رکھےگی انگریزی کلاہ
زینت محراب ابرو سائبان ہوجائیگا

بے خلش کوچہ مین جاین آنکے یہ ممکن نہین
دوست سگ ہوگا تو دشمن پاسبان ہوجائیگا

فاتحہ کو کیا تب آئےگا تو میری قبر پر
جب نشان تربت اپنا بے نشان ہوجائیگا

جب نکل آئےگا پردے سے مرا آئینہ رو
دیکھنا تصویر حیرت اک جہان ہوجائیگا

بیٹھ لینے دے جو بیٹھے پاس گل کے عندلیب
اس مین کیا نقصان ترا اے باغبان ہوجائیگا

ہم سے کارون کا گر یون ہی ہیگا بوسہ گاہ
سنگ اسود اس کا سنگ آستان ہوجائیگا

پھر دن واڑہین مار کر رو دیگا آ کر سحاب	بے نشانون کے لحد کا یہہ نشان ہو جائیگا
جو ابھی سے یہہ چلین اُس طفل قاتل کا ہی تو	رفتہ رفتہ دیکھنا چنگیز خان ہو جائیگا

مجھکو عیسےٰ سب کہین گے اس کو چرخ چارمین
مہر جب تیری چرٹ کا کو جبان ہو جائیگا

خضر رہِ مقصد خطِ جانانہ بنے گا	اب یار مرا سبزۂ بیگانہ بنے گا
ہین بیکسی دل پہ جو رو دون تو ہنسو تم	یون اشک مرا گوہر یکدانہ بنے گا
معشوق سے عاشق کو نہین چاہیئے رنجش	پریون سے جو بگڑے گا وہ دیوانہ بنے گا
قسام نے لکھہ کر مری قسمت مین فقیری	لکھا کہ مزاج اس کا امیرانہ بنے گا
نقد دل و جان کھوئین نہ اب عاشق گیسو	سودائی ہین اس مشک کا سودانہ بنے گا
منظور جو ہوگا او نہین لینا مرے دل کا	تو داغ جو دین گے وہ ہی بیعانہ بنے گا
سر رکھہ کے تصور مین اُن آنکھون کے مین بیٹھا	اب کاسۂ زانو مرا پیمانہ بنے گا
آپ اپنے ہی جوہر پہ جو حیرت ہے ہمیشہ	گھر آئینہ کا اب مرا کاشانہ بنے گا
کیا ہمسر عالی ہو فرومایہ ہمنام	کیا شاخ سے کنگھی کے ہما شانہ بنے گا

اون سے تو بگاڑ آئے ہم اب کیجئے اے مہر
ڈھنگ اور بھی بنتا ہے کوئی یا نہ بنے گا

کوئی جھگڑا معاملہ نہ رہا	یار سے ہمکو کچھہ گلہ نہ رہا
دشت پیمائی کا زمانہ گیا	پاون مین کوئی آبلہ نہ رہا
اب ترنگین کہان جوانی کی	وہ ارادہ وہ حوصلہ نہ رہا
چل بسے قیس و امق و فرہاد	ساتھہ کا اپنے قافلہ نہ رہا

بت پرستی بھی چھوڑ دی بخدا — کسی صورت کا مشغلہ نرہا

اب بڑھاتے ہین اسے جنون زنجیر — زلف پیچان کا سلسلہ نرہا

رنج اُٹھائے کہ جی ہی بیٹھ گیا — وہ محبت کا ولولہ نرہا

شکر کرنے کا ہے مقام ای مہر
یار سے ہمکو کچھہ گلہ نرہا

کاش پھر موسم گل سلسلہ جنبان ہوتا — پھر مجھے طوق گلوگیر گریبان ہوتا

منزل ماہ مرا خانۂ ویران ہوتا — مہر وہ چاند کا ٹکڑا کبھی مہمان ہوتا

دشت وحشت کی وہی دست درازی رہتی — ٹکڑے ٹکڑے مرا دامان وگریبان ہوتا

جان روح شہدا رہتی بہت مالا مال — در دولت کے قرین گنج شہیدان ہوتا

آپ سر کاٹ کے قدمون پہ ترے رکھدیتا — میری گردن پہ نہ تلوار کا احسان ہوتا

صحبت زاغ و زغن ہے ہمین ابتو ای کاش — ہمصفیر اپنا کوئی مرغ خوش الحان ہوتا

قفل کنجی کی اگر گوندھتے چوٹی صاحب — کوچۂ زلف مجھے گوشۂ زندان ہوتا

میرے اور یار کے ہے بیچ مین دریا حائل — جوش اتنا نہ ترا دیدۂ گریان ہوتا

بوریا فقر کا ممکن نہین خالی رہتا — میرا سجادہ نشین شیر نیستان ہوتا

وجسم اللہ نے ڈھالا ہے ترا سانچے مین — شمع فانوس مین چھپتی جو تو عریان ہوتا

عید کا چاند نظر آئے یہہ ہے کس کو خوشی — دیکھتے اوس کو اگر وہ مہ تابان ہوتا

بوسۂ مصحف رخ ہم کو عنایت کرتے — ہمسا کافر بھی کسیطرح مسلمان ہوتا

شوق دل یار کی دیوار پہ پٹکا دیتا ہے — وہ نہین ہین کہ جو منت کش دربان ہوتا

آخر آنا ہے اجل تجھکو بقول ناسخ — آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

وہ سرخ و سیہ ابر کی کیفیت تھی — کاش نظارۂ زلف و رخ جانان ہوتا

یہ تمنا ہے کہ گردن تہ خنجر ہوتی — دست گستاخ مین قاتل ترا دامان ہوتا

مرغ دل طائر جان دونون مین کوئی جاتا — ان کو نامہ تو روانہ کسی عنوان ہوتا

تیرا دیوانہ تو پریون کا نہوتا مائل — اگر ایجان بنارس بھی پرستان ہوتا

کلمۂ اشہد باللہ مین تیرا پڑھتا — بت پرستی مین بھی اللہ نگہبان ہوتا

مصحفی کیجئے ہے اپنی حکومت مین ہنیار
پھر سہلو مین نہ کیونکر دل سوزان ہوتا

ہو غیر غنی دل تو غنی ہم سے نہوگا — قارون کبھی ہم مرتبہ حاتم سے نہوگا

ہم سمجھے ہوئے تھے وہ خفا ہم سے نہوگا — تلوار کا کام ابروئے پرخم سے نہوگا

سودائی گیسو ہون مرے زخم جگر کو — جو مشک سے ہو فائدہ مرہم سے نہوگا

کیفیتین دکھلاتی ہے جو آنکھ کی پتلی — کیا ظرف بھلا جام کا یہ جم سے نہوگا

چھوٹا سا یہ کپڑا ہے نہین جھل کچھ اسکی — ہوگا جو مرے ہاتھ سے محرم سے نہوگا

دیوار کے پردے سے رکے محرم مشتاق — مشکل ہے کچھ اس آپ کے محرم سے نہوگا

اے ابر ترا نام ڈبو دے ابھی پل مین — کیا یہ بھی مرے دیدۂ پرنم سے نہوگا

بس چھوڑ دی کوچہ کی تری خاک نشینی — جو ہم سے ہوا حضرت ادہم سے نہوگا

انگلی بھی تری دیکھی نہ ایجان کبھی نے — جو تو نے کیا پنجۂ مریم سے نہوگا

اے مہر محبت ہے تو جلتی ہی رہو گی
کچھ فائدہ اس داغ کو مرہم سے نہوگا

کچھ پھیکا سا باتون کا کیا پڑ گیا — مجھے بھی زبان کا مزا پڑ گیا

بنا ہے جو وقتِ رقص طباشیر ماہ
مسیحا بھی بیمار کب پڑ گیا

تری طرح اے زلف ٹھہرا ہی وہ
اب اوس پر بھی سایہ ترا پڑ گیا

تصور جو اُس شعلہ رو کا ہوا
مرے دل مین اک آبلا پڑ گیا

نزاکت سے صدمہ ہوا یار کو
کمر پر جو بندِ قبا پڑ گیا

ترا کشتہ تڑپا یہ ہنگامِ دفن
کہ مرقد مین اک زلزلا پڑ گیا

لگا لے گئی ہم بھی بلبل کیساتھ
فغان کا عجب جھمیلا پڑ گیا

تری زلف چھوکر بلا مین پھنسے
یہ ہی پیچ ہم پر بڑا پڑ گیا

بھلا قابلِ قتل ہم تھے کہ غیر
ترا ہاتھ قاتل بُرا پڑ گیا

تھکے دستِ وحشت گریبان بچا
چلو داغ زیرِ قبا پڑ گیا

ذرا کھول دے کان گل کے صبا
کہ بلبل کا اب تو گلا پڑ گیا

نہ گھبرا اب اللہ کو یاد کر
بتون سے تو پالا دلا پڑ گیا

مری خاک کا ہے فلک پر دماغ
ترا پاؤن اے مہ لقا پڑ گیا

نمک سود رکھتا ہون زخمِ جگر
مجھے اِس مزے کا مزا پڑ گیا

یقین ہے کہ بجھ جائیگی شمعِ طور
جو سایہ مرے بخت کا پڑ گیا

یہ چیخا یہ چیخا شبِ وصل مرغ
کہ فرقت کی شب تک گلا پڑ گیا

زبان کس کی چُوسے جو بکتا ہی مہر
مجھے بھی زبان کا مزا پڑ گیا

عشق کا جھگڑا چکا اے مہر رفع شر ہوا
لے گئے وہ دل مرا اچھا ہوا بہتر ہوا

بیوفا ہو با وفا یہ کب مجھے باور ہوا
مہر دیوانہ ہے کسکا وہ پری پیکر ہوا

غافلون کا ہے مگر بھی فقر فرغ سادہ لوح
خاک سے آئینہ جبکا خاک اسکندر ہوا

ساتھ سونے سے وہ پھر پہلو تہی کرنے لگے
پھر جگر مین درد ہے پھر دل مرا مضطر ہوا

ان گلو نکی صحبتون سے ہم بھی ہو نگے باغ باغ
غنچہ آسا جب کبھی اپنی گرہ مین زر ہوا

عشق اپنا کھیل تھا بچپن سے ہین عاشق مزاج
بارہا پر کا کبوتر مرغ نامہ بر ہوا

میر کیا ہوتے دور کی نوبت نہ آئے بزم مین
ظرف اپنا کشتی مے کے لئے لنگر ہوا

پھر جلدی ہین غنیمت ہین یہ بیتین چار پانچ
اس سے کیا حاصل اگر اشعار کا دفتر ہوا

ٹھوکر سنگ کو دکان وحشت مین اپنا سر ہوا
درد سر جاتا رہا اچھا ہوا بہتر ہوا

کیا کہون مین وحشی مجنون طبیعت اپنا حال
پا نیاز خار و سر وقف دم خنجر ہوا

حیرتی اک شوخ کے آئینہ زانو کا ہون
مری طعنون سے مکدر سخت اسکندر ہوا

دشت وحشت مین کیا کرتا ہون سیر بحر و بر
فیض چشم و جوش سودا سے مین اسکندر ہوا

سر رگڑتے ہین یہان لاکھون ہی بیدل الفہیم
سجدہ گاہ عاشقان در کا ترے پتھر ہوا

مشک کو کیا ہمسری اس زلف عنبر بار سے
بال پھڑ ڈالا جو اسنے غیرت عنبر ہوا

اپنے سر پر کا ہیکو احسان لون فساد کا
خار صحرا ہر رگ پا کو مری نشتر ہوا

میری حیرانی کی دیتا داد اے آئینہ رو
ہائے کیون اپنے زمانے مین نہ اسکندر ہوا

خاکساری کا یہ رتبہ ہے کہ پیوند زمین
جم ہوا دارا ہوا کسرا ہو قیصر ہوا

رشک کیا کیا مجکو ہوتا ہے کہ میر کیون نہ مہر
اوس کی جوتی کا ستارا بخت کا اختر ہوا

خیال آٹھون پہر رہتا ہے مجکو اک فرنگن کا
گمان ہر اک کو میرے کشور دلبر ہے لندن کا

ہوا ہے عشق جب سے ہمکو اک کافر فرنگن کا
ہمارے نالہ موزون پہ شک ہوتا ہی ارگن کا

یقین ہے قبر مین آئین فرشتونکی عوض عیسی
شہید خنجر ابرو ہون اک قاتل فرنگن کا

نہ ساقی ہے نہ بادہ ہے نہ شیشہ ہی نہ ساغر ہے
پڑے اس ابر پہ بجلی ہمین کیا لطف ساون کا

جو گل اک لمحہ ہنستا ہے تو بلبل پہرون روتی ہی
ذرا اے غافلو سوچو کچھہ عالم ہے گلشن کا

ہوئے سب اسپہ عاشق قمری و شمشاد گل بلبل
مرا سرو روان کرتا تھا گل گلگشت گلشن کا

کہان لندن کہان اے مہر ہم باتین بناتے ہین
یہان بس شاہد مضمون یہی عالم فرنگن کا

وہ عیسے دم یہان آیا تو ہوتا
مرے مردے کو ٹھکرایا تو ہوتا

اسے اے جذب دل لایا تو ہوتا
ہمارے کام بھی آیا تو ہوتا

ہنسا کر میری جان اک روز مجکو
ذرا غیر دن کو رلوایا تو ہوتا

جگر پھٹتا ہے جب کہتا ہے ناصح
گریبان تمنے سلوایا تو ہوتا

نہ آیا پوچھنے تو مر گئے ہم
ارے کچھہ دل مین شرمایا تو ہوتا

صبا للہ اوس کافر صنم تک
مرا پیغام پہنچایا تو ہوتا

ترے عاشق کا وقت جانکنی ہی
کوئی کچھہ اوس سے کہہ آیا تو ہوتا

تجھے ساقی کرینگے یاد کیا ہم
کبھی اک جام بلوایا تو ہوتا

اگر فون زلف کی ہے بس ہمین پر
کبھی شانہ سے بل کھایا تو ہوتا

قوافے اس غزل کے شایگان ہین
یہہ نکتہ اونکو سمجھایا تو ہوتا

جو ہوتا مہربان وہ مہ لقا اے مہر
ہمین پاس اپنے بلوایا تو ہوتا

تصویر دیکھ کر تری تصویر ہو گیا
کیا عالم اپنا اے بت بے پیر ہو گیا

دیوانوں کی تری ہوئی کثرت پری کی
دنیا میں قحط دانہ زنجیر ہو گیا

خنجر کی احتیاج نہ پروا ہے تیغ ہے
قاتل کا دم ہمیں دم شمشیر ہو گیا

مہندی ملی ہے پا کہ کسی کا کیا ہے خون
یا طائر حنا ترا نخچیر ہو گیا

اس شوخ عیسوی نے جو باتیں شروع کین
نطق مسیح قایل تقریر ہو گیا

پہچانا مرغ دیکھی نہ صبح شب فراق
نالہ ہر ایک نالہ شبگیر ہو گیا

بدنامیوں سے ناموری عشق میں ہوئی
رسوائیوں سے صاحب توقیر ہو گیا

شیرین کی شکل ہٹ گئی اب بیستون سے بھی
یوسف کا قصہ خواب کی تعبیر ہو گیا

دیکھا تو یہ مرقع عالم طلسم ہے
دو دن ہر ایک عالم تصویر ہو گیا

زنجیرین گھڑ لے سڑی ہو گیا ہوں
دیوانہ تیرا صاحب تاثیر ہو گیا

کب تک وفا کرون میں بت بیوفا سے اب
اللہ جان بلب دل دلگیر ہو گیا

کیا حسن بے ثبات پہ پھرتی ہے عندلیب
رنگ گل ایک روز میں تغیر ہو گیا

کیا کیا حسود کٹتے ہیں سن کے اپنے شعر
جوہر ہمارا جوہر شمشیر ہو گیا

کیا گفتگو ہے مہر کہ حسن کلام میں
اے مہر میر شاعرون کا میں ہو گیا

وہ مہر ہوں کہ عیش کا موجد ازل میں تھا
نور ورق تھا جہان میں جب میں حمل میں تھا

شکر خدا کہ ہجر کی شب آئے بے طلب
مدت سے ہمنشین میں تلاش اجل میں تھا

تعویذ اب ہے قبر کا تسکین کے لئے
نقش مراد ہی کبھی اپنے عمل میں تھا

کیونکر پہنچتا ہاتھ تک اس ناتوان کے
دامان مدعائے دلی دست شل میں تھا

بھولی نہ دل کو ایک گھڑی لکھنؤ کی یاد
مین آگرہ مین تھا بھی فرنگی محل مین تھا

کیا کیا حسین چھوٹ گئے لکھنؤ کے ہائے
لندن مین جو نہ تھا وہ فرنگی محل مین تھا

واللہ سچ یہ ہے کہ بتون کا نہین قصور
دل ہی ہمارا دشمن جانی بغل مین تھا

مکتب سے ورس کافری عشق تھا مجھے
دل زلف پر شکن مین تھا قرآن بغل مین تھا

منعم چلا حلاوت دنیا سے تلخ کام
پائے مگس پھنسا ہوا گویا عسل مین تھا

نکلا جو دل زبان سے آنکھی مین جی اوٹھا
قم کا اثر مگر بت ترسا کی دل مین تھا

دل نے تو ہمکو آنکھون سے طوفان دکھا دیا
کیا جانتے تھے ہم کہ سمندر کنول مین تھا

آیا پیام حور بھی لڑتے ہی یار سے
مین مضطرب تردد نعم البدل مین تھا

مجھ ناتوان پہ زور جتا تا نہ کسطرح
گھیرا رہا جو دل تو وہ زلفون کے بل مین تھا

جیتا گو کہ گفتگو کا سلیقہ نہین ہے مہر
قدرت خدا کی اُن کو کلام اِس غزل مین تھا

کب رہبر اعجاز مسیحا نہین ہوتا
کب خضر مرے بزم مین مینا نہین ہوتا

ہان کارگر اعجاز مسیحا نہین ہوتا
بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

عشوا نہین ہوتا ہے کہ غمزا نہین ہوتا
صاحب ستم اس بندہ پہ کیا کیا نہین ہوتا

کیا کر نہین سکتے ہین دلا کیا نہین ہوتا
البتہ اثر آہ مین پیدا نہین ہوتا

محبوب گنہ اہل جنون کا نہین ہوتا
زاہد کبھی تر دامن صحرا نہین ہوتا

وان آہ رسا کا بھی گذارا نہین ہوتا
ظاہر اوسے احوال ہمارا نہین ہوتا

کب بلبلین آتی نہین یہان پھول اجڑنے
کس روز مری قبر پہ میلا نہین ہوتا

کیون اوس کا تصور بھی ٹھہرتا نہین دل مین
کیون خال رخ یار سویدا نہین ہوتا

ادنے ہین وہ ادنے ہین جو عالی ہین عالی
خورشید درخشان کبھی ذرا نہین ہوتا

کیا جسم ہو کیا جسم ہے کیا جسم ہی کیا جسم
ایسا کوئی آئینہ مصفا نہین ہوتا

بھولے سے بھی ہم یاد نہ آئے کبھی تمکو
اے جان محبت مین تو ایسا نہین ہوتا

کرتا ہی نہین رحم کوئی ضعف پہ میرے
وان بیٹھنے کا کچھ بھی سہارا نہین ہوتا

سجدہ نہین جائز وہان مذہب مین ہمارے
جس جا پہ ترا نقش کف پا نہین ہوتا

افسوس ہے ای قیس ترا سبزۂ تربت
جمازۂ لیلے ہی کا چارا نہین ہوتا

اسباب کے محتاج نہین صاحب جوہر
سامان کچھ آئینہ کے گھر کا نہین ہوتا

گرداون کے مین پھیر پھر کے لو کہنا ہین دیتا
کب ہالۂ مہ خون کا تھالا نہین ہوتا

گردش مین بھی اب علے کو ہے ادنے سی ترقی
ہم مرتبہ چرخ بگولا نہین ہوتا

تعویذ ہین میرے لئے اے قاتل خونخوار
بہتر تری تلوار سے ڈورا نہین ہوتا

یان دخل کدورت نہین ویرانہ دل مین
پیدا مرے صحرا مین بگولا نہین ہوتا

کھنچتی ہی نہین تیغ قضا میان سے قاتل
جب تک تری ابرو کا اشارا نہین ہوتا

اے مہر مرے رونے پہ تو اب کیون نہین ہنستا
کیون اشک مری آنکھ کا تارا نہین ہوتا

ذی رتبہ کبھی مائل اسفل نہین ہوتے
گردون کا عیان خاک پہ سایا نہین ہوتا

کیون چھائے نہ چہرہ پہ سفیدی مرے آگے
کب مہر نکلتا ہے کہ تڑکا نہین ہوتا

اے مہر لگے ہاتھ بلیا کی بھی ٹھہرے
ہر روز تو اس طرح کا چرچا نہین ہوتا
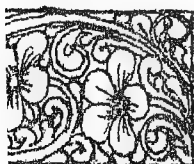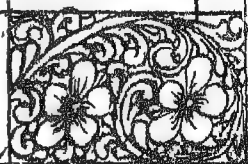
تجھسا جو کوئی چاند کا ٹکڑا نہین ہوتا
تو مہر سا بھی عاشق شیدا نہین ہوتا

ظالم یہ تیری جعد سیہ فام بلا ہے
کافر کوئی اسطرح کا کالا نہین ہوتا

ان زلفون میں اور شب میں نہین فرق سر مو
کھلتی ہین تو کب انکو اندھیرا نہین ہوتا

مہتاب کی قسمت میں جبین تر نہین ایسی
گھٹتا بھی ہے بڑھتا بھی ہے ایسا نہین ہوتا

ابرو کو ذرا دیکھہ تو لین قبلہ و کعبہ ق
اے شیخ جی کعبہ کا یہ رتبا نہین ہوتا

آنکھون پہ غزالان حرم رکھتے ہین آنکھ
حیوان کو پاس ادب اتنا نہین ہوتا

کس دن نہین دشنہ و خنجر تری مژگان
کب ذبح ان آنکھون سے چکارا نہین ہوتا

مژگان سے مستعد نیزہ زنی ہین
لشکر کوئی ایسا تو صف آرا نہین ہوتا

شاعر رخ تابان سے عبث دیتے ہین تشبیہ
ہم کہتے ہین کیا چاند مین دھبا نہین ہوتا

بینی سے ہوا ناک مین دم خلق خدا کا
کب محو ہیان دیدۂ بینا نہین ہوتا

سرگوشیان کانون سے ہین زلف دوتا کو
اس سے تو کسی بات کا پردا نہین ہوتا

گردن کی صفائی پہ گلے کٹتے ہین اکثر
یون خون سر گردن مینا نہین ہوتا

سینہ کو اگر کہیے کہ بلور کا ہے سطح
تو سطح مین اے جان کچھہ اونچا نہین ہوتا

وہ شانے وہ بازو وہ کلائی وہ ہتیلی
ایک ایک کا ہین مثل کہ دہوکا نہین ہوتا

پنجہ وہ کہ ہر قبضہ مین ہے جسکے دل عاشق
عالم کوئی ناخن بدل ایسا نہین ہوتا

کیا پیٹ ہے کیا پیٹ ہے کیا پیٹ ہے کیا پیٹ
نرم اتنا تو مخمل کا بھی ٹکڑا نہین ہوتا

ترکیب عجب حسن کی ہے ناف و کمر مین
ایسا تو کبھی بال کا پھندا نہین ہوتا

کھلتی نہین کچھہ وجہ سکوت اب ہمین آگئے
کیون اور بھی کام اپنے قلم کا نہین ہوتا

کیون شکل نمائی طرب و عیش و مسرت
آئینہ زانو سے مصفا نہین ہوتا

ساقین ہین کہ دو شمع ہین کافور کی روشن
پرنور مگر غمکدہ اپنا نہین ہوتا

ہین پاؤن بھی وہ پاؤن کہ ہر نقش کف پا
کب حور کی تصویر کا خاکا نہین ہوتا

معشوق کا ملبوس بسلے مجھ ہو عاشق
سہارے کوئی اس جوڑے سے جوڑا نہیں سجتا

آج تو جشنِ شبِ وصل عریان ٹھہرا — تو بھی پروانے کو اے شمع شبستان ٹھہرا
کب وہ قاتل سرِ بالینِ شہیدان ٹھہرا — باغ مین بھی نہ مرا سروِ خرامان ٹھہرا
خالِ رخسار ترا حافظِ قرآن ٹھہرا — للّٰہ الحمد یہ ہندو بھی مسلمان ٹھہرا
ابر اے مہر نمِ دیدۂ گریان ٹھہرا — قطرۂ اشک مرا نوح کا طوفان ٹھہرا
ہالہ ماہ مین اکثر مہِ تابان ٹھہرا — کبھی آغوش مین اپنے نہ وہ جانان ٹھہرا
عوضِ حور تصور ترا جانان ٹھہرا — دل پہ داغ مرا روضۂ رضوان ٹھہرا
عشق کا جب سے ہوا شغل جنون کی ٹھہری — اپنا دامن کبھی ٹھہرا نہ گریبان ٹھہرا
تیرہ و تار وہ پر ہول ہے صحرا میرا — لیکے مشعل نہ جہان غولِ بیابان ٹھہرا
دیکھ لیتے تجھے حسرت کی نگہ سے قاتل — ہائے دم بھر نہ ترا خنجرِ برّان ٹھہرا
سنکے میری خبر ایشاد کیا دربان سے — لیکے تلوار ہم آئے اسے ہان ان ٹھہرا
وہ حسین گھر مین نہ ٹھہری تو تعجب کیا ہے — منزلون دور وطن سے مہ کنعان ٹھہرا
من بکا سے ہی یہ کیا قول محمد سجّاد — میرا رونا ہے مری درد کا درمان ٹھہرا
مین سنے رو رو کے نکالا ہی ذرا دل کا بخار — میرا رونا ہی میرے درد کا درمان ٹھہرا
اونکے مژگان کے تصور سے ہوا دل کو قرار — نیستان نہ کہین شیر نیستان ٹھہرا
زلف و رخ پہ ہوا سودا تو گریبان پھاڑا — چاندنی رات مین کب جامۂ کتّان ٹھہرا
سب کو دریا پہ سمندر کا گمان ہونے لگا — بہتے بہتے جو مرا دیدۂ گریان ٹھہرا
خمِ ابروئے صنم ہے خمِ شمشیرِ دودم — اسی کعبہ مین روا خونِ مسلمان ٹھہرا

ابھی دانائی کے قربان ابھی سمجھاتے ہیں
زعم میں حضرت ناصح کے جو ناداں ٹھہرا

اُن کے کوچہ کا ہی شوق ہے تو سن لینا
قبر میں بھی نہ ہمارا تن بیجان ٹھہرا

مجھکو کاوش ہے جنون کی نہیں شائق قدمی
پاؤں ٹھہرا تو سر خار مغیلان ٹھہرا

چمن میں آیا جو بہار رخ رنگین دیکھی
دل بیتاب بدم سیر گلستان ٹھہرا

دانش و عقل و خرد جلد یہ سب جاتے رہیں
چھٹتے پا کر بند کوئی طفل دبستان ٹھہرا

رنج و اندوہ و الم کا ہی رہا فریادی
قافلہ کا جرس اپنا دل نالان ٹھہرا

نہ ٹھکانا ہے حرم میں نہ گرو دیر میں ہے
یہاں ہندو تو وہاں گبر مسلمان ٹھہرا

لو دہن کا عکس منفی ہو گیا
آئینہ دھوکے کی ٹٹی ہو گیا

دُر دہن میں اعجاز ساقی ہو گیا
جام جم جسم جام سفالی ہو گیا

وصف ابرو میں کہا جو شعر تر
آب شمشیر ہلالی ہو گیا

اب تمہارے روبرو کیا ہو فروغ
جلوۂ شمع تجلی ہو گیا

ہجر کی شب مجکو روتے دیکھکر
ابر باران پانی پانی ہو گیا

رعد کا ہے میرے نالو پر گمان
اسقدر تڑپا کہ بجلی ہو گیا

ناتوانی جب ہوئی روز آزما
جامۂ تن اپنا دھجی ہو گیا

اڑ گیا سارا اثر فریاد کا
نالہ اک تیر ہوائی ہو گیا

آخرش اچھا جمایا اپنا رنگ
دودِ دل ہونٹوں کی مسی ہو گیا

قاتل سفاک کے ہاتھوں سے دل
قیمہ قیمہ بوٹی بوٹی ہو گیا

چشم بد دور اب ترقی پر ہے حسن
تیر مژگان بڑھ کے برچھی ہو گیا

میرے نالہ سے کُھلی دل کی گرہ — تیر اِس نالے کی گُتھی ہوگیا
کیوں نہ پُر لا تو کیا مجکو شہید — کام اپنا تو بخوبی ہو گیا
مجھسے کہتا ہے وہ اب تو خوش ہوئے — جو نہ ہونا تھا سو وہ بھی ہو گیا

محسن مجھے نام مُہر فرماتے ہین وہ
اوس سے آزردہ مزاجی ہو گیا

بوے عنبر آگئی یا مشک نافہ کُھل گیا — کیا بلا خوشبو ہے کس کافر کا جوڑا کُھل گیا
قاتلِ سفاک نے کتنا چھپایا کُھل گیا — کُھل گیا آخر ہمارے خون کا دہبا کُھل گیا
یا تو چُپ تھے یا زبان اب ہے سبب لیتے لام کاف — مُنہ نہین اُنکا کُھلا ابجد کا تالا کُھل گیا
اُس لبِ جان بخش کے آگے نہ نکلی مُنہ سے بات — صاحبو دم بند ہے حال مسیحا کُھل گیا
اک ترے دل کی گرہ ایجان نہ ہمسے کُھل سکے — اور جس جس عقدۂ مشکل کو کھولا کُھل گیا
آسمان پر آپ کی چھپکے کا یہ پڑتا ہے عکس — بندہ پرور عقدۂ عقدِ ثریا کُھل گیا
مین ہون خلوت مین تو کس حسرت سے کہتے ہین رقیب — وہ کواڑے بند ہوتے ہین وہ پردا کُھل گیا
ہوے گا آخر بلاے جان عاشق بال بال — پیچ تیرا ہم پہ اے زلفِ چلیپا کُھل گیا
زرد چہرہ دیکھکر بندہ کا فرماتے ہین وہ — آج کل تو رنگ پہلے سے تمہارا کُھل گیا
کیا لباس ظاہری کی اصل یہ ہے اصل ہے — جب ملمع اُڑ گیا تو صاف تانبا کُھل گیا
جذبۂ شوقِ رگِ گردن نے دکھلایا اثر — خود بخود تلوار کا قاتل کی ڈورا کُھل گیا

بوسہ لینے کے لئے بیساختہ مین جھک گیا
مصحف ناطق کھلا یا روے زیبا کُھل گیا

کیا غضب درد اِدہر اور اُدہر سے اوٹھا — دل پہ رکھا جو کبھی ہاتھ جگر سے اوٹھا

حسن کے بہار مجھے یاد بھی کہ بیٹھا آج
دیکھنا رونے کا غل کو لنے گھر سے اٹھا

اُن کے شبنم کے دوپٹہ کو سنبھالے خورشید
یار چادر وہ اُٹھائے جو قمر سے اُٹھا

خوش ہوئے ہم جو کوئی سیم بدن آ بیٹھا
ہمکو دنیا کا مزا اوٹھا تو زر سے اوٹھا

سب کو ڈر ہے کہیں یہ قصر فلک بیٹھ نجائے
ایک طوفان مرے دیدۂ تر سے اوٹھا

دیر میں اُس کا ٹھکانا ہے نہ کعبہ میں جگہہ
وہ کہیں کا نرہا جو ترے در سے اُٹھا

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید
عشق وہ بار ہے جو خاص بشر سے اٹھا

ہم کو تم نے کبھی بوسہ نہ دیا
اپنے گتے کو لوالا نہ دیا

جان بھی صدقے ہے تم پر لے لو
دل جو رکھتے تھے دیا یا نہ دیا

اے بتو حسن و ادا ناز و غرور
تمہیں اللہ نے کیا کیا نہ دیا

دلربائی کے یہی معنے ہیں
دل لیا مجھکو دلاسا نہ دیا

ہمکو سمجھائیں نہ آکر ناصح
یہ کسی نے اونہیں سمجھا نہ دیا

شمع رویوں نے جلایا کیا کیا
دل دیا تو دلِ پروا نہ دیا

شب فرقت کی سحر ہو جاتی
تم نے کیوں منہ مجھے دکھلا نہ دیا

پالتو غیر گلوری کھاتیں
ہم کو اک پان کا ٹکڑا نہ دیا

واہ وا خوب مسیحائی کی
دم بھی او رشک مسیحا نہ دیا

بہار آئی تو پھر سر سبز اپنا یہ چمن دیکھا
ہرے پھر زخم دیکھے تازہ پھر داغ کہن دیکھا

ملایا خاک میں ہمکو ہمیں پامال کر ڈالا
قیامت کی چلیں چالیں تمہارا بھی چلن دیکھا

نہ دیکھا تھا تمہین اندھیر تھا عالم نگاہون مین — تمہین وہ شمع ہو جس سے فروغ انجمن دیکھا
بلا جوڑے کی وہ بندش وہ جادو کی نگاہین ہین — غضب کی چتون نین تیکھی ستم کا بانکپن دیکھا
وہ لمبے بال وہ مکھڑا وہ دانت آنکھ وہ ہونٹھ آنکی — ختن دیکھا حلب دیکھا عدن دیکھا یمن دیکھا
دلیل نیستی ہستی ہے چشم عاقبت بین مین — جو اول پیرہن دیکھا وہی آخر کفن دیکھا

تمہارا قیس کا فرہاد کا دیوانہ پن ہم نے
پریزادون کا کوچہ مہر دیوانون کا بن دیکھا

ایک سے ہے ایک بڑھ کر داغ کیا ناسور کیا — مین کرون تیرا علاج اب کہ دل رنجور کیا
اک خرام ناز سے ہی دو قدم چلنے کی دیر — آپ کے نزدیک ہے روز قیامت دور کیا
چشم ازرق نشہ مین دیکھی خیال آیا مجھے — بادۂ انگور مین ہے دانۂ انگور کیا
کاسۂ سر کی خبر لے ٹھوکرین کھائیگا مجھہ — کاسۂ چینی لئے پھرتا ہے او فغفور کیا
واعظون کے وعظ سنتے مسجدون مین جائین کیون — آپ کے ہوتے ہمین ہو آرزوئے حور کیا
جنکے سنگ پا کے رتبے سے ہے بدتر کوہ طور — اون کی ساق پا سے بہتر ہو گی شمع طور کیا
پاؤن بھی انکو نہین لگتے زمین پر ناز سے — ماہ پیکر آپ شہرون مین ہوئے مشہور کیا
ہوگئی بیمار نرگس مر گئی مشتاق دید — اور چشم فتنہ گر کو ہے تری منظور کیا
نیر کی قبر تو آنکھون کے نیچے پھر گئی — دیکھئے اب رنگ لائیگی شب دیجور کیا
آجتک دیکھا نہ تھا بے حس کو ہنسنے خندہ زن — منہ لگایا آپ نے تو جام ہے مسرور کیا

مہر کو سب جانتے تھے صاحب فکر بلند
خواجہ آتش کیا جناب ناسخ مغفور کیا

نام اپنا مہر وحشی عریان نکل گیا — پہنا جو پیرہن تو گریبان نکل گیا

زلفون کے پیچ سے دلِ نالان نکل گیا
کعبے سے ہندون کے مسلمان نکل گیا

کیا پوچھتے ہو عاشقِ شوریدہ سر کا حال
مدت ہوئی وہ سوئے بیابان نکل گیا

اُٹھیگا شور خلق مین طوفانِ نوح کا
ایک اشک بھی جو دیدۂ گریان نکل گیا

زاہد بھی دل مین لیگیا اونکا خیالِ رخ
منکر بغل مین داب کے قرآن نکل گیا

تاثیر تو بخیر مگر نالے کر لیے
تیرا بھی حوصلہ دلِ نالان نکل گیا

اللہ نے بتون کو دیا رتبہ بلند
طوبیٰ سے ہاتھ بھر قدِ جانان نکل گیا

وحشت ہوئی جو شہر کو ارباب شہر سے
یا وحشی بخیر سوئے بیابان نکل گیا

میرے دل مین بھی گھر اے مہر بتون کا ہوگا
پھر وہ کعبہ ہے کہ اک روز کلیسا ہوگا
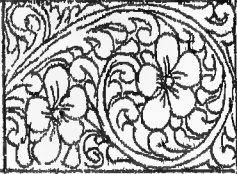
اب خدا جانے کہان ہوئیگا کیسا ہوگا
دل ہمیشہ پاس ہی تھا تمنے بھی دیکھا ہوگا

دیکھنا محتسب آیا تھا سوئے میخانہ
شیشے ٹوٹے ہین تو دل بھی کوئی ٹوٹا ہوگا

مین نسوؤنگا بلا سے جو نصیبا سویا
سنکے افسانۂ گیسو بھی مجھے سودا ہوگا

کبھی دیکھا نہ فرشتون نے وہ بالاخانہ
اوس سے کیا بڑھ کے بھلا عرشِ معلی ہوگا

کوئی تقدیر کے لکھے کو نہین پڑھ سکتا
ہو رہیگا میری قسمت مین جو ہونا ہوگا

لبِ جان بخش کا مذکور نہ کر واہمہ سے
ناطقہ بند ترا نطق مسیحا ہوگا

بن پڑیگی کبھی مہدی کی کبھی مسّی کی
متلون تو اگر اے گلِ رعنا ہوگا

چشم بد دور تم اے جان ہو خورشید جمال
آئینہ بھی تمہین دیکھے گا تو اندھا ہوگا

رحم آئیگا کسیکو تو میرے حال پہ بھی
اے بتو کوئی تو اللہ کا بندہ ہوگا

قبر پر کس کی چلے کس کا نصیبا جاگا
نہین معلوم وہ کس نیند مین سوتا ہوگا

طایرِ دل تو ہزارون ہی پھنسینگے صیاد — زلف پیچان کے اگر یان کا پھندا ہوگا

آبرو قطرہ خون کی سے بڑی پہلو مین — یہی آنسو کبھی ہوگا کبھی دریا ہوگا

چلمن سے یار کی جلسون مین گذرتی تہوگی — کچھ خدا تو نہین وہ بت ہے جو تنہا ہوگا

اپنے کوچہ مین مجھے دیکھ کے بولے وہ مہم

مرد شاعر ہے کسی فکر مین بیٹھا ہوگا

جادو سے رنگ بادۂ انگور کر دیا — آنکھین دکھا کے یار نے مسرور کر دیا

اُترا وہ جس مکان مین پُر نور کر دیا — جس بام پر چڑھا وہ اوسے طور کر دیا

مجبور کر دیا سے مجھے معذور کر دیا — کیا عشق کر کے اسے دلِ رنجور کر دیا

دل لیگئے بتو ہمین مجبور کر دیا — تمکو خدا نے صاحب مقدور کر دیا

واللہ تمنے صدمہ پہ صدمہ بتون سے پائی — ان پتھرون نے شیشۂ دل چور کر دیا

پہونچا کے خلد کوچہ جانان مین عشق نے — ہمکو شہید ناز اوسے حور کر دیا

بولین نہ بولین آپ جوابِ سوال دین — آنکھین تو کہہ رہین ہین کہ منظور کر دیا

مین آدمی ہون اوسنے دئے جانور کو داغ — ہر مرغ نامہ بر کو اینفور کر دیا

بندہ نواز آپ نے کہہ کہہ کے کالا منہہ — اغیار روح سیاہ کولنگور کر دیا

مجھ مرزا نش کی بڑی قدر تمنے کی — اوٹھوائے اتنے ناز کہ مزدور کر دیا

اے جوہر اونکے دستِ حنائی یہہ رنگ لائے

مہندی کی مچھلیون کو سقنقور کر دیا

مین وہ ناتوان ہون کہ دہوکا رہا — انگرکھے کے پردے مین پردا رہا

وہ بس گالیان مجھکو دیتا رہا — بہت ذکر خیر آج میرا رہا

مقابل جو وہ روی زیبا رہا — رہا جب تک آئینہ سکتا رہا

ترے قد کی تعریف سنتا رہا — کہ واعظ سے مذکور طوبی رہا

ستم جان پر دل لگی کا رہا — میں جیتا رہا بھی تو مرتا رہا

شب ہجر اختر شماری رہی — شب وصل دھڑکا سحر کا رہا

جگر خون ہوا دل ہوا پاش پاش — غم عشق مجھ میں بس اب کیا رہا

بہا چشم تر سے یہ سیل اشک — حبابوں سے جاری یہ دریا رہا

بلا میں پھنسائیگا بخت سیاہ — جو سودا اسے زلف چلیپا رہا

رہا عشق مجھکو جو صیاد سے — قفس میں رہائی کا کھٹکا رہا

لب روح پرور سے ہوں جان بلب — مرا دشمن جان مسیحا رہا

جگہ دل میں تھی کی جو مٹی عزیز — غبار اپنا عرش معلی رہا

مجھے دشمنوں سے رہی دوستی — بروں سے بھلائی کی اچھا رہا

جدا ہو کے برسات میں تجھ سے یار — ادھر برق ادھر میں تڑپتا رہا

نہ وہ صورت اجی نہ وہ شکل مجنوں — اک افسانہ قیس و لیلی رہا

برا ہی ہی جنت میں ادریس کو — تمہاری گلی میں میں اچھا رہا

طلسمات آنکھوں سے دیکھا کیا — یہ دنیا کا عالم تماشا رہا

ملا مہر کو جب گریبان صبح
لئے ساتھ سوزن مسیحا رہا

آیا نہ کیوں کہاں ستم ایجاد رہ گیا — ابتک ہوا نہ شاد میں ناشاد رہ گیا

سچ تو یہ ہی کہ منزل راہ عدم ہے سخت — ہمتو نکا ساتھ چھوڑ کے ہمزاد رہ گیا

گلگشت سی پھری وہ پکارا یہ سرو باغ — صاحب بہہ ایک بندہ آزاد رہ گیا

دنیا مین ہم رہے نہ رہے اسکا غم نہین — گردن پہ تیری خون تو چلا در رہ گیا

گلبانگ کا تو لطف رہا بس بہار تک — بلبل کا شور نالہ و فریاد رہ گیا

تیور نگاہ لطف و کرم کی نہین رہی — صاحب بس اب مین قابل بیداد رہ گیا

کیا عیب ہے جو پہلے پہل دیکہ ہم تمہین — کب اے بتو وہ حسن خداداد رہ گیا

واللہ یادگار بہولا دی ہین آپ کی — عاشق کو بہول جائے یہہ یاد رہ گیا

مرزا و میر و آتش و ناسخ تو چل بسے
روشن ہی سبکو مہر اک اوستاد رہ گیا

گلبانگ بھی گلون کی ہمارا ترانہ تھا — اپنا بھی اس چمن مین کبھی آشیانہ تھا

اپنا بھی اس چمن مین کبھی آشیانہ تھا

کوچہ مین اوسکے نالہ میرا بیکسانہ تھا — سودائی تہا مزاج میرا عاشقانہ تھا

جب کوئی زلف مین ہی نہ کچھ دخل شانہ تھا — ہر گل بھی مائل غزل عاشقانہ تھا

بلبل کو اپنا نالہ موزون ترانہ تھا — فصل بہار تھی وہ گلون کا زمانہ تھا

نالون مین بلبلون کی جو رنگ ترانہ تھا — سنبل مین ایک اور نیا شاخ شانہ تھا

الجھا ہوا جو گیسوے جانان مین شانہ تھا — زلف دوتا کا طول و طویل اک فسانہ تھا

سودائیون کو تھی ترہی الجھن بلا کی رات — آئی جواب تو موت کو اچھا بہانہ تھا

جاتے ہین آپ اور برا حال ہے مرا — اپنا جگر کبھی تو کبھی دل نشانہ تھا

تیر نگاہ کی جو کمان تھی چڑھی ہوئی — شیرین کا جوے شیر کا اگلا زمانہ تھا

دریاے مے کی گھات اوتارینگے ہم او نہین — شبنم کی شبنمی تھی فلک شامیانہ تھا

اپنی شب وصال کا اللہ رے اہتمام

کملی کو اپنی تان کے سویا فقیر مست
کیا پشم تھا امیرونکا جو شامیانہ تھا

کعبہ کا احترام خدا ساز ہو گیا
اوسوقت مین کہان یہہ ترا آستانہ تھا

دیر و حرم مین کیا تھا اگر ہمسے پوچھیے
شایان سجدہ یار ترا آستانہ تھا

کنج قفس مین شکوۂ صیاد کیا کرون
اوسکا قصور کیا ہے مرا آب و دانہ تھا

روزی ہوا ہے دانۂ زنجیر و آب تیغ
قسمت کا عاشقون کی یہہ ہی آب و دانہ تھا

لوہے کے تھے چنے ترے چننے غضب کے تھے
صیاد خوب اپنے لئے آب و دانہ تھا

ہو مجھ سا عندلیب خوش الحان اسیر دام
صیاد کا نصیب میرا آب و دانہ تھا

گندم جو خلد مین تو یہان تھی شراب ناب
اک مین تھا دو جگہہ پہ مرا آب و دانہ تھا

رند شراب خوار رہا مین تمام عمر
انگور کا نصیب مجھے آب و دانہ تھا

مین وہ صدف ہون جسکے ہے دریا دلی کا شور
جو ہنس چگ رہا ہے مرا آب و دانہ تھا

بلبل کے آگے اپنی بڑی بات رہ گئی
غنچہ سے تو کہین تیرا چھوٹا دہانہ تھا

رنگین خیالیان دم فکر سخن نہ تھین
زیب تن عروس لباس شہانہ تھا

مسی کبھی ملی کبھی گیسو بنا گئے
شب بھر شب وصال مین حیلہ بہانہ تھا

تجھسے سوا تو اے صنم اللہ کا ہی نام
اچھا تھا ہان حسین تھا یوسف برا نہ تھا

یاران رفتگان کا نشان خاک ڈہونڈیے
ریگ روانکا قافلہ تھا جو روانہ تھا

منہہ دیکھی اونکے سامنے کتنے نہین ہین ہم
اپنی زبان پہ وصف دہن غائبانہ تھا

باد بہار جا کے اوڑا لائی باغ مین
کیا گنج شائیگان زر گل کا خزانہ تھا

اپنا سمند عمر جما جکے اوڑ گیا
شاید ہمارا تار نفس تازیانہ تھا

راز نہان کسی پہ نہ اپنا عیان ہوا
ناآشنائے گوش ہمارا فسانہ تھا

پہچانئے تو خاک کے پتلوں کی خاک کو
بیگانہ کون کون سا انمین یگانہ تھا

اوس شعلہ رو کی تھی جو دل صاف مین جگہ
آتشکدہ یہ مہر کا آئینہ خانہ تھا

کیون نظر آتا نہین کیا جانئے کیا ہو گیا
گلشن شداد اوس کافر کا کوچہ ہو گیا

عالم بالا مین رتبہ اور بالا ہو گیا
نخل ماتم کشتہ قامت کا طوبی ہو گیا

کہتے ہین سن سن کے سب افسانہ زلف دراز
کس بلا مین پھنس گئی کیا تمکو سودا ہو گیا

مجھسا سرگردان نہو گا دشت وحشت مین کوئی
جس جگہہ رکہا قدم پیدا بگولا ہو گیا

معجزہ ہر بات ہے صل علی صل علی
ہل گئے جب ہونٹہ اعجاز مسیحا ہو گیا

بحر و بر مین اپنی اشک و آہ سے ہی انقلاب
بن گیا دریا تو صحرا دشت دریا ہو گیا

چشم بد دور اپنے رونے نے بڑا طوفان کیا
آسمان بہی اک حباب سطح دریا ہو گیا

شاعرون سے ہم یہہ سنتے تھے کہ ہی کچہ بہی نہین
دیکھکر پتلی کمر اونکی اچنبا ہو گیا

روز بڑہتا ہی گیا ضعف اپنے جسم زار کا
سوکہہ کر کانٹا ہوا کانٹے سے تنکا ہو گیا

کیا ہوا پرے ہے رقیب دیو سیرت پہن کر
اب سلیمان کی انگوٹھی اونکا چہلا ہو گیا

یار نادانی سے ہنستا ہے ہمارے حال پر
جو ہوا دیوانہ لڑکون کا تماشا ہو گیا

عیب سے خالی نہ پایا ان حسینون کو کہین
ماہ کامل کو کمال حسن دہبا ہو گیا

آستان یار ٹھہرا جبہہ سائی کے لئے
شکر کے سجدے کرین مطلب ہمارا ہو گیا

چہرۂ خورشید طلعت دیکھتا تھا آپکا
کیا تعجب ہے اگر آئینہ اندہا ہو گیا

زلف مشکین کا تصورات بہر رہتا ہی مہر
لو دل پر خون ہمارا مشک نافہ ہو گیا

چکر لگا سکیگا وہان خاکسار کب
بنتا ہے گرد باد دلون کا غبار کب

پہوٹے سے پہلینگے مردہ دل و سوگوار کب
لائیگا نخل ماتم دل برگ و بار کب

وہ عید کو بھی ہونگی کبھی ہم کنار کب
عاشق کا اپنے اونکو ہوا اعتبار کب

لکھا نصیب کا میرے کتبہ بھی مٹ گیا
آئے تو آئے وہ سر لوح مزار کب

ہمزہ الف سے اصل مین ہوتا ہے انحنا
شیب آئیگا شباب کا ہو اعتبار کب

قارون کو آج تک سوئے پستی رجوع ہے
ہونگی بلند حوصلہ یہہ مالدار کب

کب زہر مین بجھی تھی خدنگ نگاہ ناز
وہ دیکھتی تھی سبزۂ خط بار بار کب

راحت کے جو شریک ہین کب ہین شریک رنج
ہمزاد کے لیے ہی عذاب فشار کب

رونا ہی اپنا مصلحتاً عشق چشم مین
تاثیر سحر ہوتی ہے دریا کے پار کب

اے سحر اور ایک غزل عاشقانہ پڑہ
سنتے ہین ایسے شعر محبت شعار کب

داغ جنون سے جسم بنے لالہ زار کب
دیوانے منتظر ہین کہ آئے بہار کب
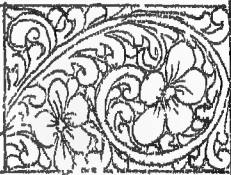
فرصت ملیگی عرض کی پہر بار بار کب
اقرار وصل کا ہے تو اب کہدے یار کب

بدلی جو آنکھہ آپ کی اسکا عجب نہین
اک طور پر ہے گردش لیل و نہار کب

سنتا ہے کون انکی یہہ واعظ بکا کرین
اچہے ہین گے ابر و باد مین ہم بادہ خوار کب

دست جنون کی دست درازی جو ہے یہی
باقی بچیگا کوئی گریبان کا تار کب

کیا مال ہے وہ کاہے کو لینے لگے لے
ہوگا پسند اونکو دل داغدار کب

شہباز چشم نے تو کیا صید مرغ دل
کہیلینگے آپ طائر جان کا شکار کب

ہر شام شام شامت و ہر صبح صبح حشر
مجھکو رہا نہ شکوۂ لیل و نہار کب

پہلو مین دیکھ لیجئے ہوتا جو میرے پاس
رکھتا عزیز آپ سے دل جان نثار کب

ہمکو ہوا یقین سر پستان یار سے
ہوگا اغیر دانہ جنت انار کب

ویسے معاملہ تیری آنکھوں کا سحر ہی
شیرونکو آہوون نے کیا تھا شکار کب
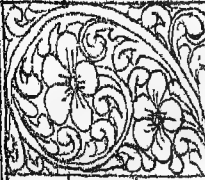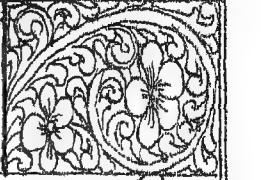
اے مہر پوچھ گو ہین بیان تجھسے سیکڑون
ہمکو ہے شاعری کا تیرے اعتبار کب

آرام سے رہتا نہین دم بھر دل بیتاب
مین کیا کہون کس درجہ ہی مضطر دل بیتاب

بیچین رہا ہجر مین شب بھر دل بیتاب
ایجان تڑپنے کا ہے خوگر دل بیتاب

کیون ہو نہ شب وصل بھی مضطر دل بیتاب
تڑپا کیا تا صبح برابر دل بیتاب

اے شیخ مین کافر ہون نہ کافر دل بیتاب
رکھتا ہے شرف قبلہ نما پر دل بیتاب

ویسی ہی تڑپ ہے وہی انداز ہے سارا
پہلو مین ہے مذبوح کبوتر دل بیتاب

سمجھانے سے اونکی بھی تسلی نہین ہوتی
اب اور غضب لائیگا ہمپر دل بیتاب

آتی ہے صدا قبر سے کشتی کی تمہارے
سو لینے دے آرام سے دم بھر دل بیتاب

پھرتا ہون سراسیمہ و بے صبر و تحمل
مجھکو بھی کیا ساتھ مین مضطر دل بیتاب

مین کونسا خوش تھا کہ خوشا اب ہوگے تم اس سے
دے دیدو مجھے پچھتاؤگے لیکر دل بیتاب

بجلی پڑے اے ابر سیہ رو ترے اوپر
بیچین ہے بی شیشہ و ساغر دل بیتاب

جی کھول کے روئے تو ذرا ہو گئی تسکین
تھاما ہے بی آب مقرر دل بیتاب

مین آپ سے ہر مرتبہ دوڑا نہین آتا
لاتا ہے مجھے کھینچ کے دلبر دل بیتاب

مشہور ہے سیماب سے سونا نہین بنتا
کس کام کا اے عاشق بے زر دل بیتاب

تنگ آیا ہون جی چاہتا ہے یار سے کہئے
رکھ چھوڑیئے اب آپ ہی لیکر دل بیتاب

ہالے کی طرح گرد ہے ہمراہ دشون کے
اے قمر پھر اب لایا ہے چکر دل بیتاب

طایر مضمون ہوا ہے مہمان عندلیب
یہہ ہما کہائی لگا ہی استخوان عندلیب

خامہ شیرین بیان سیکہے زبان عندلیب
ہو شکر خورا چمن مین مہمان عندلیب

باغ مین ہر سال سنتا ہون فغان عندلیب
یاد ہین مجھکو ہزارون داستان عندلیب

آپکا افسانہ ہی ورد زبان عندلیب
پھول جھڑتے ہین ذرا سنئے بیان عندلیب

آپکی آواز پر گلبانگ کا دہوکا ہوا
میرے نالون پر ہوا سبکو گمان عندلیب

شوق ہوا اب اوس گل رعنا کو خس کے عطر کا
کاش ان تنکون سے بنتا آشیان عندلیب

شاخ گل پر بیٹھتی ہی فصل گلمین پھول پل
دیدنی ہی اندنون گلشن مین شان عندلیب

سرو سمجہا ہے اگر سرو روان فاختہ
گل سمجھتے ہین تمہین روح روان عندلیب

مین نے جو گل کہائے ہین صنا تمہاری عشق مین
دم ٹھہر کتا ہو مرا دلن پر لبان عندلیب

اے گل تر کیا ستم ہے یہہ کہ تیرے ذکر مین
خشک کانٹے پڑ گئے ہوتی ہی زبان عندلیب

تا قفس پہنچے دلا باد بہاری کی خبر
اب ہوا ہوتی نظر آتی ہی جان عندلیب

صفحہ دیوان کا گلستان ہی گلونکی وصف مین
ہی یہہ کلک دو زبان گویا زبان عندلیب

گر قلم مین ساقی گلفام بہر دی پہول کو
صاف ہو سبکو گمان استخوان عندلیب

عاشق و معشوق دونون مر گئے تقریر پر
لب ملے گل برگ کی ہمکو زبان عندلیب

خار بہی رنگین نظر آتے ہین اسکی خون سے
سود گل ہونے لگا دیکھو زبان عندلیب

سچ ہی ٹھنڈی گر سیانبہی کب جلتے تن ہوین
شمع کا گل پھونکدیگا آشیان عندلیب

پھول والونکی ہین کیا کیا چھپے بازار مین
گل فروشونکی دوکان ہی یا دوکان عندلیب

تیرے گلگونکی تجھ بندی بھی رشک چار باغ
چاہیے گل میخ کی جا استخوان عندلیب

گائینگے معشوق شعر عاشقانہ مہر کے
ہوئیگا گلبانگ مین شور و فغان عندلیب

دیکھے جو نور چہرۂ جانانہ آفتاب
ہو شمع روئے یار کا پروانہ آفتاب

جاتا ہے سر برہنہ جو کہسار کی طرف
کیا جانے کس پری کا ہے دیوانہ آفتاب

کیا اوسکے منھ کو دیکھکے دیکھون ترے طرف
چل دور اپنی شکل تو دکھلا نہ آفتاب

تار شعاع مہر گریبان کے تار ہین
بے شبہ اوس پری کا ہے دیوانہ آفتاب

نسبت سے ہے کچھ نہین ہین فقط رشک آفتاب
اے مہر ہے تیری سمجھ کا پروانہ آفتاب

تشبیہ خال چہرۂ زنگی سے دیجیے
جانا کی فقیر کا جو سیہ خانہ آفتاب

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

تجھ پاس کا فروغ اے ماہ کیونکر آفتاب
ہے تیرے کوچے کی ذرون سے بھی کمتر آفتاب

رکھ دیا پہلے کی عوض زخم دل مجروح پر
ہے جگر رشک مہر مین گر ہو بستر آفتاب

کیا ہے تم کیون نہ روئن اوسکی منھ کو دیکھکر
تا صبح معلوم ہو دیکھو جو دم بھر آفتاب

غیرت شمس و قمر عارض ہین رشک نجم خال
کیون نہون قربان تجھپر ماہ اختر آفتاب

طول روز ہجر ہے روز قیامت سے سوا
ہو گیا اپنے لیے بہالی کا پتھر آفتاب

دن ڈھلے تو شام کو آئے نظر وہ ماہ رو
کب ٹلیگا ہو گیا چھاتی کا پتھر آفتاب

آپ کچھ بھی رشتے گر نکلین تو دو آئین نظر
آفتاب اک آسمان پر اک زمین پر آفتاب

سنجھتے ہے لگے اپنے شاید وصل ہوگا یار کا
خواب میں ہم کو نظر آتا ہے اکثر آفتاب

وہ فلک کہتے تھے ہمی سنتے تھے سبطین و علی / ماہ و انجم تھے تلے بالائے منبر آفتاب

بارہا زلفون مین دیکھا ہی رخ پر نور یار / ہمکو راتون کو نظر آیا ہے اکثر آفتاب

اوسنے جو زنار کا چہرہ پہ ڈالا ہو نقاب / تار ہین خط شعاعی روئے انور آفتاب

ہو چلیچی اونکے منھ دھونیکی یا دیکھو تو مہر / جلوہ گر ہے آفتابہ کے برابر آفتاب

فریاد سنکے دین تو بُرا یا بھلا جواب / سنتے نہین سوال وہ ہوا سکا کیا جواب

کسکو ملا نوشتۂ تقدیر لا جواب / کس کا خط آیا آپنے کسکو لکھا جواب

میرا سوال بھی ہے بقول اونکے لاجواب / پیکر سوال کا نہ کسینے دیا جواب

ہمکو اگر وفا کا دیا ہے جفا جواب / دیگا خدا کو کیا وہ بت بیوفا جواب

دیکھی کبھی کمر نہ دہن سے سنا جواب / شاعر خیال باندھتے ہین اسکا کیا جواب

خط لیکے وان گیا ہی پھر آیا ہی نامہ بر / لکھا ہے نصیب کا اوسنے لکھا جواب

ہمکو تو اس مین شبہ نہ اوسمین کلام ہے / بے مثل ہے کمر تو دہن اونکا لاجواب

لکھنے کے قابل ایک یہ شوخی ہی یار کی / جو خط کوئی نہ پڑھ سکے اوسمین لکھا جواب

جیتا ہے بیحیائی سے فرقت مین اے صنم / عاشق کو تیرے دے تو چکا ہی خدا جواب

یا مرتضی علی ولی شاہ لافتا / مجھکو بتا دین آپ نکیرین کا جواب

گالی سوال بوسہ پہ دیکر وہ کہتے ہین / کیون سن لیا جواب یہی اسکا تھا جواب

رخسار یار و دہن تو شمس و قمر ہین دو / اسکا جدا جواب ہے اوسکا جدا جواب

قاصد کے آتے آتے یہان موت آگئی / اپنا جواب نامہ ہوا نامہ کا جواب

مظلوم کوئی مجھسا نہ ظالم حضور سا / میرا جواب ہے نہ یہان آپکا جواب

برگشتہ بخت مین ہون تو اولٹی ہمت اونکی ہی
ہوتا ہے صبر و شکر کا جور و جفا جواب

سرکار مین خدا کے بد و نیک کھپ گئی
کسکا سوال رد ہوا کسکو ملا جواب

سننے کی بات ہو تو سنون ہی کہون ہی کچہ
بیہودہ گفتگو کا نہین ناصحا جواب

کلمہ پڑہون گا تیرا پیغمبر کے سامنے
قاصد خدا کیواسطے جا جلد لا جواب

صاحب جواب صاف مین عاشق کی موت ہی
تمنے جواب نامہ لکھا یا لکھا جواب

آخر خدا کے سامنے دوگے جواب کیا
دیتے نہین ہو تو جو میری بات کا جواب

پیغام بر کی تمنے ہوا خوا ہی دیکھہ لی
لاتی ہی سہے تو باد ہوائی صبا جواب

بوسہ طلب کیا تو دیکھائی نگاہ قہر
اوسنے زبان تیغ سے ہمکو دیا جواب

پروا اونہین نہین تو ہمین ہی نہین غرض
بے اعتنا کا ہے دل بے مدعا جواب

ساری تعلی ہوئیگی اک دم مین کرکری
عیسی کو دینگے قایل خاک شفا جواب

نازک مزاج ہوتے ہین معشوق خود پسند
اری ہے لن ترانی کا کتنا برا جواب

معشوقیت سے حوصلہ عشق ہے بلند
تہا لن ترانی کا ارنی کیا برا جواب

اے قہر مین فقیر در یار پر ہوا
میرے سوال کا نہ کسینی دیا جواب

رکہتا نہین خطوط کا یہہ دفتر آفتاب
لایا خط غلامی مہ پیکر آفتاب

اب حشر تک نہ تجھکو دکھائیگا منہ کبھی
ہی کیا عجب جو ماہ سے لے چادر آفتاب

مینا فلک ہی میکش عالی دماغ ہون
میرے لئے صبوح کا ہی ساغر آفتاب

شمسہ چڑہا جو قصر فلک قدر یار پہ
شعلہ بہبوکا اور ہوا جلکر آفتاب

کیا شوق قتل ہی تیرے آگے شعاع سے
لایا ہی سر کے ساتھ کے خنجر آفتاب

کیونکر کہون کہ آپ پہ عاشق نہین ہے ہم
کیسا ہی زرد اور ہی کیا لاغر آفتاب

ہتا حسین محو خود آرائی ہو اگر
آئینہ لائے صورت اسکندر آفتاب

روشن دلونکو روز ہے گردش پی معاش
پھرتا ہے بہر گردہ نان دن بھر آفتاب

کیا داغ دل میرا نظر آئے رقیب کو
ممکن نہین کہ دیکھ سکے شپر آفتاب

دیکھا ہے آفتاب پرستون نے عکس یار
رکھتا ہے صاف آئینہ کی جوہر آفتاب

مشرق مین صبح کو ہے تو مغرب مین شام کو
پھرتا ہے جستجو مین تیری مضطر آفتاب

سمجھون نہ تیرے رخ کے مقابل کبھی اسے
قرآن بھی لائے ہاتھ مین گر لیکر آفتاب

اوٹھتا ہون صبح دیکھ کے مین روئے یار کو
میرے لئے ہے مہر رخ دلبر آفتاب

جان ہونٹون پہ ہے اتنو دل بسمل نہ تڑپ
دم کا مہمان ہون بیچین نکر دل نہ تڑپ

قیس کچھ خیر تو ہے اپنی طرف دیکھ ذرا
دم نکل جائیگا یون دیکھ کے محمل نہ تڑپ

ہون وہ کم بخت کہ دریا ہو تو پیاسا تڑپون
اور مچھلی سے کہے مجھسے لب ساحل نہ تڑپ

بیقراری سے مجھے اس طور کی چڑ ہے اے دل
کسکی آسان نہین ہوتی کبھی مشکل نہ تڑپ

فاتحہ پڑھنے کو آیا ہے لحد پر وہ ماہ
صبر کر صبر کر اے مہر تہہ گل نہ تڑپ

ہمکو بتائین کونسی تمہاری ضرورت آپ
دل دینگے ہم ضرور بڑی خوبصورت آپ

رہتے ہین خاکسار سے کتنی کدورت آپ
بیٹھے ہین بنکے سامنے مٹی کی مورت آپ

مٹی کا عطر ہمکو ملے غیر کو سہاگ
صاحب جتائین صلح ملی یون کدورت آپ

بندہ نواز کیا کسی مل کی تلاش ہے
آتے نہین ہین یون تو کبھی بے ضرورت آپ

۱۲۸۵ھ

قدمون سے تیری یہہ دست قدرت پائی ہاتھون ہی پڑے ہوئی حنا کی قدرت

پہنچی ہے کسی ملک پہ پہنچے کی تہین آہ نارسا کی قدرت

اے مہر ہے بحر مین رباعی کی غزل
اعلی ہی یہہ طبع نکتہ زا کی قدرت

رہتی ہے سیہ خانہ عاشق مین کھڑی رات
ٹلتی ہی نہین خوب ہے فرقت کی اڑی رات

ہے غیرت مہتاب ترا چہرۂ پر نور
گردانت ستاری ہین تو مستی کی دھڑی رات

جب چاہین دکھا دین وہ شب وصل کا عالم
زلفین نہین رہتی ہین یہہ کاندھے پہ پڑی رات

بالون سے چھپا منھہ تو بہت ادا مین دم سرد
جاڑا ہی تو چھوٹا ہے دن اے جان بڑی رات

چربی کا ہے پتلا یہہ کہے شمع پہ پہونچی
تیری رخ تابان پہ جو ہین آنکھ پڑی رات

وہ شب کو جو آیا تو گلون کو عرق آیا
بلبل تری گلزار پہ خوب اوس پڑی رات

دود جگری سے یہہ سیہ ہو گئی ساری
یا چھت کی عوض سقف مین فرقت کی جڑی رات

دو گیند میرے سینہ پہ لگتی تہین شب وصل
کہیلا کئے وہ مجھسے عجب گیند تڑی رات

چھک میرے چڑھتے ہین شش و پنج عبث ہی
اب سو رہو باقی بھی ہے دو چار گھڑی رات

ہے تیرگی قبر مین رنگ شب فرقت
مانوس جو تھی مجھسے میرے ساتھہ گڑی رات

کس گیسون والی کے تصور نے رولایا
پانی سے جو تپلی ہوئی ساون کی جھڑی رات

اللہ ری سوزش تری اے نالہ شبگیر
جلنے لگی گہر کی میرے ہر ایک کڑی رات

زلفون کو شرارت سے میری جان نہ کہولو
دیکھی نہین گرمی کی کبھی ہتنے بڑی رات

اے مہر تپ ہجر مین ہے قہر شب ہجر
مشہور ہے بیمار پہ ہوتی ہے کڑی رات

بیدین ہون اہل دین کیطرح آشنا پرست امداد یا خدا کہین بت ہون خدا پرست

دریا دلی سے آنکھون مین مردم کو دی جگہ
اے چشم تر ہے تو ہی بڑی آشنا پرست

دونون اوسکے بندے ہین یکتا ہے وہ کریم
کوئی ہے بت پرست کوئی ہے خدا پرست

سبزہ ہے باغ دہر مین بیگانہ آج تک
اے عندلیب تو بھی نہین آشنا پرست

جھکتا ہے پہلے صنم تیرے ابرو کی سمت دل
مانند مرغ قبلہ نما ہے خدا پرست

اونکی طبیعت اور ہمارا مزاج اور
وہ ہین جفا پرست تو ہم ہین وفا پرست

بھولا تلاش رزق مین رزاق کی بھی یاد
مہر شکم پرست ہے کیونکر خدا پرست

عجب ہے مہر سے اوس شوخ کو وصال کا وقت
وہ دوپہر کہ جو مخصوص ہے زوال کا وقت

میری تو خاک بھی تیرے قدم نچھوڑیگی
ذرا تو آنے تو دے اپنے پائمال کا وقت

چمن کی سیر ہے بلبل پڑے چہکتی ہین
ہمارے آپکے بھی سیر ہے یہ بول چال کا وقت

کرو نہ ذکر رقیبون کا مجھسے راگ نہ لاؤ
خطا معاف نہین ہے یہ اس خیال کا وقت

اب اونکی چال قیامت ہے کیون نہ دل کس جائے
ابھی گذر گیا کبک دری کی چال کا وقت

مثل ہے آنکھ بچی مال دوستون کا ہوا
زمانہ دولت دنیا کا ہے خیال کا وقت

کہان یہ نوک پلک پھر کہان یہ حسن شباب
ادھر کو دیکھو یہی تو ہے دیکھ بھال کا وقت

دعائین دینگے اونہین یہہ فقیر کمل پوش
الہی دور دوشالے کا ہو سے شال کا وقت

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہی

ہمکو ستا نہ اوبت بیداد گر بہت
اللہ مہربان ہے بندون ہی پر بہت

تکتی ہے ناف یا میری چشم تر بہت
ڈر ہین اب تو پڑنے لگا ہے بھنور بہت

دنیا کا عیش و دولت دنیا کی ساتھ ہو
سونے کی تیلیان ہون تو پھر پیچ ہین بہت

یہ خامہ نامہ بر ہے یہ زبانی پیام ہے
رہتے ہین نہ دیکھے حال سے یون بیخبر بہت

چبھنے لگین نگاہ مین چلمن کی تیلیان
دیدار کو ترس گئی صاحب نظر بہت

مین خوش ہوا کہ یار نے کی میری ہمدمی
پوچھا خفا ہوا میری فریاد پر بہت

آنکھین کہین بڑی ہین ہرن سے حضور کی
چیتے کی ہی کمر سے جو پتلی کمر بہت

بیمار ہے تو نرگس گل رعنا کے عشق مین
نرگس چمن مین پھول ہین پیش نظر بہت

مضمون ہر شعر مخفی نازک خیال کا
سمجھے یہ غور کر کے جو دیکھے کمر بہت

غائب رہا کیا ہے نظر سے دہان تنگ
دھوکا دیا ہے آپ کی پتلی کمر بہت

شمشاد سے علاقہ ہے کیا قد و زلف کو
پیدا نہ شاخ شانے کرے یہ شجر بہت

فکر سخن مین جی نہین لگتا ہے اندنون
کچھ منتشر ہے تہمر رشتہ جگر بہت

ولہ

یہ تیرگی ہو کہ پہنچے کی شرمساری رات
ہمارے روز سیہ کی ہے تمہاری رات

ہمارے اونکے رہا شغل بادہ خواری رات
لڑا کے چشم سیہ مست یار ساری رات

خیال زلف مین ہوگی بسر ہماری رات
رہیگا نالۂ شبگیر لب پہ ساری رات

سحر سے روز تصور ہے بوسۂ رخ کا
وہ زلف سونگھی یہ سودا رہا کہ ساری رات

جواب تمیز سفید و سیاہ تمکو ہوئی
تو دن پھر آپکا اے مہربان ہماری رات

خیال عیش جوانی عبث ہے پیری مین
سحر ہے خواب ہے بس چونکتی سدھاری رات

کھینچینگے عابد شب زندار کب عاقل
عبث نہ او سگ دیوانہ جاگ ساری رات

شب وصال ادا وے نہ تھی کوئی حرکت
خطا معاف خطا مین تھین اضطراری رات

ٹلی نہ ہجر کی شب کی بلا میرے سر سے
الٰہی لائے کہان سے یہ پائیداری رات

لکھا کئے ہین مضامین زلف و عارض کی ۔۔۔ سیاہ کاغذ سادہ کیا ہو ساری رات
تمہاری زلف کر سودے نے کر دیا اندھیر ۔۔۔ سنا تھا ہنے کہ کرتی ہے پردہ داری رات
وہ بادہ کش ہون کہ مے ٹپکی آفتاب سے روز ۔۔۔ قمر سے لائی جو انگور کی چٹاری رات

نماز صبح وہ ہی پڑھ رہے تھے کعبے مین
جناب مہر جو مندر مین تھے پجاری رات

مرزا مہر بچہ ناز اونکے اوٹھاتے ہو عبث ۔۔۔ بیٹھو مرزائی مین کیون داغ لگاتی ہو عبث
عشق کرتے ہو عبث رنج اوٹھاتے ہو عبث ۔۔۔ دل لگاتے ہو عبث جان کہپاتے ہو عبث
مہر دل خستہ کو اے جان ستاتے ہو عبث ۔۔۔ ہے یہ کیا ظلم کہ جلتے کو جلاتے ہو عبث
صید نو دام مین گیسو کے پہنساتے ہو عبث ۔۔۔ پیچ کرتے ہو عبث ہمکو اوڑاتے ہو عبث
تم تو سنتے ہی نہ تھے ہجر کی شب مین فریاد ۔۔۔ اب شب وصل مین کیون شور مچاتی ہو عبث
مین جو کہتا ہون کہ مسی لب نازک پہ ملو ۔۔۔ ہنسکے کہتی ہین کہ بوسے کی جماتی ہو عبث
ناتوان ہون سبجھے زخمی نگہ و شفا کو ۔۔۔ کیون تن زار پہ زخمون کو ہنساتے ہو عبث
شب فرقت کا گلہ وصل مین کیا حضرت دل ۔۔۔ خون گہٹتا ہے میرا رنج بڑہاتے ہو عبث
لب جان بخش سے لو کام مسیحائی کا ۔۔۔ ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے ہو عبث
مہربان بت نہین ہونے کے برب کعبہ ۔۔۔ اللہ اللہ کرو دیر مین جاتے ہو عبث
سامنا مست کا بیمار کرے گا کیون کر ۔۔۔ آنکھ نرگس سے میری جان لڑاتے ہو عبث
تم پہ ہم مرگئے تم کو نہ ہوئی کچھ پروا ۔۔۔ کیون مسیحا ئیگا دم اب دئے جاتے ہو عبث
بوسہ مین مانگتا ہون تم نہین سنتے صاحب ۔۔۔ گالیان ہی مین نہین سنتا سناتے ہو عبث
آنکھ سے نوح کا طوفان نگر جائے کہین ۔۔۔ دیکھو دیکھو مجھے فرقت مین رلاتے ہو عبث

کس ساعت میں غزل کہتے ہو الہی اے مہر
ہم نہ مانیگے کبھی باتیں بناتے ہو عبث

تشریف لائینگے وہ مقرر چمن میں آج
ہیولی سمائیگی نہ پھر گل پیرہن میں آج

تحصیل علم غیب ہے وصف دہن میں آج
اک بات ہی کلیم کی اپنے سخن میں آج

پژمردہ گل ہیں رشک سے تیری چمن میں آج
ملنے لگا ہے پیرہن گل کفن میں آج

ہو گی تمام رات بسر پیچ و تاب میں
دل پھنس گیا ہی زلف شکن در شکن میں آج

لائیگا جذب دل میرے ویرانہ میں اونہیں
لیلی کا انتظار ہے مجنونکو بن میں آج

شاید سنوارتے ہیں وہ گیسوی عنبرین
بگڑا ہوا ہے مشک کا سودا ختن میں آج

بت خانہ میں میرے دل نالاں کا شور ہے
ناقوس لعل کا ہی کف برہمن میں آج

کچھ مشورہ ہی زلف پریشان یار میں
سودائی چند جمع ہیں دشت ختن میں آج

آئینہ مانگتے ہیں سنوارینگے زلف کو
شب باش ہوگی روح سکندر ختن میں آج

قرآن اپنے عشق پہ اوٹھوایا یار نے
ضامن خدا ہوا ہی بت برہمن میں آج

آتی ہے مجھکو اپنی لب گور سے صدا
آتا ہے پھر کے ایک مسافر وطن میں آج

زر تار کا لباس تھا جنگلی گلی میں کل
سوتے ہیں زیر خاک وہ لپٹی کفن میں آج

گردو نیہ ماہتاب کا سبکو گمان ہوا
نکلی سوار ہو کے وہ جسدم فتن میں آج

کل اسمیں ہوگا فرق زمین آسمان کا
اللہ اتفاق ہی کیا جان و تن میں آج

میں دل برشتہ مہر ہوں تم رشک ماہ ہو
حاجت نہیں ہے شمع کی کچھ انجمن میں آج

کل پر نہ ٹلے وصل کا وعدہ میری جان آج
بس بس نہیں اچھی نہیں کہدیجئے ہاں آج

اللہ کی ہے شان کہ تم اور میرے گھر
ہے عرش معلی کا جواب اپنا مکان آج

آرایش گیسو ہی شب وصل ہے نگے
سودا جو سمجھے ہو تو تمھین ہے خفقان آج

تم وصل کی شب مین تو دکھا دو کمر اپنی
اچھا ہے جو ہو جاے عیان راز نہان آج

شیشون کے گلے ملتے ہین زاہد نے غرض کیا
شوال ہے ساقی کہ ہو ماہ رمضان آج

ہر مصرع تر ہے مژہ دیدہ پر نم
اشکونکی روانی ہے میری طبع روان آج

کیفیت می صاف کہے دیتی ہین آنکھین
بہکی ہوئی بیطور ہین یہہ سحر بیان آج

ہم بہی تو تیرے دور مین نوروز منائین
محروم نہ رکھنا ہمین اے پیر مغان آج

پچتاوگے پچتاوگے مرجاینگے ایک روز
ہم تمسے کہے دیتے ہین ایجان جہان آج

کر نوک زبان فاعتبر و یا اولی الابصار
نادان وہ کل خشک ہے جو تر ہے زبان آج

اے مہر تجھے داد سخن کیون نہ ملیگی
مجمع شعرا کا ہی سے گئے ہین ہمہ دان آج

مزے اوٹھاتی بہت گور کی فشار مین روح
نکلتی کاش بدن سے تری کنار مین روح

تمہارا ناز اوٹھایا بڑا کمال کیا
ہوئی ہے جبر سقیل اپنی جسم زار مین روح

ذرا بہی گر لب جان بخش کا اشارہ ہو
تو ڈالدی دم خنجر ترا شکار مین روح

بتان ہند پسند آئے ہین خدائی مین
رہیگی بعد فنا بہی اسی دیار مین روح

چلے بہی او قیامت بہی ہو چکی صاحب
بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح

کدورتین رہین اس خاکدان ہستی مین
اوڑیگی یہہ گرد کہ گھبرا گئی غبار مین روح

بلایا آئی نکالا نکل گئی دم مین
یہہ شکر ہے کہ رہے حکم کردگار مین روح

جہان نہو کوئی بات تو نکو جے لگی کیا خاک
رہے سوال نکیرین تک مزار مین روح

خیال مدح احمد رہا دوازدہ ماہ
تو خواب مرگ مین ہو مہر بہشت جا مین صبح

دست مشاطہ نکیون زلف سے ہوتا گستاخ — کافر پنجۂ شانہ ہے بلا کا گستاخ
ہم طلبگار رہین بوسے کی تو دل طالب وصل — آپسے آپ کے عاشق بھی ہین کیا کیا گستاخ
سیل مایوس کو آتا ہے یہہ گذرا سے سر — میرے ویرانے سے ہوا اشک کا دریا گستاخ
گل و شمشاد سے ہے بلبل و قمری کا جو حال — کوئی عاشق نہین معشوق سے ایسا گستاخ
شیخ کے بیمار سے صلواۃ سنا چاہتے ہین — چلے آتے ہین جو بالین پہ مسیحا گستاخ
چوم لیتا تیرے ہاتھون کو مین قاتل دم ذبح — تھا تقاضا یہہ ادب کا کہ ہوتا گستاخ
ہڈیون تک میری آتے ہوئے پر جلتے ہین — جز سگ یار ہما ہو نہین سکتا گستاخ
ہاتھ ملتے رہے ہم سینہ سے یہ جا لپٹے — کچھہ بہت آپکی انگیا کی ہے چڑیا گستاخ
حضرت نوح سے کہتا ہے کہ بس ڈوب مرو — طفل اشک اے فلک پیر ہی لڑکا گستاخ
سامنے ہما یہہ بھی سہے طاقت کہ ادب منہہ ہی کہین — ہڈیون سے ہے ہمارے سگ لیلی گستاخ

شعلہ رو کہکے اونہین لی لیا چٹ بوسۂ رخ
مرزا مہر بھی کیا گرم ہے کتنا گستاخ

شعلہ طور ہے نہ برق تجلا ہے وہ رخ — مہر اللہ کی قدرت کا تماشہ ہے وہ رخ
شہر ویران ہوئے جنگل بسے دیوانون سے — باعث کثرت آبادئی صحرا ہے وہ رخ
تن بے روح مین روح آتی ہے دیکھے سے ادسے — منہہ پہ عیسی کے مین کہدون کہ مسیحا ہے وہ رخ
مستی ملنے سے ہوا غنچہ سوسن وہ دہن — سر گلگون سے گل لالہ حمرا وہ رخ
شبکو جسنے کبھی دیکھا ہو روشن خورشید — دیکھ لے متصل زلف چلیپا ہے وہ رخ

شمع کیونکر نہ جلے کیون نہ قبا گل پہاڑے
مہر معشوق ہے اور صبح امید عاشق
صبح ہے جبین اور ذقن ہے گرداب
اسقدر باغ مین جو گل کے گئے نالان ہین
شمع کو شعلے کو مشعل کو مہ و مہر کو مہر

رشک سے حور کو ہی تو نے تو پایا ہی وہ رخ
غیرت یوسف و ہمشکل زلیخا ہے وہ رخ
صدف در ہے دہن حسن کا دریا ہی وہ رخ
تو نے بلبل ابھی شاید نہین دیکھا ہے وہ رخ
یہہ فروغ اوسکے ہی پرتو سے ہی ایسا وہ رخ

ولہ

مجکو ہے سخت رنج و تعب یا علیؑ مدد
یا مظہر العجائب و یا شاہ لافتا
امدست کر و کار مرا دستگیر ہو
اپنے گدا سے در کو کیا تو نے پادشاہ

شاہ نجف امیر عرب یا علیؑ مدد
حلال مشکلات لقب یا علیؑ مدد
اب تھک گئے ہین پلے طالب یا علیؑ مدد
محروم پہر گیا کوئی کب یا علیؑ مدد

اب مہر کا فروغ ہوا اے خدو الجلال
روز سیہ ہے غیرت شب یا علیؑ مدد

کافر دلم کو چہ جانانہ می برد
چشمت حواس عاقل و فرزانہ می برد
امکان نیست اینکہ سلامت برم جان
آن نے کہ ہوش او ات شنیدم ابھا
من شانہ بین وزینت او بہر دیگر است
شلتاق و شوخ و شنگ مرا دل ز دست برد

چون ہندوے کہ قدرت بہ میخانہ می برد
ہوش از دماغ گردش پیمانہ می برد
چشمش بدل ستیزہ ترکانہ می برد
آنے بدیدہ ام کہ دل از جانہ می برد
شانہ در آئے ابروے شانہ می برد
این دست برد بین چہ حریفانہ می برد

اے مہر بعد مشرق و مغرب تمام شد
بنیم کنون کجا دل دیوانہ می برد

ولہ

فلک آوارہ زبادِ تو ازین ہم گردد | چون تو یا بد نہ ہے گر ہمہ عالم گردد

زندگی مرگ بود ہیچ حلاوت نہ دہد | شکرم گر دہی جز بوسۂ لب سم گردد

عکس روئے تو در آئینہ کند گل گلشن | سر و تصویر بہ تعظیم قدت خم گردد

راست اے سرو سہی مصرع شوکت اینجاست | سر و تصویر بہ تعظیم قدت خم گردد

دل بیتاب مرا کاش کنی تسکینی | کاش این غمزدہ آئے خوش خورم گردد

جوشش دریاے شراب ار بود از خم ساقی | نیت غسل پے عید غدیرم گردد

ہمت عاشقیم ست یاران نہ برد | خشک لب تر نہ کنم چشم اگر نم گردد

گر پئے تعزیت عاشق مردہ آئی | غیرت ہا کہ مہ حلقہ ماتم گردد

نیست این جاے شگفت اے فلک ناہنجار
با مسیحاے زمان مہر چو ہمدم گردد

میکدہ تجھسے رہے ساقی دوران آباد | خوب ہم رند چکی خانہ احسان آباد

اونکے دم سے ہو میرا خانہ ویران آباد | حورین جنت مین رہین قاف مین پریان آباد

بوم سیرت نظر آتا ہے یہ عاشق دشمن | در دولت ترا رکھیگا نہ دربان آباد

خار دامن کو پکڑتے مین کہ رہ جاویہین | دشت کو کیون نکرین چاک گریبان آباد

سرفرازی ہے اگر آپ قدم رنجہ کرین | ابھی ہو جائے میرا خانہ ویران آباد

چہچہے بلبل نالان کی ہون گل خندان ہون | سرو شمشاد ہون سبز گلستان آباد

کوئی قاتل مین بسیگی نئی دنیا اک اور | روز ہوتا ہے نیا شہر خموشان آباد

خوف تیر نگہ سے گئے دل کو میرے | اپنا ویرانہ کرین آکے یہ مہمان آباد

کوئی گیسو مین رہے سلسلہ جنبان ہر دل | قیدیون سے ہو ہمیشہ ہی زندان آباد

میکدہ چھوڑ کے کیون دیر و حرم مین جائین — اسمین ہندو رہین اوسمین ہون مسلمان کی باد
بیکسون کا بھی کوئی عرس کوئی میلا ہو — کیجیے آکے کبھی گور غریبان آباد

روشنی آپکے دم سے ہو صنم خانہ مین
مہر پھر چلکے کرو کوچہ جانان آباد

ہو گئے جاتے ہین الٰہی میرے سب بال سفید — رہا جاتا ہے بہت نامہ اعمال سفید
جسنے دیکھا ہے کبھی دست مصفا تیرا — ید بیضا کو سمجھتا ہے وہ اک کمال سفید
فقر مین بھی نہین جاتی منش مرزائی — مرگ چھالے پہ ہی سابر کی بچھی کھال سفید
چاہیے انکو بھی سورج کے مقابل کوئی چاند — آپکی ٹڈیو ٹرہی پہ چاندی کا ہو گھڑیال سفید
نقد میخوار ہون ریحانی و گلگون نہ پلا — ساقیا ساغر بلور مین تو ڈھال سفید
ہنس منڈلائین اگر پہنئے بہاری جوڑا — موتیون سے کرے رستے کو ابھی چال سفید
چاندنی رات مین رغبت سے جو پیتا ہون شراب — کیا ہی نوروز کی پوشاک بھی امسال سفید
کیا سیہ بخت ہون بنتا ہے وہ کالا کمل — اوڑہتا ہون کبھی سر مامین اگر شال سفید
اسقدر خون سفید اتبو زمانے کا ہوا — کچھ تعجب نہین پیدا ہون اگر خال سفید
خال مشکین لب لعلین رخ رشک نسرین — ایک گلدستہ مین ہین پھول سیہ لال سفید
پنجہ مہر مین ہو چھپا در مہ کا دہو کا — دست رنگین مین اوٹھالے جو وہ رومال سفید
کیا تعجب ہے جو ہین تیرہ درون دولتمند — ہو ہی جاتی ہے سیہ لاکھ ہو ٹکسال سفید
کبھی ہونٹون کا پڑا عکس کبھی دانتون کا — کبھی سرخ اور کبھی ہو گئی منہ پال سفید
خوبروی پہ ہے کیا ناز بتان لندن — ہین فقط روی سے گالون کیطرح گال سفید

مہر اپنی بھی دعا ہے یہہ بقول ناسخ

قبل مصحف ہو میرا نامۂ اعمال سفید

شاعر کو ملا کرتا ہے مضمون کمر شاذ
رہ جاتا ہے عنقا کا کوئی دام مین پر شاذ

اس غصہ پہ عشاق کے کیون جانینگی جانین
ایام ہون گرمی کے تو کرتے ہین سفر شاذ

بی شبہ و شک مرغ سے تشبیہ بجا ہی
ملجاتی ہے اوڑنے سے کبھی دل کی خبر شاذ

اک قطرہ بھی بادل سے مہینون نہین برسا
ہان خشک نظر آئے مرے دیدۂ تر شاذ

ہر شہر مین ہر ماہ مین تو چاند کو دیکھا
برسون مین نظر آتا ہے وہ رشک قمر شاذ

اپنا تو قیاس اسکو نہین چاہتا ہرگز
ہوتا ہے اجی نالۂ عاشق مین اثر شاذ

پریان تو او نہین حور کہین حور کہین نور
اس شکل و شمایل کے ہین انسان مین بشر شاذ

ہم قاعدۂ کلیۂ ہرگز نہ کہینگے
مضمون دہن فکر سے ملتا ہے اگر شاذ

لالہ نے کہا دیکھ کے داغون کو ہمارے
اس داغ اوٹھانے کے لئے بھی جگر شاذ

مجنون کا پتا بھی نہین صحرا سے جنون مین
ہین وادیٔ وحشت مین ہون اک خاک بسر شاذ

کہنے کو سبھی کہتے ہین شعر و غزل اے مہر
شاعر تو ہزارون ہین سخن فہم مگر شاذ

ولہ

آمد ہے کس مسیح کی اے مہر لاش پر
تم کا گمان ہے غلغل دور باش پر

سامان ابتری ہین یہہ اوراق گنجفہ
ہرگز نہین ہے رنگ فلک اک قماش پر

چرکے ہین میری جسم پہ اوس گل کے ہاتھ کی
کیونکر نہ رشک ہو رگ گلگو خراش پہ

سب جتنے سعید ہین وہی آوارہ ہین یہان
اڑی ہما نے پائی ہے کتنی تلاش پر

اپنا تو ہے ازل سے ابد تک یہی کلام
ہم مطمئن نہین کبھی اس بود و باش پر

دیکھا نہ تمنے طایر رنگ اڑ گیا یہان
تار نظر سے باندھ دئے ہوتی کاش پر

بھولونگا مین نہ یاد چمن بعد مرگ بھی — صیاد ذبح کرتے سے پہلے تراش پر

مہر جگر کباب تو عاشق ہے خال کا
چھڑکو نمک مزے سے دلِ پاش پاش پر

نہ ماہتاب ہے ہمثل اور نہ آفتاب نظر — کوئی نہین رخ پر نور کا جواب نظر
نہ سمجھین اپنے کوئی مثل یوسف کنعان — خدا کے فضل سے ہین آپ انتخاب نظر
جو ہمسے پوچھو تو ایمان کی کہین صنا — ہے یہ رخ وہ ہے کہ ہے قرآنی کتاب نظر
بہار موسم گل کے بہار باغ مین ہے — تمہارے حسن کا عالم ہے شباب نظر
بنائے آپ روان کے جو آپنے محرم — تو دیکھی آب روان کی بھی وہ حباب نظر
نکیون ہو ایک نگتہ مین سرور کیفیت — تمہارے نرگس میگون کی ہے شراب نظر
خیال ہمکو رہا سنکے خواب یوسف کا — کبھی ہو طالع بیداد کا جو خواب نظر
تمہارے دانتون کے آگے تو پانی پانی ہے — یہ کون کہتا ہے ہے موتیون کی آب نظر
مین اپنے آپکو نسبت دون عشق سے پیچان — حضور کو جو لجالو کا ہے حجاب نظر
ہر ایک شوخ گل اندام ہمکو کہتا ہے — بجا ہے گر عرق جسم ہو گلاب نظر

وکیل ہون تو وکالت کے شغل مین ہی مہر
سیے زبان پہ ہے ہر دم ملی شباب نظر

موم کا سنگ ہوا گر ہوسے مقابل پتھر — اللہ اللہ بتون کا بھی ہے کیا دل پتھر
نازنینون کا نہین ظاہر و باطن یکسان — جسم شفاف ہے شیشہ کیطرح دل پتھر
نالہ کوہ بھی تہا نالہ فرہاد کے ساتھ — اے بتو تمسے ہے واللہ کہ قابل پتھر
لے پری آگ بھی رکھتا ہون مین آمین نہان — کر لیا ہے جو شرارت سے تیری دل پتھر

مین وہ وحشی ہون اگر دشت سے جاؤن سوی شہر
ایک کے گھر مین بہی ڈھونڈہی ملے سل پتھر

لعل و یاقوت سے لڑکو بہرو دامن اپنے
مرزا وحشی ہون لا دینے کے قابل پتھر

اپنی پتھرائین ہوی آنکھونسی جاری ہین سرشک
صاف صحت کے ہین یہہ بہی مقابل پتھر

ناصحا کوی جنون دوست نہوگا مجہہ سا
چاہتا ہون کہ رہے جسم پہ ہون تل پتھر

غار کہسار مین تہا محو خیال لیلی
دیکھتا قیس بہلا جانب محمل پتھر

کعبہ دل بہی اوسی بت کا صنم خانہ ہے
جسکے اعجاز سے اے مہر ہتے قایل پتھر

تو بہی جلدی تلخکام ایجان شیرین چہوڑکر
یار شادی مین گیا ہے مجہکو غمگین چہوڑکر

نقد مال ایسا ہے کہ قبضے سے یون جاتا رہا
ہاتھ ملتا ہون تمہارے ساق سیمین چہوڑکر

کیا کرون گلشن مین جاکر کوچہ دلدار سے
گل کو کیا دیکھون خیال روی رنگین چہوڑکر

دم پہڑک جاتا ہے جب آنکھین دکہاتا ہے وہ شوخ
دیکھتا ہے سیر مرغ دل بہ شاہین چہوڑکر

کوئی تو ہو رونیوالا بیکسون کی قبر پر
شمع بالین لحد جاے نہ بالین چہوڑکر

بلبل نالان کے ہوتے ہاتھ گلبن پر نہ ڈال
ذبح کر پہلے مجہے تو گل کو گلچین چہوڑکر

مین وہ وحشی ہون کہ ہین سارے درندے میرے دوست
شیر قالین ساتھ ہو لیتا ہے قالین چہوڑکر

زندگی کبتک تجہے مرنا ہے اس سے ہاتھ اوٹھا
بیٹھ رہ دنیا کو تو اے عاقبت بین چہوڑکر

یار کے بیساختہ پن نے دکہایا اور روپ
سادگی پر اب طبیعت آئی تزئین چہوڑکر

منفعل صبح بنارس سے ہے خجل شام اودہ
آ ہی گورے گال پر وہ زلف مشکین چہوڑکر

مہر اوس بت کے نہین دل مین ذرا خوف خدا
نزع مین جاتا ہے مجہکو دشمن دین چہوڑکر

بڑہتے بڑہتے بڑہ گئی زلف پریشان تا کمر
اس بلا کا بھی تو پہنچا ہاتھ جانان تا کمر

اب رسا ہے طرۂ طرار جانان تا کمر
بند شین کرتے ہین شاعر کہین پہنا تا کمر

بال سنبل آنکہ نرگس گال گل پستان انا
گوٹے کرتی کی سہے دیوار گلستان تا کمر

بنگی راہ عدم بہی اک روش گلزار کی
قاتل اٹہو آ گیا خون ستہ ہیدان تا کمر

غار زار دشت مین سامان الجہن کے رہے
بنگیا دامن گریبان پہاڑا گریبان تا کمر

بندہ پرور جنکی ہمت نے کمر بند ہوا ہے
مطمئین ہوتی نہین کہو ملے نہ ہمان تا کمر

مار رہزن بنگئین کافر عدم کی راہ مین
لمبی لمبی آپ کی زلف پریشان تا کمر

داشگون بختون کا دعوا ہے تعلی ہیچ ہے
اتفاقاً گر کبھی پہنچا تو دامان تا کمر

پہولدار اطلس کا پاجامہ جو پہنا آپ نے
سرو سے قامت پہ ہے رنگ گلستان تا کمر

رکہتے ہین تہری کمر توہی انگرکہون مین حسین
یا او ترائی ہین تربینی مین پریان تا کمر

ہوگی اب غائب کمر اے شاعر وبنیک وشبیہ
بڑہ کے پہنچا طرۂ طرار جانان تا کمر

کچھ نظر آیا نہ جان اندہی کی لکڑی بنگئین
آئین تہین بڑہ بڑہ کے شاخ مرگستان تا کمر

اوس گل رعنا نے باندہی ہی کمر اب کفر پر
پہنے لین زنار سب ہندو مسلمان تا کمر

یون کہلین معنے ذکر عیش نصف عشر کا
باندہین مضمون کمر ہو جاؤ عریان تا کمر

جیسے رونے پر نظر کیا ہو بیت وہ کوہ مین
جنکے ہوتا نوح پیغمبر کا طوفان تا کمر

پہراو بہرنا غیر ممکن ہی چو آئے سرگذشت
ہے ابہی تک تو میرے اشکون کا طوفان تا کمر

وصل کی شب روشنی شمع ساق یار ہے
اور ہو جائین عنان سب راز پنہان تا کمر

وان کمر تک زلف پہنچی ہمکو یان سودا یہ ہے
کاش ہوتے اے جنون دیوار زندان تا کمر

جی لڑا دینگے ہو ہمسے شاعر نازک خیال
ہوگی پیدا راہ باریک رگ جان تا کمر

روشنی مین کیا عجب ہے شاید آجائے نظر
چاہیے اونچی رہے شمع شبستان تا کمر

ارتکاب معصیت مین بھی ادہورے ہم رہے
گر کبھی اوٹھا تو اوٹھا بار عصیان تا کمر

کھول دو چوٹی کو چھا جائے کہین کالی گھٹا
باندھ لین شعرون مین شاعر برق سوزان تا کمر

جوش وحشت ہو بہار آئی ہم بالیدہ ہون
تا پہ دامن خار گلہاے گلستان تا کمر

مہر پڑھتا ہے درود آتے ہین جب اسکے شہید
عطر آگین تا بہ دامان عنبر افشان تا کمر
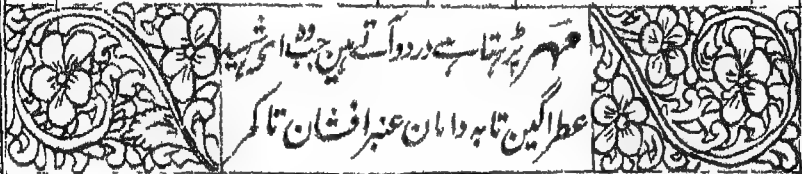
پہلو تہی سے رنج مین راحت ہوا اسقدر
گذرے دل وجگر سے تو فرصت ہی کسقدر

نکلے جو یہ حرم سے تو دل چھین نے لگی
اللہ ان بتون مین بھی قدرت ہی کسقدر

صدمہ ہے دل پہ جان ہے اپنی عذاب مین
ناصح کی ناگوار نصیحت ہی کسقدر

ایسی ہنسے گل اس سے کہ بلبل نے رو دیا
ان کی طبیعتون مین ظرافت ہی کسقدر

چھوڑی سگ و ہما نے ہوئی نوش جان کباب
ہڈی مین دل جلون کی حرارت ہی کسقدر

اک جام کے لیے ہے یہ کیفیت ابر کی
اوسکی گناہ گارون پہ رحمت ہی کسقدر

قصر و محل مین جنکا گذارا ہوا نہ تھا
اب اونکی گور تنگ مین وسعت ہی کسقدر

جام شراب ناب بھی نظرون سے گر گیا
مستون پہ اونکی چشم عنایت ہی کسقدر

مزدور سے بھی سر پہ نہ اوٹھیگا بار عشق
پوچھو تو کوہکن سے کہ محنت ہی کسقدر

دیتے ہین طول قصۂ گیسوے یار کو
ہمکو شب وصال کی حسرت ہی کسقدر

پھر کر دیا مشاعرہ گرم آکے تو نے مہر
تیرے مزاج مین بھی حرارت ہی کسقدر
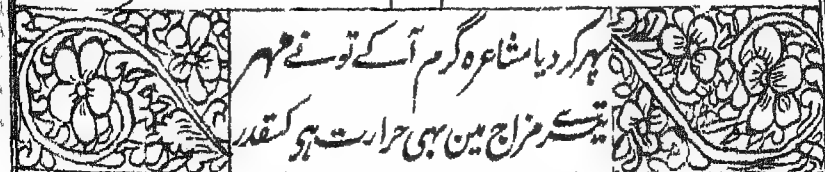
فکر رسا ہو کیون نہ مکین آسمان پر
ہے ملک شاعرونکی زمین آسمان پر

کیونکر نہون مین چین یہ جبین آسمان پر — میرا ہی نجم بخت نہین آسمان پر

جلتے ہین پر خدنگ کے سہسر ہو تیر کیا — سیدہی گئی ہے آہ حزین آسمان پر

تمسے ہے سہو اشارہ ابرو ہلال کا — چیتی ہہو رہین کسیکی نہین آسمان پر

دل مین ہے سے جگہہ ہو تمہاری جناب عشق — ٹہرو زمین پر نہ کہین آسمان پر

افشان چنی تو خرمن مہتاب گرد ہی — پروین سے ہے خوشہ چین جبین آسمان پر

ٹہری ہے بام یار پہ صحبت شراب کی — پریان اوڑا کے لے ہی چلین آسمان پر

ہاتھ ہنگی ہے بام یار پہ مجھ زار نے کمند — سے ہے کہکشان کا سبکو یقین آسمان پر

روشن دلونکو رفعت دون سے نفور ہی — اک جا قیام مہر نہین آسمان پر

ذہی رفعتونکا یار اوٹھاتے ہین سر بلند — قایم ہوا ہے عرش برین آسمان پر

حاضر دل و جگر ہین جو بہواؤ نونگے — ہین سات نجم سات نگین آسمان پر

کرسی ہو بام پر ہے تو کرسی پہ یار ہی — وہ عرش پر ہے عرش برین آسمان پر
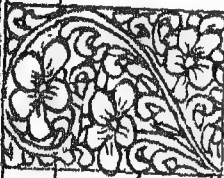
آتو برا کہین تو کہین ہمکو غم نہین
روشن ہے حال مہر زمین آسمان پر

کاٹے کوئی جو رنگ تو قاتل کے برابر — ٹکڑے سے گئے دو دو جگر و دل کے برابر

شیرین لب شیرین کی ہو سایل کے برابر — حسن رخ لیلی سے ہے تیرے تل کے برابر

ساقی تیری آنکہو نمین ہی کیا سرمہ کی تحریر — یان ہے خط ساغر خط باطل کے برابر

قاضی کا نہ ڈر ہے نہ غم محتسب شہر — ہوشیار نہوگا کوئی غافل کے برابر

کیونکر نہ کہون خال رخ یار ہی لچسپ — ہے داغ سویدا بہی اسی تل کے برابر

سر پانون پہ ہاتھ مین ہو گوشہ دامن — گردن ہو میری خنجر قاتل کے برابر

جی چاہا مرا دیکھ کے خال رخ جانان
رکھدون میں سویدائے دل اس تل کے برابر

کس وہن میں حدی خوان ئے جاتا ہی یہہ ناقہ
آجائے ذرا قیس تو محمل کے برابر

منگوائے نہ رتبہ میں ترے ہوادار کے ہمراہ
مجنون کا ہوتا بوست بہی محمل کے برابر

حیران ہو دیکہی جو یہہ زانوی مصفا
آئینہ رکہہ اس آئینہ گل کے برابر

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل
محمل ترا لیلی کے جو محمل کے برابر

مجنون سگ لیلی سے جو یارانہ نکرتا
طاقت تہی بہٹکتا کبہی محمل کے برابر

مرجاون تو جی جاون اس ایذا سے ہو آرام
نقصان ہی میرے لئے حاصل کے برابر

پتلی ہے سمندر میں میری آنکھ کی پتلی
دامان مژہ دامن ساحل کے برابر

کشتی می حباب جو وابستہ ہی اس سے
ہے دامن تر دامن ساحل کے برابر

دریا میں جو ہوتے ہیں تو آئیں گہر اشک
دامن ہے میرا دامن ساحل کے برابر

بوسہ نکہیں لی مجہے یہہ رشک ہے صاحب
تیرا نگر وتم لب ساحل کے برابر

کہتی ہے طبیعت کہ یہہ تشبیہ ہی ناقص
اوس رخ کو جو کہیے مہ کامل کے برابر

آئینہ پہ کرتے ہیں گمان تل شکری کا
ہونٹہون کا پڑا عکس ترے تل کے برابر

اوس بزم میں گلدستہ لیے شمع کہڑی ہی
پہر فرش ہی پروانہ محفل کے برابر

اک اور غزل کہیئے کہ تسہیر ہوائے مہر
معروف کی مجہول کی اب سے ملکے برابر

اک شکل ہو نا طاقتی دل کے برابر
کروٹ بہی اسے ہو گئی منزل کے برابر

میر سے لگے ہی سینہ زنی نوبت شادی کا
بانگ کف افسوس جلاجل کے برابر

ہے آرسی اوس چہرہ تابان کے مقابل
قرآن کو رکہتے ہیں حمایل کے برابر

کیا انجمن انجم گردوں کو بھی نسبت
محفل نہیں کوئی تری محفل کے برابر

دہلیز پہ بیٹھا ہوا روتا ہوں جو میں زار
خاک در دلدار ہے کہگل کے برابر

گل پھولی اگر کوئی چمن میں تو عجب کیا
صیاد گیا بلبل بیدل کے برابر

کھہ مہر یداللہ سے کر عقدہ کشائی
مشکل نہیں کوئی میری مشکل کے برابر

دل میں جا کی ہے تو محبوب سراپا ہو کر
گھر میں اوتری ہی سواری میری پروا ہو کر

یہ کھلا چشم تصور میں تیری جا ہو کر
گھر میں اوتری ہے سواری میری پروا ہو کر

کیا کہوں میں کہ وہ کیا ہو گئے ہیں کیا ہو کر
مہر کی جان کے دشمن ہیں مسیحا ہو کر

بنگیا ہے یہہ میرا دشت جنوں کجلی بن
رنگ لائی ہے سیہ طالعی سودا ہو کر

کیوں نہ سایہ سے تیرے مجھکو حذر لازم ہو
عکس گیسو ہے تو موذی ہوا کالا ہو کر

سبز باغ اب نہ دکھاے ہمیں یہہ سبزہ خط
حسن تو بول گیا آپ کا طوطا ہو کر

نہ تسلی نہ دلاسا نہ عنایت نہ کرم
کیا کرے کوئی بھلا آپ کا شیدا ہو کر

تیل کی دہار ہے کالا یہہ تیرے گیسو کا
کینچلی بنگیا مو باف بھی چکنا ہو کر

بوریا جائے من و جاے تونگر قالین
شیر ہو نہ مقابل سگ دنیا ہو کر

دست نازک کا تمہاری سبب مجھے ڈر رہتا ہے
گل جو کرتی ہیں کلائی کبھی گجرا ہو کر

اک مجمع ہے اک انبوہ ہے اک میلا ہو
بت خدائی کا تماشا ہوئی درگا ہو کر

اونکی انگیا کے پہننے کا ہے جشن اونکے یہاں
دل پھڑکتا ہے کہ اوڑ جائے چڑیا ہو کر

صاف تو یہہ ہے قبا گل کی بسائی نہ گئی
جب تک اوترا نہ دوپٹہ ترا میلا ہو کر

طبع نازک سے ہمارے نہ اوٹھے ٹھینگ تری نا
ہم تو مزدور نہیں سب نے کے مزا ہو کر

عشق بازی بس اب ہم بھی کرین گے توبہ
ہم بھی اب کعبہ کو جا بیٹھینگے کلیسا ہو کر

کبھی دم بھر کسی عاشق کی بھی کام آتے ہو
کوئی مردہ بھی جلایا ہے مسیحا ہو کر

نازنینون سے رہا رابطہ عاشق زار
پہلوی گل کو دباتا ہون مین کانٹا ہو کر

حال رجعت کا ہی معلوم تمہین دن پھر و
یا علی مہر کہان جاسے تمہارا ہو کر

عالم حیرت کا دیکھو یہہ تماشا ایک اور
یار نے آئینہ مین اپنا سا دیکھا ایک اور

مرنے والون مین رہا جاتا ہی جیتا ایک اور
نیم بسمل ہون مین قاتل ہاتھ پورا ایک اور

رفتہ رفتہ دل کو دل سے راہ ہو جاتی کہین
اونسے ملنے کا رہے پوشیدہ رستا ایک اور

ایک تو مستی کا نقشہ جم رہا ہی شام سے
پان کی لالی نے رنگ اپنا جمایا ایک اور

پینے مانا آپنے بوسے دئے پینے لئے
وہ کہان نکلی جو ہے میری تمنا ایک اور

واعظو سمجھو تو ہرگز تم نہ سمجھاؤ ہمین
دل نہ توڑو دل بھی ہے عرش معلی ایک اور

یاد مین اک شوخ پنجابی کے روتے ہین جو ہم
آجکل پنجاب مین بہتا ہی دریا اک اور

اونکا جھومر دیکھکر کہنی لگے اہل زمین
دیکھ لے اے آسمان عقد ثریا اک اور

جیتے جی تو دامن صحرا کا خلعت ملگیا
بعد مرنے کے ملے اونکا دوپٹا ایک اور

بزم سے ساقی کے ہمسے رند نکلی پاک صاف
اپنا کعبہ مین بچھیگا اب مصلی اک اور

شاعران عصر کے تجھکو تو ہے پیغمبری
بو مسیلم ہی ہوئے اسلئے مہر پیدا ایک اور
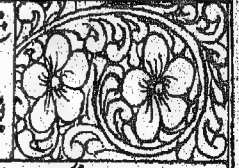
اس بے مثال شکل و شمایل کو دیکھکر
احمق بنے کوئی مہ کامل کو دیکھکر

یاد آگیا ہے مچھیان لینا میرا او نہین
کیون منھ نہ پھیر لین لب ساحل کو دیکھکر

ہین وہ نہین جو صدمۂ فرقت اوٹھا سکون
ہان دل ستائی تو ذرا دل کو دیکھکر

گیسوی یار سلسلہ جنبان نہ ہون کہین
سودا مرا بڑہے نہ سلاسل کو دیکھکر

وہ آرسی مین دیکھ کے منہ محو حسن ہین
قرآن پڑہ رہے ہین حمایل کو دیکھکر

بوسے اگر ملین تو دل و جان نہین عزیز
کرتے ہین ہم تو خرچ محاصل کو دیکھکر

مجنون کو زیر خاک تو ہو چین کوئی دم
گنبد بنائین قبر کا محمل کو دیکھکر

کیا خاک اب مسافر ملک عدم چلین
جی چھٹ گیا ہے گور کی منزل کو دیکھکر

بی اعتنائیان او نہین دیتی ہین اصلاح
کیا سیکھیگا عاشق بسمل کو دیکھکر

سنتے تھے ہم مثل کہ نہین ان تلو نہین تیل
معلوم ہو گیا یہ تیرے تل کو دیکھکر

انجم کی انجمن ہمہ تن چشم ہو گئی
جھپکی نہ آنکھ یار کی محفل کو دیکھکر

اونکو اگر ہے حسن کا اپنے بڑا غرور
ہمکو بہی اپنے عشق کا اونسے سوا غرور

دیکھی ہوئی ہے گردش لیل و نہار خوب
روی سفید و زلف سیہ کا ہے کیا غرور

کافر ہے تو کہ صاف ہے یہ شان کفر کی
دین محمدی مین نہین ہے روا غرور

ہے حق بجانب اوسکے کہ نازک مزاج ہے
کیونکر کرے نہ اپنا دل میرزا غرور

پامال ہو گئے ہین وہ کاسہای سر
دیکھا تھا ہمنے جنمین سراسر بھرا غرور

شیطان تجھکو لوگ لڑکپن مین کہتے تھے
تھا تجھ مین ابتدا ہی سے بی انتہا غرور

بس تمسے تاک جھانک گرفتار ہی رہی
اس جعد مشکبو پہ تمہین ہے بلا غرور

انسان ہو تو کام نہ شیطان کا کرو
اک مشت خاک ہے تو نہ ہو یا خدا غرور

دیوانہ ہو گیا نہ اوٹھائے پری کے ناز
شکر خلل دماغ مین بیسر رہا غرور

یان شغل خاکساری و عجز و نیاز ہی
وان مشق عجب و نخوت و ناز و ادا و غرور

اللہ ری ظرف مہر کہ ہر شب ہے فرش خاک
اس رفعت اس فروغ پہ کس دن کیا غرور

مشتاق نافہ پھر نہ کہین جنکو آہو سونگھ کر
مین ہوا سودائی اون بالون کی خوشبو سونگھ کر

وصل کی شب مین رہا ہی یار کے سر کے تلے
دل کو سمجھاتا ہون اپنے اپنا بازو سونگھ کر

غنچہ گل مین کہان یہہ بات ہو جاتا ہون مست
یار کے منھہ سے شراب تند کی بو سونگھ کر

مین نہ سونگھونگا کبھی گلزار جنت کے بھی پھول
آپکے پہنے ہوئے ہارون کی خوشبو سونگھ کر

عطر عنبر سے دماغ اپنا پریشان کیون نہو
کیا بلا ہے جسکو سونگھون اوڑ گئی گیسو سونگھ کر

اے سگ جانان ہمارے کس لیے منھ لگائیگا
چھوڑ دے جاتا ہی جو میری ہڈیان بو سونگھ کر

مہر کیا اوس بیوفا کو آ گئی بوے وفا
رو دیا پھول اپنی تربت کی وہ گلرو سونگھ کر

نہین جوبن کا کچھ ابھار ہنوز
نہین اے نونہال یار ہنوز

ہے مسیحا اگرچہ یار ہنوز
مہر کو ہے مگر بخار ہنوز

نہین دیوانی ہوشیار ہنوز
جیب و دامان ہین تار تار ہنوز

نرہا مجھکو زلف کا سودا
شعر گوئی ہی پر شعار ہنوز

وصف خط مین قلم کا میدان ہی
کب ہے ہر شکل سبزہ زار ہنوز

برسون سو یا گئے ہمارے ساتھ
ہی مگر اونکو ننگ و عار ہنوز

میری تلوون زبان سے چاٹتے ہین
قیس دشت جنون مین خار ہنوز

جنکو آنکھین دکھائین ساقی نے
نہین پیتے وہ بادہ خوار ہنوز

نالکی پالکی پہ کہتے ہین — راجہ مہراکو سب کہا ہنوز

بیستون سر کے لئے ہوے فرہاد — سنگ پر تیغ کو ہہا ہنوز

جب سے مژگان سی نوک چہب گئی ہہولی — تب سے کوٹہی کی ہے گلنار ہنوز

اونکی پاپوش کی بہی نوک ہی — سر گڑتی ہین تاجدار ہنوز

صبح محشر بہی ہوچکی اے مہر
شمع تربت سے اشکبار ہنوز

ترک کرتا ہے اگر اوس ستم ایجاد سے انس — بہول جا مہر کہ ہوتا ہی بہت یاد سے انس

کسطرح ہونہ مجہے اوس ستم ایجاد سے انس — ہی ازل سے دل ناشاد کو بیداد سے انس

رگ گردن کو ہی گر خنجر فولاد سے انس — تو رگ جان کو بہی ہی نشتر فصاد سے انس

فصد لیلی کی ہوئی خون بہا مجنون کا — کیا رگ قیس کو تہا نشتر فصاد سے انس

شیخ تکلیف حرم پیر سے دیتا ہی عبث — نہ مجہے نہ اسے ہی ربط نہ زہاد سے انس

پہر بہار آئی در خانہ کو زنجیر کرون — پہر مجہے ہونے لگا خانہ حداد سے انس

نہین اکدم کی جدائی بہی گوارا ہوتی — لازم انسان کو ہے سیکہا کرے ہمزاد سے انس

بیڑیان ڈالدین اوس کو جسے جانے نہ دیا — کیون نہ ایجوش جنون ہو مجہے حداد سے انس

کوہ کن خوب ہی یا گورکن اچہا شیرین — ربط خسرو سے مناسب ہی کہ فرہاد سے انس

دشمنی کی ہے توقع مجہے احباب سے اب — دلکو بیداد گرونکی ہے یہہ بیداد سے انس

نظر آتا ہی نہین یان گل بیخار کوئی — کسطرح ہو مجہے اس گلشن ایجاد سے انس

ایک دل ہی کہ ترے دام مین خود پہنستا ہی — ورنہ ہوتا ہی نہین صید کو صیاد سے انس

میرا وہ حال جو پوچہے تو یہہ کہیو قاصد — خود فراموش ہے لیکن ہے تری یاد سے انس

حال دل ہی مین انہین شعر نہین کہتا ہون
جو تنفر ہو برا کہنے سے اور داد سے انس

ہے پسند اپنی تو بس کوئی بت کافر کیش
جائے جنت ہے یہان گلشن شداد سے انس

تو ہی اک سفلہ مزاج اور مین عالی ہمم
غیر ممکن ہی کہ اے یار ہو اضداد سے انس

پردۂ زنگ مین سنتے تھے صدای مجنون
دل لیلی کو یہہ تہا قیس کے فریاد سے انس

گل و نسرین و سمن سے ہمین مطلب کیا ہی
ہے فقط باغ مین بلبل تری فریاد سے انس

بیستو نپر تری صورت سے نہین کچھ مطلب
ہمکو شیرین ہی بدل بس تری فریاد سے انس

تو بھی دیوانہ ہے کیا مہر جو مانند زکا
آدمی زاد سے وحشت ہی پریزاد سے انس

پتلی کی عیوض ہون بت رعنای بنارس
اللہ پہر ان آنکھون کو دکھلائے بنارس

روتا ہون بنارس کے تصور مین شب و روز
اے ہندو و دیکھو یہہ ہی دریائے بنارس

میری یہہ وصیت ہے کہ مر جاؤن اگر مین
تو باد صبا خاک کو پہنچائے بنارس

ہے کعبۂ مقصود فقط کوچۂ دلدار
کافر ہون جو مجھکو ہو تمنائے بنارس

ناظم ہون محمدی کا اگر لکھنؤ جاؤن
اس ملک مین ہون معدلت آرائے بنارس

کعبہ مین دعا مانگون گا مین اپنے خدا سے
یا رب بت کافر مجھے بلوائے بنارس

بنگل کو روانہ ہون رقیبان سیہ رو
سیر سے آئے ہو مسکن و ماوائے بنارس

مین خوش ہون تو آباد رہے ورنہ الہی
پھر پیپے سے باروت کے اوڑ جائے بنارس

جب سے مجھے قسمت نے بنارس سے چھڑایا
رہتا ہے زبان پر یہی بس ہائے بنارس

اک گیسوون والے کی محبت کا پڑا پیچ
پہلے تو نہ تہا مجھکو یہہ سودائے بنارس

اے مہر تو آزردہ ہون جو مضمون تو بجا ہے

مین اور حزین دونون ہین شہدا اپنا بس

کرین کیا ہوس کرین کیا ہوس کرین کیا ہوس کرین کیا ہوس ۔ نہین اپنا بس نہین اپنا بس نہین اپنا بس نہین اپنا بس

شب وصل ہے شب وصل ہے شب وصل ہے شب وصل ہے ۔ نہ بجے جرس نہ بجے جرس نہ بجے جرس نہ بجے جرس

نگیا جنون نگیا جنون نگیا جنون نگیا جنون ۔ ہوئی چھلنی بس ہوئی چھلنی بس ہوئی چھلنی بس ہوئی چھلنی بس

ترے پانو تک ترے پانو تک ترے پانو تک ترے پانو تک ۔ نہین دسترس نہین دسترس نہین دسترس نہین دسترس

وہ گلے ملین وہ گلے ملین وہ گلے ملین وہ گلے ملین ۔ یہی ہے ہوس یہی ہے ہوس یہی ہے ہوس یہی ہے ہوس

مین ہون جان بلب مین ہون جان بلب مین ہون جان بلب مین ہون جان بلب ۔ کرو کچھ ترس کرو کچھ ترس کرو کچھ ترس کرو کچھ ترس

ارے سوز غم ارے سوز غم ارے سوز غم ارے سوز غم ۔ گیا دل جھلس گیا دل جھلس گیا دل جھلس گیا دل جھلس

یہ ہے بیکسی یہ ہے بیکسی یہ ہے بیکسی یہ ہے بیکسی ۔ نہین ہمنفس نہین ہمنفس نہین ہمنفس نہین ہمنفس

مری آنکھ سے مری آنکھ سے مری آنکھ سے مری آنکھ سے ۔ گیا مینہ برس گیا مینہ برس گیا مینہ برس گیا مینہ برس

رہے بند ہم رہے بند ہم رہے بند ہم رہے بند ہم ۔ نکھلا قفس نکھلا قفس نکھلا قفس نکھلا قفس

ترے رخ سے مہ ترے رخ سے مہ ترے رخ سے مہ ترے رخ سے مہ ۔ ہوا مقتبس ہوا مقتبس ہوا مقتبس ہوا مقتبس

ترے ہجر مین ترے ہجر مین ترے ہجر مین ترے ہجر مین ۔ ہے گھڑی برس ہے گھڑی برس ہے گھڑی برس ہے گھڑی برس

جہان ٹھہر ہے جہان ٹھہر ہے جہان ٹھہر ہے جہان ٹھہر ہے
وہین آکے بس وہین آکے بس وہین آکے بس وہین آکے بس

ملا کب بوسہ لب کب کیا خوش ۔ مسیحا سے مزاج اپنا ہے ناخوش

مبارک پادشاہون کو رہے تخت ۔ گدا بھی ہین بچھاے بوریا خوش

کچھ اپنی ناخوشی کا غم نہین ہے ۔ مزاج یار تو ہمسے رہا خوش

ہمارا خون ہوجاے تو ہوجاے ۔ حنا سے خوش ہو تم ہمسے حنا خوش

یہ کیا فرمایا صاحب خوش رہین آپ ق بھلا ہین آپ سے کسدن نہ تھا خوش
اگر ایمان کی پوچھو تو یہہ سب ہے تو ہین تم سے خوش پھر خدا خوش
ہمیشہ خوش شش جہاون کی رہی دید ہمارے کان سنتے ہین صدا خوش
پریشانی کی الجھن کا بڑا پیچ ہوئی دل سے نہ وہ زلف دوتا خوش
دعا کو ہر قدم پر ہاتھ اوٹھاون خوشی سے جا تو قاصد اور آ خوش
لگے جنت سے سیر ہے اوس گلی ہیز کیا تھے اونہین کر کے خفا خوش

تمام اے مہر ہین مضمون غم کے
تیرے شعرون سے ہو گا کوئی کیا خوش

ہوا ہون گا ہر دن مین یہی میرا ہی کام خاص صاحب کے واسطے ہے یہہ غلام خاص
عالی دماغ رند جزا بات کیون نہ ہون نسبت ہے ظرف قسم کو پئے دو جام خاص
خلوت مین وہ طلب نہین کرتے کبھی مجھے ہوتا ہے بس ہمیشہ کے لئے دربار عام خاص
اب اور ایک ہوسے کمر ہو گیا وبال تھا ورنہ شاعرون کو دہن مین کلام خاص
پہونچا دے اوس گلی مین ہمارے غبار کو بس تجھسے اے صبا یہہ ہمارا ہی کام خاص
ہم رند مشربون مین ہے خذ ما صفا کا ذکر ہو زاہدون مین بحث حلال و حرام خاص
خاصہ جو نوش کیجئے غیرونکے ساتھ آپ غم کیون نہ کہائے کہ ہے اپنا طعام خاص
موسی کہان ہین اور تجلی طور کیا اب طور کی عوض تو اونہین کا ہے بام خاص
سب آ گئے ایک وہی نہ آئے بزار تک کیا تھا فقط اونہین کے لئے اذن عام خاص

کیا شوخیان ہین یار کی ملنے کو مہر سے
تجویز جو کیا تو کیا وقت شام خاص

دل میں رہتا ہے ہمارے جو خیال عارض
تو سویدا ہے دل اپنے میں ہے خال عارض

آپکے دیکھنے والوں نے ہے موسی کا گمان
جلوہ شمع تجلی ہے جمال عارض

متبدل ہو گئی اب شمس و قمر کی تشبیہ
تھمتے نور کے شاید ہوں مثال عارض

وہاں دو ہفتے اگر ہیں تو یہاں ہے ہر شب
وہ کمال مہ کامل یہ کمال عارض

دیجیئے عاشق دیدار طلب کو بوسے
پوچھتے ہے تو بس ہے یہ مال عارض

کسقدر لال ہوئے گال جو غصہ آیا
شکل خورشید قیامت ہے جلال عارض

صورت لب جو بنا ہے مہ نو گردوں پر
تمسے ایجاں کریگا یہ سوال عارض

شعلہ شمع ہے عارض تو یہ پروانہ ہے
روح عاشق کو رہی فکر وصال عارض

صاف عارض کا ہوا یار گلوں پر دھوکا
نام گلبن کا میں رکھوں گا نہال عارض

کیوں نہ حیرت ہو کہ یکجا ہیں بہم ماہ و ہلال
گال پر عکس ہے بجلی کا ہلال عارض

شیب میں بھی ترے چہرے پہ رہیگا عالم
جھریاں ہونگی پیری میں ہلال عارض

ماہ تاباں نہ کہوں گا کہ اوسے ہے کاہش
یا الٰہی نہ ہو تا حشر زوال عارض

خون بلبل جو ہوا اسکا تعجب کیا ہے
خون رنگ گل تر بھی ہو حلال عارض

مہر کی آنکھ جو پڑتی ہے تو پاتا ہے فروغ
بن گیا اختر تاباں ترا خال عارض

ہم سے نہیں ہیں یار ترے غم میں ہم فقط
اب خضر بھی ہیں رہرو راہ عدم فقط

کرتے ہیں جو نظم ہو نظم وہ لطف و کرم فقط
ہیں اسلئے صحیح کہ نسخے ہیں دو ہم فقط

اشتام کا وثیقہ ہوا اوسپر رجسٹری
مانوں گا میں نہ آپکے قول و قسم فقط

کس پر نہیں رہی ہے عنایت حضور کی
صاحب نہیں مجھی پہ تمہارا کرم فقط

ساقی نے بیحساب دیئے ہمکو جام ہی
جمشید کو نصیب ہوا جام جم فقط

دو گام ساتھ چلکے جنازے کے دیکھ لو
شاہون کا تا بہ گور ہے جاہ و حشم فقط

شداد کو خبر ہی نتھی اس مآل کی
کہ اٹھ گیگا خار بن کے یہہ باغ ارم فقط

پکڑیگا کون دامن دولت کو حشر مین
بندہ رہا ہے مورد جور و ستم فقط

ممکن نہین کہ دیر و حرم مین یہہ سر جہکے
ہے سجدہ گاہ آپ کا نقش قدم فقط

مذکور سوز دل مین ہین آتش زبانیان
روشن ہے اپنی بزم مین شمع حرم فقط

ہم تو سنین پڑہو گے غزل کسکی سامنے
لے مہر چپ رہے ہین کر دو رقم فقط

آئی بہار توبہ شکن ہو چکا لحاظ
واعظ بہت جناب کا ہمنے کیا لحاظ

مد نظر ہے اوسکو ہمیشہ ترا لحاظ
تجھکو نہین ہے مہر کا او مہ لقا لحاظ

مین دوڑ کر لپٹ ہی گیا وہ کہا کئی
او بد لحاظ تجھکو نہین اک ذرا لحاظ

سوداییون کا پاس نہین بال بہر اونہین
کرتی ہے طول زلف کا اونکی بلا لحاظ

ذرون سے آفتاب نکیون منہ کو پہیرے
چہوٹون کا چاہئے ہی بڑون کو بڑا لحاظ

کعبہ مین ہمکو دیر کا ہر دم خیال تہا
اللہ جانتا ہے بتون کا رہا لحاظ

مشہور عشق حبت مین ہوئین اونکی خوبیان
غیرت حجاب شرم مروت حیا لحاظ

دیتے تہے اوٹ مین جبتک حجاب تہا
پردہ جواب اوٹھا تو یہہ سمجھو اوٹھا لحاظ

سینے کہا لحاظ سے مین کچھ نہ کہہ سکا
بولا وہ بت کہ آپکا رکہے خدا لحاظ

تری سنون کہ قاصد جانان کی ناصحا
اوسکا جدا لحاظ ہے تیرا جدا لحاظ

انسان کو پاس چاہیئے اوسکا جو پاس ہو

کیون اے مسیح تجھکو نہین مہر کا لحاظ

کرتے کی سرگذشت ہماری بیان شمع
اس بزم مین سمجھ گئی اپنی زبان شمع

باد مخالف اسکو تو رہنے دے گی نہ کر
مجھ دل جلی کی قبر پہ ہے اک نشان شمع

رونق فزا دو ہے سے سیہ خانہ مین ہوئی
مجھ تیرہ بخت کی بھی ہوئی میہمان شمع

جائیگی مجھکو بلبل نالان چمن مین گل
پروانہ کا جو مجھ پہ کریگی گمان شمع

خاکستر اپ پتنگون کی پیدا کرے زمین
دیکھلائیگی دہوین سے ہمین آسمان شمع

بخ پر جلی پتنگ کی مانند شمع طور
بیجہ چہ تجھکو ہم نہین کہتے ہین جان شمع

آتش زبانیون کا تو چرچا اوڑائیگی
لیکن کہان سے لائیگی ایسا بیان شمع

داغون سے رشک سرو چراغان بنا ہون مین
سوز درون سے ہی میرا ہر استخوان شمع

ہو میرے گھر مین جان تیرے دم سے روشنی
چہپر کی پتیون کو کرے سائبان شمع

روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما
کہئے مگر بقول حسن ہین تجھکو جان شمع

کیونکر فروغ بزم نہ ہو یک نشد دو شد
لایا ہے مہر تفتہ درون مہربان شمع

میرا گھر اور جلوہ معشوق شوخ و شنگ و شمع
اوسکی قدرت ہے پیدا جسنے کی حسن تازہ و تنگ و شمع

گل ہزارا شا اوسنے جب تہا اک تماشا دیدنی
بلبل و پروانہ و آباد کی جنگ و شمع

بزم وصل یار ہے مجھکو مبارکباد دین
ساقی و مینا و مطرب ارغوان چنگ و شمع

تخت کے ہمپایہ بیٹھیگا تو ہے سر پر تاج زر
بزم جانان مین ہے یکسان حسنا و رنگ و شمع

مرحلہ ہے ان بتان شعلہ رو کے عشق مین
قبر عاشق کے لئے زیبا ہے لوح سنگ و شمع

وہ نکلوا دین ہمین تو ذلت و خواری کے ساتھ
وا ہے حسرت اونکی محفل اور عذر لنگ و شمع

دیکھتا ہوں ان میں تو ہیں جلوۂ نورِ خدا / طور سے موسیٰ پہ روشن ہے فروغِ سنگ و شمع

سبزۂ خط کا تصور ہو رخِ روشن کا دھیان / روشنی کا لطف دکھلاتی ہے کیفِ رنگ و شمع

دیکھ چہرہ آتش قدم کے دم قدم کی روشنی / ایک صورت سے ہیں دونوں جابجا وہ رنگ و شمع

یوں یہ نا تمام ہوئے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہیں لکھا

آئی بہار پھر مجھے پہنچا پیام داغ / لالے کو ہے میسر کے پھر تمام داغ

آباد ہو گئے مرے پہلو ادھر ادھر / ہے درد کی جگہ تو جگر و دل مقام داغ

رکھوں بدل عزیز کروں حرز جان اسے / ہے یار کی عوض مرے دل میں مقام داغ

ہے مہر روسیاہ تفتہ جگر کی شبیہ ہے / دیکھو بغور رنگ رخ تیرہ فام داغ

منحوس ہے وہ گھر نہ ہو روشن جہاں چراغ / لازم ہے اہل دل کے لئے اہتمام داغ

جیسا کہ سنگ اسود بیت الحرام ہے / ویسا ہی میرے دل میں ہوا ہو قیام داغ

ہم عمر دونوں بھی ہے سرور اپنی وضع پر / لبریز خون جو شیشۂ دل ہے تو جام داغ

سوزش یہ ہے کہ جل اٹھے مثل زبان شمع / آئے مری زبان پہ ہمدم جو نام داغ

کچھ سینہ پہ ہیں دل میں ہیں کچھ کچھ جگر میں ہیں / لالی میں اس طرح سے کہاں انتظام داغ

احسن بجا ہے چہرہ تابان یار پر
زیبا ہے مہر مہ کے لئے التزام داغ

اوس رشک قمر کی ہمیں آئی جو نظر ناف / ہم سمجھے کہ ہے اک گرہ موئے کمر ناف

کرتی کا گریبان گریبان سحر ہے / گورا شکم اونکا ہے سحر نجم سحر ناف

کس درجہ بدن کی تیری رنگت ہے سنہری / سونیکا ورق بیٹھ ہے تو بوتہ زر ناف

پستان ہین حباب اور شکم بحر لطافت
موجین ہین پٹین پیٹ کی دریا کا ہنور ناف

وہ آئینہ وہ بال سے وہ چہالا ہے اوسکا
حیرت مین ہون مین دیکھکے بس پیٹ کی ناف

ہو گور گڑہا کو جو جہاتا ان مین ہمارا
ہم مر گئے ہین دیکھکے بس ایک نظر ناف

ہر عضو مطہر کئے ہین سے اسکا ہم سقنقور
جیالی کی وہ گری تو ہے حیال اور ہنور ناف

ابہی جو مرشد کا فت کے تو ہو سنبر آئی زلف
شاعت بل کی لی تو بڑا پیچ اوٹہائی زلف

کالی ہے بلی زلف جسے مین فدائی زلف
سرسام ہو گیا ہے وہ کافر سونگہائی زلف

کالی بلا ہے دیکھکے لئے یہ بلائے زلف
اندہیر ہو نہ دیکھ کہین کہل نہ جائی زلف

بو باس یہ کسی مین نہین ہے سوائی زلف
سکہے تو مشک و عنبر سارا الیسائی زلف

گذری شب وصال بہی کون اب نگہائی زلف
چہاتی پہ سانپ لوٹ رہا ہے بجائی زلف

قلابی آسمان و زمین کی ملائی زلف
الجہون نہ سر کے پاون تلک بہی جگائی زلف

کوچہ مین حسن و عشق کی سے جسکے کام آئی
شانہ کا پنجہ بنگیا عقدہ کشائی زلف

صاحب غلام حیدر کرار ہم بہی ہین
سودا ہی سانپ بنکے نہ ہمکو ڈرائی زلف

کچہ بہی سواد ہو تو سکے مختصر قلم
سودائیون کو شرح مطول پڑہائی زلف

اسمین پہنسا ہوا دل بیتاب ہی میرا
کیونکر نہ ابر برق کا عالم دکہائی زلف

پیوند سنبل اور صنوبر کا دیکہئے
دل طرفہ شاخشانہ ہوا ہے برائی زلف

نازک ہی یار شیشہ دل بال پڑ نہ جائے
صدمہ نہو ہوا سے کہین بل نہ جائی زلف

کیونکر نہ تمکو بادشہ حسن ہم کہین
ہر وقت سر پہ سایہ فگن ہے ہمائی زلف

باندہیگی کس کو اس رسن تابدار مین
پہیر کہلا نہین ابہی کچہ مدعائی زلف

زنجیر اونکی تعزیہ خانہ مین پہنچیے — اس پیچ سے چڑھائی ہون مشکلائی زلف
پیرایۂ لباس سیہ کار تا بہ کے — بس ہو چکا شباب بہی اوتری قبائی زلف
رانون کو بہی قرار نہین اسکو میری پاس — للہ کوچہ گرد نہ دل کو بنائی زلف
مو ڈیکی گو رتنگ ہے شانہ سے پوچہ لے — ناحق نہ ہم شکستہ دونکو ستائی زلف
سوداگران عنبر سارا و مشک و چین — لی لین بلائین زلف کی گروہ دکہائی زلف
اللہ رے شوق کچہ بہی نہین دلکو سوجہتا — اک کالی آندہی اسکے لئے ہو ہوائی زلف
رکہین گی پیچ و تاب مین یا قتل ہونگا میر — ابرو کی کیا صلاح ہوئی کیا ہو رائی زلف
لیلی کہے نہ کیون دل دیوانہ زلف کو — مجنون کے سلسلہ مین ہو یہ مبتلائی زلف
مشاطہ کو بلا سے کہلوا سے کہول — پہیلائے جال طایر دل کو پہنسائی زلف
تاتار و زنگبار و حبش شام و شام تلک — ہندوستان و چین و ختن سب فدائی زلف
طرار بڑہ کے کون ہے اس کلے چور سے — مشکل ہے پہر سراغ اگر دل چرائی زلف
کیون بادشاہ حسن بہی ضحاک بنگیا — شانون سے اپنی کاش وہ کافر ہٹائی زلف
جی چاہتا ہے قطع سر و کار کیجیے — الجہن نہوے اب نہ کبہی یاد آئی زلف
فریاد از تطاول مشکین کمند تو — دل ہو کہین بقول حزین کہنچ لائی زلف
ہر وقت دست بستہ رہے سامنے جنون — زنجیر ہت کڑی ہو اگر ہاتھ آئی زلف
دست دعا بلند ہین رانون کو ہے دعا — پنجہ بہی اپنا شانہ نبے ہاتھ آئی زلف
سودائی بہی جنون مین پریشانیان بہی ہون — پاؤن مین بیڑیان بہی پڑین ہاتھ آئی زلف
زاہد بہی اسکے پیچ سے ممکن نہین بچے — پہر بال جنکے آنکہ مین اوسکے سمائی زلف
پہانسی ہو جیتے اوسے گیسو سے جو چہٹے — وہ کالے پانی جائے جو ہو آشنائی زلف

کالے کے سانپ سے کبھی جلتا نہیں چراغ
روشن چراغ طور بھی ہو تو بجھائے زلف

مرتے ہیں اسپہ عابد شب زندہ دار بھی
راتوں کو ذکر ہے تو یہہ ہے ہائے ہائے زلف

روشن شداد وصال تو ہے بہتا تارا
عارض سے کھڑی رہی ہے یہی سر جھکائے زلف

کب تک بیان کیجئے سر پھر گیا میرا
اے مہر کتنے طول ہیں افسانہ ہائے زلف

رنگت میں ہوئی نسترن ایسی نہ سمن صاف
آئینہ سے شفاف ہے چہرہ تو بدن صاف

سودا ہو اگر کہئے کہ ہے راہ ختن صاف
سر پھوڑتے ہو نہیں زلفونکی شکن صاف

دھبا نہ لگے روز جزا بار الہا
سادہ ہو میرا نامہ اعمال کفن صاف

اپنی ہی دل صاف پہ آنکھ اونکی پڑیگی
ٹھہریگا جہاں پائیگا میدان ہرن صاف

ظاہر کی صفائی سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا
باطن بھی کیا چاہئے اے مشفق من صاف

ہر شیشہ ساعت کی ہمیشہ لئے گردش
ہوگا نہ کسی سے کبھی یہہ چرخ کہن صاف

لاحول ولا آپ یہہ کیا کہتے ہیں صاحب
ہے آپکے دانتوں سے سوا در عدن صاف

سفاک ہے وہ بزم میں ہے رزم کا عالم
ہو جائیگی تو صبح تلک شمع لگن صاف

اورونکی تو کہتے نہیں دیکھیں کہ نہ دیکھیں
ہمکو تو نظر آتا ہے بے شبہ دہن صاف

اللہ رے اے شوخ تیری دیدہ دلیری
کیا چوکڑی بھرتا ہوا جاتا ہے ہرن صاف

نظارہ تیرے حسن کا کرتا ہے زمانہ
تار نظر اے یار ہیں سورج کی کرن صاف

کیونکر نہ بھلا کبک دری ٹھوکریں کھائے
اوچھی ہوئی چال اوسکی تمہاری ہی چلن صاف

سنتے وہ ہوکے کرو شانہ سے مجھے بوسہ لب دو
ہو جائے حلب صاف ختن صاف یمن صاف

کیوں سب سے مکدر ہی ہے مجھے دل کہاں تک
ساقی دو سے کوئی جام مئی تو بہ شکن صاف

کس منھ سے کرون شکر خدا می دو جہان کا
دہوی ہوئی کوثر کی زبان ہاے سخن صاف

بوسہ لب کے ہین مشتاق تمہارے عاشق
اب تو جیتے ہین مسیحا کے سہارے عاشق

تجھکو دیں ڈالتے للہ بہشت اے زاہد
کوئی معشوق کی پاتے جو اجازت عاشق

کیون نہ تلوار سے اب اپنا گلا کاٹ مرین
دیکھتے ہین تیرے ابرو کے اشارے عاشق

تذکرہ حورون کا ممبر پہ سنا کرتے ہین
واعظو تم بہی حسینون کے ہو بارے عاشق

آپ مشہور مسیحا ہے مین دریا دل ہون
اور ہون آپ کے یون گور کنارے عاشق

آپ بہی آئین کسی سمت تماشا دیکہین
اپنے نالون کے اوڑاتے ہین غبارے عاشق

شوق ہوگا اگر افشان کے تمہین چننے کا
توڑ لائینگے ابہی عرش کے تارے عاشق

اونہاتے ہین وہ اے مہر بقول خوشوقت
سب سے کہتے ہین یہ بیٹھے ہین ہمارے عاشق

ہو واعظون کو روضہ رضوان کا اشتیاق
ہے عاشقون کو کوچہ جانان کا اشتیاق

کیسا ہو مجھکو کوچہ جانان کا اشتیاق
بلبل کو یہ ہوگا گلستان کا اشتیاق

شبنم بہی میری طرح سے روتی ہے زار زار
کس کو نہین ہے اوس گل خندان کا اشتیاق

ہمسے سنی نجاینگی یہ لن ترانیان
اپنا نہین ہے موسی عمران کا اشتیاق

مشتاق ہونگی رابعہ بصری کی زن یہان
یہان سے ہے زیارت شہ مردان کا اشتیاق

ہنچہ کریگا پنجہ خورشید صبح سے
دست جنون کو ہے جو گریبان کا اشتیاق

اوس زلف عنبرین سے سروکار اب نہین
لاتا ہے اگرے مین پریشان کا اشتیاق

دنیا کے لوگ ہوتے ہین اے مہر زن مرید

بیان ہے زیارت شہ مردان کا اشتیاق

اقرار پہ ہو قرار کب تک
جبر اب کرین اختیار کب تک

کیون باغ پہ ناز باغبان ہے
آخر ہے خزان بہار کب تک

کرتے ہین ہم اون سے خاکساری
اونکو رہے غبار کب تک

کہتے ہین وہ ذبح کر کے مجھکو
تڑپے گا یہ بیقرار کب تک

پتھرا گئین ابتو آنکھین واللہ
اے بت تیرا انتظار کب تک

اے شمع تو بیکسی پہ میری
رو ئیگی سر مزار کب تک

کب تک تو رہیگا دلبر غیر
کھٹکیگا جگر مین خار کب تک

ہے نزع مین اب خیال تیرا
دل تجھکو کریگا پیار کب تک

لالہ کی بہار بھی تو گذری
دل دیکھئے داغدار کب تک

مجھ عاشق میرزا منش کے
سر تن پہ رہیگا بار کب تک

اب چھوڑ دی مہر کوچہ گردی
پھریگا ذلیل و خوار کب تک

بلا کی بد ہے خال رخ سی لیکر زلف جاناں تک
یہہ وہ دو تین کافر ہین بچا ئینگے نہ ایمان تک

بنا ہین کیون نہ گلشن آستین سے لیکے داماں تک
نہ پہنچے ہاتھ جب اپنا کسی گل کی گریبان تک

سجایا جائیگا ہمسے تو ہرگز باغ رضوان تک
ہماری روح کا گلگشت ہوگا کوئے جانان تک

مین وہ ہوشیار ہون پریونکو دیوانہ بناؤن گا
نہ پہنچیگا ترا ہاتھ اے جنون میری گریبان تک

ذرا سنئے تو دو فصل بہاری کی خبر ہمکو
قفس اوڑتا ہوا جائیگا صیاد و گلستان تک

امارت کی نہ ہمسے لیجئے بعد فنا صاحب
قدم رنجہ کبھی فرمائے گور غریبان تک

فلک سا پست ہمت اہل رفعت مین نہین دیکھا
گلہ کرتے ہو جاتے ہین ہمیشہ اسکی لبان تک

بجا ہے فکر ہر کس ہی بقدر ہمت لے واعظ
مبارک ہون تجھے حورین ہمیں کہدی کہ پریان تک

بجا ہے بدو ہین شاعر اگر کہتے ہین صاحب کو
پیام وصل مین منہ سے کبھی نکلی نہین ہان تک

اڑا مضمون شاعر کا توارد اسکو کہتے ہین
دعا باب اجابت پر گئی مین او نکے دربان تک

حنا کا پیسنا پامال کرنا رنگ شوخی تھا
حلال ان کافرون نے کر دیا خون مسلمان تک

لئے پھرتا ہے کیون صحرا الصحرا ای جنون مجھکو
مین دیوانہ حسینونکا ہون چل یوسف کے زندان تک

کہین اس حسن کا سایہ بھی پریون مین نہین پایا
جنون مین آپکی دیوانی ہو آئی پرستان تک

جو زخم خال ہے تیرے وہی ایجان سویدا ہی
بدل رغبت اسی ہندو سے کہتے ہین مسلمان تک

بہت بھاری بہت بھاری ہی پلہ اپنے عصیان کا
یقین ہی نصب ہو روز قیامت جا میزان تک

بیابان مرگ دیوانہ مین ایسا ہون کہ ای مجنون
لڑی ٹھہری پہ کٹتے کی طرح شیر نیستان تک

شکایت کیا ہی نافہمون کی وہ داد سخن دیگا
اگر اے مہر پہنچیگا کلام اپنا سخندان تک

کس چمک پر کس دمکپر ہی رخ روشن کا رنگ
مہر سورج کی کرن سے ملگیا چلمن کا رنگ

کیا بہار حسن ہے اے یار کس جوبن کا رنگ
پھول ہی ہاتھ لیے پٹکے گا تیری گلشن کا رنگ

تمکو کہتے ہین جوانان چمن رنگین ادا
جسم کی تمہ سے گلابی ہی جو پیراہن کا رنگ

منہ لگائی تھی ہے مستی کرنے لگی وہ ہو کا ڈھیری
آپکے عناب لب کا کر دیا جامن کا رنگ

داغ لیجائینگے دکھلائینگے لالہ کی بہار
دیکھئے گا قبر پر آگر کبھی مدفن کا رنگ

ایسی رنگت ہی ہمارے آفتاب حسن کی
روبرو آئی ہی تمیا جائیگا کندن کا رنگ

روبرو اوس آفتاب حسن کے تمیا گیا
ورنہ ہر یک شوخ مستیا کا تھا کندن کا رنگ

کیا مرصع حسن کا نقشہ ہے نقشہ یار کا
دانت ہین موتی کے لب ہین لعل کی کندن کا رنگ

گل گریبان چاک ہے ہے یار نرگس غنچہ تنگ
کسکو دیکھا کیون صبا بیرنگ ہی گلشن کا رنگ

سبزہ ہو کالی گھٹا ہو بادہ گلرنگ ہو
ہمسے وہ ملوائین مہدی عجب ہے ساونکا رنگ

رنگ مع روغن ہی بتون کا قدرت پروردگا
چین کا روغن نہ ایسا ہی نہ ہی لندن کا رنگ

چار دن کی ہی چمن مین لالہ و گل کی بہار
روبرو اوس رخ کے جمتا ہی نہین گلشن کا رنگ

جھلملاتا ہے چراغ جان جو لہراتی ہے بیچ
بل بیے کالا ہی بلا کا زلف کی ناگن کا رنگ

جو نمک ہے ہند کے معشوق سبزہ رنگ مین
وہ فرنگن مین کہان پھیکا رہا لندن کا رنگ

ہاتھ ملتے ملتے ہاتھون مین جھلک آیا لہو
ہائے اونکی سرخ انگیا پر ہے کس جوبن کا رنگ

اپنے دامن سے جو منھ پونچھے تو لے رنگین ادا
رنگین پیراہن گلبدن کا کانکر دامن کا رنگ

یون شفق مین تو نہ دیکھا تہا کبھی تارون کا لطف
کامدانی کے دوپٹہ پہ ہے کس جوبن کا رنگ

دانت وہ ہین موتیا کی ہو گئی رنگت سفید
وہ دھڑی ہی جس سے نیلا ہو گیا سوسن کا رنگ

آنکھ سے جاری ہین آنسو سرخ رنگت زرد ہی
آپنے دیکھا ہی صاحب مہر عاشق تن کا رنگ

کیا تفرقہ ہوا جو ہوئی یار سے الگ
دل ہمسے اور ہم ہین دل زار سے الگ

پھرتا ہے دور دور خریدار سے الگ
یوسف رہا ہیہ مصر کے بازار سے الگ

یون زخم دل ہین مرہم زنگار سے الگ
جیسے ہون پھول سبزہ گلزار سے الگ

سینہ رہے نہ سینہ دلدار سے الگ
رخسار ہون نہ یار کے رخسار سے الگ

اوجھل ہون کسطرح مین بھلا اونکی آنکھ سے
ہونا نچاہیے کبھی بیمار سے الگ

دنیا کے لوگ چاہتے ہین دنیا کیواسطے
ہم بیٹھے ہین اس عجوزہ مکار سے الگ

دیتا نہیں ہو ساتھ بری وقت مین کوئی — طاقت بہی ہو گئی ہے تن زار سے الگ

روشن دلوں پہ کفر کا اطلاق کفر ہے — تار شعاع مہر ہے زنار سے الگ

پہندے سے ان بتون کے خدا ہی بچائے دل — ڈورے پڑے ہین اوبہی زنار سے الگ

بلبل ہزار جان سے فدا اس بہار پر — پہولونکی سیج ہو تری گلزار سے الگ

صیاد ظلم پیشہ نے قطعاً دیا جو حکم — ہر پر ہو بال مرغ گرفتار سے الگ

بخشش تو ہو گی آپ کی آخر شریک حال — کیونکر رہینگے آپ گنہگار سے الگ

اٹھلا رہی ہے ہوش اڑا دے بہار کی — کردے صبا نقاب رخ یار سے الگ

جسطرح بہاگتے ہین شیاطین شہب سے — بہاگے رقیب آہ شرربار سے الگ

کیفیت شراب طہورا اونکو ہو چکی — رہتے ہین جو کہ خانہ خمار سے الگ

چلمن سے جہانک تانک ہے مد نظر جدا — اڑتی ہے آنکھ روزن دیوار سے الگ

کہانے کو ہڈیان میری کو چہ ہین یار کے — پیدا ہوا ہو سایہ دیوار سے الگ

دل کا غبار نکلے رہے دل مین اپنے خاک — رنجش مین بہی ہوئی نہ کبھی یار سے الگ

اے آسمان چہوڑا نہ مسیحا سے مہر کو
دم بہر بہی ہو طبیب نہ بیمار سے الگ

تیز رہے تیغ نگہ کا اونکی خنجر آجکل — ذبح لاکہون ہو گئے اللہ اکبر آجکل

کہیو قاصد تابکی اے بندہ پرور آجکل — آئے صاحب نہیں بندہ کو دم بہر آجکل

چشم میگون کا کیے ہو تصورات دن — کیا سماے ساقیا آنکہون مین ساغر آجکل

سر چڑہایا آپنے مجھکو بلاے جان ہوئی — بل کی لیتی ہے بہت زلف معنبر آجکل

آسمان تہک تہک کے سب ساتھ سے رہ گیا — دشت وحشت مین رہی اسد رجہ چکر آجکل

وصل میں بیچین میں ہوتا تھا جب ہی تھے وہ
یا الٰہی ہجر میں آئینگے کیونکر آجکل

آنکھیں تجھکو ڈھونڈتی ہیں دلکو ہے شوق وصال
سب تیرے مشتاق ہیں اے جان گھر گھر آجکل

تا بہ فردائے قیامت اب یہی کل کل ہی
لگ گیا پھر اون کا قاصد مجھے آکر آجکل

بارہا آ گئے بیچین ہو کے تا بہ لب
بنگئی ہے برق اپنی جان مضطر آجکل

کون پہنچائے میرا خط اور لگی باد صبا
چلدئی قاصد ہوئے عنقا کبوتر آجکل

دیکھنے کے قابل اب ہے یہ بہار باغ حسن
کچھ عجب جوبن ہے اس گلشن کا اوپر آجکل

چشم عبرت نے دکھائی دہر کی پست و بلند
ٹھوکریں کھاتے نظر آتے ہیں افسر آجکل

بوئے زلف یار بھی اب تو نہیں لاتی صبا
زندگی ہوگی بسر دو دن کی کیونکر آجکل

زاہد و کعبہ کدھر ہے شکر کے سجدے کروں
وہ اشارہ کرتے ہیں ابرو سے اکثر آجکل

مہر کس بے مہر سے تمکو تعلق ہو گیا
خیر تو ہے ہاتھ کیوں رہتا ہے دلپر آجکل

صدقے کیا تھا کیا کوئی تمسے چھپائے دل
حاضر ہے میری جان اگر کام آئے دل

صدمے شب فراق کے کیونکر اوٹھائے دل
او بت کہاں سے اب کوئی پتھر کا لائے دل

کیا دل دیا خدا نے بتو مجھکو ہائے دل
میری طرح کا اب نہ کوئی اور پائے دل

عناب لب کی قدر ہے بیمار عشق کو
یہ روح کا علاج ہے یہ ہے دوائے دل

بے شبہ آپ یوسف ہر دل عزیز ہیں
صدقے کرینگے آپ پر اپنے پرائے دل

سنتے ہیں ہم کہ عرش ہلاتی ہے دل کی آہ
اچھا نہیں کوئی جو کسیکا ستائے دل

یہ کونسا مرض ہے مجھے اے میرے مسیح
سارے قوا صحیح ہیں اپنے سوائے دل

گھٹ گھٹ کے رنج ہجر سے پہلو میں خون ہوا
اوس بیوفا نے ہائے نہ دیکھی وفائے دل

آزردہ بات بات پہ ہوتا ہے مجھسے دوست
دشمن ہو جان کا جو کہون مدعائے دل

صحت اگر ہوئی تو وہین ہو گی لے سیح
دولت سرائے یار ہی دار الشفائے دل

سچ یہہ ہے دے چاہتا ہون جان جان تجھے
میرا قصور اسمین سمجھہ یا خطائے دل

لو اونکو پیار کرکے میری جان پر بنی
دنیا سے اب اوٹھائیگا بیٹھے بٹھائے دل

کعبہ مین جاکے بیٹھے تو مانگی یہی مُراد
اوس شوخ کو پسند ہمارا ہی آئے دل

اب جی سے پیار تمکو مین کرتا ہون جان جان
تمپر جو دل فدا ہو تو مین ہون فدائے دل

ہے اپنے حسب حال یہہ مصرعہ کیا مہر
آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھائے دل

مہربان کیون ہمپہ ہے نامہربانی آجکل
نے خط آتا ہے نہ پیغام زبانی آجکل

وصف رخ سنتے ہین سب میری زبانی آجکل
شمع سان محفل مین ہے آتش بیانی آجکل

ڈھونڈھتا رہتا ہون مضمون ابروی خمدار کا
مین پڑھا کرتا ہون بس شمشیر خانی آجکل

شوق سفا کی ہوا ہے اوس مسیحا کو مرے
چاہے تیغون مین آب زندگانی آجکل

شدت گرما سے ہے اب بات کرنا ناگوار
ترک ہے اے مہر شغل شعر خوانی آجکل

زلفون نے تیری روز سیہ دیکھا کرکے بل
کیا پڑا ہے پیچ گرین کیسے سر کے بل

چلمن سے ہی جو دیکھا تو ٹیڑھی نگاہ سے
نکلے نہ جستری مین بھی تار نظر کے بل

سفلون ہی سے ہمیشہ ہے سفلون کو رابطہ
بلے پاون کب زمین پہ پہرے مرغ پر کے بل

کیون شاخ گرگدنکو نہ کہی ہرن کی شاخ
اوترک ہین دوال مین تری سپر کے بل

آئینہ مین سے آپکی تیوری کے بل کا عکس
دل مین نہین ہر عاشق خستہ جگر کے بل

تڑپا جو مین تو تھرے ابرو مین بل پڑے
نکلے نہ تیغ قاتل بیداد گر کے بل

ٹکرایا سر جو ہنسنے تو پڑ پڑ گئے ہین خم
ممکن نہین کہ نکلین یہہ دیوار و در کے بل

دیکھا گیا ہے محتسب اینڈا کیا ہو تاک
میکش نکالتے ہین مگر اس شجر کے بل

چہرہ جو صاف تھا تو ہوا مہر ہی غلام
زلفون نے تری روز سیہ دیکھا کر کے بل

رہتا ہے عبث مضطرب اٹھون پہر اے دل
اتنا نہ تڑپ بس ٹھہر اے دل ٹھہر اے دل

سمجھا ہے جسے پہلو مین بلا دشمن جان ہے
مین اُف نہین کرتا یہہ ہے میرا جگرا اے دل

ہان تا وہان اب مصلحت وقت نہین ہے
کیا دہیان ہے کیا دہیان ہو ہان ہان کدھر اے دل

دیتا ہے جو اپنا وہی پہنچاے گا راحت
رحم آئیگا آخر او سے اس صبر پر اے دل

وہ اور ہی دل ہونگے جنہین راہ ہو دل سے
تو کیا ہے تری آہ مین کیا ہوا اثر اے دل

پیغام صفائی سے ہے تو بیجا ہے کدورت
آئینہ کی صورت نظر آئی نکھر اے دل

چھنوا نہ ادہی خاک ہمین دیر و حرم کی
کاہیکو پہر آتا ہے عبث در بدر اے دل

وہ ہون کہین معلوم ہے سب حال بعینہ
اس بیخبری پر تجھے اتنی خبر اے دل

مرجھایا ہی جاتا ہے عجب حال ہے تیرا
کیا جانے لگی ہے تجھے کسکی نظر اے دل

جھیلی شب فرقت کی بلا آف نہ کبھی کی
کب تک یہ غضب مین بہی ہون آخر بشر اے دل

یہہ نور یہہ جلوہ یہہ فروغ اور کہان ہے
پرتو ہین رخ یار کے شمس و قمر اے دل

اک دم مین پگہلتا ہے تو اللہ رے نازک
جلتی ہے بہلا شمع تو پہر تا سحر اے دل

نسبت ہی نہین ہے کسی پر دار کو تجھسے
اوڑتے ہوئے دیکھا تجھے بے بال و پر اے دل

گر درد طلب ہے تو نکر خواہش درمان
تاریخ سن اب مجھسے دوا ہے ضرر اے دل

۱۲۷۱ ہجری

انسان مین الفت ہی کی باتون کا مزہ ہی
کیا دل ہو وہ مہر کا جسمین گذرا سے دل

ایک عالم کا ہے مہمان دل — کسقدر رکھتا ہے وسعت خوان دل
داغ سودا ہین گل و ریحان دل — دیدنی ہے یہہ سرابستان دل
اوسپہ صدقے ہو نیکی ترغیب دی — میری جی کیسے کہی قربان دل
ہے کہین کعبہ سے ارفع منزلت — عرش اعلی سے ہی برتر شان دل
ہے دل افسردہ مین دفن آرزو — طرفہ سردابہ ہے گورستان دل
آپکے کیا کیا لقب ہین واہ واہ — دلربا و جان جان و جان دل
صدق لب ایصنم کہتا ہون مین — مصحف رخ ہے ترا ایمان دل
تیرے دلکی ہے خبر دلکو میرے — مین تو ہون بس قایل عرفان دل
دل لگی مین ہوگئے ہمسے گناہ — بنگیا اک دفتر عصیان دل
میرے پہلو مین ذرا آ بیٹھیے — کوئی تو نکلے کبھی ارمان دل
الحفیظ اے دیدۂ ترا الحفیظ — الامان آسے تو وہ طوفان دل
مجھسے ہے زندہ دلونکی زندگی — جان جان تو ہے تو مین ہون جان دل
لاعلاجی سے ہے علاج درد دل — بے سر و سامانی ہے سامان دل

کہینچ لایا جذب دل اوس ماہ کو
مہر ہے مجھپر بڑا احسان دل

یاد کرتے ہین ابہی تک تجھے بسمل قاتل — درد کنٹھی پہ گریبان کے ہے قاتل قاتل
خون ناحق کا لگیگا تجھے دھبا ناحق — اور کیا قتل سے ہوگا میرے حاصل قاتل

قید ہستی سے چھٹون ہے یہہ تجھی سے امید
توہی آسان کریگا میری مشکل قاتل

شمع سوزان مجھے سمجھا ہے جو روتی ہو میرے
میرا سر کاٹنے آیا سر محفل قاتل

بس کی گانٹھ انکو اگر کہئے تو زیبا ہے
زہر قاتل سے زیادہ ہین ترے تل قاتل

کشتۂ ناز ہون مٹی کا بگولا جو بنے
گرد ہو جاے ابھی صاحب محمل قاتل

عید قربان کی خوشی چاہئے قربان ہون مین
پھر گلا کاٹیو پہلے تو گلے مل قاتل

دیکھکر میرے تڑپنے کو تڑپ جائیگا
قتل کرکے مجھے ہو جاے گا بسمل قاتل

عشق تہا مہر کو قاتل سے بقول شخصے
دہن زخم پکارا کئے قاتل قاتل

دل اماج تیر نظر میکنم
بہ تیغ تو سینہ سپر میکنم

بزلف و رخ تو نظر میکنم
شب و روز شام و سحر میکنم

من و حور عین و بہشت برین
بیا ورنہ فکر دگر میکنم

نمازم بجز سجدہ شکر نیست
وضو من بآب جگر میکنم

دلا لازمست خشک نادم ترم
کہ من نالہ بے اثر میکنم

چو عنقا نشانم بجز نام نیست
تلاشش دہان و کمر میکنم

درازم بخاطر رخ روشنت
شب غم بدنیا سحر میکنم

ببین شمع را آب از سر گذشت
کہ در بزم تو چشم تر میکنم

نہ پیداست از خویشتن رفتنم
کہ آن بیخبر را خبر میکنم

ز سر مگزرم نیست دیگر علاج
اگر شکوہ درد سر میکنم

سوے ماہ کے مہر نگریستی

گمان رخت اسے قمر میکنم

ولہ

بہ بزم بادہ نوشام تراہدا خوش آبرو دارم | بلب شکر خدا دارم کہ می دارم سبو دارم

دل بیتاب مارا می دہد تسکین خیال او | در آغوش تصور ہم نظیرے ماہ رو دارم

کہ می باشد خریدار چنین کالائے بد اینجا | کہ میکرد دل چاک مرا صد جا رفو دارم

رضینا بالقضا دعاشق عیسی دمے قاتل | تعال اللہ معشوق خفا خوشنود دارم

کلام درد انگیز است از زخم دہان من | نہ گویند از دہان زخمش آرے گفتگو دارم

ولے ہم جوہر در تحفہ دارم ولے قاتل | نہ تاثیرش بہ تیغ ابرو دست دارم نہ سو دارم

بہ اوصاف سیہ چشمان صدا باید ہزاران حرف
کہ مثل کلک ترسا مہر بر سر دار گلو دارم

کرتے ہین شوق دید مین باتین ہوا سے ہم | جاتے ہین کوی یار مین پہلے صبا سے ہم

پیچھے کبھی رہے نہین آہ رسا سے ہم | جاتے ہین کوی یار مین پہلے صبا سے ہم

ایذا کی اپنی فکر کرینگے دوا سے ہم | ڈھونڈینگے کوئی موت کا نسخہ شفا سے ہم

زاہد برا نہ مانینگے اس بد دعا سے ہم | ہون بت پرست چاہتے ہین یہہ خدا سے ہم

اوجھین گے ایکبار تو زلف دوتا سے ہم | سودائی ہون سڑی ہون تمہاری بلا سے ہم

تیغ نگہ نہ تیرہ مژہ نے کیا ہلاک | ہان مرگئے ہین آپ ہی اپنی قضا سے ہم

ناقدرے ہی قدر کی امید ہی عبث | ادبی وفا خجل ہوئی اپنی وفا سے ہم

گھر جاکے اونکے روگ لگالائے عشق کا | بیمار ہوکے آئے ہین دار الشفا سے ہم

آب حیات خضر و سکندر کو چاہیے | ساقی فقط شراب کے ہین اک پیاسے ہم

بولے مسیح دیکھکے بیمار عشق کو | مجبور ہین اسی مرض لا دوا سے ہم

جھیلی ہوئی ہین عشق مین لاکھون مصیبتین
ڈرتے نہین ہین آپکے جور و جفا سے ہم

گھر مین حضور کے ہمین سونا نصیب ہو
آئے ہین مال مارنے دولت سرا سے ہم

گلزار ہی شہیدون کا جنت کا ہم سواد
جاوینگے تو نہ آوینگے پھر کربلا سے ہم

قسمت کا اپنی پیچ ہوا گیسوان کا پیچ
بدلین سیاہ طالعے ظل ہما سے ہم

دل مین ترے اثر نہ ہوا عرش ہل گیا
نادم ہین نارسائی آہ رسا سے ہم

اچھا ہوا نہ دفن ہوئی نعش بعد مرگ
کیا مشت استخوان کو چھپاتے ہما سے ہم

سوتے نہین ہین راتکو بھی ہم تو چین سے
کرتے ہین مہر انس جو اک مہ لقا سے ہم

دیکھا نہ کبھی عاشق رنجور کا عالم
اللہ رے غرور بت مغرور کا عالم

رہتا ہے تصور مین لب اک نور کا عالم
اب آنکھ کے ڈھیلے پہ ہوا طور کا عالم

پریون کی شرارت ہی تو ہے حور کا عالم
اللہ بتو نار مین ہے نور کا عالم

اے عیسئ دوران کوئی کھینچکی ہو صورت
تو دیکھ ذرا اس دل رنجور کا عالم

شفاف ہے کس درجہ ترا کاسۂ زانو
دیکھا نہین ایسا ساغر بلور کا عالم

ہوتا ہے گذر یوسف ثانی کا ہمارے
جو مصر کا تھا ہی وہ بھرت پور کا عالم

تدبیر مین تقدیر کی صورت نظر آئی
مختار کو آئینہ ہے مجبور کا عالم

ہو عاشق و معشوق کی صحبت کی رہی شکل
مختار کی ہو ساتھ جو مجبور کا عالم

بل کرتے ہو گیا گیسوی شبرنگ کا اپنے
اس مشک مین ہو جائیگا کافور کا عالم

دشمن بھی کوئی دوست سے اپنے نہ جدا ہو
بے طور ہے مہر اس دل مہجور کا عالم

کعبہ و بتخانہ دونون سے جدا بیٹھے ہین ہم
اک بت نا آشنا سے دل لگا بیٹھے ہین ہم

آپسے اپنے کو دیوانہ بنا بیٹھے ہین ہم
کوئی جانان چھوڑ کے جنگل مین آ بیٹھے ہین ہم

کیون مکدر کر دیا نازک مزاجون کا مزاج
کوچۂ جانان سے چل جا ای صبا بیٹھے ہین ہم

یہہ دعا کعبہ مین کرتے ہین کہ اوس بت سے ملا
تیرے دروازہ پہ آ کر اے خدا بیٹھے ہین ہم

وہ تو کہتے ہین کہ اوٹھ جائین میری کوچہ سے آپ
ہائے کتنی ہو گئی ہین بیحیا بیٹھے ہین ہم

سرگرانی ہے عبث ہم خاکسارون سے تمہین
یان تو مٹی کو بسان نقش پا بیٹھے ہین ہم

اپنا باطن خوب ہے ظاہر سے بھی ای جان جان
آنکھ کے لڑنے سے پہلے جی لڑا بیٹھے ہین ہم

مین تو کہتا ہون کہ بزم غیر ہے یان سے اوٹھو
اور وہ کہتے ہین مجھسے تجھکو کیا بیٹھے ہین ہم

یا ہمین اوٹھوا دیا یا اوٹھ گئے ہین آپ وہ
گر کبھی مجلس مین بھی پاس اونکے جا بیٹھے ہین ہم

بزم تصویر اپنی صحبت ہو گئی ہے ان دنون
آشنا دن مین بھی اب نا آشنا بیٹھے ہین ہم

پڑ گیا ہی ہاتھ جب انگیا پہ اوس خوش گات کی
صورت شہباز چڑیا کو دبا بیٹھے ہین ہم

گھر سے اوٹھنے کی نہین باہر نہین رکھنے کے پاون
یار کے سر کی قسم اے مہر کیا بیٹھے ہین ہم

اوس کا حال کمر کھلا ہمدم
ہمکو ملک عدم ملا ہمدم

حال دل مہر کا کھلا ہمدم
درد ہمدرد دل ہوا ہمدم

نالہ کا کس رسا ہمدم
سر سودا کا ہو رہا ہمدم

درد ہمکو ہوا دوا ہمدم
اور للہ دل دکھا ہمدم

دل کا حاصل ہو مدعا ہمدم
رحم کر آ ادھر کو آ ہمدم

اللہ اللہ لالہ کہسار | گل لوح لحد ہوا ہمدم

موسم گل ہو کوہ صحرا ہو | سر ہو سودا ہو ولولا ہمدم

ہمکو دورِ سرور وعدہ وصل | دور ہوگا مدام کا ہمدم

حکم ہمکو ہوا کہ گل کہاؤ | واہ واہ اور گل کہلا ہمدم

ہوگا معلوم حال روح اللہ | لعل دلدار گر ہلا ہمدم

اللہ اللہ آہ سرو سحر | گرم کس کس طرح ہوا ہمدم

کس طرح کا معاملہ ہوگا | وصل اوسکا اگر ہوا ہمدم

کس طرح طالع عدو ہو سعد | کس طرح آتو ہو رہا ہمدم

ہمکو اس لعل کا دکہا عالم | مسکرا کر لہو رولا ہمدم

دام کا کل ہو سلسلہ ہمدم | گر سر موگرہ ہوا ہمدم

دل کا وہ حال اوسکا وہ عالم | کس کا ہو ہمکو آسرا ہمدم

رکہو مہر اسکو لکھوا اور طرح
دور کلک مدام لا ہمدم

کبھی مین نہین کرونگا ترکِ جفا مجھے اونکے ہی جور و جفا کی قسم
کبھی نالہ کرونگا نہ مین نے کیا مجھے اپنے ہی جور و جفا کی قسم

رہین کعبہ و دیر مین جائین جہان مجھے ایسی غرض ہے یہان نہ وہان
مری جان کا بھی ہو اگرچہ زیان نملو نگا بتون سے خدا کی قسم

میرے عشق کی آج یہ داد ملی کہ وہ کہنے لگے مجھے دیکھتے ہی
ہمین رحم نہ آئیگا اسپہ کبھی اسے کشتہ ناز و ادا کی قسم

وہان غیر نے مہندی لگائی اگر یہان حال ہوا میرا تو جدگر
میری آنکھون سے ٹپکا ہے خون جگر تری شوخی رنگ حنا کی قسم

مجھے راس نہ آئی کسیکی دوا میرے رشک مسیح ادہر کبھی آ
میری نبض تو دیکھ تو آکے ذرا تجھے اپنے ہی دست شفا کی قسم

کبھی گیسو ون والونسے الجھے کہین کبھی بخت سیہ کی شکایتین کین
کوئی ہوگا جہان مین نہ مجھسا غمین غم و فرقت و رنج و بلا کی قسم

میرے پاس نہین ہے وہ غنچہ دہن مجھے چاہئے سیر کو نجد کا بن
نہین جانیکا مہر مین سوے چمن گل و بلبل و باد صبا کی قسم

کیون نہ ہو دل کا غم بہلا ہمدم
میرا ہمدرد تھا میرا ہمدم

دم لبون پر ہے اب میرا ہمدم
اوس مسیحا کو جلد لا ہمدم

بوسۂ لب مجھے دلا ہمدم
مہر کو کر مسیح کا ہمدم

عاشق بت ہون کر دعا ہمدم
رحم مجھ پر کرے خدا ہمدم

چال اوس شوخ کی قیامت ہی
حشر کیونکر نہ ہو بپا ہمدم

نام اوس بت کے ہین بہت نام خدا
شوخ عیار دلربا ہمدم

پیچ سے زلف کے نہ نکلا دل — کس بلا کی ہے یہہ بلا ہمدم

کوچ کر اس سرا فانی سے — ہے درا کی یہی صدا ہمدم

آمد آمد ہے موسمِ گل کی — ہو گا وحشت کا ولولا ہمدم

نہ ملا نامہ بر کو خط کا جواب — یہہ بہی قسمت کا ہو لکہا ہمدم

شعر کیا وصفِ لب مین کہتے ہین — ہمکو باتون کا ہے مزا ہمدم

نقش ہے خاتم سلیمان کا — ہمکو یہہ نقش بوریا ہمدم

خیر شر ہی سہی مضایقہ کیا — تو بہی سے کہلے برا بہلا ہمدم

اب خدا رکہے آبروی شراب — دور ہی چشم مست کا ہمدم

مہر کا کیون ہو فلک پہ دماغ — تجہ سا زہرہ جبین ملا ہمدم

چہوڑین گے گریبان کا نہ اک تار کبہی ہم — بیٹہین گے جنونین تو نہ بیکار کبہی ہم

رہتے نہ اجازت کے طلبگار کبہی ہم — ہوتے جو ترے طالب دیدار کبہی ہم

پہنائیگا ہمکو وہ گلِ زخم کی بدہی — پہنائینگے قاتل کو جو اک ہار کبہی ہم

دیوانہ نوازی ہے کہ سر کو دئے پتہر — چہوڑینگے نہ اب دامن کہسار کبہی ہم

واللہ بتون سے نہین کرینگے محبت — رکہین گے نہ اب رشتۂ زنار کبہی ہم

عنقا ہو جہان سے میر یجان نام ہما بہی — پائین جو ترا سایہ دیوار کبہی ہم

بہا ہے تو ہے داغ جنون پر ہے جنت
کیا ڈر ہے جو رکتے نہین وستار کبھی ہم

تجویز کیا کیجئے گا یہ ہین سزائین
یا رحم کے بھی ہونگے سزاوار کبھی ہم

فرصت نہین ملتی ہے غزل کہنے کی اے مہر
پڑھتے ہین تب اس ڈھنگ کے اشعار کبھی ہم

ہمین روتے ہین عاشق رنج و غم جب دم اوٹھاتے ہین
ہمارا نام لیتے ہین ستم جب دم اوٹھاتے ہین

تصور مین بتو عارض کے پہلے چوم لیتے ہین
کلام اللہ ہنگام قسم جب دم اوٹھاتے ہین

مجھے پامال کرنیکے قیامت ہی خوشی اونکو
وہ ٹھکراتے ہین میرا سر قدم جب دم اوٹھاتے ہین

نظر آتا ہے نقشہ کربلا کا اونکے کوچہ مین
وہ اپنے کھولکر گیسو علم جب دم اوٹھاتے ہین

جما لیتے ہین اپنا رنگ مہندی کی لگانیمین
کسی کے پاون کو ہاتھونسے ہم جب دم اوٹھاتے ہین

خدا ہی یاد آتا ہے خدا ہی یاد آتا ہے
تمہارے ناز بیجا اے صنم جب دم اوٹھاتے ہین

اشارہ ابرونکا اونسے ہوتا ہے کہ بسم اللہ
ہمارے قتل کو تیغ دو دم جب دم اوٹھاتے ہین

دعا شداد کو دیتے ہین جنت ہو نصیب اوسکو
گلی مین اونکی ہم لطف ارم جب دم اوٹھاتے ہین

سمجھ لیتے ہین ہم جمشید کو ساقی وزیر اپنا
پیالہ اک نظیر جام جم جب دم اوٹھاتے ہین

خرام ناز کا ہوتا ہے دہوکا چونک پڑتا ہون
قیامت کا مسیحا اونکے دم جب دم اوٹھاتے ہین

بدلکر قافیہ ایسی غزل اک اور کہتے ہین
دو غزلہ مہر کہتے ہین قلم جب دم اوٹھاتے ہین

نہ بسکے سودائی گیسو مین جو کڑیان ہم اوٹھاتے ہین
تو گھر بیٹھے ہوئے ایذائے زندان ہم اوٹھاتے ہین

خدا نے اپنے ہاتھون سے یہ صورت خود بنائی ہے
نظر اس رخ کا قرآن ہو تو قرآن ہم اوٹھاتے ہین

ہم اپنے ہاتھ سے سر کاٹ کر رکھدینگے قدمونپر
معاذ اللہ کب قاتل کا احسان ہم اوٹھاتے ہین

نہو گا قیس بھی یون الفت لیلی مین سرگردان
پریشانی جو اے زلف پریشان ہم اوٹھاتے ہین

جگر ہے کاوش تیر نگاہ یار کے دل مین
خوشی ہو ہو کے کیا کیا ناز مہمان ہم اوٹھاتے ہین

اوسے کوچہ مین جا بیٹھینگے کیسا دیر کعبہ کیا
دل اب دونون سے اے سید و سلمان ہم اوٹھاتے ہین

جسے کہتے ہین بھارے پتھر بت نازک ہی تیرا
اوٹھا سکتے نہ جو سام و نریمان ہم اوٹھاتے ہین

رفو کیواسطے کب تک قدم رنجہ کرین ناصح
تجھ سے ہاتھ آخر اے گریبان ہم اوٹھاتے ہین

وہ لاغر ہین جنون مین پہاڑ کر جب پھینک دیتے ہین
نہین اوٹھتا جو اک تار گریبان ہم اوٹھاتے ہین

فلک پر دست سائل پنجہ خورشید بنتا ہے
جو اوس تنگ در سے خاک پا سے دربان ہم اوٹھاتے ہین

ضعیف و ناتوان اے شہپری تو نے کیا ہمکو
معاذ اللہ اب تک بار عصیان ہم اوٹھاتے ہین

مو بمو ضیق مین دل کو ہمہ تن رکھتے ہین
وہ جو باریک کمر تنگ دہن رکھتے ہین

دل چھپاوین نہ جان تن ہی تن رکھتے ہین
ہم غم و حسرت و اندوہ محن رکھتے ہین

سبز خط عارض مستی مالیدہ دہن رکھتے ہین
آپ پھولا ہوا لالہ کا چمن رکھتے ہین

آتش رشک و حسد گل ہمہ تن رکھتے ہین
ہم بھی وا غنچون کا وہ دلچسپ چمن رکھتے ہین

بھینی بھینی وہ ہی خوشبوی بدن رکھتے ہین
یہ لطافت گل و نسرین و سمن رکھتے ہین

مردہ دل بھی کہین آسایش تن رکھتے ہین
پیرہن وہ نہین رکھتے جو کفن رکھتے ہین

اپنا کعبہ ہے یہان اپنی بغل مین واعظ
ہم بھی پہلو مین دل اے قبلہ من رکھتے ہین

جسمین ہے نغمہ سرا بلبل خامہ اپنا
فکر رنگین کا وہ شاداب چمن رکھتے ہین

عاشقون کے دل زخمی کو ہین بھائے مو باف
شیر بھی ناقہ آہوی ختن رکھتے ہین

قد کشیدہ رخ رنگین بدن صاف و لطیف
آپ سرو گل و نسرین و سمن رکھتے ہین

کیا تعون مین ہے خدا جانے بقول استاد
نہ کمر رکھتے ہین کافر نہ دہن رکھتے ہین

کوچہ یار کو اللہ سلامت رکھے
جنت زندہ دلان ہم بھی چمن رکھتے ہین

چاک پیراہن دیوانہ سے پرلو یہ کھلا
پیرہن وہ نہین رکھتے جو کفن رکھتے ہین

زہر کھا لینگے خضر بھی وہ بہار شہدا
سبزہ شمشیر کا مقتل کے چمن رکھتے ہین

نوجوان ساقی مہوش ہے شراب کہنہ
روز نو روز ہم اے چرخ کہن رکھتے ہین

باولی ہو گئی زلیخا بھی جناب یوسف
چاہ کنعان نہ ہو وہ چاہ ذقن رکھتے ہین

آپ بھی دیکھیے کیا سیر ہے کیسی ہے بہار
داغ دل ہم نہین رکھتے ہین چمن رکھتے ہین

نہ ہی دیوانون کو پوشاک کی حاجت باقی
نہ شہید آپکی پرواے کفن رکھتے ہین

آنکھین کافر ہین بلا زلف ہے شوخی آفت
دیکھ لین آنکھ تو آہوے ختن رکھتے ہین

آبرو رکھ لین میری وہ مجھے بوسہ دیدین
کیون پیاسے سے الگ چاہ ذقن رکھتے ہین

دل کا نیرنگ ہے اک قطرہ خون کا پھیلاؤ
اسی ویرانہ مین ہم لطف چمن رکھتے ہین

ٹس سے مس وہ نہون پہ بولی تو پہوڑ منھ سے
شاعر و بات تو غنچون کی دہن رکھتے ہین

پوٹلی سی جو مرا درد جگر چنتی ہے
پیار سے وہ میرے سینہ پہ ذقن رکھتے ہین

موت کو پاس سمجھتے ہین تمہارے عاشق
دور اندیش ہین تکیہ مین کفن رکھتے ہین

آمد فصل بہاری ہو مبارک اے مہر
آشیان باغ مین مرغان چمن رکھتے ہین

رنگین چمن بھی سبے دل افگار ہی نہین
سبزہ بھی سبے ہمدم زنگار ہی نہین

بے قید کفر عشق کی اسرار ہی نہین
پہندا نہ ہو جو دل کا وہ زنار ہی نہین

ایکاسے ابرو و نگہہ یار ہی نہین
کیونکر گلے کو کاٹئے تلوار ہی نہین

پھر رگ ہی نہین ہے یہہ آزار ہی نہین
ڈھونڈھا ہون مسیح کو مین وہ بیمار ہی نہین

دیکھے ہوئے حسین ہین وہ یار ہی نہین
چاہون کسی مین کوئی طرحدار ہی نہین

لب چوسے یہہ شوق دل زار ہی نہین
دم دین جسے مسیح وہ بیمار ہی نہین
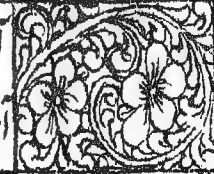
دلدار در کنار دل زار ہی نہین
کیا فایدہ مسیح سے بیمار ہی نہین

ملے کوہ کن سے تجھے کو مبارک ہو بیستون
سر پھوڑین خاک ہم کہ وہ دیوار ہی نہین

نزدیک و دور دونون کا عالم ہی اک سا
قاتل نگہ سے تیر بہی تلوار ہی نہین

پتلی بہی چشم مین ہے فلاطون خم نشین
اس می سے جو نہ مست ہو ہوشیار ہی نہین

گل تکیہ مین حضور کے مخمل کاخواب ہو
ایسا ہمارا طالع بیدار ہی نہین

نالے کریگا کون اب آہین بھریگا کون
خالی قفس ہے مرغ گرفتار ہی نہین

صدقے کیا حضور کے قدمون پہ اے حضور
ہمکو تو اپنے سر سے سروکار ہی نہین

موزون ہوا اختلاط پہ معنی غزل کے ہین
بی حس کو حسن خوبی اشعار ہی نہین

کہی پری کی سجدا گرا برون کو یا
تو بہتر ان نگاہون سے تلوار ہی نہین

وہ ولولہ وہ شوق وہ عشق اب کہان رہا
وہ ہم نہین رہے وہ دل زار ہی نہین

کس طرح چھوڑی زلف کو شانہ کہ سانپ ہے
احسان موذی پہ سزاوار ہی نہین

واعظ کے کہنے سننے سے جنت بہی دیکھ لی
اونکی گلی سے بڑہ کے وہ گلزار ہی نہین

برگشتہ ترک چشم سے دیکھی مژہ کی صف
بے سر کی فوج ہے کوئی سردار ہی نہین

تمنے جو محو گوشہ خاطر سے کر دیا
اب اپنے دل کا کوئی طرفدار ہی نہین

بتلے ہے دل کا آئینہ سد سکندری
بڑہکر غبار سے کوئی دیوار ہی نہین

سچ بات مین بہی لوشہ لقلی پنچا ہے
حق گوئی کا مدار سردار ہی نہین

رخصت کرو مسیح علیہ السلام کو
جز عشق مہر کو کوئی آزار ہی نہین

خیریت سے خط مرا پہنچائے دست یار مین
دون کبوتر کو ضمان جعفر طیار مین

جان دے دیگر بلا سے یار اوس دربار مین
عاشقون کو یار نے چنوا دیا دیوار مین

چین آیا بعد مردن بہی نہ گور تار مین
روح کو الجہن رہے سودائی زلف یار مین

جی لگا کر بہت سین تاثیر ہوا اشعار مین
بات رکہنا اسے خدا دربار مین سرکار مین

جی نہین سے لگنے کا اپنا خلد کے گلزار مین
نعش مدفن مین رہیگی روح کوئی یار مین

اپنے رونے کی ہمیشہ اونکو ہوتی ہے خبر
تار برقی کا ہے عالم اشکون کے تار مین

آرزو ہے بادہ اطہر اگر ہے زاہدو
چلئے میرے ساتھ چندی خانہ خمار مین

خاک و زر دونون کا رتبہ ایکسا سمجھا کیا
خاکسی بیٹنے ملائی شربت دینار مین

میرے پہلو مین دل بیتاب کو ہے اضطراب
چین آجائے جو بیٹھون پہلوئی دلدار مین

ڈہنگ نالونکے اوپچتے ہین دل صد زخم سے
ایسی آوازین کہان منقار موسیقار مین

ابر ہو ساقی ہو بادہ ہو کباب کبک ہو
دو دو پائی ہون بطمی مرغ آتش خوار مین

اپنے زخمی دلکو ایذا ہے جو راحت کی عوض
حل ہوا کیا چرخ اخضر مرہم زنگار مین

خلعت آب روان کشتو نکو ہے لبس آب تیغ
پہول کی چادر ہین جو ہر یار کی تلوار مین

شکل لیلے دشت مین مجنونکو تہی چشم غزال
نقش شیرین پر مٹا تہا کوہکن کہسار مین

تیغ قاتل کو نچوڑیگا ہمارا جذب شوق
گوٹ سچکے کی لگے گی زخم دامن دار مین

حسن آفت خیز کی فرہاد کے ماتے گئی
خون کا دہبا لگایا دامن کہسار مین

عالم حیرت ہے کچھ اعجاز کام آیا نہ مہر

ابن مریم ڈھونڈتی ہین دم تیرے بیمار ہین

سامنے سے رخ پر نور کے ٹل جاے کہین
دور ہو چاند کی صورت نہ بدل جاسے کہین

دہن یار کا مذکور نہ چل جاسے کہین
راز کی بات زبان سے نہ نکل جاے کہین

کیا کوئی کوچہ جانان سے نکل جاے کہین
وہ طبیعت نہین اپنی جو پھسل جاے کہین

نکرون پیار طبیعت یہ بدل جاے کہین
یا الٰہی میری آئی ہوئی ٹل جاے کہین

ناصحو کوچہ گیسو ہے دلاویز بہت
ہم نہین جانتے کوئی جو نکل جاے کہین

محفل یار مین یون ہو تیری گرما گرمی
آگ لگ جاے تجھے شمع تو جل جاے کہین

نہ دیا بوسہ لب آنکھ ملا او کافر
گذرے اعجاز سے ہم تجھ ہی چل جاے کہین

طرفہ دیوانہ ہون کہتا ہون یہ ہوشیاری کی
دست وحشت سے گریبان نہ نکل جاے کہین

قاتلو زیب لحد وہ یہ بنی میوہ خلد
ڈھال کا پھول کہین تیغ کا پھل جاے کہین

وہین لے آئی تہے ہوتی ہے جہان کی مٹی
ساتھ ہی راہ تمامی کو اچل جاے کہین

یا الٰہی یہ صنم ہین کہ پہسلنی پتھر
دیکھکر انکو طبیعت نہ پھسل جاے کہین

کونسی ایسی ضرورت ہی کہان جاتا ہے
آج تو آسے مرے پاس وہ کل جاے کہین

چاہیے فکر لحد یہ کہ علی کی ہو مدد
بی مقرب کوئی پہلے پھل جاے کہین

مین جو بلواتا ہون انکو تو وہ فرماتے ہین
کوئی کس طرح بھلا پہلے پھل جاے کہین

رایگان وقت جوانی مین نکھوای غافل
دو پہر دن جو یہ باقی ہو نہ ڈھل جاے کہین

سکہ داغ دل زار چھپاؤن کیونکر
یہ تو وہ مال نہین ہے کہ جو چل جاے کہین

نالہ کرتا ہون سنو ورنہ خطا میری کیا
تیر اپنا جو محل غیر محل جاے کہین

آپ سر کاٹ کے قاتل کے قدم پر رکھدون
پاؤن گر معرکہ عشق سے ٹل جاے کہین

مہوشو اپنی طرف دیکھو قیامت کیا ہے
اتنی گرمی نکرو مہر نہ جل جاے کہین

چاند کیا ہے وہ ہی چندوے ہین
پیاری پیاری جو بھولی بھولی ہین

گو ادہر کی ادہر خدائی ہو
بت نہ بولین کبھی نہ بولے ہین

کیا بہو کا ہے رنگ مہدی کا
پاون انگارہ بوٹ ہوے ہین

اپنا دیوان اونہین سناتے ہین
جنہنے دفتر گلون کے کہولے ہین

کیا شب وصل مین رہی ہل دل
شب فرقت ہی اب ہلوے ہین

سرو مہری تری رولاتی ہے
اپنے آنسو نہین مین اولے ہین

ایک بہی بات کو ثبات نہین
اونکی باتین ہین یا بتولے ہین

زلف وکاکل ہین بل مین چہوٹی کے
سب اسی سانپ کے سپولے ہین

آو ہم بہی ٹٹول لین کچہہ کچہہ
تمنے بہتون کے دل ٹٹولے ہین

شب وصل اونکو جب لگایا ہاتہہ
ہاتہہ ہرا جہٹک کے بولے ہین

خط وہان پہنچا اپنا توپ دغی
کیا کبوتر تمام گولے ہین

دل کا لینا تو جانتے ہین خوب
اور باتون مین آپ بہولے ہین

چہوڑ دینا نہ تہا اونہین شب وصل
دل کو رہ رہ کے یہ ملولے ہین

باغ مین عیش باغ یاد آیا
لاے افیونیون کے گہولے ہین

ہاتہہ مہدی سے لال لال نہین
خون ناحق مین یہ گنگولے ہین

کیا بہار آگئی ہواے صبا و
پر و بازو میرے ڈنڈولے ہین

بیتہ خدا کی قسم ہین بہاری ہل
جنہنے نظر و تہیہ خوب اتولے ہین

پاؤن پوجون مین اونہی ہاتھون سے کے
اونکی انگیا کے بند کھولے ہین

ابر نیسان ہے اپنی فلک اے مہر
ہنسنے موتی یہہ اس سے روے ہین

ہم پیار کی نظرون سے اودہر دیکھ رہے ہین
وہ قہر کی آنکھون سے اودہر دیکھ رہے ہین

یون پہاڑ کے آنکھین جو اودہر دیکھ رہے ہین
تاری تمہین ای رشک قمر دیکھ رہے ہین

کیون مجکو وہ پہر پہر کے نظر دیکھ رہے ہین
دل تاک رہے ہین کہ جگر دیکھ رہے ہین

بیفایدہ نالے ہین ضرر دیکھ رہے ہین
ہم بے اثری کا بہی اثر دیکھ رہے ہین

جہک جہک کے مرا زخم جگر دیکھ رہے ہین
بیباک ہین بے خوف و خطر دیکھ رہے ہین

سکتے کا جو عالم ہے تیری منتظری مین
دیوار سے جانب در دیکھ رہے ہین

کس ظالم بے مہر سے یہہ جا کے بہڑا ہی
ہمتو دل خستہ کا جگر دیکھ رہے ہین

گہبرائی ہو کیون مرتی ہین اب آنکہون مین دم ہے
دم بھر تمہین اور ایک نظر دیکھ رہے ہین

وہ اور ہوا مین ہین بہی ٹہری نہ آخر
ادل سے ہم آہون کا اثر دیکھ رہے ہین

اب تیغ نگہ کے بہی دکہاوینگے وہ جوہر
دل خوش ہے مرا زخم جگر دیکھ رہے ہین

وہ جہانکتے ہین چاک در بام سے اپنے
دیوانے گریبان سحر دیکھ رہے ہین

اوس بت کی ہمین دید کا کیا لپکا ہے اللہ
پتھرای ہوئی آنکھین ہین پر دیکھ رہے ہین

زلفین رخ پر نور کی سے لیتے ہین بوسے
منہ تیرا ہم اے رشک قمر دیکھ رہے ہین

اترا گئی جب عطر دیا یار نے ہمکو
نفرت سے قبا سے گل تر دیکھ رہے ہین

پہر فصل بہار آئی کہ مرغان چمن بہی
پہر خون مین ڈوبی ہوے پر دیکھ رہے ہین

شاعر ہی تو ہین کہدیا کچھ دیکھین تو یاد ہین
اس دہوکے مین ہم اونکی کمر دیکھ رہے ہین

وہ بام پہ سوے ہین یہی وجہ ہے بیشک — بے نور جو ہم رووے سحر دیکھ رہے ہین

ہوشیار بہت ڈرتے ہین سایہ سے بھی اونکی — دیوانے تو پریون کو نڈر دیکھ رہے ہین

اس چاند سے سینہ پہ نگیون ٹھہرون قربان
جوبن ترا ہم رشک قمر دیکھ رہے ہین

کرون مین کس کی خوشامد کہ یار ساتھ نہین — قدم پہ سر نہین چھوڑا یہ اوسکے ہاتھ نہین

جناب خضر کو بھی ہمنے نا بلد پایا — عدم کی راہ مین کوئی کسیکے ساتھ نہین

کیا ہے چاک گریبان کبھی کبھی دامن — جنون مین اور کسی کام کی یہہ ہاتھ نہین

رہا یہہ حشر تک افسوس روح کو صدمہ — مرے ہم اونپہ جنازے کے بھی جو ساتھ نہین

ملا کرون کف افسوس اور سر پیٹون — جو پاون تک ترے پہنچے وہ اپنا ہاتھ نہین

بہت سے ہوسے ہین ہوا مین عبث کبوتر باز — جو نامہ بر ہون کبوتر او نہین کا ساتھ نہین

غزل ایک اور بھی لکھتے نہین ہو کیون امیر
قلم نہین [illegible] نہین کہ ہاتھ نہین

ذرا تمہین مرے رونے پہ التفات نہین — تمہو خدا سے ڈرو یہہ ہنسی کی بات نہین

ہوا ہیان ہین کہ ہین نالہ شرر افشان — شب فراق ہے یارب شب برات نہین

شہید تیغ نگہ کے ہین زندہ جاوید — جو آپ پر نہین مرتے وہ ذی حیات نہین

ذلیل کیا سبھی ہوتے ہین عاشقی پیشہ — وہ اور لوگ ہین پیشہ کسی کی ذات نہین

کیا ہے بخت سیہ نے ہماری اور اندھیر — بلا ہی ہجر مین کالی ہے جنگ رات نہین

خدا نے دولت حسن شباب دی ہے تجھے — گدای حسن کو کچھ خمس کچھ زکات نہین

خدا کریم ہے اوس سے تو ہے امید نجات — زبان واعظ مغرور سے نجات نہین

بری ہے ذکر دہان و کمر سے اپنی فکر
یہہ شعر ہین یہہ معما نہین نکات نہین

ہمین تو منتظری چاہیے وہ آئین نہ آئین
وہ سست عہد سہی ہم تو واہیات نہین

نہین ہے حور و پری کی پیاری پیاری شکل
نکیلاپن نہین یہہ ابھری ابھری گات نہین

ہمین جنون ہے تو خبط ہے حسینون کو
غرور حسن پہ ہے حسن کو ثبات نہین

شب وصال جو مشہور ہے زمانہ مین
نصیب مہر سیہ روز کو وہ رات نہین

حرف مطلب سے نہون محرم زمین و آسمان
مشکل وصلی ہی ہون گر توام زمین و آسمان

کیون نہ چاہین عیسی و مریم زمین و آسمان
مری جان بھرتی ہین تیرا دم زمین و آسمان

وہ کبھی تو صحن مین ہین بالاخانہ پر کبھی
لو جھنکاتے ہین ہمین پیسے ہم زمین و آسمان

ہمنے دیکھی ہین زمانہ کی بہت پست و بلند
ایک سی ہین ہر جگہہ ہمدم زمین و آسمان

جس دُہل کی دور سے آواز خوش مشہور ہے
اوس دُہل کی ہین یہہ زیر و بم زمین و آسمان

کیا زمین و آسمان کے ہمنے قلابے ملاے
کب ملا سکتا تھا یون رستم زمین و آسمان

خوب اشک و آہ نے اپنی تہ و بالا کیا
راز دل سے ہوگئی محرم زمین و آسمان

بی بہادر گانیوالون مین ہے وہ زہرہ جمال
سچی سر ہین یا کھرج پنچم زمین و آسمان

مورد آفات ارضی و سماوی کشت ہون
میری سرسبزی سے ہین برہم زمین و آسمان

خاک بر سر اسکو دیکھا تو وہ نیلی پوش ہے
مہر کرتے ہین مرا ماتم زمین و آسمان

زیست جبتک ہے تڑپنی ہی کا خوگر مین ہون
نبض مہجور ہون بیتاب ہون مضطر مین ہون

اور مصروف تماشا کوئی دم بھر مین ہون
محو نظارہ قاتل تہ خنجر مین ہون

غیر ممکن ہے کہ اس پیچ سے جان بر مین ہون
اب تیرے جال مین امی زلف معنبر مین ہون

رونق بزم جفا کار و ستمگر مین ہون
سر بکف شمع کی مانند سراسر مین ہون

تجھکو اے سیم بدن دیکھکے ہون مالا مال
لوٹ کر دولت دیدار تونگر مین ہون

مری چاہت سے ہو تم نامور اوس سے بدنام
غیر بد تر ہے ابھی غیر سے بہتر مین ہون

ہفت اقلیم مین سکہ ہے صفای کا مری
دل ہی آینہ ہو جسکا وہ سکندر مین ہون

ایک بوسہ ہی تو ملتا نہین گاہے ماہے
کیون مین حاضر رہون کیا آپکا نوکر مین ہون

ہین بیان جامہ احرام مین می کی قلمین
رند وارفتہ مشق خط ساغر مین ہون

ہی مین ہے اوسنے لپٹ جاے گلگیر شمع
وہ کہین کون ہے تو مین کہون دلبر مین ہون

دل پر خون نے ہی کیفیت چشم پر خون
ہر گھڑی پاس لئے شیشہ و ساغر مین ہون

مین نے جب چوم لئے ہونٹھ وہ پیارے پیارے
ای بوسے کی صدا قند مکرر مین ہون

سب چلے گلگشت کو گلزار مین کہتی ہی بہار
کب سے موجود لئے پھولونکے زیور مین ہون

لب جان بخش کے بوسے پہ نہ انکھیں دکھلا
قابل معجزہ اے چشم فسونگر مین ہون

مینے کس بادشہ حسن کو لکھا خط شوق
کیون ہما کو ہے تمنا کہ کبوتر مین ہون

بات کی بات مین کہتا ہون غزل مین آمیر
کیا سخن دان و سخن سنج و سخنور مین ہون

سرافیل کو بھی حسرا رے ہوئے ہین
قیامت کے نالے ہمارے ہوئے ہین

جو انگیا پہ اونکی ستارے ہوئے ہین
وہ عرش معلی کے تارے ہوئے ہین

ہین صاف اونکے نظارے ہوئے ہین
وہ تارا سی آنکھون کے تارے ہوئے ہین

ابھی ہاتھ ملتے ہین پامال حسرت
ابھی جوبن اونکو ادبھارے ہوئے ہین

مسیحا سنا ہے تو کہتے ہین صاحب — مرے آپ پر دل کو مارے ہوئے ہین

قبا ہے گل تر کلاہ شگوفہ — یہہ کپڑے اونہین کے اوتارے ہوئے ہین

بس اب طاق نسیان پہ رکہدون شکایت — مجہے ابرون سے اشارے ہوئے ہین

کہان ہین دل پطراریان زلف کی اب — بڑے چور ہین مال مارے ہوئے ہین

مجہے پیار آتا ہے مجبور مین ہون — وہ کیون اسقدر پیارے پیارے ہوئے ہین

تپ عشق لب خشک منہ زرد ہے
پہر اب مہر رنگت نکہارے ہوئے ہین

صنم کدہ مین ہین فرش رہ بتان آنکہین — خدا کے فضل سے کام آئین ہین کہان آنکہین

خدا بچائے یہہ مجہکو ڈبوے دیتے ہین — ہوئی ہین ہجر مین دریائے بیکران آنکہین

کبہی نہ آنکہ اوٹہی اونکی میری جانب کو — علیل ہوگئے ہوئین روز ناتوان آنکہین

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بہی ہین — کبہی ملاؤ تو ہمسے بہی مہربان آنکہین

وہی ہے لاگ طبیعت کی جہانتک تاک وہی — جوان دل ہے ہمارا ابہی جوان آنکہین

شب وصال ہو عریان کسیکو پہر دیکہون — ہنوز ڈہونڈہ رہی ہین وہی سمان آنکہین

کہانتک آپ لگائینگے پانون مین مہندی — کبہی تو رنگ جمائیگی خون چکان آنکہین

گمان کیون نہ ہو جادوگرون کا آنکہون پہ — کرین کلام جب ایجان بے زبان آنکہین

کسی کے دیکہنے والی کہان کہان یعقوب — وہان تو مانگتی پہرتی ہین نوجوان آنکہین

وہ قدر مہر کی سمجہین جو آنکہ رکہتے ہین
نصیب بوم خصائل ہوئین کہان آنکہین

اثر راہ رسا دیکہتے ہین — سب ہوا خواہ ہوا دیکہتے ہین

سیر جنت ہی ہمین بیجتے جی — تجھکو اے حور لقا دیکھتے ہین

اک خدا ہی سے ہے تمہاری جانب — اے بتو نام خدا دیکھتے ہین

میرے زخمون پہ چھڑکتے ہین نمک — مجھکو ہڑپا کے مزہ دیکھتے ہین

دیکھ لین نبض جناب عیسیٰ — ہم کہان روئی شفا دیکھتے ہین

تجھکو ہے یاد ہوائی چپکر — ہم تری راہ صبا دیکھتے ہین

ہمنے دیکھا رخ جانان اے مہر
چاند عید دیکھکے کیا دیکھتے ہین

بتون کا سامنا ہے اور مین ہون — خدا کا آسرا ہے اور مین ہون

یہان آکر مین کیا یاس و امید — دل بے مدعا ہے اور مین ہون

ملا جو خاک مین قدمون سے چھٹکے — وہ تیرا نقش پا ہے اور مین ہون

خدا جانے بتو ہوتا ہے کیا حال — یہی گر دل مرا ہے اور مین ہون

ذرا آنے تو دے روز قیامت — صنم تو ہے خدا ہے اور مین ہون

ستم ہے ظلم ہے اونکی طرف سے — محبت ہے وفا ہے اور مین ہون

پسند اے مہر ہے یہ قول استاد
صنم کوچہ ترا ہے اور مین ہون

لازم تھا عشق ہمکو نہتا گو سرشت مین — عنوان رہگیا تھا خط سرنوشت مین

زلفون کا یار دھیان جو آیا بہشت مین — سودا ہی آسے کوچہ عنبر سرشت مین

ہے روئے صاف چاند مین اک داغ لگ گیا — تشبیہ کیجیے تو ذرا خوب و زشت مین

آنسو کی جو نہر سے کس کسکو ہے امید — پروین کا ایک خوشہ ہے اس سبز کشت مین

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

دل مین جگر مین ہوگی اذیت کہان کہان — تیر نگہ کریگا سرایت کہان کہان

رہتے ہین لوگ حور کی صورت کہان کہان — کیون شیخ لکھنؤ مین ہے جنت کہان کہان

رسوا ہو مہر دل کی بدولت کہان کہان — پہنچیگی پھروگی یہ علت کہان کہان

اونکی گلی سے اوٹھا تو جاونگا دیر کو — ناصح کریگا مجھکو نصیحت کہان کہان

دنیا مین رم ڈھلا کے ارم مین مئی طہور — ساقی نے مجھپہ کی ہے عنایت کہان کہان

کعبے سے ابر جھوم کے میخانہ پر چلا — کیفیتون پہ ہے تیری رحمت کہان کہان

مسجد سے اوٹھ کے میکدے کی ہمنے راہ لی — زاہد پکارتا رہا حضرت کہان کہان

حورون کو چاہین یا اونہین جو رشک حور ہین — اے واعظ آئے ایک طبیعت کہان کہان

ہونٹھونکی چسکیان لین زبان چوسی آپ کی — بھٹکی شب وصال مین نیت کہان کہان

کیون تنگ کے پچھنے کا ہیکو کاٹنے نکالئے — دیکھین پھر آئیگی ابھی وحشت کہان کہان

میدان ہے قلم کا مجھے وادی جنون — پکڑیگی اب زمین میری وحشت کہان کہان

دیر و حرم مین میکدہ مین کوئی یار ہین — سمجھے ہین رند فرض عبادت کہان کہان

بھالے سنبھالے پلکون نے ابرو نے کھینچے — ہوتی ہے اپنی فکر شہادت کہان کہان

جو ہین شرر یون ہین لگائین بجھائینگے
آئیگی تمکو مہر حرارت کہان کہان

یار سے ہم جو بگڑتے ہین تو بن جاتی ہین — آپ ہی روٹھتے ہین آپ ہی من جاتی ہین

دیکھین کب ہوگی گنجایش داغ تازہ — تابکے دلسے سیے داغ کہن جاتے ہین

یاد آتی ہے ہمین کوچہ جانان کی صبا
طرف باغ جو مرغان چمن جاتے ہین

لخت دل بہی ہین دنبا پنجہ مژگان ہوشیار
سفت مین ہاتھ سے یہ لعل کہین جاتے ہین

ہمتو مہمان کوئی دم کے ہین دم ٹوٹ چکا
آ تجہے دیکھلین لے وعدہ شکن جاتے ہین

شیخ اب جی نہین لگتا ہے برب کعبہ
ہم تو بتخانہ کو اے قبلہ من جاتے ہین

وہ غمین ہون کہ مجہے راہ مین سب کہتے ہین
ہادی مسلک اندوہ و محن جاتے ہین

ہم بہی دیوانے ہین دامان بیابان مدد ہے
تیرے ہوتے ہوے محتاج کفن جاتے ہین

کسقدر اونکو بہی ہے اپنی جوانی کا غرور
باغ مین دیکہتے ہی سرو کو تن جاتے ہین

صف کی صف پلمین او لٹتے ہین یہ مژگان سیاہ
دل جگر دونون انہین تیرون سے چہن جاتے ہین

مہر اس دہی غربت کا عجب عالم ہے
منہہ چہپائے ہوئے یاران وطن جاتے ہین

دیکہہ نرگس نکلا تو آنکہین
اوس پہ پیدا کی ہین جادو آنکہین

تو وہ خوش چشم ہے چشم بدور
جسکی دیکہا کرین آہو آنکہین

کون ہرجائی ہے منظور نظر
ڈہونڈہتی ہین کسے ہرسو آنکہین

زلف ہے مار سیاہ ضحاک
قتل کرنے کو ہلاکو آنکہین

لیس ہین مست لئے تیر و کمان
یا نکیکی مژہ ابرو آنکہین

سرو سنبل مین عبث ڈہونڈتے ہین
وہ بہار قد و گیسو آنکہین

خون رونے سے نہ ٹہرین دم بہر
ابتو رکہتی ہین یہ قابو آنکہین

زلف کالی ہے ذقن دلگت ہٹ
رخ جو سورج ہے تو ہندو آنکہین

عین کعبہ مین ہے مستون کی جگہہ
کہہ رہی ہین تہہ ابرو آنکہین

دانت ہنسی مین کسی کے دیکھون
روکے دیکھلائین نہ آنسو آنکھین

جبکا گھر دل مین ہے وہ آتا ہے
فرش گرد تے بچھے ہر سو آنکھین

لخت دل خون جگر رونے کو
ڈھونڈھتی ہین کوئی پہلو آنکھین

ہند مین چاہیئے سورج پوجا
مہر مین بھی ہون ملا تو آنکھین

رات تو نکو بت بغل مین ہے یا قرآن تمام دن
ہندو تمام شب ہون مسلمان تمام دن

ونکو ہے یاد مصحف رخ شب کو یاد زلف
ہندو تمام شب ہون مسلمان تمام دن

بتخانہ مین دوالیان کعبہ مین عید کی
ہندو تمام شب ہون مسلمان تمام دن

مہر اب غزل بھی کہو یہ مصرعہ ہے طرح کا
ہندو تمام شب ہون مسلمان تمام دن

اونکی گلی مین ہم رہین گریان تمام دن
شبنم کو ہو نصیب گلستان تمام دن

پھرتا ہے ڈھونڈھتا رخ تابان تمام دن
جلتا ہے مہر دھوپ مین جانان تمام دن

آٹھون پہر یہی ہے تمنا یہی دعا
وہ ساری رات ہون مرے مہمان تمام دن

اک دن حساب کا ہے گنہ بیحساب ہین
کافی ہے اپنا دفتر عصیان تمام دن

ساغر مین ہاتھ رک گئے ائی جنون مین عید
اتہو گلے پڑا یہہ گریبان تمام دن

کیا خبط ہے کہ صورت تار شعاع مہر
کرتا ہون تار تار گریبان تمام دن

بکھری ہوئی ہے زلف جو چہرے پہ یار کے
الجھن مین رات بھر ہون پریشان تمام دن

ہر روز اسمین بند رہی تیرگی شب
کیونکر کھلے بھلا مرا زندان تمام دن

اے مہر تو بھی کوچہ جانان کو دیکھ بھال
کرتے ہین اپنا کام سب انسان تمام دن

بجا ہین تیری ہندو بت میخوار آنکھین
نشہ کی ڈوری نہین پتلین ہین زنار آنکھین

نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین
چین سنتی ہین رہا کرتی ہین ہوشیار آنکھین

مجکو نظارہ ہے اوس پردہ نشین کا منظور
کاش بنجائین مری روزن دیوار آنکھین

چشم اہو سے غرض تھی نہ مجھی نرگس سے
تری آنکھون سے جو ملتین نہیہ دوچار آنکھین

چار چشم اس لیے کہتا ہے مجھے اک عالم
کہ مری آنکھو نمین پھرتی ہین تری یار آنکھین

دیکھتی رہتی ہین ہم راہ تمہاری صاحب
آپ آتی نہین آجاتی ہین ہر بار آنکھین

شوخ چشمی سے چکارو نکو وہ دہمکاتی ہین
دیکھنا ہمسے ملانا نہ خبردار آنکھین

تاک لیتے ہین نظر باز ہین ہم بہی صاحب
دل چرایا ہے چراتے ہو جو ہر بار آنکھین

پیار سے مینے جو دیکھا تو وہ فرماتے ہین
دیکھئے دیکھئے ہوتی ہین گنہگار آنکھین

چوم لیتے ہین وہ ائینہ مین آنکھین اپنی
لب مسیحائی کرینگی کہ ہین بیمار آنکھین

چشم بد دور ہے کاجل بہی تو منظور نظر
کیون نظر ہو گئی کیون ہو گئین بیمار آنکھین

رخ صیاد جو دیکھا ہے تو اب دیکھ کے گل
بند کر لیتے ہین مرغان گرفتار آنکھین

بنگئی پنجہ مژگان بہی میری دست دعا
دیکھ رکھتی ہین یہ کچھ حسرت دیدار آنکھین

دست وحشت مین غزالون کو تکا کرتا ہون
رات دن پیش نظر ہین تیری اے یار آنکھین

یہہ مرا دامن تر دامن گل چین ہوگا
رنگ لائنگی ابھی تو مری خونبار آنکھین

مرغ دل اس سے کسیطرح نہین بچ سکتا
کہین شاہین شکاری سے ہین طیار آنکھین

چشم مخمور مین ساقی کی یہہ کیفیت ہے
نشہ مستونکی دوبالا ہون جو ہون چار آنکھین

چاہیے حضرت موسی کے لئے جلوہ طور
تیرے دیدار کی ہین اپنی سزاوار آنکھین

آگرہ چھوٹ گیا مہر تو چنار مین سہی

ڈھونڈھا کرتی ہین وہی کوچہ و بازار آنکھین

جوان رکھتی ہے می دیکھی عجب تاثیر پانی مین
پلاتا ہے میرا ساقی مجھے اکسیر پانی مین

بجھانیکا ارادہ تھا جو اوسکو خون عاشق سے
نہ بجھوائی میری سفاک نے شمشیر پانی مین

سیانا کیا کریگا جس پری کا ہون مین دیوانہ
پلا دو دھوکے اوسکے در کی زنجیر پانی مین

نہائے تم تو بالونکا تمہاری ہے عجب عالم
نہوگی عنبر سارا کی یہہ توقیر پانی مین

لب جو دیکھتا ہے چاندنی کی سیر وہ مہوش
ہوی ہے پانی پانی مہر کی تنویر پانی مین

ملایا خاک مین عالم کو تو تیچھی نگاہون سے
کرین اب رخنہ اندازی تمہارے تیر پانی مین

نصیبونکو عبث روتے ہین کیا حاصل ہی رونے سے
نہین مٹنے کی دہونے سے بھی یہہ تحریر پانی مین

حیا ہے جنکو چلو بھر بھی پانی اونکو کافی ہے
حباب آسا ترا کرتے ہین بی توقیر پانی مین

سکندر طالعی دکھلائی چاہت بحر خوبی کی
ڈبو ہی دے اگر مجھکو میری تقدیر پانی مین

ستمگر آب خنجر سے یہ حلق خشک تر کر دے
پیاسا ہون پیاسا ہون نکر تاخیر پانی مین

رولاتا ہے کسی کا رنج فرقت مجکو مرقد مین
گمان ہوتا ہے سبکو قبر ہے تعمیر پانی مین

غضب شوخی ہے جب مہندی چھڑا کر ہاتھ دہوتے ہین
تو ملواتے ہین خون عاشق دلگیر پانی مین

ٹھہرتی ہی نہین گر آنکھ اوسکی روی تابان پر
تو شکل آفتاب اب دیکھئے تصویر پانی مین

قناعت کا مزا ہے جنکو اونکو لیں یہ نعمت ہے
بھگو کر کھائی ٹکڑے ہی بجائے شیر پانی مین

تیرے کوچہ مین گرم و سرد عالم کا رہا عالم
جلی ہین دہوپ مین بھیگی ہین بے توقیر پانی مین

غریق بحر غم ہون شعر تر اے مہر کیا کہنا
کرے کیا خاک کوئی ڈوب کر تقریر پانی مین

رنگ صحبت بدلتے جاتے ہین
ساتھ کی یار چلتے جاتے ہین

جنگی کرتے ہو تم مسیحائی
وہ مریض اب سنبہلتے جاتے ہین

دل مین ہوئی لگا حضور کا گھر
آپ سانچے مین ڈہلتے جاتی ہین

زلف اولجہتی ہے اونکے بالون سے
سانپ کا سر کچلتے جاتے ہین

شاید قتل کوئی قاتل مین
کودتے اور اوچہلتے جاتے ہین

دیکھتے ہین وہ اپنا جوبن آپ
اتنو کچھ سمجہتے جاتے ہین

ہتوڑتے ادہر سے آتے ہین
آپ ادہر سے مچلتے جاتے ہین

مہر سوئے تہے کس کے ساتھ کہ صبح
ٹہنڈی ٹہنڈی ہی جلتی جاتی ہین

آپ اپنے واسطے کیون رنج و غم جانا عزیز
آپ چاہین غیر کو صاحب کو ہم چاہا کرین

کون ہے جسکو نہین دنیا مین آسایش پسند
وہ ہمین ہین جو تیرے جور و ستم چاہا کرین

کوچہ جانان پسند آیا ہے رہنے کو ہمین
زاہدونکو چاہیے باغ ارم چاہا کرین

او مسیحا دم قیامت ہے یہہ دم بازنکی چال
خیر اپنے دم کی اب ہم دمبدم چاہا کرین

یون اگر جہگڑا محبت کا چکے تو خوب ہے
ہم زیادہ چاہین وہ اے مہر کم چاہا کرین

عاشق شوخ نظارا مین بہی ہون
مہر بیمار مسیحا مین بہی ہون

اے بتو محو تجلے مین بہی ہون
ہو خدا شاہد کہ موسی مین بہی ہون

عاشق روے مصفا مین بہی ہون
حیرتی اس آئینہ کا مین بہی ہون

ضعف سے بستر پہ ہل سکتا نہین
صورت تصویر دیبا مین بہی ہون

کب کہلا عقدہ دہان یار کا
گفتگو کچہہ ہے یہ سنتا مین بہی ہون

مجھسے کیونکر ہو سکے ترک وفا ۔۔ بیوفا و کیا تمہین سا مین بھی ہون

مجھکو اوسکو ایکسی گردش رہی ۔۔ دشت وحشت مین بگولا مین بھی ہون

ناز بیجا بھی مجھسے اوٹھ سکتا نہین ۔۔ نازنین تم ہو تو مرزا مین بھی ہون

نشان عالی ظرف ہی افتادگی ۔۔ آبرو مین شکل دریا مین بھی ہون

ہے یہی مصرعہ زبان خامہ پر ۔۔ وصف قد لکھتا ہون طوبی مین بھی ہون

میخوری مین کیون ہے یہ تنہا خوری ۔۔ اے حریف بادہ پیما مین بھی ہون

نام کو باقی ہے بس میرا نشان ۔۔ ہم صفیر دم مین عنقا مین بھی ہون

اب کہان جاون یہہ دامن چھوڑکر ۔۔ ضعف سے اک خار صحرا مین بھی ہون

کیون نہین تشریف لاتے میرے گھر ۔۔ مہر دل تفتہ مسیحا مین بھی ہون

مہر تعظیم بگولون سے جو ہم لیتے ہین ۔۔ دشت مین خار مغیلان بھی قدم لیتے ہین

دیکھئے برق پہ ہنستے ہین جو اونکے دندان ۔۔ آبرو ابر کی یہہ دیدۂ نم لیتے ہین

ہم تو پانی کے بھی شرمندہ نہین میکیسے ۔۔ کیون عبث ابر کرم نام کرم لیتے ہین

دم نکلتا ہو جہان قہر ہے اوٹھنا وان سے ۔۔ ہم گلی مین تیری ہر گام پہ دم لیتے ہین

عیش و آرام کو دنیا کی غنیمت ہی سمجھ ۔۔ دیکھ ہر سال کنھیا جی جنم لیتے ہین

آنکھ اوٹھاکر بھی جو دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین ۔۔ تہمتین ہم پہ غزالان حرم لیتے ہین

اک نشان رنج کا کچھ چاہیے ہر حال مین مہر ۔۔ ہم فقط ماہ محرم مین علم لیتے ہین

سیل اشک چشم تر کی آہ وہ طغیانی نہین ۔۔ خاک و آتش باد ہین مجھ مین مگر پانی نہین

سر پھراتا ہے میرا بک بک کے کیون قصہ خوان
توہی اب للہ سو مجھکو تو نیند آتے نہین

غنچون کو تاکتے پھرتے ہے بزم عیش مین
پھر بچہ کہیے دختر رز کیونکہ مستانی نہین

ہجر مین اب آپکو رو رو کے کرتا ہون ہلاک
کشتی عمر روان کس طرح طوفانی نہین

آتشی شیشہ ہی بیشک ہے دل سوزان مرا
داغ دل کیا ہے اگر مہر سلیمانی نہین

نیک و بد جو کچھ کہے ہان ہان کئے جاؤنگا مین
توہی کہہ ناصح مین کس منہہ سے کہون جانی نہین

آج کل سے کچھ وبال دوش پیراہن تہا
ناصحا ہمکو ازل سے فکر عریانی نہین

پہنے پہرتا ہے انگوٹھی اوس پریرو کی رقیب
اہرمن گو کیونکہ دعوی سلیمانی نہین

مین لبو دانتم و مانند مین سودا سے مین
مشکل عرفی مجھکو بہی فکر تن آسانی نہین

کیون پریرو جمع ہین ماتم مین مجھ دیوانے کے
حلقۂ غم حلقۂ مہر سلیمانی نہین

نجد مین لی دوڑتا ہے جذب مجنون کا اثر
ورنہ لیلی قیس کی مانند دیوانی نہین

مین بہی ہون خاقان اقلیم معانی بیگمان
اسکا کیا غم ہے جو اب دنیا مین خاقانی نہین

خوان نعمت پر ترے سے لاکہون مین ایک آسودہ ہے
جسطرح دون ہمت یہ طرز شان مہمانی نہین

ہم اگر چاہین تو پریون کو بہی دیوانہ کرین
لیکن اسے جذب جنون خود ہمنے ٹہانی نہین

دعوی ہستی نشان نیستی رتبہ تہا
جیتے جی میری کسیکی قدر پہچانی نہین

صبر تو کر دیکھ او دل بیقراری مین دلا
کونسی مشکل ہے آخر جسمین آسانی نہین

قدر گوہر شہ بداند یا بداند جوہری
غم نہین گر جاہلون مین مرتبہ دانی نہین

جان مانگی جان دی دل مانگا دل حاضر کیا
آپہی کہیے کونسی بات آپکی مانی نہین

لکھنؤ مین روضۂ عباس ہو مدفن مرا
آگرہ مین کوئی جا جز پیر گیلانی نہین

دوست دشمن کی برابر ہے یہ تیرے دل مین جگہ
کب خوشی کے ساتھ غم کی فکر پنہانی نہین

کیھون غم ہجر کہا بی نے کہ ہون بیمار عشق
مجکو اب غم کی سوا کوئی غذا کہائی نہین

جسم سا ہوگا یقیناً مو قلم کا کوئی بال
یار کی تصویر مین نقش کمر آئی نہین

گرچہ چہرہ آسمان رفعت ہون لیکن فخر کیا
کوچہ مہوش کی بینے خاک کیا چہانی نہین

تنقیہ کے لیے درکار ہین دان کیا جونکین
پیاسے ہین جو میرے اشک کی دریا جونکین

یہہ بھی قسمت ہے کہ انسان پہ ہون فایق حشرات
ہمتو محروم رہین اور لین بوسا جونکین

او مری گیسو دن والے صنم ابرو چشم
خون سے تیری ہوئین مشک کا نافا جونکین

جونکین ہون کبھی اکبار بدن مین اوسکے
نسخۂ عیش مین لکھین وہ اطبا جونکین

فصد لیلی کی ہوئی خون بہا مجنون کا
لہو پیتی ہین ہمارا کہ تمہارا جونکین

پاس عارض کے لگائین جو یہہ جونکین تمنے
صاف آتی ہین نظر چاند کا دہبا جونکین

شجر توت کی پہبتی کہون قد پر تیرے
تو نے جونکین جو لگائین ہوئین میوا جونکین

کیھون رنگ سبست چمکی چہرا جونکون سے
مہر سبحان تجکو مبارک ہو لگانا جونکین

جونکین اوس نور کی گردن مین لگائین گئین آج
رشک ثعبان ہوئین یا حضرت موسیٰ جونکین

یون ہی منظور صفا رخ کی بنیا نسخہ ہے
مہر کرتے ہین اب آئینہ مصفا جونکین

ربط ہے بازار یوسف عیب نکلا یار مین
حسن یوسف کو بھی بٹا لگ گیا بازار مین

کفر کب تک اب تو کچھ ایمان لایا چاہیے
سبحہ کے دانے پرو دون رشتۂ زنار مین

تیرے گہر مین اپنا سر پہوڑین ہم اے رنگین ادا
سرخی خون ہو سفیدی کی عوض دیوار مین

دل جگر دونون ہون ٹکڑے دونون پہلو ہون نگار
کاٹ سیہہ رنگ قاتل ایک ہی تلوار مین

مرتے مرتے زندگی کی اپنے صورت ہوگئی
بیچتا ہون ایک بوسہ پر ضرورت ہے مجھے

عزم جنت کا کیا پہنچا مین کوی یار مین
کاش لگجاے میرا دل آپکی سرکار مین

دل مذدون معشوق بازاری کو گریوسف ہو مہر
یہہ نہین وہ جنس جسکو بیچئے بازار مین

صبر ہم بیقرار کرتے ہین
جبر یہہ اختیار کرتے ہین

ابرون سے اشارے ہوتے ہین
ہمپہ تیغون کے وار کرتے ہین

دل پر داغ دیکھتے ہین حضور
سیر فصل بہار کرتے ہین

برق دندان دکھا دکھا کے مجھے
دمبدم بیقرار کرتے ہین

بوسے لیتے ہین چشم جانان کے
ہم ہرن کا شکار کرتے ہین

اوس شہ حسن کے پنس کے کہار
راجہ میرا سے عار کرتے ہین

دیکھکر مجکو تانتے ہین بہوین
وہ علم ذوالفقار کرتے ہین

گل نہین سنتے کان دہر کے کبھی
نالے بلبل ہزار کرتے ہین

زلف ورخ کی صفت نہین ہوتی
فکر لیل ونہار کرتے ہین

جسکو ثمن ہو ترے نام کی جان
اوسکو دانا شمار کرتے ہین

جھک گیا آسمان زمین کے حضور
عجز عالی وقار کرتے ہین

زلف ہندو کر گئی کافر مہر
یہی پنڈت بچار کرتے ہین

کسکو خوش آتی ہے کویل کی صدا برسات مین
چشم بدور اپنی آنکھون مین سمندر بند تھا

ہم بطی کا سنین کے قہقہہ برسات مین
دیدۂ تر کا مرے پردہ کھلا برسات مین

خضر کے صحرا نوردون کو تری پروا نہین — سبزۂ بیگانہ ہوگا آشنا برسات مین

ابر کو پانی سے پتلا کر دیا ہے بار ہا — دیدہ تر سے ہوا ہے سامنا برسات مین

خون دل سے ہم ہی کرلین پنجہ مژگانکو سرخ — لو حنا ملتا ہے شوخ مہ لقا برسات مین

ہمسے کہئے ہم لگادین اپنے اشکونکی جھڑی — لطف کیا ہے دیدہ تر سے سوا برسات مین

تیرے جلوے سے ہوا اس دیدہ گریانمین نور — چاندنی کا لطف ہے اس مہ لقا برسات مین

مہر ہو تم ہو شب مہ ہو شراب ناب ہو
پھر تو کیفیت ہو آئے اک مزا برسات مین
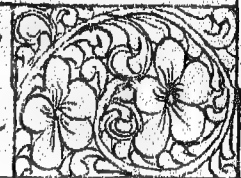
داغ اے مہر ہین سارے دل مین — درد رہتا ہے ہمارے دل مین

دھیان ہمکو نہین ہرجایون کا — نہین ایسون کی گذارے دل مین

ہے اس آئینہ مین اوسکی تصویر — یار کے ہونگے نظارے دل مین

اک پری شیشہ مین اوتری تو کیا — جھنڈ پریون کے اوتارے دل مین

اوسکو چاہینگے جو چاہے گا ہمین — جم گئی ہے یہہ ہمارے دل مین

اوسکی افشان جبین کا ہے خیال — عرش کی دیکھے ہین تارے دل مین

ظلم کرتے تو گئے ہین ہم پر — اب تو نادم بھی ہین بارے دل مین

بدگمان ہمسے عبث رہتے ہو — ڈالین دل کیونکہ تمہارے دل مین

ضبط لازم ہے جوان مردون کو — غم بھرے جائے سارے دل مین

مرغ بسمل کو دکھاتا ہے وہ شوخ — سمجھے ہم اوسکے اشارے دل مین

مجھکو ڈر ہے کہ یہ سوز فرقت — آبلون کو نہ ابھارے دل مین

مہر جسمین نہین تیہہ سے وہ دل

ہو چین دخل تمہارے دل مین

غنچہ کہان حضور سا غنچہ دہان کہان
یہہ بات یہہ زبان یہہ طرز بیان کہان

کرتی رہی تلاش تمہاری کہان کہان
دیکھین یہان سے جائے یہہ روح روان کہان

قاتل خدا کیواسطے اک ہاتھ اور بہی
جاتا ہے مجھکو چھوڑکے تو نیم جان کہان

اک جانور کو تمسی بہلا کیا مناسبت
کبک دری کی چال مین اٹھکہیلیان کہان

جنت کا ذکر جاے جہنم مین واعظو
یہہ تو بتاؤ پاؤنگا اونکا مکان کہان

ذکر دہن مین اہل سخن منہ کی کہائینگے
سمجہین جو اس معمے کو وہ نکتہ دان کہان

ان ہڈیون پہ تو سگ جانان کا دانت ہے
قسمت مین اے ہما تیری یہہ استخوان کہان

سب جلتے ہین پر ہما کے جلے تن ہون اسقدر
انگارے ہین بدن مین میری استخوان کہان

وہ حسن وہ شباب وہ شرم اب کہان گئی
گلشن کہان بہار کہان باغبان کہان

یہ پتلے پتلے ہونٹھ ہین بوسون کیواسطے
لاکھے نے اپنا رنگ جمایا یہان کہان

پایا نہ ہمنے چین کسی سرزمین پہ
لے مہر اپنے ساتھ تھا آسمان کہان

غیر سنتے ہین فقط اسلئے ٹل جاتا ہون
مین بیابانون مین رونے کو نکل جاتا ہون

جوش وحشت کا ہوا موسم گل آپہونچا
کچھ دنون ہوش مین رہتا ہون سنبہل جاتا ہون

اپنی رخصت ہے بتون سے بہی اب انشاءاللہ
دیر سے سوے حرم آج ہی کل جاتا ہون

کوچہ قاتل بیرحم جسے کہتے ہین
مین وہان دوڑکے مشتاق اجل جاتا ہون

جب نکلنے نہین دیتے ہین مجھے زندان سے
اپنے آپی سے مین ناچار نکل جاتا ہون

غیر البتہ بیٹھکر پانون مین ملتے ہین حنا
مین تو آکر کف افسوس ہی مل جاتا ہون

مین جو روتا ہون تو کہتا ہے نکر بدشگنی
بات کہتا ہے وہ ایسی کہ دہل جاتا ہون
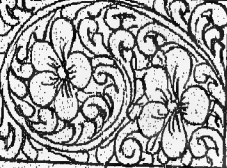
دوست ہوتا ہے تو ہوتا ہی وہ دشمن اپنا
وہ بدل جاتا ہے یا کچھ مین بدل جاتا ہون

ایذائین اوٹھائے ہوئے دکھ پائے ہوئے ہین
ہم دل سے بہ تنگ آئے ہین اُکتائے ہوئے ہین

بیتاب ہین بیچین ہین گھبرائے ہوئے ہین
ہم دل سے بہ تنگ آئے ہین اُکتائے ہوئے ہین

ان ہونٹھون کے بوسے کا مزا پائے ہوئے ہین
پیار آیا ہے منھ تکتے ہین للچائے ہوئے ہین

زلفین وہ بلا ہین کہ جو اُلجھائے ہوئے ہین
جوڑے کی اُلٹ پیچ مین دل آئے ہوئے ہین

غصے مین بھرے بیٹھے ہین جھلائے ہوئے ہین
افروختہ ہین غیر کے بھڑکائے ہوئے ہین

دروازہ پہ بیٹھے ہین نکلوائے ہوئے ہین
ہمنے تو ڈھئی دی وہ غضب ڈھائے ہوئے ہین

اٹھلائے ہوئے بیٹھے ہین اترائے ہوئے ہین
اب روپ ہے جوبن پہ ہین گدرائے ہوئے ہین

کیا بات ہے کیا بات ہے تیری لب جان بخش
عیسیٰ بھی ترے عہد مین دم کھائے ہوئے ہین

مجھپر اونہین رحم آئے یہ ممکن ہی نہین ہی
ایسی وہ سمجھتے نہین سمجھائے ہوئے ہین

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب
رو کے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہین

ہنگامہ رہیگا یون ہی کوچہ مین تمہارے
عاشق کہان جا سکتے ہین دل آئے ہوئے ہین

آئین تو عنایت ہے نہین آتے نہ آئین
ہم دلکو تصور ہی سے بہلائے ہوئے ہین

دل بھر گیا زخم جگر بھر گئے اپنے
آرام ہی ہم تمکو جو لپٹائے ہوئے ہین

مرنے پہ بھی افسردہ دلی اپنی عیان ہے
تربت پہ مری پھول بھی مرجھائے ہوئے ہین

اغیار سے رو سے بہت ربط ہے اونکو
وہ چاند ہین اے مہر لو گہنائے ہوئے ہین

کچھ مسیحا کی احتیاج نہین
درد دل قابل علاج نہین

دن بدن ہے کمی محبت مین
جو طبیعت تھی کل وہ آج نہین

لا دیا کر جو باخبر اونکی
اور تو کو کام کاج نہین

درد سر جتنا کم ہو بہتر ہے
مجھے پروا نہین جو تاج نہین

لب جان بخش کا ملے بوسہ
اس سے بہتر مرا علاج نہین

روز پیدا کرین وہ رنگ نیا
متلون مرا مزاج نہین

اونسے کہتے اگر کہ رحم کرو
تو وہ کہتے ہین یان رواج نہین

ستاتے نہین عاشق کو اسقدر معشوق
کہین یہ رسم یہ رواج نہین

ہین ہم عالی دماغ مرزا مہر
سفلہ پن کا ہمارا مزاج نہین

باتین جب غنچہ دہن کرتے ہین
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

تیرے مقدم سے ہے گلشن سرسبز
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

کیا کوئی قید قفس سے چھوٹا
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

ہمصفیران قفس نالے کرو
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

دیکھکر میرے گل زخم بدن
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

ساقیا قلقل و مینا بھی سنا
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

مرحبا مرحبا اے فصل بہار
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

دیکھکر پھول کے شیشے ساقی
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

کہین صیاد نہ سن پائے یہ غل
چہچہے مرغ چمن کرتے ہین

کیون غنون کان لگائے ہے گل　　چپ چپے مرغ چمن کرتے ہین

مہر اب تو ہی غزل خوانی کر
چپ چپے مرغ چمن کرتے ہین

گلوری پر گلوری کھا کے وہ لالا کراجاتے ہین　　مبارک ہو ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھاتے ہین
روپے کو اشرفی کو صدقے کرتے ہین لٹاتے ہین　　ہم ان آنکھون ہتھونپر اپنا یون سکہ بٹھاتے ہین
وہ ہمسے بانکپن کی لینگے ہم جان نثاری کی　　جو وہ آنکھین لڑاتے ہین تو ہم بھی جی لڑاتے ہین
مزا ہے آجکل گلگشت کا صحن گلستان مین　　بہار آئی ہے گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین
جدائی مین کسی کے اسکے یون برسات کٹتی ہے　　اودھر بجلی تڑپتی ہے ادھر ہم تلملاتے ہین
خدا جانے ہے انکو مجھسے ناحق کی یہ کیا ضد ہے　　رولا جاتے ہین مجھکو آسکے غیرونکو ہنساتے ہین
بلا کا ذہن ہے سر ہوگیا مین اونکے پیچ پر　　گرہ مین اپنے جوڑے کی مرے دلکو چھپاتے ہین
دل آفت زدہ کہتا ہے مجھسے اونکی فرقت مین　　بہت ایذا اوٹھائی ہے لب بام ہم بھی جاتے ہین
تری دیوار سے سر پھوڑتے ہین اے ستم پیشہ　　کبھی تو رحم آجائیگا قسمت آزماتے ہین

کبھی اے مہر ہم نالے کیا کرتے تھے فرقت مین
عوض اوسکا ہر وصلت مین جو وہ اب تالی بجاتے ہین

جب بیان یار وصف دہن کرتے ہین　　نئی بات اہل سخن کرتے ہین
عزم گلگشت چمن کرتے ہین　　تازہ پھر داغ کہن کرتے ہین
غنچہ تعریف دہن کرتے ہین　　وصف تن گل ہمہ تن کرتے ہین
وصف تنگی دہن کرتے ہین　　چپ رہو فکر سخن کرتے ہین
دست موزون کے مضمون کا شعر　　فکر تسخیر ختن کرتے ہین

کبک پامال ہو تو جوتی سے
کب وہ ترک اپنا چلن کرتے ہین

آپ ہنستے ہین ہنساتے ہین تجھے
گل ترا مسخراپن کرتے ہین

لکھ کے وصف دہن وہوے کم
دعوی شعر و سخن کرتے ہین

چشم جانان بہی ہے گریان مجھپر
قیس کا غم یہہ ہرن کرتے ہین

اوس مرے سرو روانکی تعظیم
سرو قد سرو چمن کرتے ہین

صاف عارض پہ ہین زلف مشکین
حلبی سیر ختن کرتے ہین

ہم کنوان کھودتے ہین اپنے لئے
صفت چاہ ذقن کرتے ہین

مار ڈالا تیری آنکھون نے ہمین
شیر کا کام ہرن کرتے ہین

تم ذرا چشم نمائی کر دو
شوخیان ہم سے ہرن کرتے ہین

ضعف زورون پہ ہے اپنا اے ھم
کثرت رنج و محن کرتے ہین

ڈبوئینگے ہتو یہ جسم دریا بار پانی مین
بنیگی موج بہی میرے لئے زنار پانی مین

غبار دیدہ تر سے تکدر دل کا ظاہر ہے
تماشہ ہے اوٹھی مٹی کی اک دیوار پانی مین

تن بیجان مین جان آگئی ابرو کے اشارہ سے
بجھی تھی چشمہ حیوان کی یہ تلوار پانی مین

یہی رونا ہے فرقت مین تو جان آنکھون سے نکلیگی
یہ مرغ آبی ہے اوڑنے کے لئے تیار پانی مین

ہمین کیا غیر کے کہیتو نپہ جو ابر کرم برسا
نہ آئی اپنی جانب تو کبہی بوچھار پانی مین

تڑپتا ہون مین رو رو کے خیال مصحف رخ مین
کہ غسل ارتماسے کرتے ہین دیندار پانی مین

مرے رونے پہ ہنستے ہین تو اغیار جلتے ہین
طلسم تازہ ہے بدگل ہوئے فی النار پانی مین

ہوئے غرق عرق جو شرم عصیان سے وہ پاک اوٹھے
ہوا کرتے ہین پیدا گوہر شہوار پانی مین

گئی آبرو ہی عارضی تو جو ہے مزاج / پسین سو ٹپکا پانی بھی اگر زردار پانی نہین

جو تو آئینہ رکھکر سامنے زیور پہنتا ہے / تیرے بالی کے چھلے تیرتی ہی یار پانی نہین

شراب ناب ہے اک قسم کا پانی بھرا ہے آگ / عبث کیون ہے تجھے اے ناسمجھ انکار پانی نہین

لطیف الطبع جز راحت نہین دیتے کبھی ایذا / نہین ممکن کہ پیدا ہو چھری کی دھار پانی نہین

بنا دیتے ہین دم مین سیکڑون گنبد حباب ہوکے / خدا کی شان رہتے ہین عجب معمار پانی نہین

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہی

غضب کا سامنا ہے آج ہمکو وہ نکھرتے ہین / وہ ٹہرتی جمتی ہے مہندی ملتے ہین گیسو سنورتے ہین

اسیران قفس پر جب عنایت آپ کرتے ہین / کسیکو ذبح کرتے ہین کسیکے پر کترتے ہین

اوٹھین کیونکر یقین آئے میرے دل کی دھڑکنے کا / ٹھہر جاتا ہے دل جب ہاتھ وہ سینہ پہ دھرتے ہین

ہوئین تا ناکرہ ہمتو یہان سے مر کے اوٹھین گے / سپاہی ہین کوئی تلوار کے کھینچے سے ڈرتے ہین

بتو وہ تمکو چاہے جسکا پتھر کا کلیجہ ہو / خدا ہی جانتا ہے دلپہ جو صدمے گذرتے ہین

مسیحا ہو مسیحا ہو مسیحا ہو مسیحا ہو / مریض عشق صاحب آپ ہی کا دم تو بھرتے ہین

بس اک دم کے لیے ساری نمائش ہے حبابوں کی / ہوا مین بھر کے یہ کمظرف بھی کتنا اوبھرتے ہین

تمہارا دم سلامت [illegible] تو کچھ پروا نہین ہمکو / مسیحا کیا ہین تم جیتے رہو ہم تمپہ مرتے ہین

نہین ہے جو کچھ اسمین [illegible] سچ اگر پوچھو / خدا سے بھی نہین ڈرتے ہین جتنا تم سے ڈرتے ہین

یہ کس سے کہئے صاحب مین بھی ہون اک گرسنہ [illegible] / وہ کہتے ہین الگ بیٹھو کہ ہم منہ دھوتے ہین

تیرے سینہ سے تو نسبت برابر کی ہے سینہ کو / وہان جوبن ابھرتا ہے یہان چھالے ابھرتے ہین

تمہارے ساتھ ہین ہارین اونسے جیتنے کا کوئی کیونکر / وہ اک اک بات پر انکار کرتے ہین مکرتے ہین

رہی چشم عنایت صاحبان چشم و ابرو کی
انھین باتون سے لبریز اونکے مزاج اپنا بگڑتا ہے

غزالان حرم سبزہ مری تربت کا چرتے ہین
جو آتا ہے یہی کہتا ہے بنتے ہین سنورتے ہین

کبھی نالہ موزون کبھی ہے گفتگو اوسنے
غزل اے مہر ہم کہتے ہین تو باتین بھی گہرین

بلبل تو ایک ہی نہ چہکیگی ہزار مین
دیکھو گے گل کہلینگے جو فصل بہار مین

رنگ اب جمائینگے چمن کوئی یار مین
اے عندلیب ایک سے ہین ہم ہزار مین

نسبت غزال دشت کو کیا آنکھ سے تری
تمیز اہل شہر کہان ہے گنوار مین

وہ بول مین نکالتے ہین بولی ٹھولیان
اب ہنس کی چوگت ہے نہ گت ہے ستار مین

جنت کی نعمتون کا مزا واعظو نکو ہو
ہم تو ہین محو لذت بوس و کنار مین

قزاق ہین حسین ذرا ان سے ہوشیار
رہتی ہین فکر قتل غریب الدیار مین

قرآن کی جلد یہ پڑھا درس سے بنی
صورت ہو اونکے رخ کی دل داغدار مین

سودای عشق زلف ہمین ہے بلای جان
الجھن مین پھنسا ہے مین ہین انتشار مین

دنیا کی کشمکش سے ہے آفت کا سامنا
ایذا نہو گی یہہ تو عذاب فشار مین

ہوگا صدای قلقل مینا سے شور و غل
ہو جو رہیگی انجمن بادہ خوار مین

دربار روز کرتے ہین دربان یار کا
ہم بھی ہین آجکل تو بڑی کاروبار مین

مجھ ناتوان کے واسطے غصہ بھی ہوتا ہے
مین دب کے مر گیا ترے دل کے غبار مین

جنکو نہین تمیز سفید و سیاہ کی
پہنتی نہین دورنگی لیل و نہار مین

عاشق کے جان و مال کے خواہان ہین پیش
کوڑی ہے اپنے سینہ کی اونکی کٹار مین

کسطرح مہر شعر چمکتے ہوے کہین

اپنی طبیعت اپنی نہین اختیار مین

کب نصیحت کوئی دم سنتا ہون
مہر ایسی تو مین کم سنتا ہون

مجھسا غم دوست ہوگا کوئی
قصۂ درد والم سنتا ہون

وہ کبھی آئینگے ہی کیون قاصد
روز کے قول و قسم سنتا ہون

جسطرح جھکے ہین تمہارے ابرو
طاق کعبہ کا یہ خم سنتا ہون

کوچۂ یار کو دیکھا مینے
شہرۂ باغ ارم سنتا ہون

پاپ ہوتا ہے نکیجے مجھے قتل
آپکو ہندو دھرم سنتا ہون

اب تعلّی کی وہ لیتے ہین بہت
اپنے عیسی کے مین دم سنتا ہون

تری آواز سنا کرتا ہون
تال سنتا ہون نہ سم سنتا ہون

میکدہ مین تری کیفیت کو
مین لب جام سے جم سنتا ہون

ہے یہ پورب کی زباندانی مہر
سکتے ہین بات کو ہم سنتا ہون

چڑھا کشتی پہ جب وہ غیرت مہتاب دریا مین
تو ہالے بنگئے اکثر سب گرداب دریا مین

تری چین جبین سے موج ہو بیتاب دریا مین
ترے چاہ ذقن پر صدقے ہوگئے گرداب دریا مین

پڑا اشکو پہ عکس روے عالم تاب دریا مین
بنے گرداب چرخی چھٹ گئی مہتاب دریا مین

یہہ عالم لخت دل کا ہے ہمارے دیدۂ تر مین
برابر تیرتے ہین جسطرح سرخاب دریا مین

نہانے مین نہ دیکھین مردم آبی اونہین عریان
بناؤن آنکھ کے پردے کو اب جلباب دریا مین

لپٹ جاتا ہون کیونکر دوڑ کر اوس بحر خوبی سے
کہان پیاسے کو ضبط تشنگی کی تاب دریا مین

ہوا جاتا ہون پانی پانی احسان احبا سے
عبث مجھکو ڈبوتے ہین میرے احباب دریا مین

تیرے بازو کی مچھلی دیکھلی شاید نہانے مین ہوئین ہین مچھلیان جو پارۂ سیماب دریا مین

قلم کاغذ دوات اوٹھا کہ شعر اب بھی نہین لکھتا نہ نکلے شعر تر پھکوا دی یہ اسباب دریا مین

وجہہ غربت ہی کہ بدگوئی سے ناچار ہون مین کتے بھونکا کرین اک شیر گرفتار ہون مین

واے قسمت کہ مصیبت مین گرفتار ہون مین ہم قفس الو ہین تو بلبل گلزار ہون مین

لاکھ مین ایک ہون ہرچند بہت زار ہون مین دل اعدا مین کھٹکتا رہا وہ خار ہون مین

لب جانان سے نہ بوسے کا طلبگار ہون مین منھ لگاؤن نہ مسیحا کو وہ بیمار ہون مین

یار نے قبر مین دوزخ پہ ہے پاون رکھا کیون نہ قربان ترے ہاتھو پہ معمار ہون مین

لن ترانی کے تو سننے کا نہین مجھکو دماغ منھ دکھاتا ہے تو ہان طالب دیدار ہون مین

ہیو قابت ہین ہمین اونمین وفا ڈھونڈھتا ہون بخدا سچ تو یہہ ہے سخت خطاکار ہون مین

کیون نہ خورشید فلک سے ہو دوبالا میری قدر ذرہ خاک در حیدر کرار ہون مین

آبرو رکھلی میری ابر کے آگے تو نے تیرا ممنون بہت دیدہ خون بار ہون مین

نہ تو جان تن سے نکلتی ہے نہ ہوتی ہو شفا ناک مین دم ہے مسیحا کا وہ بیمار ہون مین

دل صیاد مین ہے میرے جگہ جاے قفس نالہ پر اثر مرغ گرفتار ہون مین

مجھکو فصاد کے احسان سے بچایا تو نے تیرا ممنون بہت دیدہ خون بار ہون مین

عمر بھر خال رخ یار پہ صدقے ہی رہا نقطہ دائرہ وہ گردش پرکار ہون مین

خود تو ہنستا نہین روتونکو ہنسا دیتا ہون شکل دیوار ہون پر قہقہا دیوار ہون مین

دیکھنے کو تیرے صحرا سے ضرور آجاتا کیا کرون نرگس بیمار کہ بیمار ہون مین

دل نے قاتل سے کہا زخم کا طالب ہون مین چیخ سے آئی صدا مرہم زنگار ہون مین

خیرہ چشمو نہ پہ روشن ہوا رتبہ میرا | خیرہ مدعی ہین مطلع الانوار ہون مین

مشتری مہ کنعان بھی نہون دوکان پر
مہر کیا ہم سخن مردم بازار ہون مین

چین پہلو مین اسے صبح نہین شام نہین | ایک دم بھی دل بیمار کو آرام نہین
رخ پر نور نہین زلف سیہ فام نہین | وہ زمانہ نہین وہ صبح نہین شام نہین
شہرون شہرون میری رسوائیکا شہرہ ہو سچا | سمجھا دنیا مین کوئی عاشق بدنام نہین
چاند ہی تارون کی جھرمٹ مین ذرا دیکھ ادہر | گون مین شوخ نصارا کی یہہ بو تمام نہین
واعظو جائے جہنم مین فضائے جنت | خار ہین گل میری نظرون مین جو گلفام نہین
نالے کرتا ہون کبھی یا کبھی تدبیر وصال | اور تو ہجر کی شب مین مجھے کچھ کام نہین
فصل گل آئی تو کیا بے سر و سامان ہم ہین | شیشہ و جام نہین ساقی گلفام نہین
دل گیا دین گیا جان گئی الفت مین | اور آغاز ہی دیکھا ابھی انجام نہین
بوسے دو تین تو لے لینے دی مجکو للہ | کام کے وقت نکر او بت خود کام نہین
نکہت گل کی عوض اوس زلف کی بو سونگھونگا | ہو تپ عشق مین سودا مجھے سرسام نہین
نزع مین دیکھکے جیتا ہون ترے کوٹھے کو | لب عیسی ہی یہہ ایجان لب بام نہین

مہر بی لطف ہے بزم شعرا بے معشوق
بلبلین چہچہے مین ہین کوئی گلفام نہین

بات بگڑی ہوئی بناتے ہین | اونکو رو رو کے ہم ہنساتے ہین
دل ہمیشہ لیکے ذلتین دے ہین | بیٹھتی ہی سبھے اوٹھاتے ہین
ٹیڑھے ہوتے ہین سیدھی باتون مین | اوسنے دل بجھگیا جلاتے ہین

وہ اوتر چڑھ کے بام پر اپنے
آسمان و زمین جھکاتے ہین

جوڑ توڑ اونکے ہمسے غیر سے ہین
اوس سے روٹھے ہمین مناتے ہین

خار وہ گل ہمین سمجھتا ہے
دشت کو اب چمن سے جاتے ہین

وان شب وصل یان شب فرقت
آپ سوئے ہمین جگاتے ہین

ٹھہر او بت تجھے خدا کی قسم
کہان جاتا ہے ہم بھی آتے ہین

وہان شادی ہے تو یہان ماتم
آپ خوش ہین کڑھاتے ہین

گالیان کھائین اونکو دے کے دعا
سخت سن آئے سست جاتے ہین

شام غربت ہوئی ہے صبح وطن
منھ چھپا کر یہ دن دکھاتے ہین

مہر اوس مہ کی یاد زلف مین ہم
رات دن پیچ و تاب کھاتے ہین

ستم ہر دم نئے ہمپر ستم ایجاد کرتے ہین
بہت بیداد کرتے ہین بہت بیداد کرتے ہین

فغان ہر دم جو مرغان قفس صیاد کرتے ہین
چمن کو یاد کرتے ہین چمن کو یاد کرتے ہین

تمہاری گالیون سے ہم برا مانینگے کیون صاحب
ابھی کچھ خیر ہے یہ آپ کیا ارشاد کرتے ہین

جو لیجاتی ہے وحشت سوئے صحرا شہر سے ہمکو
تو خار دشت کار نشتر فصاد کرتے ہین

ہمارے پاؤن تو مدت سے پابند سلاسل ہیں
مگر اب سر بھی نذر خنجر فولاد کرتے ہین

نہ لیجا دیر سے کعبہ ہمین زاہد کہ ہم وان بھی
خدا کو بھول جاتی ہین بتون کو یاد کرتے ہین

ہوا جو شعر موزون مہر وصف چشم جانان مین
اوسے پر عین فکر شعر مین ہم صاد کرتے ہین

ساتھ ہین اغیار کے مین بھی صف مقتل مین ہون
صورت ترکیب موزون مصرع مہمل مین ہون

مجھ سا رنگین طبع ہے تیرہ درون تو نہین شراب
مین شراب ارغوانی ہون مگر بوتل مین ہون

گندہا ہے نا تراشیدہ ہین ہم صحبت میری
اغلفون تو مین ہی خوشبو کیطرح صندل مین ہون

آدمی بی حس و بس مین صورت مردم گیاہ
شہر مین ہون مین الٰہی یا کسی جنگل مین ہون

پردہ دار گریۂ بے اختیاری فقط ہے
برق ہو ابر سیہ مین اور مین کمل مین ہون

حاصل نیکی ہون نیکون کو بدونکو بد ہون مہر
مراہی پرتو عنت مین ہی ہما مین ہے حنظل مین ہون

کیون نہ ہون اندوہگین برسات مین
مین کہین ہون وہ کہین برسات مین

سرخ کر ہاتھون کو مرے خون سے
مل تو مہندی اے حسین برسات مین

[illegible] تا ہو جس جگہ جھولے پہ وہ
لیے پہلو ہمکو وہین برسات مین

[illegible] حال چشم تر موزون کرون
طرح کی ہے یہہ زمین برسات مین

ساقیا بی شیشہ و ساغر ہمین
چین آئیگا نہین برسات مین

ہمکو اب زندگی سے کم نہین
جام آب آتشین برسات مین

دیکھکر ابر تنک یاد آگئی
اوسکے چشم سرمگین برسات مین

کردیا روئیدگی نے دشت کو
اک زمرد کا نگین برسات مین

پانی پانی ابر ہوا سے چشم تر
گر نچوڑون آستین برسات مین

ہوگیا ہمکو خیال زلف یار
صاف مار آستین برسات مین

ابر آیا ہے تو سے روتا ہون مین
سیر دنیا کر ہمین برسات مین

میکشی کا ہے مزا گر وصل ہو
شوخ ترسا سے کہین برسات مین

یا خدا امسال پانی کی ہو شش
برسی آب آتشین برسات مین

یاد آئی واعظو توبہ کبھی | یہہ نہین ہمکو یقین برسات مین

مہر ہم بھی خم کے خم خالی کرین
پاس ہو گر مہ جبین برسات مین

رات دن سینہ زنی خاک بسر کرتے ہین | عیش و آرام سے ہم خاک بسر کرتے ہین
کوچ کی موہی سفید اپنے خبر کرتے ہین | سفر صبح کی ہوتی ہی سفر کرتے ہین
موم روغن بہی تو دل ہی کی جلاتے ہین مجھے | شمع روشن مری تربت پہ اگر کرتے ہین
روزہ کیا رکھین وہ میخوار جو مے خانہ مین | پانی پی پی کے شب و روز گذر کرتے ہین
اپنی آنکھون مین جو پھرتی ہین نشیلی آنکھین | جام کو دیکھ کے ہم چشم کو تر کرتے ہین
مین سمجھتا ہون کہ پڑھتے ہین دعای تلقین | جب مجھے چھیڑ کے وہ ذکر سفر کرتے ہین
صورت گرد رہ قافلہ مین بیکس ہون | ہم سفر بھی مرے سب مجھ سے حذر کرتے ہین
چاہیے جامہ احرام کو مہ کی چادر | شیخ ہم طوف در رشک قمر کرتے ہین
خشک سالی سے بہت تنگ تھے خلقت لیکن | دیکھئے کیا غضب اب دیدہ تر کرتے ہین
تیرے ہی حسن جہانتاب سے اے مہ بت بخدا | راتدن کسب ضیا شمس و قمر کرتے ہین

پوچھتا کون ہے اب علم و ہنر کو اے مہر
سخت نادان ہین جو کسب ہنر کرتے ہین

کرتے ہین جان خون معاف اپنا ہم تمہین | مہندی ملو ہمارے لہو کی قسم تمہین
کثرت جفا کی ہے تمہین مشق ستم تمہین | کیونکر ہو جان عادت لطف و کرم تمہین
ہمسا مزاج دان تمہین ملنے کا آپ کو | دلوا دی ہے ہمنے رغبت جور و ستم تمہین
اے عاشقو تمادا ہی سمجھا تمہین ہین وہ | دم باز ہین فریبی ہین دیتے ہین دم تمہین

اودن انکھڑیون کا ہم سے اشارہ نشے مین ہے
کیفیتین دکہا ہی تو یہہ جام جم تمہین

اللہ سے یہی ہے دعا اپنی ای بتو
لپٹائین ساتھ سوئین کرین پیار ہم تمہین

مٹی مری ٹہکانے لگے کوی یار مین
ای زاہدو نصیب ہو باغ ارم تمہین

عاشق کے اہ و نالہ سے کیونکر پسیجتا
پتھر کا دل دیا ہی خدا نے صنم تمہین

وہ مہربان ہون مہر تمہارے بھی دن پھرین
گذرے ہنسے خوشی سے نہو کوئی غم تمہین

افسوس ہی کہ نالہ دل مین اثر نہین
ہم یان تڑپتے ہین او نہین کچھ خبر نہین

ای عشق ہونٹہہ کب تپ غم سے ہوی نہ خشک
کس روز جوش اشک سے یان چشم تر نہین

گذری شب وصال ہوئی صبح روز ہجر
دیو سفید کہانے کو آیا سحر نہین

پانو نہین آبلے نہون تو کاٹ ڈالون پانو
داغ جنون نہو تو یہہ سمجھو کہ سر نہین

دست جنون ہی بخیہ مژگان بھی اندنون
کیا ذکر تار جیب کا تار نظر نہین

زاہد حرم مین بیٹھ کے خالی مین کیا کرون
کوسون یہان شراب کہین بو بہر نہین

منظور ہی کہ کوچ کرون مین جہان سے
پوچھہ مرے سامنے ذکر سفر نہین

رونے کو ضبط کرکے مین بیکس جو مر گیا
توکوی مری نعش پہ بھی نوحہ گر نہین

فرقت مین مہر بس یہی مصرع پڑھا کیا
ہم یان تڑپتے ہین او نہین کچھ خبر نہین

تجھ مین وہ حسن وہ صفا بھی نہین
ماہ اوسکا سا منہہ ترا بھی نہین

قاصد آ کے دے گئے یہہ جواب
سپارہ الاحفظا اور پڑھا بھی نہین

کون سے جو نہین بتون کا طرف
اب ہماری طرف خدا بھی نہین

جب سے مسی کو منہہ لگا یا ہے | اپنا نقشہ کبھی جما ہی نہین
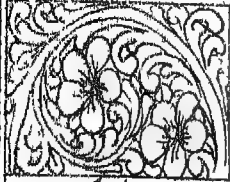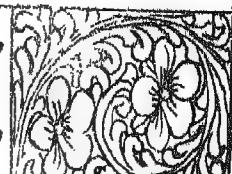
دوست دشمن بجا ہے اے مہر
دشمنون کا مجھے گلا ہی نہین

دیکھی آشفتہ زلف معنبر کا کفن | کیجیے موباف مرے جسم لاغر کا کفن
تیر گی کا غم نہین جائیگی آپہی | سینہ پرداغ سے تربت مین جب سر کا کفن
مرگیا ہون روتے روتے ہجر مین ای سیم تن | چاہیئے مرے لئے پانی کی چادر کا کفن
کچھہ تو تسکین دل بیتاب ہو بعد از فنا | باغبان بلبل کو دے برگ گل تر کا کفن
کشتہ قامت ہون یہہ ہی چہال کی کیہ مین شرط | مجھکو دینا پوست نخل صنوبر کا کفن
دوستو کافی ہے مجھسے راز کو اکتارہی | ڈہونڈہتے پھرتے ہو کاہیکو بڑی بر کا کفن
یا الہی خانہ جانان مرا مدفن بنے | جہت عمامہ فرش تہمد پردۂ در کا کفن
چھوڑدے دامان صحرا اے جنون نعش کو | بس یہی ہے اے جنون مرے مقدر کا کفن
آپ اپنی آنکھہ مین مردا نظر آتا ہون مین | ہوگیا ہے اب تو پردا دیدہ تر کا کفن
غسل پاونگا کسی قاتل کی آب تیغ سے | زخم دامن دار ہوگا جسم لاغر کا کفن
اک بڑا احسان ہولائے دولای یار کی | چادر تربت کرو ابری کے استر کا کفن

اوس قیامت قد کے غم مین مرگیا کل رات کو
مہر کو دینا حریر صبح محشر کا کفن

کیا بتانے کہ اوسکا دہن کیا ہے کیا نہین | اس بت خدا ہی جانے اسی یا ہی یا نہین
ہاتھہ چہپکا ہے تک بہی نہ دست نگار سے | یہہ مرا خون برنگ حنا ہے حنا نہین
دیر و حرم کی سنگ مین ہے جلوہ شرار | کیونکر کہون وہ بت ہے خدا ہے خدا نہین

ہرچند عبیر بہی ہین نمک باش زخم دل — صاحب مگر یہہ ظرف مزا ہی مزا نہین

ہین ظاہرا تو سوز نہان کی شرارتین
گر یہہ کہو کہ مہر جلا ہی جلا نہین

گردش دور ہے شان فلک شیشی مین — آفتاب اتبو دکہاتا ہی حبک شیشی مین
یاد گردون کی دلاتا ہے صراحی کا گلا — دہن یار کی آتی ہے مہک شیشی مین
بزم کی بزم کو دیوانہ بنایا اسنے — اک پری بند ہوی شب و شتاب شیشی مین
ڈہونڈتا ہے یہہ مگر پردہ حلقت مین مزا — محتسب نے جو ملا یا ہی نمک شیشی مین

پانون پہیلا دی مستی مین جو اوسنے اے مہر
رنگ می صاف ہوا عکس کفک شیشی مین

مہر منظور ہی وصف رخ جانان ہمکو — اپنے دیوان مین لکہنا ہی یہہ قرآن ہمکو
مہر کہتے ہین سب اے گنبد گردان ہمکو — کیون نہ ہو مد نظر وہ مہ تابان ہمکو
نالۂ بلبل نالان پہ ذرا کان لگا — یہہ ہنسی خوش نہین آتی گل خندان ہمکو
سر مین سودا نہ رہا پانو مین بیڑی نہ رہی — کیا زمانے نے کیا بے سر و سامان ہمکو
یاد آتی ہے ہمین آبلہ پائی اپنی — نہ دکہا خشک زبان خار مغیلان ہمکو
دیکہہ لیتے ہین تیری یاد مین گاہی ماہی — رابطہ ایجان نہین ماہ سے چندان ہمکو
عاقبت بین کی نگاہو نمین یہ سب خاک ہی جان — شکل تابوت ہوا ورنگ سلیمان ہمکو
موذیون سے ہمین مستی مین ہی امید سرور — پہول کہتی ہین جو ملے خار مغیلان ہمکو
آئینہ رخ مین تو آئینہ مین رخ کو دیکہا — کر دیا عالم تمثال نے حیران ہمکو
بت کو بہی دیکہہ کے کہتے ہین ہم اللہ اللہ — صلح کل کیون نکہین گبر و مسلمان ہمکو

شعر سنتا نہین یون کان لگا کر وہ گل
رشک ہے تجہہ پہ تو اے مرغ خوش الحان ہمکو

اوس پریزاد کے خط جہرہ پر آغاز ہوا
مور کہتے ہین کہ اب کہیئے سلیمان ہمکو

پنجۂ مہر ہو دست جنون کا پنجہ
نذر دے صبح اگر اپنا گریبان ہمکو

آگیا ماہ محرم تو کہین مرثیہ مہر
اب تو کرنی ہی پڑی خاطر مہمان ہمکو

یہہ صحبت گل و بلبل یہان مبارک ہو
بہار باغ تجہے باغبان مبارک ہو

کہان یہ لایا الی الایل کیف خلقت پڑہ
ہوا ہے تجہہ بہی اوس ساربان مبارک ہو

نقیب سایہ دیوار یار مین خوش ہے
تمہین کو ظل ہما اے شہان مبارک ہو

کہینگے دیکہ کے سب اپنا اوج فکر سخن
زمین شعر پہ یہ آسمان مبارک ہو

سجا ہے دیر و حرم مین یہ بندہ درگاہ
مجہے حضور کا یہ آستان مبارک ہو

اوڑا ہے باغ مین گلچہرے بلبل گلزار
جو گلشنون پہ بنے آشیان مبارک ہو

ہمیشہ اونکی زبان سے زبان لڑی شب وصل
الہی مجہکو یہ میری زبان مبارک ہو

تجہے نصیب ہو فرہاد وصل شیرین کا
مجہے وہی مرا شیرین دہان مبارک ہو

الہی حال پہ عاشق کے اوسکو رحم آئے
بکا و نالہ و آہ و فغان مبارک ہو

ہمین تو چاہ ذقن سے ہی یار کے مطلب
تمہین کو حضرت یوسف کنوان مبارک ہو

جسے ہوا یک نظر دیکہنے سے شادی مرگ
وہ مرگ نو ہے اہل جہان مبارک ہو

مجہے ہلال گریبان ہوا اوسکا عید کا چاند
تیرا ہلال تجہے آسمان مبارک ہو

ہوا جو وصل ہمین اونسے بالاخانہ پر
پکاری عرش پہ کروبیان مبارک ہو

نصیب شیخ ہو ماہ مبارک رمضان
ہمین عنایت پیر مغان مبارک ہو

خط آیا یار کا قاصد پھرا بجز ای مہر
عنایت و کرم مہربان مبارک ہو

اے صبا بو پہ روانی کوئی دم دیکھو تو
آنکھیں کھلجایں مرے دیدۂ نم دیکھو تو

عشق میں پہنچے ہین کس حال کو ہم دیکھو تو
رنج کس درجہ ہے کس مرتبہ غم دیکھو تو

وان مسلمان ہین نہ یان ہندو دہر میں دیکھو
دو ہی کوچہ ہین بس اب دیر و حرم دیکھو تو

دیکھو دیکھو نہ ابھی آنکھ چھپا کر جاؤ
مجھکو منظور ہے ہو مجھ پہ ستم دیکھو تو

آئینہ کی نہ ہوئے مین چھپا اسکندر
طاف کسرا یہ نہو ساغر جم دیکھو تو

صفت ابرو کی نہین جھوٹھ ہے رب کعبہ
ہے بعینہ وہی محراب کا خم دیکھو تو

دید نی ہے مرے رنگینی مضمون کی بہار
گل کھلاتا ہے نئے اپنا قلم دیکھو تو

کون کون اکے بجاتا نہین کوس رحلت
رہے کس کس کے یہان طبل و علم دیکھو تو

آک ظلمات ہے یا کوئی بت کافر کیش
گرد شداد کا ہے باغ ارم دیکھو تو

سینے ڈہونڈہا جو گھر کو تو کہا چل کہا کر
جا و جا وا بہی تم راہِ عدم دیکھو تو

شیخ کی عقل پہ کعبہ مین پڑے کیا پتھر
تم بہی للہ ذرا چلکے صنم دیکھو تو

تم وہ ضدی ہو کہ اعضا مین ہے باہم ضدین
چہاتی کیا سخت ہین کیا نرم شکم دیکھو تو

کام آئیگی مسیحا کی مسیحائی کیا
کہین بیمار مین باقی بہی ہے دم دیکھو تو

مہر وردن کے پیرایہ مین ہوگا بیشک
چہانکر خاک رہ کوئی صنم دیکھو تو

عشق مین ہو گی آخر یہ ہماری صورت
مہر کہتے تھے جسے ہین وہی ہم دیکھو تو

اے جان مہر رشک قمر سیر باغ ہو
کیا چاندنی ہے تو بھی نکلکر سیر باغ ہو

جاتے ہو میری جان کدہر سیر باغ ہو
دیکھو ہمارے زخم جگر سیر باغ ہو

پریان ہون عیش باغ مین ارام باغ مین
حورین کہان ہین خلد کدہر سیر باغ ہو

اوس مین ہی بیل تو ہمین بہی ہین بول قاتلو
تم باندہ لو جو تیغ و سپر سیر باغ ہو

سنبل ہی زلف آنکھ ہی نرگس تو گل ہین گال
دیکھین تمہین جو مد نظر سیر باغ ہو

غنچون کی یہہ صدا ہی چٹکنی مین سن ذرا
کیونکر بغیر گانٹھ مین زر سیر باغ ہو

دیکھا کرو بہار شہیدون کی قاتلو
تمکو نصیب اٹھ پہر سیر باغ ہو

پہری مین گلعذارونکو کیون کرنہ دیکھئے
تفریح ہی جو وقت سحر سیر باغ ہو

اوسنے کیا خلیل پہ گلزار آگ کو
ہے کیا عجب میان سقر سیر باغ ہو

باغ جہان مین چاہئے گلگشت ہی ضرور
او بیخبر یہہ سن لے خبر سیر باغ ہو

افسوس ہی کہ دیکھین ادہر ہم تو داغ دل
غیرونکے ساتھ اونکو ادہر سیر باغ ہو

معشوق ہو شراب ہو ابر بہار ہو
اغیار کا نہ ہووے گذر سیر باغ ہو

مدفن سبنے جوار شہیدان کربلا
اپنا سفر ہی وقت سفر سیر باغ ہو

اے مہر بلبلین تری رنگین غزل پڑہین
تاریخ فکر کیجئے اگر سیر باغ ہو ۱۲

تم تو سوتے ہو تمہین کیا ہو خبر راتون کو
نالے کرتا ہی کوئی خستہ جگر راتون کو

زلف کے آئینگے مضمون نظر راتون کو
ہم اندہیری ہی مین کر دینگے بسر راتون کو

یار ملتا کبہی مہدی تو اگر راتون کو
دیکھتے پنجۂ خورشید سحر راتون کو

تیرہ بختی نے دکہایا نہ قمر راتون کو
چاندنی چہٹکے نہ اکدن مری گہر راتون کو

متصل صبح بنا گوش کی دیکھین زلفین
اپنے پہلو مین دبا ہے ہی سحر راتون کو

زلف طرار کی لٹون مین گہسا ہو شانہ
چوریان سیکھ رہا ہے یہہ مگر راتون کو

چاند کو دیکہئے ہر گہر مین نظر آتا ہے
آپ ہی تو کبہی ائین مرے گہر راتون کو

پاسبان کی ترے کوچہ مین نہین کچھ حاجت
نالے کرتا ہون مین ہی چار پہر راتون کو

دم بہر اگیسوؤن والونکے رخ و گیسو کا
شام سے نالہ کیئے تا بہ سحر راتون کو

رہی اوس لعل سی زیب کے مضمون کی فکر
ہمنے کہایا ہی بہت خون جگر راتون کو

وصل کی شب جو بڑہا زلف کے مضمونکا ذکر
بولے وہ سانپ کا ذکور مگر راتون کو

زلف و رخ پر ترے کیونکر نہ میرا دم نکلے
چاندنی رات مین کرتے ہین سفر راتون کو

سینے دہوکے مین تیرے چاند سے اکثر یہہ کہا
روز جاتا ہی تو اسے ماہ کدہر راتون کو

دن تو سورج کے سہارے سے ہو کٹجاتا ہے
شعلہ رو چاہئے جاڑون مین مگر راتون کو

پہول کے سیج کا اوس مہ سے گمان ہوتا ہے
ہمکو تارے نظر اتے ہین اگر راتون کو

ان حسینون ہی مین اے مہر گیا عہد شباب
میرا مہمان رہا وہ رشک قمر راتون کو

ترش روئی سے نفرت ہے نہایت اہل جوہر کو
اسکی ترشی کند کر دیتی ہی اکثر تیغ و خنجر کو

جو ذی رفعت ہین کب وہ پست ہمت ہوتے ہمسر کو
نہ دیکہا فیل کے اوپر کبہی ہمنے جل خر کو

زبان کلک بدگوئی ہی منتج ہی نیکی کے
بہلا کیا نیش عقرب سے ہی نسبت نوک نشتر کو

وہ احمق ہین جو ہون افروختہ آتش مزاجون سے
مضرت اگ سے ہوتی نہین بال سمندر کو

ہوا کب نفع اونسے جو یہان ثروتی ہی رہتے ہین
فقط تشبیہ ہی گوہر سے اشک دیدۂ تر کو

تلون رتبہ عالی مین بد نامی کا باعث ہی
ہمیشہ مورد لعنت ہے پایا چرخ اخضر کو

جو قمری اوس پہ عاشق ہو تو اوسپر دل بہر کے ہی
بجا ہے قامت معشوق سے نسبت صنوبر کو

غزل تونے کہی ہو یا کسی مجذوب کی بڑ ہی
کیا آزردہ کس نادان سے طبع نکتہ پرور کو

بس اب جانے دے اتنا گرم کیوں ہی پھر ٹھنڈا ہو
سنا کچھ عاشقانہ شعر شوخ ماہ پیکر کو

خدا کے واسطے صاحب نہ پہلو سے پٹک سر کو
مرا دل بیٹھ جاتا ہی جو تم اوٹھتے ہو دم بھر کو

سمندر کوئی کہتا ہی کیکو ابر کا شک ہے
بجا ہے تو وہ طوفان کہیں گر دیدۂ تر کو

سبب مجھکو زلف جانان اوسکے سر چڑھنا مبارک ہو
غنیمت جانتا ہون پاؤن پر رکھنا بھی اپنے سر کو

ہوا ہو نسخہ درد دل بیتاب حفظ اوسکا
کیا ہی یار نے کیا ناز ہر عیسی پیمبر کو

تری تصویر کا دھوکا ہوا ایجان جان ہمکو
جو دیکھا دیکھکر منہ کو تیرے ماہ منور کو

زبانی شاعرون سے کسقدر رتبہ بڑھا یا ہی
بھلا کیا قامت معشوق سے نسبت صنوبر کو

ہوئیں کیون تانتے ہو بھیر دو تلوار گردن پر
میں حاضر ہون گلا کاٹو مرا منگوا دو خنجر کو

بھلا کس منہ سے کچھ پیغام بھیجون اوسکو جو ظالم
مری نامہ کو پھاڑے ذبح کر ڈالے کبوتر کو

دل روشن ہمارا اک نہ اک دن کام آئیگا
یہہ من ہی نذر دینگے ہم کسی چوٹیکے اژدر کو

کرم فرما تو ہو ظل ہما دیوار کا سایہ
کہیں بال ہما سب اس محل پر اپنے چھپر کو

تری صورت کا دیوانہ ہی بیشک اے پری پیکر
پڑا پھرتا ہی پھر آشفتہ دل کھولے ہوی سر کو

سیج پر سوئی جو تم پھولون کی پیاری رات کو
آسمان سے سیکڑون ٹوٹے ستاری رات کو

بام پر بیٹھو جو افشان چھڑکے پیاری رات کو
یون چمک کر چرخ پر نکلیں نہ تارے رات کو

چشم میگون نشے کئے کسنے اشارے رات کو
ہوگئے نشہ ہرن مستونکے سارے رات کو

چاند کو ہالے میں دیکھا ہے پیاری رات کو
دو اجازت ہمکو ہون صدقے تمہاری رات کو

دیکھیے کب ساتھ سوئینگے تمہاری رات کو
دیکھیے کب بخت جاگینگے ہماری رات کو

کیا علاقہ مہر تابان سے ہی پیاری رات کو
زلف میں عارض چمکتی ہین تمہاری رات کو

اے بتو اللہ سے لی ہی اجازت وصل کی
کل ہزارون دیکھ ڈالی استخاری رات کو

مہر ہم مہمان ہونگے ایک رشک ماہ کے
دل کے سب ارمان نکلینگے ہمارے رات کو

چال دیکھلا کے یہ کیا حال کیے جاتے ہو
چلتے چلتے مجھے پامال کیے جاتے ہو

کوئی ہوگا نہ خریدار ہمارے دل کا
تم تو بازار مین ہرتال کیے جاتے ہو

کرتو دے گور غریبان مین قیامت برپا
کیون اب آوازہ خلخال کیے جاتے ہو

جلنے سے حضرت دل رنج و الم ہوتا ہے
کیا غضب ہے وہی افعال کیے جاتے ہو

رات بھر شام سے اب زلف بنا کرتی ہے
روز تیار یہی جال کیے جاتے ہو

مجھکو پیغام بھی بھیجا نہ کبھی وا ے نصیب
خط پہ خط غیر و نکو ارسال کیے جاتے ہو

رکھون کیا آنکھون کے ناسور پہ پھا ے اسکی
کیون عنایت مجھے رومال کیے جاتے ہو

چھوڑ دو اس وضع کو اے مہر سفیدی آئی
کیون سیہ نامہ اعمال کیے جاتے ہو

درد تپ غم اب تو جو کچھ ہو سو ہو
خیر ہمدم اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ضبط رونے کا کرون ہنستے ہین غیر
چشم پرنم اب تو جو کچھ ہو سو ہو

آگیا دیو سفید صبح ہے
ٹہو کیے خم اب تو جو کچھ ہو سو ہو

آزما دیکھا بہت اوسکو دلا
ربط کر کم اب تو جو کچھ ہو سو ہو

کیجے کب تک علاج درد دل
ابن مریم اب تو جو کچھ ہو سو ہو

بہنگ پلوای ہے اوسکو غیر نے ـ کہائے سم اب تو جو کچہہ ہو سو ہو

عشق مہری تک تخلص مہر تہا
مہر حاتم اب تو جو کچہہ ہو سو ہو

مرہی جا مین نہین جینے کا قرینا اب تو ـ موت ہی موت ہے دم بہر کہین جینا اب تو
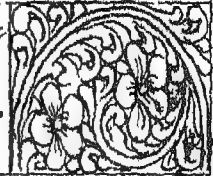
درہم داغ ہی آتے ہین نظر تربت مین ـ اپنا مدفن بہی ہے قارون کا خزینا اب تو

یا تو ایکدم کی جدای نہ کبہی ہوتے تہی ـ یا گذرنے لگا اک ایک مہینا اب تو

کیا تصور ہے ترے دست حنای کا عزیز ـ بنگیا عطر حنا اپنا پسینا اب تو

شربت وصل دم نزع ملا یا قسمت ـ دوستو خوب ہے بس زہر ہی پینا اب تو

دل مین رہتا ہے تصور تری انکہو نکا مدام ـ رشک میخانہ ہوا ہے یہہ مدینا اب تو

ہاے وہ دن کہ مین چہاتی سے لگاتا تہا او نہین ـ صف ماتم ہی غم ہجر مین سینا اب تو

برسون گذری ہین کہ فرصت ہی نہین رونے سے ـ ہر مہینا ہے محرم کا مہینا اب تو

بس اوسیکو ہے فضیلت جسے اسیر ہو عبور ـ شرح سلم ہے ترے بام کا زینا اب تو

تنگ ہے ہاتھ تو کہتے ہین وہ دل تنگ ہے مجہے ـ مل ہی جائے کہین قارون کا خزینا اب تو

مہر کا دخل ہی دلمین تو نہی البغض کو دخل ـ اے مریجان نہین چاہیے کینا اب تو

روی تابان کو ترے دیکہکے یہہ دن دیکہا ـ پہوٹ ہی جائے کہین دیدہ بینا اب تو

کیا ترے دور مین پایا ہی عداوت نے رواج ـ کہ مسیحا کو ہوا مہر سے کینا اب تو

قابل رحم ہے ابماہ بنی ہاشم مہر
اسکی امداد کرو بہر سکینہ اب تو
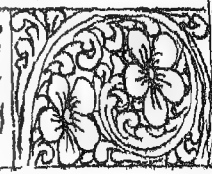
دل وارده ہی جان جسے دل پسند ہو ـ لیلے وہی ہے جسکو یہہ محمل پسند ہو

چن لے جگر پسند ہو یا دل پسند ہو
حاضر ہین دونون جو تجھے قاتل پسند ہو

مجھ سخت جان کا قتل جو قاتل پسند ہو
مشہور تو ہی سہل ہین مشکل پسند ہو

شیعہ ہون کس طرح نکرون قصد کربلا
عاشق ہون کیون نہ کوچہ قاتل پسند ہو

پروانہ وار شمع حرم کے رہون نثار
صدقے ہو جان حسن اگر دل پسند ہو

کعبہ مین اے بتو ہو خدا سے یہی دعا
تمکو پسند ہو تو میرا دل پسند ہو

پڑھتا ہے واعظو خط جام شراب کو
کیا رند کو کتاب مسائل پسند ہو

چلا رہا ہون مین یہی ہون ابرو کمان کا صید
تیر نگاہ یار اگر دل پسند ہو

جنگلے کی دہن ہے آپکی دیوانی راگ لاے
سنی اگر صداے سلاسل پسند ہو

مرہی کنارے سے نہ کنارہ کرے کبھی
اوس بحر حسن کو یہی ساحل پسند ہو

مین دل مین دون جگہ تمھین غیر و نین تم رہو
خلوت تو ناپسند ہو محفل پسند ہو

آسان نہین ہے مہر محبت کا شغل
ہان تم کرو پسند کہ مشکل پسند ہو

مدفن نہ اپنا کوچہ جانان سے دور ہو
بلبل کی روح بھی نہ گلستان سے دور ہو

کہتا ہو مجھسے قیس بیابان سے دور ہو
دہبا جنون کا دشت کے دامان سے دور ہو

دل مجھکو دے کے حکم دیا بے نیاز نے
اس دل مین دو وہ درد جو درمان سے دور ہو

مردود دو جہان ہو جو عاشق تو غم نہین
اک یہ نہ ہو کہ صحبت جانان سے دور ہو

کلمہ پڑھین حضور کا چاہین اگر حضور
رنگ نفاق گبر و مسلمان سے دور ہو

وہ رو خلق ہون کہ لب گور دے صدا
اسکا مزار گور غریبان سے دور ہو

وہ خاک ڈالین اتو ہمارے قصور پر
گرد ملال خاطر جانان سے دور ہو

بگڑا جو مین رقیب سے جہلا کے بولے وہ
یہہ شہد ہین حضور ذرا یان سے دور ہو

ایجان دلکو عشق مین صبر ہے کسطرح
کیونکر ہو وہ جو طاقت انسان سے دور ہو

دیوانہ کافران پریوش کا مین بہی ہون
زنار ہو جو تار گریبان سے دور ہو

اے مہ زوال حسن کے دن بہی قریب ہین
ابتو کہو نہ مہر سے چل یان سے دور ہو

اوتار و جان کپڑے عاشق محرم سے کہل کہیلو
ادہر ہم تمسے کہل کہلین ادہر تم ہمسے کہل کہیلو

برابر کا نہ جبتک جوڑ سہہ کے کیا تکلف ہے
تمہاری فیض بخشی تب ہے جب تم ہمسے کہل کہیلو

کہلاڑے سے کہنے ایسی ہین نقد دل جو تاکا ہے
تو کہتے ہین وہ کس فقرہ سے کس کس دم سے کہل کہیلو

کہان کی پردہ داری ایجنون ترغیب دیتا ہے
گریبان پہاڑ لو عریان رہو عالم سے کہل کہیلو

رہو گے بند بیدا اے ہمصفیر و اسطرح کبتک
قفس کو پہونکدو آہ دل پر غم سے کہل کہیلو

نشیلی انکہڑیان کیون بند کر لین دیکہکر مجکو
یہہ کیفیت دکہاو مجکو جام جم سے کہل کہیلو

بس اب شرم و حیا کو تہ کرو تم وصل کی شب ہے
مجہے کہنے دو صاحب ابتدا محرم سے کہل کہیلو

بتو جادو سے جادو گیسؤ کالی کہلاتی ہین
ذرا تم بہی تو کہدو گیسوی پر خم سے کہل کہیلو

دل و جان دون رکہ کے کیا کروگے دل اونہین دیدو
یہہ جگ پہر مل رہیگا مہر ابتو ہمسے کہل کہیلو

صدقے کیا تہا خلد برین کی بہار کو
آباد رکہے مہر خدا کوچہ یار کو

دل مین اگر جگہ نملے جان نثار کو
کوچہ مین ہو زمین عنایت مزار کو

اک عندلیب کیا ہے مٹاو ہزار کو
رکہدو مرے مزار پہ پہولون کے ہار کو

پچہتی سے کہے یہہ دیکہکے پستان یار کو
شمشاد مین خدا نے لگا لا انار کو

لپٹائیے فراق مین کس طرح یار کو — کیونکر قرار آئے دل بیقرار کو

انکار میکشی سے عبث ہمسے یار کو — پردے مین کیا چھپائینگے آنکھین خمار کو

وہ گورے گورے ہاتھ وہ مہندیکا اونمین رنگ — قدرت خدا کی نور مین دیکھا ہے نار کو

تارو نے اپنی آنکھ نہ جھپکی گی حشر تک — آنکھون مین کاٹ دونگا شب انتظار کو

اک پل بھی اپنی آنکھ سے اوجھل نہین ہوا — آنکھین دکھائین ہمنے بہت انتظار کو

ہے فاتحہ کو ہاتھ اوٹھانا جو ناگوار — ٹھوکرائے حضور ہمارے مزار کو

مارا ہمین تو آنکھ نے کین شوخ چشمیان — ڈانٹو تم اپنے آہوے مردم شکار کو

لپٹائیے گلے سے نہین پیار کیجیے — امید کیا نہین دل امیدوار کو

فرقت کسی سے ہو تو صنم کی بقول مہر
کیونکر قرار آئے دل بیقرار کو

مری جان کیا کہون کہ تم کیا ہو — مہر کے واسطے مسیحا ہو

جشن جمشید کا مہیا ہو — یار ہو مین ہون جام صہبا ہو

اونکے رخ سے مناسبت کیا ہو — چاند مین جب بڑا سا دہبا ہو

کیا تماشا ہے تم تماشا ہو — تم جہان ہو وہین پہ میلا ہو

کوئی بدنام کوئی رسوا ہو — نام اونکا ہو اونکا شہرا ہو

دل مین تو ہو صنم تری جا ہو — کچھ ہو کعبہ ہو یا کلیسا ہو

ہے مسیحا کا ناز بھی اک روگ — مر ہی جائینگے کون اچھا ہو

اونکی زلفونسے ہمکو کیا سروکار — پیچ اوٹھائے وہ جسکو سودا ہو

وحدہ لاشریک کی ہے قسم — اے صنم تم بتون مین یکتا ہو

یا گلا کاٹو یا گلے لپٹو ہو ہی جائے جو کچھہ کہ ہوتا ہو

نازنینون کے ناز اوٹھلے کون دل جو نازک مزاج مرزا ہو

ہمکو لکھنا ہے زلف کے اشعار کیون نہ مشق خط چلیپا ہو

منہ کی کہائین کرین جو ذکر دہن کمر یار مین بہی دہوکا ہو

دل پہ قابو جو ہو تو سب کچھہ ہو دل ہی بس مین نہ ہو تو پہر کیا ہو

اوسکا گہر ہو مرے لیئے جنت سایۂ قد یار طوبے ہو

ہر گہڑی ہے زبان پر در گور خاکِ عاشق کوئی تمہارا ہو

آبرو عشق مین جو ہو منظور ایک اک آنسو ایک دریا ہو

چشم من روشن و دل من شاد مری آنکہین ہون اونکا تلوا ہو

مجھکو مرے صنم سے ملوادے کوئی ایسا خدا کا بندا ہو

جذبۂ عشق چاہیئے کامل کہین یوسف کہین زلیخا ہو

اپنی چوٹی دبا کے ہونٹہو نمین جان شیرین ہو روح لیلا ہو

ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ہو عقد پروین ہو اونکا گجرا ہو

مرے مرنے کی مانگتے ہو دعا تم جیو تم ہو اور دنیا ہو

صبح اوٹھکر اونہین کا منہہ دیکھون شب فرقت کا جبکہ تڑکا ہو

قد جانان سے تجھکو دون تشبیہ جا بہی او سرو باغ لنبا ہو

ہون وہ دست حنائی دستاویز خون دل کا جو اپنے دعوا ہو

شیخ کعبہ مین یہ دعا مانگو مہر ہر بتکدہ ہو دنیا ہو

وہ گھر سے چلے تو ہین ادہر دیکھیے کیا ہو | سنتے ہین قیامت کے خبر دیکھیے کیا ہو
چاہت سے بیان دل کا ضرر دیکھیے کیا ہو | نالون کا وہان اونکو اثر دیکھیے کیا ہو
ہوتی ہی شب وصل سحر دیکھیے کیا ہو | بجتا ہے قیامت کا گجر دیکھیے کیا ہو ص
اب دلمین بتون کا ہو گذر دیکھیے کیا ہو | اللہ کے گہر مین ہوا گہر دیکھیے کیا ہو
لکھا جو منجم نے ترا زائچہ بولا | یہہ طفل پری حور بشر دیکھیے کیا ہو
تشبیہ تمہارے رخ پر نور سے دی ہے | اب منزلت شمس و قمر دیکھیے کیا ہو
باعث خفگی کا تو فقط بخل ہوا تہا | قارون کا ہمین دیکھی زر دیکھیے کیا ہو
کچہہ اپنے ہی ہاتھ آگئے کہ ملتے ہی ہین ہاتھ | نخل قد موزون کا ثمر دیکھیے کیا ہو
موسی کا تو احوال زمانہ کو ہے معلوم | دیدار کا وعدہ ہے اگر دیکھیے کیا ہو
آرام کا پہلو نظر آتا نہین کوئی | دل لیگئے وہ حال جگر دیکھیے کیا ہو
طوفان کا کہلا حال سنا نوح کا قصہ | اب جوش پہ ہین دیدۂ تر دیکھیے کیا ہو
پریونکے تو پر جلتے ہین حورین بہی ہین ٹہنڈی | آئینہ ہے اب پیش نظر دیکھیے کیا ہو
شاعر ہین اسی فکر مین باندہتے ہین کہ نہ باندہین | نازک ہے بہت اونکی کمر دیکھیے کیا ہو

م - ناوک ہو سنان ہو وہ نظر دیکھیے کیا ہو * آماج مرا دل کہ جگر دیکھیے کیا ہو -

بیمار مسیحا ہون مرون یا کہ جیون مین
اے مہر نہین مجھکو خبر دیکھیے کیا ہو

لطف کرتے ہو کرم کرتے ہو کیا کرتے ہو | نازو انداز و ادا جور و جفا کرتے ہو
اور کچہہ کام بہی تم اسکے سوا کرتے ہو | نازو انداز و ادا جور و جفا کرتے ہو
پنجگانہ نہ یہہ نماز اب تو ادا کرتے ہو | نازو انداز و ادا جور و جفا کرتے ہو
مہر ہمیں کہو دل دیتے ہو کیا کرتے ہو | ہم یہہ کہتے ہین بہلے کی کہ برا کرتے ہو

مستعد دل کے ستانے پر رہا کرتے ہو
اے بتو تم بھی کبھی خوف خدا کرتے ہو

ہوشیاری کا حق ایمہ ادا کرتے ہو
اچھے دیوانہ ہو پریون مین رہا کرتے ہو

تم تو مہدی سے حنا ہی کفِ پا کرتے ہو
رائیگان خاک مین خون شہدا کرتے ہو

ایک دل کے لئے وا زلف دوتا کرتے ہو
اور سودا سے پہ نازل یہہ بلا کرتے ہو

ہم جو کہتے ہین کہ مرتے ہین تو کہتا ہی وہ بت
تم تو اللہ کی قدرت سے جیا کرتے ہو

مجھسے کیون ہو گیا اس مرتبہ برعکس مزاج
مجھسے کیا ضد ہی کہ روؤن تو ہنسا کرتے ہو

ہون وہ بیمار کہ برسون مین مسیحا مرا
پوچھہ لیتا ہی کبھی کسکی دوا کرتے ہو

کیا تعجب ہے اگر لینے کے دینے پڑ جائین
دل لیا کرتے ہو تم رنج دیا کرتے ہو

چشم بد دور اب انکھو نمین شفق پھولی ہے
تم جو نظارہ خون شہدا کرتے ہو

روشنی غیر کو دیکھلا کے نئے داغ دئی
کیا چراغان سر گور شہدا کرتے ہو

نیک و بد پر ہے ید اللہ تمہارا قبضہ ق
چلتے ہو جو تم اید ست خدا کرتے ہو

تم جو چاہو تو سعادت ہو نحوست کا اثر
سایۂ بوم کو تم ظل ہما کرتے ہو

کچھے سونیکے جو رنگت ہی تمہاری رنگت
اثر قوت معجون طلا کرتے ہو

کوئی دیوانہ رخ ہو کوئی سودا زلف
تم بھی فکر غرض صبح و مسا کرتے ہو

گلشن دہر مین اک سبزہ بیگانہ ہو تم
سبزہ رنگو یہان کیا نشو و نما کرتے ہو

واعظو پینے دو ہمکو یہہ شراب انگور
وہ پیو تم جو تصور مین پیا کرتے ہو

فرق اک بال برابر نہین گیسو مین کہین
شانہ کرتے ہو کہ فکر شعرا کرتے ہو

ابھی باقی ہین ہمارے ستم و جور بہت
کیون یہہ کہہ کے مری روح فنا کرتے ہو

کسکو جینے کی تمنا ہی تپ فرقت مین
اے مسیحا سے زمان کسکی دوا کرتے ہو

مجھکو اک بات بتا دو یہہ ستم ایجاد ہو
خون عاشق کا روا ہے کہ روا کرتے ہو

پھول جھڑتے ہین دم فاتحہ خوانی منھہ سے
باغ پھولون سے مزار شہدا کرتے ہو

سنکے اشعار مرے داد سخن دی تو یہہ دی
یہہ کوئی بات ہے کیون پوچ بکا کرتے ہو

حال کیا حضرت عیسی سے کہون پوچھو تو تون
کسی بیمار محبت کی دوا کرتے ہو

ہے پہ بے بال و پر و جان بلب زار و نزار
مجھہ مین کیا خاک رہا ہے جو رہا کرتے ہو

زاہد و ہوش مین رہ سکے نہ اوٹھاو تکلیف
کیون نہین شغل مئی ہوش ربا کرتے ہو

شور کے شور سے ملتی ہے جھڑونکی آواز
چال کیا چلتے ہو تم حشر بپا کرتے ہو

زاہد و نور کا جلوہ ہے صنم خانہ مین
کبھی اس حسن سے تم یاد خدا کرتے ہو

پوچھتے کیا فقیرون کا مزاج لے شہ حسن
ہمسے پوچھو تو یہہ پوچھو کہ دعا کرتے ہو

رند کہتے ہین جو سنتے ہین دعا باران کی
بازوی دست و سبو دست دعا کرتے ہو

یہہ نہین خوب تم اس کان کہ اوس کان سنو
کیون گلو نالہ بلبل پہ ہنسا کرتے ہو

عید قربان کو ہی عاشق کوئی قربان کرو
ذبح ہر روز تو یون نام خدا کرتے ہو

آنکھین دیکھلا کے کیا مایل ابرو کو رجوع
جانب دیر رخ قبلہ نما کرتے ہو

رات دن اس لئے کرتا ہون نہین فریاد و فغان
یہہ سنا ہے کہ غریبون کی سنا کرتے ہو

جان دی ڈالیو شہد کو نہ تم چھوڑ لیا ہی جم
خوب سودا ہے جو راضی برضا کرتے ہو
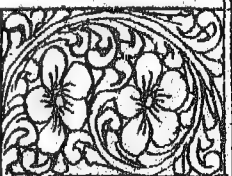
مجھسے پھری ہے اس لئے اوس پری فتن کی آنکھ
کیون پیار کی نگاہ سے دیکھے ہرن کی آنکھ

رہتی ہے محو زلف شکن در شکن کی آنکھ
اپنی بھی آنکھ اب ہے غزال ختن کی آنکھ

دیدار آپکا کسے مد نظر نہین
نرگس کو جانتا ہون چمن مین چمن کی آنکھ

چشم سیہ سے آپکی نسبت نہین اوسے
نظرونسے گر گئی ہے ہمارے ہرن کی آنکھ

تیر نگہ سے دلکو الٰہی بچائیو
پڑتی ہے بیطرح مرے ناوک فگن کی آنکھ

یون ہی رہیگا جوش اگر سیل اشک کا
سب ابرو ڈوبینگے گنگ و جمن کی آنکھ

جسکا وجود ہی نہو کیونکر نظر پڑے
دیکھے کہانسے شکل تمہارے دہن کی آنکھ

ترچھی نظر پہ یار کے صدقے ہزار جان
گزری نہین نگاہ سے اس بانکپن کی آنکھ

پانی ہے اس کوین کا جو تارا ہے آنکھ کا
مشتاق کیون نہو تیرے چاہ ذقن کی آنکھ

کیونکر جلی نہ شمع پہ کیون نہ مشعلین
پڑتی ہے اک اونہین پہ فقط انجمن کی آنکھ

ہم تیورونسے جان گئے تم ہو چالئے
ممکن نہین کہ یار چھپے بد چلن کی آنکھ

یہہ دیکھتے ہین بحر سخن مین در سخن
ہان جوہری سے بڑھ گئی ہے اہل سخن کی آنکھ

وہ دیکھتے ہین دل او نہین اے مہر دلمین ہم
اک آئینہ پہ پڑتی ہے دولہ دولہن کی آنکھ

سر جھکاتا نہین کبھی شیشہ
ہے کرتا ہے سرکشی شیشہ

کرہ نار ہے مرا سینہ
شیشہ دل ہے آتشی شیشہ

دل مین رکھا تھا اوسکو دل بھی گیا
اوڑ گئی لیکے اک پری شیشہ

دختر رز پہ زور عالم ہے
اس پری سے ہوا پری شیشہ

خون روتا ہے قہقہے کے ساتھ
خوب ہنستا ہے یہہ ہنسی شیشہ

زخم دل کا جو پھٹ گیا انگور
ہوئیگا مے کا ساتھی شیشہ

یاد آتا ہے مجکو دل اے مہر
دیکھتا ہون مین جب کبھی شیشہ

طوق گلو پہ اونکے جو گل کہائے فاختہ
گلشن مین عندلیب ہو شیدائے فاختہ

عاشق سہی قدون کی ہوئی آہی فاختہ
منت کا طوق ہمکو پہنا جائے فاختہ

کیون یاد اوس گلی کی نہ دلوائے فاختہ
کوکو ہو کرکے باغ مین چلائے فاختہ

سنئے جو آئے وہ کبہی غوغائے فاختہ
کٹ جائے سرو اور پہڑک جائے فاختہ

عاشق کو اپنے سر پہ بیٹہاتا ہی فخر سے
کیا قدردان ہی شاہد رعنائے فاختہ

سنکر صدائے فاختہ بولا وہ بددماغ
کیون سر پہرا رہی ہے یہ اوڑجائے فاختہ

بے اونکے سرو باغ اگر نخل غم ہے تو
کیا مرثیہ سے کم ہی یہہ غوغائے فاختہ

ٹکڑے جگر ہے سرو سے شیشہ کی یاد مین
زہر آبسی بہرا ہے یہہ مینائے فاختہ

گلشن سے تو بہتر یہہ بہت ہے میکدہ
بلبل کے ہان عدو ہین نہ اعدائے فاختہ

اوس گلعذار کے قد موزون کو دیکہکر
بلبل ہو گل تو سرو بہی بنجائے فاختہ

اُلجہے اگر کبہی مرے سرو روانکی زلف
شمشاد شانہ لائے تو سلجہائے فاختہ

یہہ چہچہا یہہ زمزمہ پروازیان کہان
بلبل ہزار باغ مین چلائے فاختہ

نظارہ خوشی قد و نگا کیسے کون کاہی کو
تیری طرح گلا کو ہی بند ہوائے فاختہ

بلبل گمان سے نالۂ زنجیر تو سنی
گردن کا طوق دیکہنے کوائے فاختہ

آزاد سرو ہے تو مین بے برگ و بے نوا
کیونکر نہ مجکو دیکہکے پتّائے فاختہ

بوٹا سا قد وہ سرو سہی بنگیا نسیم
بلبل کی کیا صلاح ہے کیا پائے فاختہ

ہم ان سہی قدون سے برومند کب ہوئے
کیا عشق کرکے سرو سے پہل پائے فاختہ

محرم رنگائے فاختئی اتنا آپ نے
چڑیا بہی کیا عجب ہے جو کہلائے فاختہ

خاکستری لباس ہے سیلی گلے مین ہی
آزاد پر فقیر ہوئی ہائے فاختہ

تب لطف و بہ گلشن ہستی ہی جب یہان | بلبل کا دل ہو دیدہ بینا سے فاختہ

دونون کے دل مین ایکسی ہتی جگہ ہو مہر
بلبل کی آرزو ہون تمنا سے فاختہ

حیران ہو کیون نہ اوس مہ کامل سے آئینہ | نکلا ہے آئینہ کے مقابل سے آئینہ
دیکھو کہ دیکھنے کو تمہین چہوڑ کر حلب | آیا ہے یار سیکڑون منزل سے آئینہ
مصحف سے جانتا ہی یہہ ہم صورت آپکو | واقف نہین ہو رخ کے فضایل سے آئینہ
زندان تک اپنے آئے وہ خودبین کسیطرح | فولاد کا بناؤن سلاسل سے آئینہ
دیکھو بنا ہے آئینہ زانوے صبیح | اوٹھتا نہین ہے زانوی قاتل سے آئینہ
پہلو کو اپنے دیکھکے حیران رہ گیا | مانگا کسینے اپنے جو مائل سے آئینہ
پہالے دکھاے شوخ خود آرا کو لپنے ہی | کرنے لگا برابری اب دل سے آئینہ
دیکھو تو صاف شکل ہویدا ہی عکس خال | دہوکا دے کیون نہ دل کا تجاہل سے آئینہ
او سنگدل نہ توڑ دل صاف کو مرے | پیدا کیا ہے یار یہہ مشکل سے آئینہ
مین دیکھتی یہی عکس خط سبز مر گیا | رکھتا ہے آب زہر ہلاہل سے آئینہ
دیوانہ ترے رخ کا ہے جو تہین سے یہہ | جکڑا ہوا ہے جان سلاسل سے آئینہ
حیرت فزا ہین صانع قدرت کی صنعتین | زانوی یار کا تو بنا گل سے آئینہ
قلعی تو تب کہلیگی جب اے آئینہ رخو | لاوگے تم مقابلہ کو دل سے آئینہ
لیلے ذرا تو دیدہ حیران قیس دیکھ | تصویر سے ہے تصور محمل سے آئینہ
پاتا ہے لعل و در لب و دندان کی فیض سے | اشبہ ہو کیون نہ دامن سایل سے آئینہ
ہے انجو مین عکس فگن پنجہ چنار | یا متصل ہے ترے انامل سے آئینہ

گر تو برہنہ پا ہو سر فرش سنگ سرخ
پیدا ہو لعل آئینہ سے سل سے آئینہ

منہ دیکھے اب جو گل کی کبھی رخ کے ذکر مین
طوطی ہو بہر بحث عنادل سے آئینہ

تیغ نگاہ چشم فسون ساز کے لئے
لایا تھا آب کیا چہہ بابل سے آئینہ

ہوگی سیاہ مرچ مہاسے کو کیا مفید
ہوتا ہے صاف ہی کہین فلفل سے آئینہ

اس گورے گورے پیٹ کا جب عکس پڑ گیا
پیدا ہوا نگین حمایل سے آئینہ

باندھا شاعرون نے گنہگار کی طرح
پیش آیا کس سے دعوی باطل سے آئینہ

باقی نہین ہے قطرہ خون سارے جسم مین
ہوگا سفید کیا تن بسمل سے آئینہ

مطرب کے ہاتھ مین ید بیضا سی کم نہین
حیران ہے آب و تاب جلاجل سے آئینہ

پڑتا ہے آئینہ مین ترے خال لب کا عکس
بنتا ہے جان تلشکری تل سے آئینہ

کس مرتبہ ہے صاف بدن مد ظلہم
کیون قد آدم اب نہ بنے ظل سے آئینہ

اوس بت کو گھورتا ہے یہ اندھا ہو یا خدا
کیا بیٹھے اوٹھے بزم نہ محفل سے آئینہ

مجنون کو اپنی شکل پہ سکتہ نہو کہین
لیلے اوٹھا قبہ محمل سے آئینہ

پتھر پہ ملکے صاف کرے تو جو پاون کو
پیدا ہو آئینہ سے سل اور سل سے آئینہ

سبکو گمان پنجہ اسکندری ہوا
مجیون بنا ہے تیرے انامل سے آئینہ

اسنے تڑپ تڑپ کے اوڑا دی تمام خاک
ہے سطح زمین ترے بسمل سے آئینہ

دی جوہرونکو لاف زنی سے سکوت ہے
کیا ہم سخن ہو طوطی جاہل سے آئینہ

سینہ و رخ جسکو جانتے ہین سب وہ خون ہے
زخمی ہے تیغ ابروی قاتل سے آئینہ

مینے اوٹھا لیا تھا اسے دل سمجھ کے جان
تھا چاک ہا کہ عکس انامل سے آئینہ

یکتائی پر خدائی کا دعوی کرین یہ بت
پیش آئے گر نہ دعوی باطل سے آئینہ

حیران ہو آپ دیدہ ہی سکتے کا ڈھنگ ہے ۔ عاشق ہو اونکا لاکھہ دلایل سے آئینہ

چار آئینہ نہین ہے جسے باندہ لیجیے
باندہا ہے مہر شعر مین مشکل سے آئینہ

سروپر چلو اسیکے شاید کہ آرا فاختہ ۔ کیون کیا کرتی ہے ناحق ذکر آرا فاختہ
سروپر تو بیٹھ کے استانہ ترا فاختہ ۔ تجکو سولی پر لگا ہے کیون یہ گہرا فاختہ
موسم عشرت ہی بلبل پہول سے بد مست ہے ۔ سرو کی شیشی مین بہر لی تو بہی ٹہرا فاختہ
تجکو اسے خوش قد جو دیکہا سرو کی دشمن ہوئی ۔ باغ مین کرتی ہے اکثر ذکر آرا فاختہ
بلبلون کی اور تری چہیڑی اوڑ جاینگے ۔ جب سے چلے گا قہقہ مینا کا چہرا فاختہ
بند ہو گلشن کا دروازہ تو اوڑ جاینگے ہم ۔ آج دیوار چمن تو بہی تو ٹہرا فاختہ

اوس میرے سرو روان کو بہی تو دیکھ اے مہر
سروپر کرتی ہے کیا بیہودہ غرا فاختہ

وہ حسین کیون ہو نہ مانوس خیال آئینہ ۔ بہر شمع رخ ہے فانوس خیال آئینہ
جوہر آئینہ ہے زنجیر مجہہ دیوانہ کو ۔ ہون خیال رخ مین محبوس خیال آئینہ
اوس بت آئینہ رو کی یاد مین نالان ہو یہ ۔ جانتا ہون دل کو ناقوس خیال آئینہ
وصف روے یار ہم لکہتے ہین وقت فکر شعر ۔ ہے ہماری طبع جاسوس خیال آئینہ
آئینہ تو کیا ہو اوس آئینہ رو کے روبرو ۔ مین نہ دیکہون روے منحوس خیال آئینہ
دہیان مین اک آئینہ رو کے ہون آئینہ کا محو ۔ آئینہ ہے شکل محسوس خیال آئینہ

مہر دل لینے کا آیا اوس خودارا کو خیال
صاف ظاہر ہے یہہ سالوس خیال آئینہ

۱

کون کہتا ہے آسمان ہے یہہ — اپنے آہون کا اک دہوان ہے یہہ

جسمین یوسف سے سیکڑون ڈوبے — یہہ غبغب کا وہ کنوان ہے یہہ

کعبہ چہوڑا بتون نے دل کے لیے — بخدا سچ ہے کیا مکان ہے یہہ

یہہ نخشب ذقن ہے ماہ ہے رخ — ذقن و رخ پہ اب گمان ہے یہہ

گالیان اوسنے دین تو دینے دو — چپ رہو لغزش زبان ہے یہہ

عکس گل نہر مین ہے یا صیاد — کسی بلبل کا خون روان ہے یہہ

تن خاکی کو عمر رفتہ کے بعد — سمجھے گرد کاروان ہے یہہ

مہ کنعان گرا تہا جس مین مہر — کیا ذقن کا وہی کنوان ہے یہہ

مسی سے بڑہ گیا کسر رجہ اس شکر کا بوجہہ — ہے اک دہڑی لب نازک پہ رتی بہر کا بوجہہ

مین اسے جنون کہین مزدور سے بہی بتر ہون — کہ بار دوش ہے سر اور داغ سر کا بوجہہ

نہ سنگیون کے سوا چل سکا مراحظ شوق — ہزار چاہا کہ ہلکا ہو نامہ بر کا بوجہہ

بہت ہی زور و تپ ہے ضعف اندنو ہمین دلا — ہوا ہے داغ بہی اتنو مرے جگر کا بوجہہ

وہ کیا جہکے جو رہے سرو کی طرح آزاد — کہ باغ دہر مین ہے بار ہی شجر کا بوجہہ

موا نہ مین شب فرقت بہی سخت جانی سے — پی حنوط سے کافور کیون سحر کا بوجہہ

کیا زمین نے آخر کو پاس جنیت — سنبھل سکا نہ فلک سے ابو البشر کا بوجہہ

کہین ٹلے میرے سینہ سے جلد یا اللہ — پہاڑ سے نہین کم آہ بے اثر کا بوجہہ

پہاڑ کاٹ کے پتھر تو ڈ ہوئی ایقا تل — مگر اوٹہا نہ سکا کوہکن بہی سر کا بوجہہ

پڑی جو آنکھ تو غصے سے چہرا لال ہوا — ہوا یہہ عارض نازک پہ اک نظر کا بوجہہ

سجا ہے اس دل سوزانکی بائین سمت جگہ
کہ بار دوش بھی ہو اس طرف سقر کا بوجھ

سبک ہن شیخ کی نظرون مین کیون نہ ہم اکہین
وہان ہی جبہہ و دستار ایک خر کا بوجھ

سد سکندری سے ہین آثار اور کچھ
انگیا کے آپکی ہے یہہ دیوار اور کچھ

اندر سبھا کی سب ہے کہانی سنی ہوئی
دیکھا حضور آپکا دربار اور کچھ

بوسہ طلب کیا تو کہا منہہ کو پھیر کے
جی چاہتا ہے سننے کو دو چار اور کچھ

صیاد اور تو ہے چھری اور ہی گلا
کہنا ہو کہہ لے مرغ گرفتار اور کچھ

مٹکے کے مٹکے کر دیے خالی شراب کی
ساقی سے پھر بھی کہتے ہین مے خوار اور کچھ

موقع ہے تخلیہ مین یہہ کہنے کی بات ہی
ہے تمسے آرزو ہمین اے یار اور کچھ

رات آئی ہے زیادہ ہمین آج سو رہین
دل مین کرین خیال نہ سرکار اور کچھ

پیغام موت آپکے تیر نگہہ تو لائے
کہنے کو وا ہین برلب سوفار اور کچھ

ظلم و جفا و جور و ستم سب تو ہو چکے
باقی رہا ہے شوخ دل آزار اور کچھ

ہے دخل علم غیب میان و دہن مین کیا
سمجھے ہین غیب دان انہین اسرار اور کچھ

مرے دل و جگر کو تو چورنگ کر چکے
کاٹیگی قاتل اب تری تلوار اور کچھ

یہہ کیا کہ آئے اور چلے اس سے فایدہ
تہا میرے اور آپکے اقرار اور کچھ

ترے مریض عشق سے عیسی نے کہدیا
اپنا کرے علاج یہہ بیمار اور کچھ

مشرق کو رشک سینۂ پر داغ سے ہوا
لے مہر ہے یہہ مطلع الانوار اور کچھ

پیا نائی پہ چلے رندون مین ساقی دور پیمانہ
چٹخنے ہون پھول کے شیشے رہے گلزار میخانہ

حسینون سے محبت ہی پریزادون ہی یارانہ
نہو گا ہوشیار امہر مجھ سا کوئی دیوانہ

طریق جان نثاری یان ہی وان انداز جانانہ
فقیب لیلوا مین ہون مزاج یار شاہانہ

جنون یون سلسلہ جنبان ہی مجھسے بعد مجنونکی
چلو صحرای وحشت کو کرو آباد ویرانہ

دماغ اپنا معطر کے خوشبو زلف جانان کی
جو ہاتھ آجاے تو تعویذ بازو کیجئے شانہ

تمہارے چشم میگون سے یہ کیفیت دکھائی ہے
نہ دیکھا تھا کبھی ہمنے کوئی بیمار مستانہ

چراغ طور کا قصہ سنا شمع حرم دیکھی
وہ کیسا شمع رو ہے مہر جسپر تو ہی پروانہ

ہل اتی ہے سند بخشش واحسان علیؑ
لافتا سے ہے عیان مرتبہ شان علیؑ

کیقباد و جم و کسری پہ ہے احسان علیؑ
افسر شاہ ہے پاپوش گدایان علیؑ

کیون نہو روح امین طفل دبستان علیؑ
ہے در علم خدا واہ ہے کیا شان علیؑ

جن والنسان ہی نہین زلہ خور خوان علیؑ
قاسم رزق ہے سب خلق ہی مہمان علیؑ

یہہ مزا اور ہی قاتل ہوا مہمان علیؑ
ہوگئی شورش دشمن نمک خوان علیؑ

اس خوشی سے مین سماتا نہین پیراہن مین
حشر مین ہوگا مری ہاتھ مین دامان علیؑ

بندہ شاہ نجف ہون بخدا و ند قدیر
خط تقدیر ہے مجکو خط فرمان علیؑ

صبح امید ہے یا چہرہ نورانی ہے
اختر صبح ہے یا گوئی گریبان علیؑ

طایر سدرہ کا دم بند کیا کرتے ہین
بلبل گلشن جنت ہین ثنا خوان علیؑ

رو کے کرتے تھے دعا بخشش امت کے لئے
ابر رحمت تھی مگر دیدہ گریان علیؑ

جو فدای ہے وہ رتبہ مین ذبیح اللہ ہی
ایک ہنا مہ خدا کا ہے مین فرمان علیؑ

کیون نہو ناز مجھے اپنے دل روشن پر
ہے اس آینہ مین عکس رخ تابان علیؑ

مقتدا اشارہ یداللہ کشا شیر خدا
یہہ سب القاب ہین واللہ کہ شایان علیؑ

میرے مولا کے فضایل مین ہین آیات و حدیث
ظاہر اللہ و نبی پہ ہی جو ہے شان علیؑ

کون ہے جامع قرآن نبی یداللہ کے سوا
مصحف کامل الایمان ہے تو قرآن علیؑ

اللہ اللہ کہ قرآن کی تلاوت مین رہا
نوک نیزہ پہ سر حافظ قرآن علیؑ

سر پہ سایہ علم حمد کا ہوگا صد شکر
حشر مین آئیگا جب خیل غلامان علیؑ

قبل مولود امامت کا مقرر ہی راہب
زاہد و عابد و دیندار تھا رہبان علیؑ

صحن ہے سطح زمین اور فلک گنبد ہے
بالیقین شمس ہے اک شمع ایوان علیؑ

پہلے قاتل کو کھلا یا گئے کھانا مولا
دوست دشمن پہ برابر رہا احسان علیؑ

طایرون نے کیا لاشے پہ پرونکا سایہ
جب کہ برباد ہوا تخت سلیمان علیؑ

دام و دد کیون کہ نہو تابع حکم عمار
پاے جب مہر یداللہ سلیمان علیؑ

شمر باللہ کہ اللہ کے گھر سے ہی فروغ
کیون نہو شمع حرم شمع شبستان علیؑ

لائینگے ساتھ ہدایت کو امام آخر کار
درد عیسیٰ کو ہوئی حاجت دربان علیؑ

کتنے چسپان ہین یہہ دو [illegible]
ذات سبطین ہے بس مطلع دیوان علیؑ

جمل مین اوٹھتے تھے تعلیم [illegible]
رتبہ دانی یہہ ہے اے رتبہ شناسان علیؑ

بوترابی ہین یہہ کیون خاک پہ لوٹا کرین
مست ہین درد کش بادہ عرفان علیؑ

دم مین کردینگے انہین ساقی کوثر سیراب
آبرو پائینگے محشر مین محبان علیؑ

واہ کیا حیدر کرار کا ہے چار چمن
ہوگئی ہشت بہشت ایک گلستان علیؑ

مدد نوح و خلیل آب مین آتش مین کی
انبیا پر بھی ہے واللہ کہ احسان علیؑ

قبر تاریک مین اک نور کا عالم ہوگا

مصرع آئینگا نظر جہرۂ تابان علیؑ

جان دی آخر دل بیمار نے — مار ڈالا اشتیاق یار نے

صلح کر لی کافر دیندار نے — رشتہ جوڑا سبحہ سے زنار نے

کیا لبھا تا دل کو چشم یار نے — دم دیا بیمار کو بیمار نے

کر دیا بسمل نگاہ یار نے — کیا لگا سے جوہر جو اس تلوار نے

دخل پایا رخ پہ زلف یار نے — گلشن جنت نہ چھوڑا مار نے

کس بلا کے فتنہ زا ہے چشم مست — کی ہے تعلیم اسکو کس ہوشیار نے

ہم نہین سمجھے دیا جب دل تمہین — جان لی اس عشق کے آزار نے

کیا بنو تلوار کا ڈورا ہے یہ — قتل پر باندہی کمر زنار نے

رتبہ دان میری تیری تلوار تھی — منہ نموڑا تیغ جوہردار نے

سبزہ خط نے دکہایا سبز باغ — رنگ بدلا آپکے گلعذار نے

مین بہی اک کافر کے پہندے مین پہنا — ڈورے ڈالے رشتہ زنار نے

بنگیا خلعت شہادت کا لباس — عیب ڈہانکے زخم دامدار نے

واعظو کیفیت جام طہور — یاد کر لی سنکے مجھ میخوار نے

کی زمین اوسکی میری مٹی کا عطر — عطر گل کھینچا اگر عطار نے

خاک مین دولت ملای کرکے دم — خاک چہانی کیون عبث زردار نے

طایر جان اوڑ کے پہنچا خلد مین — کی عنایت جعفر طیار نے

دو دو پانی جب لطامی سے ہوئے — بازی ہاری مرغ آتش خوار نے

اوس مسیحا سے چلو پوچھوا دین ہم — کسکو چھوڑا عشق کے آزار نے

جاے بلبل آشیان طوطی کا ہو
کیا کیا اوگل حنظار رخسار نے

وصل کی شب مین جو گھونگٹ کھلگیا
صبح کر دی جلوہ رخسار نے

حضرت منصور سے کاوش نہ تھی
حق یہ ہے رتبہ بڑہایا دار نے

مہر کا بھی ہو گیا رتبہ دو چند
جب مدد کی حیدر کرار نے
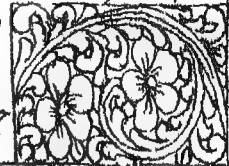
دم مین آتا نہ کوئی گر نہ سہارے ہوتے
زندہ عیسی سے بہلا آپ کے مارے ہوتے

پہول نرگس کے کبھی آپ نے وارے ہوتے
چشم بیمار پہ صدقے تو اوتارے ہوتے

ترچھی نظرون کی اگر دیکھتے ناوک فگنی
قدر انداز بھی قربان تمہارے ہوتے

سنتے پڑتے در جانان مین جو رہتے روزن
آنکھ لڑتی کبھی اپنے بھی نظارے ہوتے

لن ترانی تو سنی ہوتی سنین ہم صاحب
حضرت موسی عمران کو پکارے ہوتے

گر طلسمات دکھاتی نہ می آتش رنگ
عوض سنگ نہ شیشی مین شرارے ہوتے

ہمکنار اوس سے ہون ممکن جو نہ تھا یہ چرخ
اوسکی محفل مین کہین ایک کنارے ہوتے

تلوے کہجلائے تو صحرا کی طرف جاتا تھا
سر مین سودا تھا پہاڑونکو سہارے ہوتے

اس قدر مغز پہ چڑہتے نہ کبھی مستون کے
آنکھین دیکھلا کے ذرا نشہ اوتارے ہوتے

سخت جانی پہ مرے دانت تھا قاتل تیرا
دانتے پڑ پڑ کے نہ کیون نیمچے آرے ہوتے

کف افسوس ملا کرتا ہون اس حسرت مین
ہاتھ ہوتا مرا اور پاون تمہارے ہوتے

لب جان بخش کا شہرہ جو نہ ہوتا اتنا
چرخ چارم پہ مسیحا نہ سدہارے ہوتے

تیر چلتے تمہین نظارے جو ہوتے منظور
تیغین کھنچ جاتین جو ابرو کے اشارے ہوتے

پتھر بھی دیوانونکے ٹھیکے سے جو حاصل ہوتا
اے جنون کوہ و بیابان کے اجارے ہوتے

کیا کہین صاف تو یہہ ہی کہ ہمین حیرت ہے
دیکھے آئینہ تری شکل ہماری ہوتے

کچھ علاقہ نہین اب حضرت دل سے ہمکو
تمسے کیا کام تہا انکو جو ہماری ہوتے

مینے دیکھی ہی تری آنکھ مین کچھ قید نہین
مرے تابوت پہ کیون جمع شکاری ہوتے

ہاتھ پاؤن کے ہلانے کی جو مہلت ملتی
دست گستاخ سے قاتل کو اشارے ہوتے

دیکھتے ہم ہی کبھی تیری یا بنت کی سحر ہم
کاش ان پر جو نگین قسمت کی ستارے ہوتے

شب وصل آپ ذرا مجھکو دکھاتے جوبن
جی الجھتا ہے میرا بال سنوارے ہوتے

شعرگوئی پہ کوئی دعوی باطل کرتے
یہہ زمین وہ نہین جسپر کہ اجارے ہوتے

ہو چکی شرم وحیا آج تو نہ کیجئے شرم
وصل کی شب ہے ذرا کپڑے اتارے ہوتے

کبھی رہتی نہ بیاض سحر اے مہر سفید
گر پریشان نہ اشعار ہمارے ہوتے

مضمون گریہ مہر ہے مد نظر مجھے
ڈہونڈو لے آئینگے سفینہ مری شعر تر مجھے

رلوار ہے ہی خون مرے چشم تر مجھے
بارش مین آئین بہیر ہوئی نظر مجھے

ہے اپنی ابرو بھی تو مد نظر مجھے
کیون تجھسے چشمداشت نہو چشم تر مجھے

آنکھین ہوئی ہین کاسہ دریوزہ گر مجھے
پھیرتا ہے شوق دید لئے دربدر مجھے

رہتا ہے طفل اشک ہے مد نظر مجھے
یعقوب ہون عزیز ہے اپنا پسر مجھے

برگشتہ بخت ہون نملین خضر گر مجھے
اے غول دشت تو ہی لگا راہ پر مجھے

عشاق مین فروغ نہ تہا اسقدر مجھے
چمکا رہا ہے مہر یہ داغ جگر مجھے

آئیگا اب نظر مرا تار نظر مجھے
باریک ہین کریگی تمہاری کمر مجھے

موج سراب صاف ہے تار نظر مجھے
دیتی ہے کسطرح سے یہہ دہوکا کمر مجھے

نے محتسب بہی پارہ جام بلور نذر | عینک کی احتیاج ہو ساقی اگر مجھے

کیسا جواب نامہ کہان کا پیام وصل | دیتا ہے گالیان تو مرا نامہ بر مجھے

فراش ہے ہر ایکدرخت اپنی دشت مین | دیتا ہے سایہ جاے نہالی شجر مجھے

اک سرو قد کی مدح مین مصرع اگر کہون | دین خلعتون مین چھال کے کپڑے شجر مجھے

پستان دایہ خوشہ انگور بنگئی | مانند طفل پال رہا ہے شجر مجھے
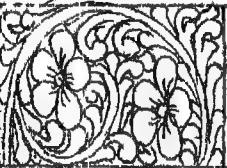
ہو صندلی زمین مری مٹی کے عطر مین | عطار بعد مرگ بہی ہے درد سر مجھے

سبحہ کے دانے دانہ انگور کیا ہون مہر
بہتر ہے زہد خشک سے دامان تر مجھے

ایسی کسیکی قہر و غضب کی نظر بہی ہے | مجروح اس خدنگ سے دل بہی جگر بہی ہے

غافل سنو سرا یہہ محل خطر بہی ہے | شب کاٹنی ہے صبح کو عزم سفر بہی ہے

کیا دور ہے ہو مہر تمہین کچھ خبر بہی ہے | دلکے بہی ٹکڑے آتے ہین لخت جگر بہی ہے

ایک ایک پانی ابر سے ہونے دے ناصحا | ایسی مین ڈبڈباسی ہوئی چشم تر بہی ہے

ایک رنگ ہے جو اپنے سیہ خانہ کا دہر | سنتے ہین شام بہی ہو جہان مین سحر بہی ہے

دیکھا نہین ہے ہمنے خدا عالم اسکا ہے | کہتے ہین سب بتونکے دہن ہی کمر بہی ہے

کرتے ہین بیوفاونکی بہی ساتھہ ہم وفا | گو ہم مین سارے عیب ہین پر یہہ ہنر بہی ہے

اللہ کیا بتون سے محبت ہے مجکو بہی | متہرا کی سمت کہتا ہون کعبہ ادہر بہی ہے

برسون کا ضبط کہو دیا اکدم کے ربط مین
اے مہر تو متین بہی ہے اور بشر بہی ہے

کعبہ دل ہین بت دہر لبہانے والے | گہر مین گہر اور یہ کافر ہین بنانے والے

مرتے دم منہہ نہ چھپا منہہ کے چھپانیوالے
اک نظر دیکھہ لین آخر تو ہین جانیوالے

غنچہ و گل کو نہین منہہ وہ لگانیوالے
کلی جہتی یہ ہین نازان چٹک و چٹانیوالے

ہم تو خود رفتہ ہین آئین جو ہین آنیوالے
روکنے سے کہین روکتے بہی ہین جانیوالے

جان ہونٹھونپہ ہے دنیا سے ہین جانیوالے
نہ ستا ہمکو تو اے دل کے دکہانے والے

ہوئے بوسے پہ خفا ہونٹھہ چبانیوالے
طرفہ معجون ہین یہہ دل کے دکہانیوالے

ہم تو دکہہ درد کو ہین جہیل ہی جانیوالے
خوش رہین شاد رہین دل کے دکہانیوالے

آہ مظلوم کی ایجان بری ہوتی ہے
نہ دکہا دلکو اب اے دلکے دکہانیوالے

پاؤن مین مہدی لگاتے ہین تو لالی لب پر
ہر طرح رنگ جماتے ہین جمانے والے

دوڑتے آئینگے سنتے ہی سگان کوئی یار
جئین یارب میری میت کے اوٹھانیوالے

رحم ہو رحم شب وصل کی ہنسی ٹھرے
رت جگا بھی تو کرین رات جگانے والے

مشک نافہ سے کہین بڑہ کے ہے جوڑا اونکا
عطر عنبر ہین وہ بالون سے بسانیوالے

قبر تک داغ محبت کے رہینگے ہمراہ
دلسے اوترینگے نہ یہہ پہول چڑہانیوالے

رکیے رکے ہوئی مٹی بہی ہماری برباد
دور بیٹھے رہے لاشے کے اوٹھانیوالے

مچھیان بہی دی اگر گالیان دینا ہی ہین
کبھی دلکی بہی سن او ہوک سنانیوالے

شمع روشن ہے چہوٹی رہین پر شب وصل
چوٹ چلتی رہین گہڑیال بجانیوالے

وہ نہ آئے تو مین دیوانہ بنا بیٹھا ہون
تنکے چنوائینگے کیا چہاؤنی چہانے والے

از کفن دست برون ارم و فریاد کنم
او مسیحا مرے ٹہوکر سے جلانیوالے

سب یہ روشن ہے جلی تن بہی قیامت کے ہین ہم
نہ جلا انکو یہہ اک دن ہین جلانے والے

صورت ہو دل لگی کی وہ تدبیر چاہیے — آنکھوں کے سامنے تری تصویر چاہیے

ہنگام فکر کا مد تصویر چاہیے — تعریف رخ میں شعر بھی تصویر چاہیے

بیچین یار بھی ہو وہ تدبیر چاہیے — تھوڑی سی اپنی آہ میں تاثیر چاہیے

ہاتھوں میں ہتکڑی ہوں تو پاؤں میں بیڑیاں — گردن میں طوق طوق میں زنجیر چاہیے

کچھ غم نہیں ہے مجکو پلٹ جائیں پتلیاں — آنکھوں کے سامنے تری تصویر چاہیے

کیوں مجکو چارہ مت سے گھیرے ہوئے ہیں لوگ — سودائیوں کو حلقہ زنجیر چاہیے

ظلمات میں ضرور بہکتے پھرینگے خضر — البتہ رہنما مری تقدیر چاہیے

ہمنے کہا کہ دل کو ہی مطلوب ہو تو لو — بولے کسے یہاں دل دلگیر چاہیے

عیسیٰ سے ہمی ہوا ہے ایسہ فرنگ
کچھ شہر کی بھی عزت و توقیر چاہیے

کوچہ میں بھی اُس شوخ حسین کے ترسینگے — تو دیر و حرم کیا ہی کہیں کے ترسینگے

نزدیک کبھی خلد بریں کے ترسینگے — ہمسایہ بھی اب ہم تو حسین کے ترسینگے

میں صید ہوں وحشی مجھے فتراک بھی کہلوا — دو تار بھی اب دامن زین کے ترسینگے

پروا ہے وسیلہ ہو سلیمان کو مبارک — ہم نام کو محتاج نگین کے ترسینگے

مرجاینگے اظہار تمنا ہی سے پہلے — سننے کو ترے منھ سے نہیں کے ترسینگے

مرزا منشی اپنی گورا نہ کرینگے — سُننے کو قصص چین جبین کے ترسینگے

سن لینگے جو مجھ غمزدہ کے نالہ موزوں — مشتاق وہ دیوان حزین کے ترسینگے

دروازہ کا پردہ تو ہے کان کا پردا — ہم روبرو اُس پردہ نشین کے ترسینگے

اللہ نے چاہا تو ہم اسے ہمدم — مشتاق کسی لعبت چین کے ترسینگے

رخسار سے تشبیہ تیری دینگے ہم ایمان
جب داغ رخ ماہ مبین کے نہ رہینگے

اوڑتے ہوئے یہ طایر رنگ اپنا جو دیکھا
تو ہوش بجا روح امین کے نہ رہینگے

کس درد کی آواز سے چلائی ہے بلبل
ہم پاس تو اس مرغ حزین کے نہ رہینگے

دیکھین گے جو اوس بت کو تو والله یقین ہے
ایمان بجا اہل یقین کے نہ رہینگے

پابند رہے کون یہان نام کی خاطر
حلقہ مین کبھی مثل نگین کے نہ رہینگے

ہم ڈہونڈتے پہرتے ہین تجہے دیر و حرم مین
گر ہے یہ تمنا تو کہین کے نہ رہینگے

پابند ہوئے شکل اسیرا تو یہان مہر
ایسا ہی جو دل ہے تو کہین کے نہ رہینگے

باغ مین تو جو لگاتا کبھی او گل مہدی
گو نہ تھی اپنے لہو مین تری بلبل مہدی

تو نے پورو نمین لگائی ہے جو او گل مہدی
قبر پر کشتۂ فندق کے اوگے گل مہدی

رنگ ساون کے مہینے کا جمیگا ہر سال
ہمکو دیکھلا ئینگے اب دور و تسلسل مہدی

دست رنگین سے بناتے ہین وہ گیسو اپنے
تو نئے رنگ سے ہے زینت کاکل مہدی

کیا ہوا کاہین ترے مہدی لگے ہاتھ اگل
نار یو لگا بہی مٹاتی ہے تجمل مہدی

طایر رنگ حنا پر تو گمان لال کا تہا
ہو گئی ہاتھہ مین کالی تو ہے بلبل مہدی

آمد فصل بہاری ہے جو رنگ جما
نہر پر باغ کے ٹٹی کا بنے پل مہدی

خون مشتاق شہادت کو بھی جوش آتا ہے
کیا جماتی ہے فقط رنگ تجمل مہدی

اپنے ہی خون سے رنگے گا ترے ہاتھو نکو
کیا کرے عاشق بے صبر و تحمل مہدی

دست رنگین دہن شیشہ پہ رکہا اوسنے
ہو گئی سر مہ گلو کا دم قلقل مہدی

سر حز و بہی ہوئی سبز بہی ہو عالم مین
اونکے قدمون سے جو رکہتی ہے توسل مہدی

تا مڑی کا ہے گمان مہدی لگے ہاتہوں میں
آگئی ہے جو تہہ سایہ کا گل مہدی

دست میں پاون تک اونکو ہو یہ ممکن ہی نہتا
کچھ بہی پیس جاتے مین کرتے جو نامل مہدی

مہدی ملنے کا ہوا شوق جو اوس شوخ کو مہر
خون عشاق سے سینچی گئی بالکل مہدی

بہتیری آے در پہ ترے سر پٹک گئے
بہتو نکے دوڑ دوڑ کے یان پاون تہک گئے

سنے وہ اودہر ہٹے نہ ادہر ہم سرک گئے
انکہین ہماری اونکی لڑین دل اٹک گئے

ٹکرے مری کوہ کے پتہر سرک گئے
رکہتی ہی پاون دشمنین کا نٹے کہٹک گئے

آئی بہار پہاڑ گریبان کو اے جنون
گلزار مین تو جامہ گل بہی مسک گئے

خوشبو بہی کس بلا کی ہے گیسوی یار مین
جوڑا کہلا تو مشک کے نافہ مہک گئے

مسرف ہون اسقدر کہ مرا صرف دیکہکر
قارون کہسک گیا تو خزانے سرک گئے

کیا لطف اوٹہائے بیٹہہ کے محفل مین اونکی پاس
ہم آگے بڑہ گئے تو وہ پیچہے سرک گئے

کٹتے ہی سر لئے شکر کا سجدہ ادا کیا
ثابت قدم تہا پاون نمیری سر گئے

ابر سیہ مین برق نے جلوہ دکہا دیا
یا سرمے کے دو پٹہ مین جوشن جہلک گئے

لب پر دہڑ یسی شام بدخشان کا رنگ ہے
مسی جو ملکے ہنس دیے تارے چمک گئے

زہر آب لائی ہجر مین جاری شراب ناب
دہ زہر پیکے آئے جو پینے گزک گئے

کیسی بلا یہہ آئے یہہ کیا پیچ پڑ گیا
گیسوی عنبرین ترے بڑہ کے لٹک گئے

ریگ رواں کا قافلہ برباد ہی بیان
صحرا مین اپنے غول بیابان بہٹک گئے

اب انکہین ڈالنے لگی اوس چشم مست پر
دیکہو تو میکشون کو یہہ کیسی بہک گئے

جمشید کا بہی جام ہی کسرا کے طاق پر
کس کس کے دور چرخ مین ساغر چہلک گئے

کیا قہر ہے یہہ سوزش داغ دل و جگر — پہلو مین بیٹھکر وہ ہمارے سرک گئے

سے دل کا کچھ پتا نہ جگر کا نشان رہا — پہلو سے اپنے ہمدم و ہم جسم سرک گئے

اب قافیہ بدل کے کہین غیر طرح اور

اسمین تو مہر شعر ہمارے چمک گئے

تیرے ہمسایے ہم اگر ٹھہرے — ابتو نظارے کی دلبر ٹھہرے

کب نظر یار کی رخ پر ٹھہرے — آنکھہ خورشید پہ کیونکر ٹھہرے

ہوگیا سوکہہ کے کانٹا تن زار — پیرہن جسم پہ کیونکر ٹھہرے

تم چلے اور پکاری گیتی — کاش یہہ فتنہ محشر ٹھہرے

ٹھہری کیا پایے گدا مین پاپوش — جب سر شہ پہ نہ افسر ٹھہرے

خط پہ خط یار کو لکھنا ہے مجھے — نامہ بر جا سے کبوتر ٹھہرے

کعبہ دل جو خدا کا گھر تھا — بت صنم خانہ بنا کر ٹھہرے

اسے بتو ہم جو گئے کعبہ کو — راہ مین ڈھونڈ کے مندر ٹھہرے

لفظ زر مین نکلا حرف سے حرف — کس طرح پاس مرے زر ٹھہرے

چاند کے چاند ملا بوسہ رخ — ہم بھی اے مہہ ترے نوکر ٹھہرے

مینے دیکھی ہے وہ چشم میگون — کیا مری آنکھہ مین ساغر ٹھہرے

کیون نہووے وہ حسین ہرجائی — کسطرح ماہ منور ٹھہرے

خار دامن کو پکڑ لیتے ہین — کیا قبا گل کی بدن پر ٹھہرے

بلبلون کی ہے چمن مین فریاد — یان نہ صیاد ستمگر ٹھہرے

ترچھی نظرین ہی دکھاتے جاؤ — غیر منظور ہے گر شر ٹھہرے

خوب مستی نے جمایا نقشہ
ابر گویا لب کوثر ٹھہرے

مٹ گئے نقش کف پا کی طرح
جو یہ سمجھے تھے کہ ہم گھر ٹھہرے

دشت وحشت مین یہ وسعت ہے کہ تا
چاندنی لائے تو چادر ٹھہرے

اپنے اس آئینہ دل کا غبار
چاہے سد سکندری ٹھہرے

جستجو اوسکی چلی جاوے یون ہی
مہر یہان روز کا چکر ٹھہرے

زرد ہو عشق سے رنجور نظر آتا ہی
تو بھی اے مہر بہت دور نظر آتا ہی

یاد آتا ہے مجھے دشت مین عریان پھرنا
اے جنون اب جو کوئی گور نظر آتا ہی

جب لکھے وصف رخ یار بنی طور دوات
خامہ رشک شجر طور نظر آتا ہی

عین مستی مین دم گریہ مستانہ مجھے
اشک بھی دانہ انگور نظر آتا ہی

قیس و فرہاد سے تو ننگ ہے نسبت مجکو
اک سڑی دوسرا مزدور نظر آتا ہی

طور و موسی ہے یہ کچھ خضر نہین ہی جلوا
بام پر مجکو وہی نور نظر آتا ہی

مچھلیان دست حنائی کی تمہاری ہین یہ
رنگ ماہی سقنقور نظر آتا ہی

باغبان باغ مین جس نخل کو سمجھا ہی چنار
وہ ہمارا تن محرور نظر آتا ہی

بلبلین بادہ انگور کی ہین مینا مین
شیشہ اب خوشہ انگور نظر آتا ہی

یان سے ڈھوئی کے جاتا ہی ہر اک گناہ
جو نظر آتا ہے مزدور نظر آتا ہی

عمر بھر پاس نہ پھٹکا کبھی مہ رویون کے
تو بھی اے مہر بہت دور نظر آتا ہے

کیا ہی زلفون کو سر چڑھایا ہی
گستاخی کو منہ لگایا ہے

سے کیئے وزد حنا کو دیکھلا کر — چور اک اپنے ہاتھ آیا ہے
بزم مین پھک رہے ہین پروانہ — خوب ہی شمع کو جلایا ہے
مین وہ ہون جس نے تیغ قاتل کو — معرکہ مین گلے لگایا ہے
ہم سیہ بخت تو نظر سے گرے — سرمہ آنکھون مین اب سمایا ہے
اوف رے غصہ ترا کہ مرنے پر — فاتحہ سے بھی ہاتھ اوٹھایا ہے
تو سجا ئینگے لے نسیم وہان — دم دیا ہے ہمین اوڑایا ہے
کیون مکدر رہی آج تو دم صبح — آئینہ ہی نے منھہ دکھایا ہے

اپنے نزدیک کوئی کچھ سمجھے
مہر کو ہمنے دور پایا ہے

ہم دکھا وینگے لالہ زار ابھے — دل تو ہونے دو داغدار ابھے
ہم سے انکار میکشی ہے عبث — تیری آنکھون مین ہے خمار ابھے
نرگس اوگتی ہے اپنی تربت سے — کس کا باقی ہے انتظار ابھے
باغ مین آگئی خزان کب کی — اونکے جھپکے پہ ہے بہار ابھے
ذکر گل ہم سے کر نہ اے بلبل — ہو گا برہم مزاج یار ابھے
مین لب گور ہون جیا نہ جیا — مجھکو کر لینے دے تو پیار ابھے
تیغ کو میان کر نہ اے قاتل — قتل ہو گا یہ جان نثار ابھے
تیری آنکھین جو دیکھی اے صیاد — آہو آنکھون سے ہو شکار ابھے
سیکڑون ہو چکے ہین وعدہ وصل — نہ کہو کیون مین بار بار ابھے

کیون نہ دشمن جلا کرین اے مہر

مہربان ہم پہ پھر وہ پیارا ہے

تائید ایزدی مری حاجت کے ساتھ ہے
مشکل مین دستگیر ید اللہ کا ہاتھ ہے

طوف حرم ہی ہاتھ مین اوس بت کا ہاتھ ہی
راہ خدا مین واہ عجب سنگ ساتھ ہے

ہم کیا کرین کہ پاون بھی پڑنا نہین نصیب
تیرا گذر تو وان پہ حنا ہاتھون ہاتھ ہے

سبزہ نہین ہے پشت لب سرخ فام پر
اے میرجان خضر مسیحا کے ساتھ ہے

ہر صبح رسم آرسی مصحف کی ہے وہان
قرآن روی یار ہے آئینہ ہاتھ ہے

کرنے نہ پائے تا کوئی یکتائی کا غرور
اتنی لی ہر ایک کے ہمزاد ساتھ ہے

ہے اشارہ پنجہ مرجان کا بس بیان
دریا مین ہاتھ دھو لیے ارے خالی ہاتھ ہے

کانون مین آرہی ہے لب گور سے صدا
بس چھوڑ سب کو کون یہان کسکے ساتھ ہے

بل بے نڈر پکڑ لیا کانون کو بیدھڑک
شانہ ہے زلف مین کہ سنپیرے کا ہاتھ ہے

وحشت مین رو رہا ہون تفنن کے طور پر
دشت جنون کی سیر ہے دریا بھی ساتھ ہے

دست سبو کو تھام کے کہتے ہین بادہ نوش
بس اپنی آبرو فقط اب تیرے ہاتھ ہے

کیا قہر ہے کہ غیر کے ہمراہ جاؤن مین
تو پوچھتے ہین اوس سے کہ یہ کون ساتھ ہے

صدقے سے پنجتن کے ہے اللہ دستگیر
گر پانچ اونگلیان ہون بزیب ہاتھ ہے

لونگا پیالہ دست ید اللہ سے حشر مین
یان پیر میفروش کا بیعت کو ہاتھ ہے

دست دعا سے چھوٹ گیا دامن مراد
اب جیب صبح حسرت کی اور میرا ہاتھ ہے

بتون کا ذکر کرو واعظ خدا کو کسنے دیکھا ہے
شرار سنگ موسی کے لیے برق تجلی ہے

یہ ہندستان ہے یان پر تو بتکا روز میلا ہے
خدا جانے وہ بت پھر دیر ہی ہو کہ درگا ہے

یہہ ہندوستان ہی یان پر بتون کا روز میلا ہی
کوئی کالی بھوانی کوئی دیبی کوئی درگا ہے

بتان ہند مین نام خدا کب کوئی سمجھا ہے
تری زلفین ہین کالی اے صنم تو آپ درگا ہے

دل نالان تمہارے حلقۂ گیسو مین کہتا ہی
مین ہندستانیون ہون کافر و بیج مجھکو گھیرا ہے

یہ کس کافر کی خاطر ہر جگہ مین تو رہتا ہے
یہ کسکے واسطے گردش فلک کے چرخ پوجا ہی

سیہ رومال گوری گوری گردنمین لپٹا ہے
گلے ملوا دیا شام و سحر کو کیا تماشا ہے

گلا وہ گورا گورا او سیہ اک رومال کالا ہی
وہی عالم مری آنکھونمین اب دن رات پھرتا ہے

تصور اوس صنم کا ہی ہمین کعبے سے کیا مطلب
چراغ اپنا ہی داغ دل ہی جو مندر مین جلتا ہے

کیا ہی خون مرے دل کا بلدان اسکو کہتے ہین
غم فرقت وہ کافر ہے کہ درگا پاٹ کرتا ہے

جدا ہی نعمت دنیا سے لذت بوسہ لب کی
وہ جوگی ہو گیا جسنے یہ موہن بھوگ چکھا ہے

شرارت ہے شرارت ہے بتو للّٰہ باز آو
جلاتے ہو جو مرے دلکو تم کیا یہہ ہی لنکا ہے

حلال اسنے کیا خون مسلمان ہو کے بیدردی
تیرا دست حنائی کافر اب یہ رنگ لایا ہے

ہمیشہ ہی یہ نالان اوس صنم کی یاد مین یارو
جسے ہم دل سمجھتے تھے وہ ناقوس کلیسا ہے

پڑھا کرتے ہین تسبیح سلیمانی یہ یہہ پریان
وہ دانا ہے بتو تم پر جنیو جسنے پہنا ہے

جسے معشوق عاشق ہی نہ سمجھے مین وہ عاشق ہون
مین وہ بیمار ہون جس سے کہ بیپروا مسیحا ہے

بڑا اندھیر ہے کیونکر نہ ہو دل کو پریشانی
سراپا پیچ کرتی ہے بلا زلف چلیپا ہے

عجب عالم نظر آیا ترے کوچہ مین او قاتل
کہین کوئی سسکتا ہی کہین کوئی تڑپتا ہے

کمان وہ قد کمان یہ کند ہاے نا تراشیدہ
نہ سرو ایسا ہے نے شمشاد ایسا ہی نہ طوبیٰ ہے

بتا جائز ہے کس مذہب مین خون بیگنہ ظالم
تو ہندو ہی مسلمان ہی یہودی ہی کہ ترسا ہے

سنے مردہ تو جی اوٹھے بدنمین روح پھر آئے
گلے مین لے صنم نام خدا کیا تان پلٹا ہے

خدا عالم ہے مضمون خیالی ہین تصویرین
نہ مجھکو کچھ تعلق ہے نہ میری اوسکو پروا ہے
خدا جانے کیا کس بت نے کافر اک مسلمان کو
جنیو تک گلے مین مہر کے ماتھے پہ ٹیکا ہے

کیا کافر نے کافر عشق سے مرد مسلمان کو
جنیو رشتہ تسبیح داغ سجدہ ٹیکا ہے

سرور می ہمین آیا خمار کے بدلے
خزان چمن سے گئے دن بہار کے بدلے

گلے مین طوق پڑا اپنے ہار کے بدلے
خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

بس اب مزاج گل و گلعذار کے بدلے
خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

کبھی نہ رنگ دل داغدار کے بدلے
خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے
تو باغبان کا کھٹکا ہی خار کے بدلے

نلونگا خلد بھی مین کوی یار کے بدلے
یہین پہ لاش گورکھدو مزار کے بدلے

گل چمن ہے وہ بلبل جسے خوش آی نسیم
ہزار رنگ گل روے یار کے بدلے

بہل کرونگا مین قاتل کو خونبہا اپنا
مزہ سے لونگا نہ کوڑی کٹار کے بدلے

ترے نصیب کھلے گل اب آیگی بلبل
خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

کمان قوس قزح کی ہے ابر و باران پر
خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے

کفن پہن کے کہا ہمنے روح سے اپنی
یہ کپڑے آپ لئے جامہ اوتار کے بدلے

کرے نہ آدمی ترکیب عنصرے پہ غرور
سنا ہے اٹھ جہنم ہین چار کے بدلے

ریاض حسن کا اک تو نہال ہے قد یار
تو تیے بالیان ہین برگ و بار کے بدلے

سنونگے لو یہ اے بدگمان کبھی گل و شمع
بس اب یہ شرط ہے پہول اپنے ہار کے بدلے

جہکے مزہ کے خریدار بھی جوا بردہ پر
چڑھینگے تیغ پہ کوڑی کٹار کے بدلے

ہوا جہان مین بدنام کہکے جو مضمون
چڑھا دیا اوسے جہنڈے پہ دار کے بدلے

نظر ہے ساقی کوثر پہ بے بضاعت ہون
مین نقد بال ہیون کا اودہار کے بدلے

زبان سے چاٹتے رہتے ہین پاونکی تلوے
مین کسطرح کرون احسان خار کے بدلے

وہ گل کو ڈہونڈینگے پہانسین گے عندلیبو نکو
چمن کا قصد ہے سیر و شکار کے بدلے

تکلف اس مین ہو کیا اور ہم کہجاوین بیٹھے
رہے یہ ہاتھ میرا پشت خار کے بدلے

ترے فراق مین گھڑیان گنا کئے ہمتو
ہر ایک روز ہے روز شمار کے بدلے

یہہ ضعف ہے کہ ہوا دار پہ جو چڑھتا ہون
صبا بدلتی ہے کندہا کہار کے بدلے

خدا بلند کرے جسکا مرتبا اے مہر
تو انکسار کرے افتخار کے بدلے

کیون ابرو ہوا مین بدن اے یار نہ ٹوٹے
کیون توبہ رندان قدح خوار نہ ٹوٹے

شانہ نکرو گیسون کا تار نہ ٹوٹے
دیوانون کی زنجیر ہے ہوشیار نہ ٹوٹے

مرا دل شفاف کہین یار نہ ٹوٹے
دیکھ آئینہ اے شوخ طرحدار نہ ٹوٹے

بتخانہ سے رشتہ کبھی زنہار نہ ٹوٹے
اے شمع حرم دوش کا زنار نہ ٹوٹے

تیرے سے حسینون کی نہین گرمی بازار
یون مصر مین یوسف پہ خریدار نہ ٹوٹے

جیسے یہ تیرے گفش سے جھڑتے ہین ستارے
یون چرخ سے تارے کبھی دو چار نہ ٹوٹے

اچہا سمجھے پر یہہ قوام لب شیرین
لو سونکا جو دو چار گھڑے تار نہ ٹوٹے

توڑو نہ دل بادہ کش اے بادہ فروشو
یہہ شیشہ ہمی ہے سر بازار نہ ٹوٹے

اندھیر ہے دل پر تو پڑے پیچ بلا کا
پر کفر ترا زلف سیہ کار نہ ٹوٹے

قربان مین کس ناز سے کہتے ہین وہ مجھسے
سر پھوڑئیے لیکن مری دیوار نہ ٹوٹے

کس روز تو پہلو مین نہ تڑپا دل زخمی
کب زخم کے ٹانکے ترے دو چار نٹوٹے

کہتے ہین گرہ ڈال کے مجھسے شب وصل
انگیا کا کوئی بند خبردار نٹوٹے

مین ایڑیان رگڑدن تو وہ دروازہ نکھولین
سر پھوڑ کے مرجاون تو دیوار نٹوٹے

دل لگیا بوسے کا دیا دم جو ادہنون نے
اس جوڑ مین کیونکر مرا غمخوار نٹوٹے

کس روز نہ پہوٹا کئے صحرا مین پھپولے
ہر گام پہ کب پاون مین سو خار نٹوٹے

کاہیکو تڑپتا ہے قفس ٹوٹنا معلوم
بازو کہین اے مرغ گرفتار نٹوٹے

وعدہ تو کرے مجھسے مرا رشک مسیحا
اللہ امید دل بیمار نٹوٹے

دشمن سے بھی کر دوستی اے مہر مجسم
خاطر تو کسیکی بھی خبردار نٹوٹے

سیفی پڑھون کا بوسہ ابرو کیواسطے
غافل ہو نگا نرگس جادو کیواسطے

صد چاک دل نہ چاہے پہلو کیواسطے
شانہ بنائے ترے گیسو کیواسطے

کرتا ہے ذبح ہجر مین ہر ماہ نو مجھے
تلوار ہے یہ عاشق ابرو کیواسطے

دن رات ہم پڑھا کئے بادام کا عمل
بس اک نگاہ نرگس جادو کیواسطے

کافور صبح شیشہ گردن مین بھر دیا
نجم سحر بنا ترے جگنون کیواسطے

تو قتل عام نیک سمجھتا ہی آج تک
بدنامیان ہین مفت بلا کو کیواسطے

زنار اب پہنتے ہین تسبیح توڑ کر
بنتے ہین برہمن کسی ہندو کیواسطے

شانہ بلا مین جھیل کے زلفون کے سر چڑھا
صاف آئینہ ہوا ترے زانو کیواسطے

دیکھے نہین کہین صف مژگان نے نیزہ باز
دو پلٹنین بہت ہین یہہ کیسو کیواسطے

ہم تو لیتے ہین آبلہ کانٹے مین ای جنون
موزون نہین یہ دانی ترازو کیواسطے

دست سبو کا فیض تو جاری مدام ہے
ترسا کے ہم ایک ہی چلو کیواسطے

موتی سے ترے دانتونکو کیونکر مثال دون
یہہ گوہر عدن نہین لو لو کے واسطے

وہ بادشاہ حسن ہے جوہر نمای فکر
اسکندر آئینہ ہے ارسطو کیواسطے

عطر شمیم گیسوی عنبر فشان نسیم
گل کی قبا مین ملگئی خوشبو کیواسطے

غنچے کا رنگ اوس گل تر نے دکہا دیا
کہایا الاچیون کو جو خوشبو کیواسطے

حق بین نہین ہر دیدۂ دشمن تو غم نہین
کیا مہر کا فسخ ہے الو کیواسطے

مر جاونگا مین کافر ترسا کے سامنے
بیمار جان دیگا مسیحا کے سامنے

چہرہ تو شمع طور ہے موسا کے سامنے
ہیچ نما وہ لب ہین مسیحا کے سامنے

در کیا ہو اشک چشم تمنا کے سامنے
قطرے کی کیا بساط ہو دریا کے سامنے

کہتا ہے سرو ہی قد بالا کے سامنے
آزاد بندہ آیا ہے آقا کے سامنے

مین مرگیا ہون اک سہی بالا کے سامنے
ہرگز مکان خلد مین طوبا کے سامنے

ہونے دو لن ترانیان موسی کے سامنے
تم آو اپنے تجہ تجلا کے سامنے

طور اونکا سنگ پا ہوا موسا کے سامنے
تلوا چمک گیا ید بیضا کے سامنے

پہیلا دو پانو تکو ید بیضا کے سامنے
موسی کا سر جہکا و کف پا کے سامنے

رہتا ہی ہاتھ یار کی انگیا کے سامنے
چنگل ہے شاہباز کا چڑیا کے سامنے

موسی سے کب ہوئی اوتہین یہ بی تکلفی
جلوہ دکہا گئے سبہی آ آ کے سامنے

موسی خجل ہین پنجہ خورشید تاب سے
دستانے ہین لو ید بیضا کے سامنے

مہندی کا چاند ہاتھ مین اپنی لگا کے چل
موسی کے سامنے ید بیضا کے سامنے

جمشید کا ہو کاسہ سر یا کہ جام ہو
دونون ہین ایک دیدہ بینا کے سامنے

ساقی ترا اشارہ ابرو ہے کار تیغ
جام اک سر بریدہ ہے مینا کے سامنے

آئینہ کے کھلے قلعی آپ کے حضور
رکھیے ہمارے دلکو بھی منگوا کے سامنے

اب معجزہ تو دیکھ لیا اب مزہ یہ ہے
تم آو مرے پاس مسیحا کے سامنے

ہمکو جلائیے ہمین اک بوسہ دیجئے
کیون ہونٹھہ چاٹتے ہو مسیحا کے سامنے

خال سیہ کے سامنے منحوس ہے زحل
داغی ہے ماہ روی مصفا کے سامنے

دھویا گیا ہے دفتر اعمال میکشان
ساغر کا حفظ نہین خم صہبا کے سامنے

ساحل پہ ہے جو گریہ مستانہ کی ترنگ
کف لا رہی ہین مست بھی دریا کے سامنے

مین یاد چشم یار مین روتا ہون زار زار
دو مست محو سیر ہین دریا کے سامنے

اشعار آبدار مین ہے چشم تر کا حال
چشمے بہا رہا ہون مین دریا کے سامنے

بل ناز کیسے اونکی کمر مین نہین پڑا
پھندا لگا ہے بال کا عنقا کے سامنے

روتے پر آپ خوش ہین تو منظور ہے مجھے
ہون ابر کے مقابلے دریا کے سامنے

باغ جہان مین مجھسے نہ پہونچے کسیکو رنج
توڑون نہ پھول بلبل شیدا کے سامنے

رکھتے ہین آنکھہ مردم خانہ نشین چشم
کیا کر لے آکے مردم دنیا کے سامنے

اپنا بھی گھر بنا ہے قریب مکان یار
اک جھونپڑا ہے عرش معلی کے سامنے

پہیر فلک کو چھیڑ کے کہتے ہین طفل اشک
منظور ہو تو آئے دریا کے سامنے

اک گوشہ قناعت دل بھی ہے کیا مکان
ہین سات پردے چشم تمنا کے سامنے

حاجی پرست سارے خوشامد پرست ہین
انصاف ہے ذلیل تمنا کے سامنے

مستغنی المزاج فقیر ایک مین بھی ہون
بے اعتنائیان ہین تمنا کے سامنے

دل چاہتا ہی تمکو قسم کہا کے کہدو ہمین — خواہش کے آرزو کی تمنا کے سامنے

رہتی ہین ایکدل کو ہماری شب وصال — سو حسرتون ہزار تمنا کے سامنے

دنیا کی آرزو ہے برابر ہر ایک کو — دل سب کے ایک ہین تمنا کے سامنے

بزم جہان مین کاش ہو یہہ حسن انتظام — معشوق بیٹھین عاشق شیدا کے سامنے

تمسی حسین کی اگر اونگلی بہی دیکہ لے — ٹکڑے ہون چاند کے ید بیضا کی سامنے

یہہ معجزہ ہی سحر سے خالی بنای بیت — موزون بنای شعر دریا کی سامنے

شہرت ہی جنکے فیض کی بی فیض ہین وہ مہر — مرجانکا ہاتھ دیکھ لو دریا کے سامنے

دیدہ و دل پہ اک نظر کیجے — آپ بہی سیر بحر و بر کیجے

آپ بھی اپنے چشم تر کیجے — اک ذرا اسمہ پر نظر کیجے

دل بہلتا ہے عشق مین اپنا — اب یہی شغل پیشتر کیجے

زلف اک سطر ہی مطول کے — جی اولجھتا ہے مختصر کیجے

اک ہوا ہے بندہی رہی ہمدم — کیون عبث آہ بی اثر کیجے

وصف گیسو مین ہی یہی سودا — شعر کی فکر رات بہر کیجے

دل سنبھالون مین یا جگر تہامون — اہتمام اب کدہر کدہر کیجے

شور و شین زبانسے صورت شمع — سوزش دل کو ضبط اگر کیجے

خندہ گل دیکہا کے گلشن مین — آج بلبل کو نوحہ گر کیجے

چاند کیسا چمک کے نکلا ہے — آپ بہی رخ ذرا ادہر کیجے

حال قارون تو سبکو ہی معلوم — خاک منعم تلاش زر کیجے

متلون جو بشکل حربا ہو | لعنت ایسے لعین پر کیجے

مہر پھر دیکھ لیجے گا کبھی
فکر شعر اب اسقدر کیجے

سوا ہیت چمکی جو صورت ہوئی اکسیر مٹی کی | دکھائی خاکساری نے عجب توقیر مٹی کی
غبار خاطر جانان نے ہمکو خاک چھنوائی | تکدر ہوگا اوسنے غیرت و توقیر مٹی کی
نہین ہوتی ہین تدبیر وسنے ذی جوہر فرومایہ | چمکتی ہے بھلا صیقل سے کب شمشیر مٹی کی
بنا اوناوک افگن خاک تو دی خاک عاشق سے | لگین ہین ڈھیر یان تو دے بنے ہین دو دو تیر مٹی کی
غبار اوسکے دل نازک مین اب رہنے لگا اکثر | کہان پہنچی ہے جاکر رشک سے تقدیر مٹی کی
نہین ہین نقش پا سے مور مجہ وحشی کی تربت پر | یہ میری خاک سے پیدا ہوئی زنجیر مٹی کی
نشان خاکساری ہی رہے پہلے بنا خاکا | کہ ہے محتاج اے مانی مری تصویر مٹی کی
بہر صورت دل دیوانہ بہلے گا نہ بولو تم | پہری اک مول لیدیجئے اسے تصویر مٹی کی
سخن سنجی کی عادت ہے یقین یہ ہے کہ بول اوٹھے | بنائین خاک سے میری اگر تصویر مٹی کی
ٹھہرنا قافلہ ریگ روان کا کس توقع پر | ملی مجہ خاک افتادہ کو اب جاگیر مٹی کی
تکبر کس لیئے اللہ نے پیدا کیا ہم کو | ہمین طفلی پن ہی عادت تہی جیسا شیر مٹی کی
ہٹین اوس آئینہ رو کے گلے مین سد سکندر | مری مٹی سے گر دیوار ہو تعمیر مٹی کی
جہی صحرا نوردی یہانتک گردبادون پر | کہ اب معلوم ہوتی ہے مری زنجیر مٹی کی
ہوئی اے شمع کتنی جمع پروانون کی خاکستر | گمان ہوتا ہے تہالی ہے تہہ گل گیر مٹی کی

اوڑے ہے خاک دلمین دشمن مردود کی کیا کیا
غزل اے مہر ہمنے کی جو یہ تحریر مٹی کی

وہ دل میرا لیتے نہیں دلدار ہین کیسے
معلوم نہیں دل او نہیں درکار ہین کیسے

ابرو پہ پڑے گیسوے خمدار ہین کیسے
نرغہ کئے کعبہ پہ یہہ کفار ہین کیسے

کہتے ہین مریضونکو ترے دیکھ کی عیسی
مرتے ہین نہ جیتے ہین یہ بیمار ہین کیسے

اکدن بہی گلون سے نہ سنی کان لگا کر
نالی ترے اے مرغ گرفتار ہین کیسے

موسی تو ہوے سیر پر انکو نہین سیری
ایجان ترے طالب دیدار ہین کیسے

سمجھا وکوئی حضرت ناصح کو تو آکر
دیوانونسے لڑتے ہین یہ ہوشیار ہین کیسے

سر پہوڑ لیا سنگ در یار سے فرہاد
جاتی مری پاپوش کہ کہسار ہین کیسے

صیاد ستمگر نے کبھی موسم گل مین
اتنا نہ کہا مرغ گرفتار ہین کیسے

ہوتی ہین وفا غیر سے ہوتی ہین جو ہم سے
کسطرح کے وعدے ہین یہ اقرار ہین کیسے

اے مہر ہماری غزل تازہ سنا کر
پوچھے کوئی اوسنے کہ یہہ اشعار ہین کیسے

نہ دیا بوسہ لب کہا کے قسم بہول گئے
دیکے عیسی ابھی اعجاز کا دم بہول گئے

چشم و ابرو کو ترے دیکھ کے اتنا ہی خیال
طاق کسرا پہ یہان ساغر جم بہول گئے

ای شہ حسن یہہ تلمین نہین عارض پہ ترے
کاتبان خط رخسار قلم بہول گئے

وہ بھی کیا دن تھے کہ عاشق تھے تمہارے ہم بہی
اپنو فریاد و فغان درد و الم بہول گئے

ہاے قسمت کا لکھا آے تو قاصد یہہ کہے
خط تمہارے لیے وہ کرکے رقم بہول گئے

تیرا گلزار ہے کس باغ کی مولی بلبل
کوی جانان ہین تو ہم باغ ارم بہول گئے

چشم بد دور وہ آنکھین ہین تمہاری صاحب
دیکھکر چوکڑی آہوی حرم بہول گئے

آپ کا دوست ہے یہہ اپنی اجل کا دشمن
یاد دلوا ہی رہین دل نے جو ہم بہول گئے

ذائقہ موت کا بس یاد دلا دیتا ہے / کیا قیامت ہے یہ کہنا ترا ہم بھول گئے

مرزا اسد محبت تمہیں پھر یاد آئی / دلپہ گذری تھی جو کچھ رنج والم بھول گئے

رہ گیا یاد تمہیں جور وجفا ظلم وستم / لطف والطاف وعنایات وکرم بھول گئے

کعبہ دل میں بس اب رہتی ہے اللہ کی یاد / راستہ دیر کا ہم شکل صنم بھول گئے

یاد رہتی ہے فقط ہمکو ترے کوچہ کی / واعظوں سے جو سنا حال ارم بھول گئے

یاد رکھنے کی یہ باتیں ہیں بجا ہے سچ ہے / آپ بولے نہ ہمیں آپکو ہم بھول گئے

دل سے دلکو ہے اگر راہ تو ہے یاد سے یاد / تم ہمیں بھول گئے تمکو بھی ہم بھول گئے

بس ہمارے ہی لئے آپکو نسیان بھی ہے / کبھی غیروں کو نہ صاحب کوئی دم بھول گئے

کوچہ زلف میں یا حلقہ گیسو میں ترے / یاد آتا ہی نہیں دل کہیں ہم بھول گئے

شعر ہندی جو سنتے مہر جگر تفتہ کے / اپنا انداز فصیحان عجم بھول گئے

نالہ گرم جو اے مہر جگر سے نکلے / الاماں کی ابھی آواز سقر سے نکلے

لخت دل اشک لئے دیدہ تر سے نکلے / تو امان پارہ یاقوت گہر سے نکلے

نہ ذقن ہے وہ نہ وہ لب ہیں نہ وہ پستان نہ وہ قد / سیب وعناب وانار ایک شجر سے نکلے

راہ ملتی نہیں اب زیر فلک جائیں کہاں / ہم وطن چھوڑ کے تھے شوق سفر سے نکلے

بوے خوش ہے ترے تن سے اگر کپڑوں میں / یہ تو خوشبو نہیں ممکن کہ اگر سے نکلے

ہے شب وصل دعا مرغ اوڑیں دنیا سے / یا نہ آواز کبھی مرغ سحر سے نکلے

اوسکا میں دیکھنے والا ہوں نہیں جس سے امید / یاس کیونکر نہ بھلا میری نظر سے نکلے

مار ضحاک مرے دل کو ہوئی تیری زلف / سانپ وان شانے سے نکلے یہاں سر سے نکلے

زاہد اپنا بھی وہ رتبہ ہو اگر جا نکلیں
بانگ اوٹھے وہین میخانہ کے در سے نکلے

مرغ کم ہون تو یقین ہے کہ یہی شب وصل
عوض مرغ صدا بالش پر سے نکلے

روئے ہم دیکھ کے اونکو تو وہ ہنسکر بولے
اک نئے چاہنے والے یہ کدہر سے نکلے

چشم مینا ہو تو جو جام سے نکلا اتنا کام
وہ ہی جمشید کی اب کاسۂ سر سے نکلے

ہمنشین حال دل اوسکو مین سناؤن کیونکر
روبرو بات نہ جسکے کبھی ڈر سے نکلے

تو بھی چل بام پہ ہے وقت طلوع خورشید
نکلے اک مہر ادہر ایک اودہر سے نکلے

غفلت اہل دول نشہ زر سے ہے بجا
کب کہے قلب تو زر خون مین زر سے نکلے

اونکی پستان پہ قطرات گل داودی
ثمر دو نکلے ثمر پھول ثمر سے نکلے

ہم موئے یان تو وہان حکم ہوا دربان کو
آج تابوت کسیکا نہ ادہر سے نکلے

عیب کے ہر شعر مین معیوب ہین جو یا عیوب
چاہتے ہین کہ کہین عیب ہنر سے نکلے

تو جو ٹیڑہا ہوا کل ہم سے تو ہم وحشت مین
سیدہے صحرا کو گئے جب تیری گھر سے نکلے

مینے جیسے نئے مضمون نکالا ہمین
شعر ایسے نہ کسی اہل دلپذیر سے نکلے

رون تو برسے ابھی آنکھون سے سیماب کا جھم
آہ سوزان کی بھی جوش برق جگر سے نکلے
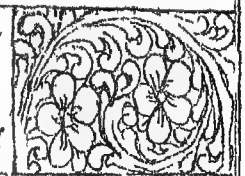
مہر بیتابی دل سے ہے خدا ہی آگاہ
ہاے کیونکر کوئی جب رشک قمر سے نکلے

مینے جو کہا کان مین بالا نہین رکھتے
فرمایا وہ مہ ہم ہین کہ بالا نہین رکھتے

گو اور بھی ہونگے مگر انصاف تو یہ ہے
ہمسا کوئی تم چاہنے والا نہین رکھتے

کمل مین قناعت کے جو محظوظ ہین منعم
وہ چشم سمجھتے ہین دوشالا نہین رکھتے

ٹکڑے جگر گل ہو تیری آہ سے بلبل
ایذا ہو اوسے جسکو وہ نالا نہین رکھتے

صحرا مین ہمین کا سیر رہے وحش ہوا پر
مجنون کی طرح پانو نہین پھیلا نہین سکتے

آتی ہو صدا کان مین یہ تربت جم سے
جز کاسہ کوئی پیالا نہین رسکتے

ہو فخر ہمین مہر غلامی علی کا
رتبہ کوئی اور اس سے تو اعلی نہین سکتے

لے جان جو یان پہ تو نہین ہے
جنگل ہے یہ لکھنو نہین ہے

منھ پیٹ رہا ہون اپنا اے جان
جلسے کہ آبرو نہین ہے

معشوق تو اور بہی ہین طرار
پر تیری سی گفتگو نہین ہے

اللہ دکھلے تری صورت
اب اور کچھ آرزو نہین ہے

تہا شور و فساد سب یہی تک
سو یہہ تو سیاہ رو نہین ہے ق

کوچہ مین تمہاری کبہی اب تو
وہ شور وہ ہای ہو نہین ہے

اغیار سے ہو تمہین محبت
الفت کی ہمین سے خو نہین ہے

سب کچھ تو ہے باغبان چمن مین
اوس گل کی ہماری بو نہین ہے

لاکہون ہی حسین نظر سے گذرے
اے مہر وہ ماہرو نہین ہے

لطف عشرت بہلا دیا تو نے
درد دل وہ مزا دیا تو نے

ہمکو اوس سے چھڑا دیا تو نے
اے فلک بس مٹا دیا تو نے

تہا گلہ جاگنے کا ہجر کی شب
قبر مین پر سلا دیا تو نے

تیرے صدقے مین اے نسیم سحر
مژدۂ وصل لا دیا تو نے

تہا خیال اوسکا خواب مرگ مین ہاے
شور محشر جگا دیا تو نے

کیون دلا اوسکے زلف سے الجھا
کس بلا مین پھنسا دیا تو نے

عشق کا اے فلک ہمارے ساتھ
روگ کیسا لگا دیا تو نے

شعلہ خو بس جلا جلا کے ہمین
دل ہمارا بجھا دیا تو نے

اوسکو ہم سے چھڑا کے پیچ کہین
داغ دل پر بٹھا دیا تو نے

آو نہ آتا تو جان ہی جاتی
مر چکا تھا جلا دیا تو نے

رشک جم ہو گیا مین اے ساقی
جام کیسا پلا دیا تو نے

صید تو اپنے دام مین لایا
اور ہمکو اڑا دیا تو نے

چرخ کیا ہر کہین تجھسے چشم وفا
یار بھی بے وفا دیا تو نے

لب کوثر تھی اپنی مستی وہ ہونٹھ
وان بھی نقشہ جما دیا تو نے

زلف ہر یار بل کی لیتی ہے
اتنا کیون سر چڑھا دیا تو نے

لالہ رویون کو ہمسر دل دیکر
داغ دل کو لگا دیا تو نے

مہر افسوس ماہرو یون پر
آپکو یون مٹا دیا تو نے

یہہ قوافی مین شائیگان اے مہر
شعر گزری جتا دیا تو نے

اے جنون دست جنون کو اب گریبان چاہیے
اے بیابان چشم تر کو مری دامان چاہیے

کیا کمی ہوگی اگر دو کائنات کی دکان چاہیے
نقد آمرزش برائے جنس عصیان چاہیے

مجھسے وحشی کیلیے کاہیکو زندان چاہیے
ایکجنون بہر قفس اک بیابان چاہیے

خط کے پہلے یار کو تحریر دیوان چاہیے
جائی مرغ نامہ بر مرغ غزلخوان چاہیے

چاہیے دیوانگی مین ہوشیاری بھی ذرا
داغ پنہان چاہیے تو جسم عریان چاہیے

خشمگین آنکھین غضب ہین تیر مژگان در آن | اب ہرن کو باندہنا شیر نیستان چاہئے
اتنی اک بوسہ لب شیرین کا دی او نوجوان | عہد پیری ہی ہمارا آب و ندان چاہئے
غیر کی خواہش ہی اوس کا ذکر کو ہے کیا غرض | غیرت فرعون ہے وہ اوسکو تو ہامان چاہئے
کیون جلاتا ہی ہمین ذکر جہنم کر کے شیخ | کام کیا جنت سے ہمکو کوی جانان چاہئے
شعلہ رو اپنے دل بیتاب کو رغبت ہی کیون | پارہ سیماب آتش سے گریزان چاہئے
کسطرح نرگس کو چشم یار سے تشبیہ دون | ہو بعینہ آنکھ کی صورت تو مژگان چاہئے
ضعف مین اوس مہ کے آگے کب گریبان پہٹ سکا | پیرہن کیواسطے اب مجکو کتان چاہئے
الفلک کیون تو نے چہوای مجہو در در کی خاک | کب سبک ضعفون کا مجہکو بار احسان چاہئے
نالۂ زنجیر مجنون مین ملا آواز کو | ہان کوئی جنگلی کی چیز اب ہیچخوان چاہئے
کیونکہ عالی مرتبہ سفلون سے رکہے رابطا | کب زمین پر بود و باش ماہ تابان چاہئے
طوق بیڑی ہتکڑی دی الفلک آئے بہار | بی سر و سامان ہون مین کچھ تو سامان چاہئے
سیب کی بازار مین کیون خاک چہانا کیجئے | مجکو بس اک بوسہ سیب زنخدان چاہئے
غم ہی ہمکو عین شادی اور شادی عین غم | چشم گریان چاہئے تو زخم خندان چاہئے
پھر مسی ملکے دکھاو مجھکو دانتونکی بہار | مری کشت آرزو کو ابر نیسان چاہئے
چاندنی کی سیر کا کچھ لطف دریا پر نہین | رو ہی جانان چاہئے تو چشم گریان چاہئے

لکھنؤ مین چہلکے پہنا مہر اتبو یہہ غزل
تیرے باتونکے سمجھنے کو سخندان چاہئے

خم صہبا مین اگر دور فلاطون ہوجاے | مردم چشم سیہ مست کا مضمون ہوجاے
عیش آئے تو یہان رنگ دگرگون ہوجاے | می گلرنگ سیہ بخت کو افسون ہوجاے

سے ہمسے پیدا جو ترے دانتون کا مضمون ہو جائے
بحر اشعار مین پیدا دُرِ مکنون ہو جائے

بارہا وصف مین قند لبکی جو دل خون ہو جائے
کیون نہ مضمون حنا بستہ یہ مضمون ہو جائے

نشہ مین چشم سیہ مست جو میگون ہو جائے
صف مژگان پہ ابھی تہمت شبخون ہو جائے

یار خورشید قیامت مین نہ لگجائے کہین
رخ پہ برہم نہ کہین گیسوی شبگون ہو جائے

دولت حسن سے ہین خاک کی پتلی پُر فیض
کہین یہ گنج نہ گنجینۂ قارون ہو جائے

رزق کی فکر مین آوارہ وطن ہوتے ہین
کیون نہ آدم کا عدو خلد مین گیہون ہو جائے

نی کی آواز نی کلک سخن مین ہو صریر
شعر کا کل جو پڑھون سانپ کا افسون ہو جائے

دل جو بیکل ہو تو ہو داغ سویدا لیلی
گھر ویرانہ اگر وادی مجنون ہو جائے

ولکے لینے مین ہو وہ زلف بلا سے اوسکی
کوی ہو جائے پریشان کوی محزون ہو جائے

بید مجنون ہو جو وحشت مین اوٹھاؤن قلم
خط کبوتر کو جو دون طایر مجنون ہو جائے

عشق مین نالۂ عاشق ہون یارب برباد
زنگ حجارۂ لیلے دل مجنون ہو جائے

شیر بھی دشت جنون مین سگ لیلی ہے مجھے
قیس شوریدہ مری شکل سی مجنون ہو جائے

جام جم چاہیے کمظرف کو اے بادہ فروش
مین تو خم سے بھی ہون سیر فلاطون ہو جائے

غیب کے دلکو جگہ زلف مین کیون دیتے ہو
عیب معشوق ہے زلفون مین اگر خون ہو جائے

ایک صاحب سی ہوئی ہند مین اب بیکٹرون لاٹ
زلفین لیک کے پڑتی ہے تکیون جون ہو جائے

کیا تن آسانون کو اس درد محبت کا مزا
طعن ایوب پہ ہو سر مین اگر جون ہو جائے

فکر کیفیت ہستی ہو تو خمخانہ مین
جام جم کاسۂ زانوئے فلاطون ہو جائے

کوہکن مین ہون وہ دیوانہ ہموار مزاج
ٹھوکرین کھا ہی مری کوہ تو ہامون ہو جائے

طبع روشن نے کیا مرتبۂ فکر بلند

کیون نہ اے مہر زمین شعر گردون ہو جائے

جلایا بلبلون کو پونچھکر رخسار دامن سے ‏— مطلع — بہت ٹہرکا ہی تمنو آتش گلنار دامن سے

اڑا دیتا ہی جب دست جنون ٹکڑی گریبان کے — تو بیٹہی مشغلہ کرتے ہین ہم ناچار دامن سے

کہانتک ضبط ایجوش جنون اک وار اپہر — چہڑاون تاکجا کانٹونکو سو سو بار دامن سے

ہنوز نہین زخم دامن دار کی بخیہ کی سوجی ہی — بناون خار کو سوزن نکالون تار دامن سے

یہہ پہیک دور دامن کی تمہاری قتل کرتی ہی — نظر آتی ہی اک تلوار کیسی دہار دامن سے

کیسے دور دامن کا تصور نقش ہی دل پر — کہنچا گرد سویدا یان خط پرکار دامن سے

جنون جامہ ندارم دامن آخر از کجا آرم — عبث تو کہہ رہا ہی مجھسے ہان ہشیار دامن سے

برابر جانتا ہون اسفل و اعلی کو وحشت مین — گریبان کو ملا دیتا ہون مین ہر بار دامن سے

کہین دو اک گریبان چاک اوس کوچہ مین بیٹہی ہین — پڑی روتی ہین منہہ ڈہانپے کہین دو چار دامن سے

چہٹے کسطرح ان اطفال دامن گیر سے دامن — کہانتک اشک پوچہون دیدۂ خونبار دامن سے

بہلا ہوگا نہ مجھہ وحشی کا ان دو چار ٹانکون مین — بدل لو جا کے لڑکو دامن کہسار دامن سے

وہ گریبان ہون کہ وحشت مین اگر دامن کو پہاڑون — تو جاے تار نکلے آنسوونکا تار دامن سے

جو موج بوریا حجت ہی زہد خشک زاہد پر — تو ہین تر دامنی کی یان عیان آثار دامن سے

نہ ایسی لاغری دیکہی نہ ایسی بیخودی دیکہی — مین اپنے آپکو سمجہا کہ الجہا خار دامن سے

مجھے ای مہر اب کپڑے چہڑانے ہو گئے مشکل
جو ناخن جیب سے الجہی تو لپٹے خار دامن سے

حرم سے دیر مین جانا ہے ناگوار مجھے — بتون کا اب نہین واللہ اعتبار مجھے

بلا سے بیت مین اے مہر گلعذار مجھے — دکہائی رنگ خزان نے عجب بہار مجھے

سمجھے لیتے ہین سب احباب خاکسار مجھے — دل عدو مین ہی جا صورت غبار مجھے

جو دیکھ لے کبھی گلشن مین اشکبار مجھے — تو پھر خزان بھی سمجھے ابر نو بہار مجھے

مین یہہ تو کہہ نہین سکتا کرو پیار مجھے — سمجھ لو چاہنے والا تو اپنا یار مجھے

حباب سے خوب ہی تصویر دکھی یار مجھے — نہ لون جو زلف کے بدلے تتار مجھے

کرون جو عزم گلا کاٹنے کا وحشت مین — دکھای نذر جنون تیغ کوہسار مجھے

ابھی سے ہاتھ اوٹھا تو نہ اے جنون مجھسے — کفن بھی قبر مین کرنا ہے تار تار مجھے

بھلا مین جبر کرون کس طرح سے اے ناصح — کہ اپنے دل پہ نہین کچھ بھی اختیار مجھے

بغیر یار ہی دوران سر یہہ گردش جام — نشا شراب سے ہوگا نہ جز خمار مجھے

نہ اپنے حال پہ رو مجھکو دیکھہ ای بلبل — کہ ایک گل نے دیے ہین ہزار خار مجھے

قلم سے چاہیے کار تفنگ ہو دم فکر — پسند طایر مضمون کا ہے شکار مجھے

شب فراق ہین زلف سیہ کا دہیان رہا — خیال رخ مین کٹا روز انتظار مجھے

نگاہ دیر سے ہی بتکدہ کی جانب کو — خدا کو علم ہے کسکا ہے انتظار مجھے

شب فراق ہی آرام مین مؤذن ہے — مین بیقرار ہون دم بھر نہین قرار مجھے

عجب طرح کی تری شکل پیاری پیاری ہے — کہ آگیا خفگی پر تری پیار مجھے

دلا غضب ہی یہہ غفلت بقول عاقل کی — قرار کرکے وہ کرتا ہے بیقرار مجھے
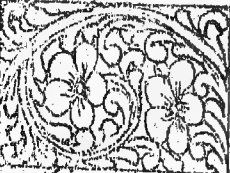
غزل مین کیا کون کیا مہر جمع ہو دیوان
کہ آجکل ہی نہایت ہی انتشار مجھے

مشق نظارہ ہماری آج کامل ہو گئی — آنکھ کی پتلی تری رخسار کا تل ہو گئی

اندنون کچھ تاب و طاقت صاف زایل ہو گئی — بستر غم پہ مجھے کروٹ بھی مشکل ہو گئی

آرسی کیا اونکے چہرہ کے مقابل ہوگئی
مشتری اے مہر گویا ماہ کامل ہوگئی

خاک کوی یار مین اب خاک شامل ہوگئی
خاک مین ملکے ہمین معراج حاصل ہوگئی

اوسپہ بلبل نے جو نقد جان و دل صدقے کیا
شاخ ہر گل کی چمن مین دست سایل ہوگئی

ناصحا سچ ہے کہ بد ہے عشق کا انجام پر
کیا کرین اتنو طبیعت اوسپہ مایل ہوگئی

شہرۂ آفاق ہے اوسکی فصاحت ہمنشین
وہ پری اس عہد کی سحبان وایل ہوگئی

مینے سامان خوشی سے ہی کیا کسب الم
چین چتی مجھ کشتۂ غم کو جلاجل ہوگئی

مری میت کو نہین کچھ حاجت کافور اب
مجھکو بس کافور خاک کوی قاتل ہوگئی

سیر گلشن کو خرامان جب ہوا وہ رشک گل
دیکھتی ہی اوسکو بلبل مرغ بسمل ہوگئی

منھ چھپایا مجھسے تمنے آینہ کی اوٹ مین
بیچ مین سد سکندر کیون یہ حایل ہوگئی

قید ہین اوسمین فرشتے اور ہمین قید دل
اے پری تری ذقن ہی چاہ بابل ہوگئی

اوس مسیحا نے دیا بوسہ لب جان بخش کا
شکر صد شکر آج صحبت ہمکو حاصل ہوگئی

عشق مین اوس زلف کی تری بدولت اے جنون
میری گردن قابل طوق و سلاسل ہوگئی

سہل تہین جسکی ملاقاتین ہمین پہلے دلا
اوسکے کوچہ تک رسائی اتنو مشکل ہوگئی

طبع نازک پر میری فکر سخن بھی بار ہے
مہر ان روزون طبیعت اور کاہل ہوگئی

تو کہا نہ ہما عاشق مغموم کی ہڈی
یہہ ہے سگ جاناں کے مقسوم کی ہڈی

سونگھے نہ سگ یار جو لیجائے ہما بھی
دعوت کے لیے عاشق محروم کی ہڈی

قط گیر بنی ہے جو قلمدان مین تیری
بیشک ہے یہ ظالم کسی مظلوم کی ہڈی

منظور نہ تہا سختی و نرمی مین بہم ربط
تو گوشت سے کیون لازم و ملزوم کی ہڈی

مشتاق ہما ہے سگِ جانان ہی طلبگار
اللہ ہی محبہ زار کی کس دہوم کی ٹہری

پوشیدہ رہا تا کہ نہو فیض کسی کو
کیا کہا ہی ہی تو نے بہی ہما شوم کی ٹہری

کیا اسپہ غزل اب کوئی بے مغز کہیگا
ٹہری ہی یہی مولوی روم کی ٹہری

رہتی ہی تپ ہجر مری ہڈیون مین مہر
ہی جلے ہما کباب کے مقسوم کی ٹہری

ساقی وہ آج ہے نہ وہ پیمانہ آج ہے
جو کل کا ماجرا تہا سو افسانہ آج ہے

کل تک جہان پہ بادہ کشونکا ہجوم تہا
سن سان سا پڑا وہی میخانہ آج ہے

دشمن وہ ہو گیا مین سمجہتا تہا جسکو دوست
جو کل تک آشنا تہا سو بیگانہ آج ہے

دیکہا تہا جسکو بزم مین کل ہمنے ہمنشین
وہ شمع آج ہے نہ وہ پروانہ آج ہے

سایہ کسی پری کا مرے دل پہ ہو گیا
فرزانہ تہا جو کل وہ ہے دیوانہ آج ہے

کل کسکے چشم مست نظر آئے تہے مجہے
پا ہی نگہ کو لغزشِ مستانہ آج ہے

شانہ تہا جسکی زلفین کل شام تک یہہ ہاتہ
افسوس ہی وہان گذر شانہ آج ہے

اسوقت ایک غیرتِ بلقیس کا ہی دہیان
ویرانہ دل اپنا پری خانہ آج ہے

کل بہنی ہونگی وہ کفنی صورت گدا
جنکے گلون مین خلعتِ شاہانہ آج ہے

ہمکو تو مہر کے نہین مذہب کا اعتبار
کعبہ مین کل تہا راہب بتخانہ آج ہے

کعبہ دل بنگیا مندر خدا کی شان ہے
بت بہی لو ہنستے ہین اب ہمپر خدا کی شان ہے

دیدہ و دل ہون یہان پر خون وہان ہی بزم عیش
غیر دورِ شیشہ و ساغر خدا کی شان ہے

میرزا جی کیا ہوئی نازک مزاجی اب کہان
مجہپہ وحشت مین پڑے پتہر خدا کی شان ہے

کیا لطیفہ ہے کہ میٹھے کی جو ہین تعریف رخ
آپ فرمانے لگے ہنسکر خدا کی شان ہے

کر کے اظہار محبت رہ گئے منہہ دیکھکر
جب کہا اوسنے خفا ہوکر خدا کی شان ہے

یار ہمسے تو لگا غمزے کی لینے واہ واہ
کیا بنی بگڑے سے تیرے تیور خدا کی شان ہے

پھر اوسے انداز سے صاحب جھڑک دو تم مجھے
پھر ذرا کہئے وہی کیونکر خدا کی شان ہے

کیا قیامت ہے کہ ہمسا شخص ہو تم پر مرے
ہو گلا اپنا تہہ خنجر خدا کی شان ہے

اپنی ٹوپی تیری جوتی کے برابر ہو گئی
پاون پر تیرے ہمارا سر خدا کی شان ہے

کیون نہ موسی کیطرح ہم طالب دیدار ہون
اے صنم یہہ چہرہ انور خدا کی شان ہے

کوئی اوس مہ سے ذرا کہدے یہہ پیغام مہر
آپ ہمسے بھی ہوئی بہتر خدا کی شان ہے

ذکر جانان کر جو تجھسے ہو سکے
واعظا احسان کر جو تجھسے ہو سکے

راز دل ظاہر ہوا سے دود آہ
داغ پنہان کر جو تجھسے ہو سکے

پھونکتا ہے مجھکو یہہ سوز درون
چشم گریان کر جو تجھسے ہو سکے

اے مسیحا مجھکو ہے آزار عشق
مرا درمان کر جو تجھسے ہو سکے

قیس کو روتا ہون اندیشہ جنون
فکر دامان کر جو تجھسے ہو سکے

چپ ہے کیون اوبت خدا کیواسطے
کچھ تو ہون ہان کر جو تجھسے ہو سکے

دل تو اوسپہ آج صدقے ہو گیا
تو بھی ایجان کر جو تجھسے ہو سکے

لامثل کی تیغ ابرو کا جواب
عزم صفہان کر جو تجھسے ہو سکے

رازپوشی میری دود آہ کی
دود قلیان کر جو تجھسے ہو سکے

کشت خشک چرخ اخضر سینچ اشک
کار دہقان کر جو تجھسے ہو سکے

کہیت دیکہلا مجہکو اے شمشیر یار
کارِ دہقان کر جو تجہسے ہوسکے

خرمن ماہ درخشان کو اوڑا
کارِ دہقان کر جو تجہسے ہوسکے

تابہ کی یاد رخ جانان دلا
حفظ قرآن کر جو تجہسے ہوسکے

دہ پری میری مسخر ہو یہ کام
اے سلیمان کر جو تجہسے ہوسکے

ایکدن دیوار ہی پہاندو نگاہ یہ
خیبر دربان کر جو تجہسے ہوسکے

یون ہی ظاہر ہو شب فرقت کی صبح
داغ پنہان کر جو تجہسے ہوسکے

اے فرنگن خانہ ویران میرا
انگلستان کر جو تجہسے ہوسکے

کر میرا گہر فیض مقدم سے بہشت
مجکو رضوان کر جو تجہسے ہوسکے

جہڑکیان دی گالیان دی دل دکہا
اے میری جان کر جو تجہسے ہوسکے

نزع مین تو جلے شربت می پلا
ساقی احسان کر جو تجہسے ہوسکے

تو ہی تربت پر مری چادر چڑہا
ماہ تابان کر جو تجہسے ہوسکے

ایدل نالان کہانتک شور و غل
ضبط افغان کر جو تجہسے ہوسکے

مہر یون فکر پریشان تابہ کی
جمع دیوان کر جو تجہسے ہوسکے

سر عریان سے ای ناصح بہلا کیا اپنا نقصان ہے
ارے اتو و فروغ مہر کب محتاج سامان ہے

مجہے ای شیخ بتخانہ مین شغل کب ایمان ہے
بہوین محراب کعبہ ہین تو مصحف روی جانان ہے

بجای حرز جان زلفو نکو زاہد روی جانان ہے
جسے کافر بہی ایمان جانتے ہین وہ یہ قرآن ہے

مطلا لوح مصحف ہے نہ پیشانی نہ افشان ہے
لب لعلین جسے کہتے ہین وہ سرخی قرآن ہے

غضب یہ ابروی پر خم بلا یہ چشم فتان ہے
بیاض چشم آہو اب کتاب طاق نسیان ہے

ہر اک ذرہ مین یان عالم سویدا کا نمایان ہے
غرض ایہر کیا دیکہپ اپنا ہی بیابان ہے

سجا ہے اسپہ گر طاوس آتشباز ہو قمری
ہماری آہ سوزان صورت سرو چراغان ہے

ملی یہہ وجہ کامل ماہ مصحف روکی باتون سے
کہ زاہد مصحف ناطق یقیناً روی جانان ہے

جو ہین اہل بصارت دیکہتے ہین اپنے جوہر کو
تن عریان ہمارا ناصحا شمشیر عریان ہے

سبق کو دیکہتا ہون رات بہر پہر بہی الجہتا ہون
مطول مختصر اک شرح شعر زلف پیچان ہے

پتنگ اگر خدا سے کی تری نالش بت ترسا
مسیحا چرخ پر مختار شاہ انگلستان ہے

جو ہیرے کی کلاہی ہو تو فیض رنگ فندق سے
بنی یاقوت ناخن اور پنجہ رشک مرجان ہے

جلاتی ہے یہ پروانونکو وصف شعلہ رویان سے
زبان کلک بہی انکو زبان شمع سوزان ہے

لباس ماتمی کالی ہرن جنگل مین پہنے ہین
عزای کشتہ تیغ نگہ کا تیرے سامان ہے

ہوا سے دشت وحشت ہمکو لی اوڑتی ہے بستی سے
ہمارا عنصر خاکی مگر ریگ بیابان ہے

حسے ارباب ہیئت برج آبی فرض کرتے ہین
وہ سانچہ تیرے آنسو ڈہالنے کا چشم گریان ہے

یہہ فیض پرتو ہے مہر اپنے طبع عالی کا
بسان انوری جو ذرہ ذرہ اب سخندان ہے

ہمیون سحر زمین پڑہتا غزل اوس ماہ کے آگے
مرا استاد کامل مہر ناسخ سا ہمہ دان ہے

عکس رخسار گل تر سمجہے
سایہ قد کو صنوبر سمجہے

طوق و زنجیر کو زیور سمجہے
طایر جان کو کبوتر سمجہے

خط کے لکہنے کی جو سوجہی دم نزع
طایر جانکو کبوتر سمجہے

بس یہہ سمجہے کہ نہ سمجہا کچہہ تو
تجہسے ناصح ہمین بہتر سمجہے

اس تڑپنے سے ہوا کیا حاصل
کاش اب بہی دل مضطر سمجہے

قدرداں ہو کوئی تمسا صاحب | غیر کو مجھکو برابر سمجھے
ہو رگ ابر بہاری ناصح | لوگ جسکو مژہ تر سمجھے
زلف کی وصف مین جو شعر کہا | سب اوسے سانپ کا منتر سمجھے
وہ ہی سودائی ہو زلف و شب مین | فرق اک بال برابر سمجھے
نہ اوٹھا راہ کوئی جاناں سے | نقش پا تہا جسی ہم سر سمجھے
ہون وہ مظلوم کہ جسکی فریاد | نہ محبٹر نہ کمشنر سمجھے
قابل قتل ہی سمجھی وہ مجھے | یہہ بہی سمجھے تو وہ بہتر سمجھے
صف کی صف صاف کی لیکر تلوار | اس صفائی کو بہی جوہر سمجھے
شکل آئینہ رہا چاہئیے صاف | خوب ہم معنے جوہر سمجھے

مہر راجہ سے کرے کیا فریاد
بس خدا ب تجہسے ستمگر سمجھے

روتے روتے آہی ہو جائیگا پہر سر بہاری | دلکو للہ نکرا یدل مضطر بہاری
خط کے لکہنے مین ہوئی اونکو نزاکت مانع | کہ قلم کو بہی سمجھتے ہین وہ مگدر بہاری
ہمکو دیکھو کہ بہاین ضعف اوٹھاتی ہین یہ بوجھ | نہین زنجیر سے تو زلف معنبر بہاری
بس ہی بوسہ ہین اوس بت کا بقول راجہ | چھوڑ دیتی ہین ولا چوم کے پتہر بہاری
دیکھنے مین تو یہ نازک ہی مگر قتل کے وقت | کیا ہی پڑتا ہے ترا ہاتھ ستمگر بہاری
دست نازک ہون حمایل نہین ایسی قسمت | طوق گردن مین پہنائیگا مقدر بہاری
اسے بتو خیر کیے لگے مجھے کرتے ہو سبک | اسقدر ہو گیا اللہ مین تمپہ بہاری
کوہکن ہلکی لہو سے تو عبث چل نکلا | یہ نہ سمجھا کہ محبت بھی ہی پتہر بہاری

اپنی تعریف کرون مہر یہ ہلکاپن ہے
ورنہ سچ یہ ہے کہ مین ایک ہون سو پر بہاری

کبک چل جا یار کی رفتار تجھسے ہو سکے
چپ ارے طوطی وہ کب گفتار تجھسے ہو سکے

حضرت عیسی ابن مریم نے بہت کھولی زبان
بند کر گر اے بت طرار تجھسے ہو سکے

یون تو ممکن ہے کہ دربار ہوا اے جان زار
اوسکے دربان کا اگر دیدار تجھسے ہو سکے

ایک مشتاق شہادت بیچ رہا ہے قتل سے
میان مین کیونکر بھلا تلوار تجھسے ہو سکے

زندگی چاہے ہے تو چندی عشق سے پرہیز کر
مان کہنا گر دل بیمار تجھسے ہو سکے

کس سے پوچھون حال قیس زار کی دشت مین
تو ہی کہہ گر اے زبان خار تجھسے ہو سکے

طایر جان ہو بسان مرغ نامہ بر درست
اے وفور شوق گر طیار تجھسے ہو سکے

مہر سچ تو یہ ہے اپنے وقت کا حاتم ہے تو
جمع کیونکر درہم و دینار تجھسے ہو سکے

چھپیان سیکھے تھا چاہ ذقن دکھلاتے
یوسف مصر کو یہ بھی نہیون دکھلاتے

تم جو بلبل کو رخ اے رشک چمن دکھلاتے
گل کبھی منہ نہ پھر اے غنچہ دہن دکھلاتے

تم بگڑتے نہ تو ہم سب بناتے گل کو
منہ پہ منہ آکے جو غنچے کو دہن دکھلاتے

دیکھنے والا ان انکھون نگاہون کیا چھپکے آنکھ
ذبح کر ڈالتا انکھین جو ہرن دکھلاتے

زخمی تیغ نگہ کے لیے بنتا مرہم
مشک نافہ جو نہین لا کے ہرن دکھلاتے

لطف تب تھا کہ دکھلاتے ہمین تم برگ سمن
اور ہم تمکو تمہارا سے بدن دکھلاتے

ہم جو ہوتے ترے معشوق تو حالت دل کی
دل ترا توڑ کے اے عہد شکن دکھلاتے

ہوتے وہ گریبان کے رگ ابر کی پہنچی سے کہتے
شعرا کو جو مرا تار کفن دکھلاتے

اے پری روز نسیم سحر آجاتی ہے
اوڑتی اوڑتی تری مجھ تک خبر آجاتی ہو

مجھکو طوفان کی صورت نظر آجاتی ہو
کیا تجھے لہر لیے چشم تر آجاتی ہو

لذت بوسہ کبھی یاد اگر آجاتی ہو
لے مسیحا مری جان ہونٹھوں پر آجاتی ہو

کوئی دلسوز سوا اسکے نہ دیکھا اپنا
شمع رونے کو مری قبر پر آجاتی ہو

دل بلبل جو کبھی باغ سے گھبراتا ہو
دیکھنے کو مرا داغ جگر آجاتی ہو

ہو شب وصل غریبان مددائے زلف سیاہ
کیا بلا آج کی جلدی سحر آجاتی ہو

تمتما یا خفگی سے جو اوٹھا رخ سے نقاب
صبح ہوتی ہے کہ بس دوپہر آجاتی ہو

اس کو روشن ہو کہ ہون اوس رخ پر نور پہ غش
نیند اکثر مجھے وقت سحر آجاتی ہو

کیون نہ مشہور ہو پیغام اجل موئے سفید
سچ تو ہے نیند بھی وقت سحر آجاتی ہو

مجھپہ ہوتی ہے عجب بیخبری ایسی طاری
کبھی کہتے ہے جو اونکی خبر آجاتی ہو

مین وہ مسرف ہون کہ مضمون بھی اوڑا دیتا ہون
کہین شعر مین جو تشبیہ نظر آجاتی ہو

مہر کھویا ہوا رہتا ہون خدا عالم ہے
جب کبھی صاحب وصف کمر آجاتی ہو

واماندگان قافلہ سے ہے جرس سے مجھے
فریاد سے ہو تشفی فریادرس سے مجھے

فریاد و آہ کی نہین باقی ہوس سے مجھے
امید کیون ہو گوش فریادرس سے مجھے

نکہت کی طرح فصل بہاری مین کوچ ہو
گلبانگ ہے چمن مین صدا جرس سے مجھے

ہون رہرو فنا مرا خیمہ حباب ہے
وقفہ قیام کا ہو یہان اک نفس سے مجھے

کیونکر اوٹھاؤن سر تری توسن کے پاون سے
طوق گلو ہوا ہو یہہ نعل فرس سے مجھے

خوکردہ چمن ہون بس اب جی رہے کہ جلے
گلزار اپنے خون سے کرنا قفس سے مجھے

جاتا ہون دوڑ دوڑ چڑیمار ٹولیکو | وہ صید ہون کہ ڈہونڈہتا ہی قفس مجھے
دونون طرف نشان ہین تمانچونکی دستخط | لینا ہی اس سند سے ترے بوسے دس مجھے
پابند سے تعلق خاطر صنوبر سے ہے | گلشن سے لے اڑیگی ہوا ہی قفس مجھے

فکر سخن مین جی نہین لگتا تو خیر مہر
اب شعر و شاعری کی نہین ہی ہوس مجھے

وحشت کو ہم پہاڑ کر اپنا گریبان پہر چلے | اور لڑکے پتہرون سے بہرلی دامان پہر چلے
نعش اپنی چہوڑ کر گور غریبان پہر چلے | گر مری گردن پہ قاتل تیغ بران پہر چلے
اللہ اللہ ان بتونکا دور بہی کیا دور ہی | دیکہتی ہی دیکہتی بتون کے ایمان پہر چلے
گر یہی برگشتگی بخت ہے تو چہٹ سے چلے | دیکہنے کو آئے وہ دیکہا نہ زندان پہر چلے
کل نکلوایا تہا دستے کس خرابی سے تمہین | آج ہی اے حضرت دل تم غزلخوان پہر چلے
کیا کسی سے ہو جو ہم سے بے نصیبون کو امید | اپنی کشت آرزو سے ابر باران پہر چلے
سینہ بانی چرخ دون ہمت کی ہمنے دیکہ لی | جس طرح آئے اوسی صورت سے مہمان پہر چلے
مسکرا ہی وہ تو آنکہین ڈبڈبا ہی رہگئین | ایک ہی چہینٹے مین سوکہی ابر باران پہر چلے
دفعتا گیا لطف جانان پر طبیعت آگئی | گہر کیجانب چلتے چلتے سوئے زندان پہر چلے
ہو سہ پہلے تو ہوا پہر بوسہ عارض کا شوق | ہم حلب مین بیچنے لعل بدخشان پہر چلے
اے صبا للہ لیچلنا ہماری خاک کو | اب کی باری تو جو سوی کوی جانان پہر چلے
چاشنی مرگ کی لذت نہ پائی ہو تو آئے | سیب کے بازار مین اب ماہ کنعان پہر چلے

بی ترے ممکن نہین ہی کچہ بہی لطف بزم شعر
مہر تجہکو ڈہونڈہکر سارے سخندان پہر چلے

ہونگی شراب سے نہ مرے ہوش گم کبھی
پہنچائیگا ضرر نہ فلاطون کو خم کبھی

پیر مغان سخی ہے تو میرا وہ ظرف ہے
پی جاؤن ایک سانس ہو جاے ہی خم کبھی

کم ظرف مین نہین جو بہک جاؤن جام سے
ساقی لگا تو دیکھ مرے منہ سے خم کبھی

افسوس اب کہان وہ جوانی کہان وہ دور
پیتے تھے ہم بھی پیر مغان خم کے خم کبھی

اے شہسوار عرش پہ پہنچا مرا غبار
پڑنے دے میری خاک پہ گھوڑے کا سم کبھی

گھبرا کے چونک اوٹھین ابھی خفتگان گور
آجاے تیرے لب پہ اگر لفظ قم کبھی

تابان شفق مین ہو ذنب آسمان چرخ پر
مہندی سی رنگین اگر تری گھوڑے کی دم کبھی

پیدا ہو شکل لعل سی ایک شکل مہندی
چوموں مین جھک کے گرد ہی گھوڑے کا سم کبھی

ہووے سلہ احاطہ معدہ دم کا خاطر
آو ہماری قبر پہ اے جان تم کبھی

بہتون نے جان کھوئی ہے اسکی تلاش مین
اے مہر ڈہونڈیو نہ جو دل ہو ہی گم کبھی

بعد مردن بھی نشان عشق بلبل قبر ہے
گل جو زیب قبر ہو تو زینت گل قبر ہے

دیکھ دیوانی سنبھو پاؤن رکھیو اوپی ادب
اوس پہ پکا ہاتھ کی کشتی کی بلبل قبر ہے

بل بے کتنا ناتوان ہے کشتہ موے میان
نقش پای مور کی وسعت مین باکل قبر ہے

تو نہ رویا مجھکو تو مین اسقدر رویا کہ جان
فیض اشک چشم دریا بار سے پل قبر ہے

لوگ جسکو لامکان کہتے ہین وہ گھر ہے مرا
جس جگہ ہنگامہ محشر کا ہے غل قبر ہے

نرگس شہلا نگہبان شہید چشم ہے
کشتہ کاکل کی زیر شاخ سنبل قبر ہے

کیون نہ ہو شور فغان اپنی دل پر داغ مین
بلبل نالان کی اس گلشن مین اک گل قبر ہے

بلبل آ گل کہان آ گل ہو یہ تر قبر سے

مہر طالب مرگیا اب رشک آئی قبر ہو

گرم آتی ہے نسیم صبح کیون گلزار سے / جل اوٹھا کیا باغ اوسکے شعلہ رخسار سے

جب کہا مینے کہ جی لیتا ہے اس رفتار سے / کیا ستم ہے ہنس کے فرمایا مری پیزار سے

مہر فیض وصف چشم ساقی میخوار سے / ہے فزون ہر بیت اپنی خانہ خمار سے

کب اوٹھا سکتی ہے نرگس آنکھ چشم یار سے / سامنا بدمست کا کیونکر ہو اک بیمار سے

سرخی رنگ حنا ہے یا خدائی اے صنم / نور سے پیدا بنایا ہاتھ پاون نار سے

ضعف مین وان تک خبر بھی تو پہنچ سکتی نہین / کس طرح آگاہ ہو وہ میرے حال زار سے

بدگمان تھو وہ نہو وحشت کا حیلہ خوب ہے / فصل گل مین بھاگ جاون بلبلو گلزار سے

کشتہ رشک چمن ہون شمع تربت کا مری / گل عوض گلگیر کی لین بلبلین منقار سے

ناتوانی سے مجھے اپنے یقین ہوتا ہے اب / دب کے مرجاونگا اکدن سایہ دیوار سے

وہ فرنگن جائیگی گرجا تو دیکھینگے اوسے / سچ تو یہہ ہے کوئی دن بہتر نہین اتوار سے

چنگ کا بلکہ ہے تیرے ہاتھ مین چنگیز خان / نادری شمشیر کی بھی کم نہین تلوار سے

مرے قاتل پر بس اب جوہر شناسی ختم ہے / قتل کرتا ہے مجھے شمشیر جوہردار سے

مجھکو تیری زیرپائی کا اگر گل ہاتھ آئے / عطر کھچواون مین ابر رشک چمن عطار سے

دیدہ گریان مین ٹکڑے ہین دل بیتاب کے / مچھلیان پکڑو ہمارے چشم دریابار سے

ایک طفل برہمن کا اتنو دم بھرتا ہون / ربط ہے زنار نفس کو رشتہ زنار سے

رات بھر چیخا کیا ہے یہہ خیال زلف مین / کیا دل نالان مرا کچھ کم ہے چوکیدار سے

ہڈیان تک مہر کی سوز جگر نے پھونکدین
اے ہما کہیو تو مرغ آتش خوار سے

یار ہر ایک ہرن اپنا ہے — دشت غربت بھی وطن اپنا ہی

کیا ہی پر درد سخن اپنا ہی — دہن زخم دہن اپنا ہی

دل پر داغ سے ہی جوش سرشک — خوب سیراب چمن اپنا ہی

گفتگو ہے مری خاموشی مین — دہن یار دہن اپنا ہی

بید مجنون بھی نہین کوسون تک — اپنا خلوت کدہ بن اپنا ہی

خوش نما جسم پہ ہین نقش حصیر — خوب ملبوس چکن اپنا ہی

داغ اپنے دل پرخون مین نہین — پہ سہیل اور یمن اپنا ہی

مجھے آباد ہے صحراے عدم — دیکھ اے قیس یہہ بن اپنا ہی

تیری آنکھون نے دکھایا صحرا — خضر راہ ہرن اپنا ہی

سرخ ہی خون جگر سے اب تک — گل تو داغ کہن اپنا ہی

روتے روتے ہی موا جاتا ہون — چادر آب کفن اپنا ہی

کشتہ موے میان ہون ہمدم — تار مو باف کفن اپنا ہی

کوئی سمجھے کہ نہ سمجھے اے مہر
یہی انداز سخن اپنا ہی

کس مین یہہ عالم مسیحا ہے — آپ کا دم دم مسیحا ہی

اونکے آگے یہ چشمہ خورشید — دیدہ پرنم مسیحا ہی

تو وہ سفاک ہی کہ اے قاتل — اک جہان کو غم مسیحا ہی

سر برہنہ ہے تیرے دور مین مہر — چرخ پر ماتم مسیحا ہی

سبزہ پست لب نمایان ہی — خضر آب ہمدم مسیحا ہی

تن ہجران مین جان آتی ہے — خبر مقدم مسیحا ہے

کیون جدا ہون مین اوس فرنگن سے
مہر تو ہمجسم مسیحا ہے

تیر چٹکی سے کہین چھوٹو جگر مین درد ہے — تیغ کہینچو بندہ پرور مری سر مین درد ہے

ہاتھہ سینہ پر ذرا رکھو جگر مین درد ہے — پاون پڑ لینے دو صاحب مرے سر مین درد ہے

کیا نزاکت ہے کہ مضمون کمر باندھا یہان — تو نصیب دشمنان اونکی کمر مین درد ہے

ہے شب فرقت تو آثار سحر ہوتی نہین — کیا گلو سے زاہد و مرغ سحر مین درد ہے

لیگیا ہے جب نامہ درد کے مضمون کا — تب سے مرغ نامہ بر کے بال و پر مین درد ہے

مرے خط مین بہی تو اے ہمدم بلا کا بوجہہ تہا — کیا تعجب ہے جو دست نامہ بر مین درد ہے

کسقدر سرگشتگی سے اپنی ہوتا ہون خجل — جب یہہ سنتا ہون کہ پاے ہمسفر مین درد ہے

ایک اگر دکھہ ہو تو ناصح کیجے اوسکا علاج — سر مین سودا دلمین سوزش ہے جگر مین درد ہے

پھر کسی نے دل دکھایا پھر ہمین ایذا ہوئی — اسقدر روئی کہ پہر اب چشم تر مین درد ہے

آخرش سن سن کے وہ مہ پارہ بہی رونی لگا
مہر کی بہی کیا کلام پر اثر مین درد ہے

ہے ثبات اوسکو تپ غم جو چہپی رہتی ہے — خوب رہتی ہے اگر آگ دبی رہتی ہے

نالۂ بلبل شوریدہ پہ گل ہنستے ہین — مرے رونے کی حسینون مین ہنسی رہتی ہے

آہ سے ربط کبہی ہے تو کبہی نالے سے — آک نہ اک پہانس مرے دلمین چبہی رہتی ہے

چشم میگون سے کئے نظارے ہین ہون مسرور مدام — ساغر چشم سے یان بادہ کشی رہتی ہے

گون مین کیون نہ لگا رکھے وہ فرنگن الپین — دامن حضرت عیسی مین سوئی رہتی ہے

چاک اپنا بہی گریبان رہا کرتا ہے ۔ پیٹھ پر سے وہان کرتی جو جیسی رہتی ہے

ہے وہ دن کہ وہ بشاش رہا کرتے تہے ۔ رات دن شام و سحر اب خفگی رہتی ہے

زلف سلجہائے اونکی تو او لجہہ پڑتے ہین ۔ اس بگڑنی سے مرے جی پہ بنی رہتی ہے

مہر سب کہیل زمانہ کا بگڑ جاتا ہے
شاعرون کے فقط اک بات بنی رہتی ہے

دل لیگئی وہ زلف رسا کام کر گئی ۔ کعبہ کو ڈہا گئی یہہ بلا کام کر گئی

آیا نہ یار موت مرا کام کر گئی ۔ ناکام ہی رہا مین قضا کام کر گئی

زاہد نے بہی نماز کو اپنی قضا کیا ۔ واللہ ان بتون کی ادا کام کر گئی

اوسکی گلی مین خاک ہماری نہ لیچلے ۔ اپنا کبہی نہ باد صبا کام کر گئی

زاہد کی آنکہہ مین تو برہمن کے دل مین ہے ۔ تصویر بت بہی نام خدا کام کر گئی

بیمار عشق کو ہوئی صحت وصال سے ۔ اے جالینوس اک یہہ دوا کام کر گئی

نالے سے اپنے آہ رسا رات بڑہ گئی ۔ نیزہ سے برچہی اور سوا کام کر گئی

وہ اب تو چہیڑ چہیڑ کے دیتے ہین گالیان ۔ شکر خدا کہ اپنی دعا کام کر گئی

شکوہ نہین ہے کچہہ ملک الموت سے مجہے ۔ اک رشک حور آکے مرا کام کر گئی

لیلے کو ہوگیا تیری فریاد کا گمان ۔ اے قیس زنگ کی بہی صدا کام کر گئی

پہنچائی خاک مہر فلک بارگاہ کو
چہوٹی سی ایک چیز بڑا کام کر گئی

وان اونکو زلف و رخ کے سنوارنے سے کام ہے ۔ یان صبح و شام کام ہمارا تمام ہے

دل بک گیا مرا تری باتون سے ناصحا ۔ منصف ہو تو ہی اب کسے سودا خام ہے

کیون مجھکو بات بات پہ دیتے ہو گالیان / بندہ نواز یہہ کوئی طرز کلام ہے

یوسف سے اپنے آپکو صاحب نہ دو مثال / یہہ تو کرو خیال کہ وہ اک غلام ہے

اللہ پانون ہی نہیں رکتے ہین پہ کبک / تاثیر پیروی بت خوش خرام ہے

اے شوخ مہ جبین ترے کوچہ مین خاک پر
مردہ پڑا ہی ایک جوان مہر نام ہے

کیون بندہ نواز آپکے اطوار یہی تھے / وعدے تھے یہی مہر تے اقرار یہی تھے

محشر مین کہونگا مین تو اپنے خدا سے / دنیا مین مرے درپی آزار یہی تھے

کہتے ہین مجھے دیکھکے اوس کوچہ مین لوگ / اک عہد مین رسوا سر بازار یہی تھے

نادم ہون کہ نادار ہون نادار / اے دست جنون جیب مین بس تار یہی تھے

ہوتی تھی سحر شام کی پوچھینگے ہم اے یار / کرتے تھے جو بل طرہ طرار یہی تھے

مرغان چمن آج جو قیدی قفس ہین / افسوس کہ کل رونق گلزار یہی تھے

پریون ہی کی صحبت مین رہا عمر بھر افسوس
دیوانگی مہر کے آثار یہی تھے

بوسہ تو نزع مین لب جانان سے لیجیے / جان مستعار عیسی دوران سے لیجیے

چھٹنی نہ پائے حسن پرستی کا مشغلہ / یوسف کا کچھ سراغ تو زندان سے لیجیے

دست جنون جنو نہین گریبان نہین رہا / دامن ہی مستعار بیابان سے لیجیے

وہ پوچھتے ہین بس تو مزا ہی دہان زخم / کہتے ہین چٹکی اور نمکدان سے لیجیے

شجرہ بنینگے دست حنائی مین خود دست / بیعت تو چل کے پنجہ مرجان سے لیجیے

ہر دم یہی خیال کہ نقش الحجر ہے مہر

اب خاتم خطاب سلیمان سے لیجئے

پاؤں نہ رکھیں ہم کبھی تا نہ بلا ہی ہاتھ سے
جان اگرچہ جائے پر وضع نجائے ہاتھ سے

سوز جگر کی ہے دوا اوسکو لگاؤ جا بجا
یار اگر حنائی شب صبح چھڑائے ہاتھ سے

جال خطوط دست کا ہو فقط اسلیئے دلا
تا کہیں طایر حنا اوڑ نہ پائے ہاتھ سے

کیوں نہ چھپاؤں ہونٹھ میں کیوں نہ بہوں لہو کی گھونٹ
غیر کو واسطے جو تو پان کھلائے ہاتھ سے

دست دعا بلند ہو اور یہی ہے بس دعا
نقش حیات کو مری وہ ہی مٹائے ہاتھ سے

قاتل تند خو کی پاؤں چھونے پہ مستعد ہیں یہ
ہمنے تو ہمنشیں لیں اب ہاتھ اوٹھائے ہاتھ سے

پہنچے آفتاب میں چاند کے ٹکڑے آگئے
بوسہ کیوقت اوسنے جب گال چھپائے ہاتھ سے

سنکے فرنگیوں کی شکل ملی مہ فرنگ سے
مہر کسی طرح تو وہ ہاتھ ملائے ہاتھ سے

دل بھرا آتا ہے غم کا جوش ہے
آج خالی یار سے آغوش ہے

آج ہے تابوت سونیکا پلنگ
چادر تابوت بالاپوش ہے

آج وہ آتش زبانی کیا ہوئی
آج شمع بزم بھی خاموش ہے

کون روٹھے آج کسکو ہم منائیں
کس سے کہئے جان کیوں خاموش ہے

جس سے ہم آغوش تھے کل شبکو ہم
آج اوسکا غم ہے ہم آغوش ہے

منہہ چھپاؤں دامن تربت میں اب
آج مجھسے جان جان روپوش ہے

ہو وظیفہ عمر کا اوس مہ بغیر
آج خالی یار سے آغوش ہے

بھیجی ہے نشانی کے لئے کان کی بالی
ہاتھ آئی ہمیں دل کی عوض جان کی بالی

داناہی پہ قاصد کی مین قربان ہین صدقے | لایا ہے نشانی کسی نادان کی بالی
احوال مرا اوسنے سنا کان لگا کر | یہہ رمز ہے بھیجی ہو مجھے کان کی بالی
ہے صبح بناگوش اگر صبح شب ہجر | تو صبح کا تارا ہے تری کان کی بالی
اس درجہ ہوا زار مین وحشی کہ گلی مین | اب طوق کے بدلے ہے تری کان کی بالی
ہین نے جو بناگوش کو دیکھا تو وہ ہنسکے | کہتے ہین کہ تاکی ہے مرے کان کی بالی

سمجھا ہی مجھے حلقہ بگوش اپنا وہ اے مہر
بھیجی ہے نشانی کے لیے کان کی بالی

ہے بتون کا خیال خواب مین ہائے | یا خدا ہون مین کس عذاب مین ہائے
ہمنشین حال پوچھتے ہین مرا | اور کہتا ہون مین جواب مین ہائے
چشم میگون نے مار ہی ڈالا | زہر تھا ساقیا شراب مین ہائے
اوسکے گھر جاکے کیون ذلیل ہوئے | کیا کیا ہمنے اضطراب مین ہائے
عاشق چہرہ کتابی ہون | جی لگے اور کس کتاب مین ہائے
جب کیا ہے سوال بوسہ کا | گالیان کھاہی ہین جواب مین ہائے

مہر مرجاؤن آفتون سے چھٹون
زندگی اور اس عذاب مین ہائے

ہی روز ہجر وصل کی اب امتناع ہے | خورشید صبح قرعہ ذات الرفاع ہے
کسکی چمن مین ہے خبر آمد اے نسیم | جو گل ہی شکل گوش پئے استماع ہے
کیون شام زلف و صبح رخ اک جا ہین مجتمع | ضدین کو محال اگر اجتماع ہے
ساقی کبھی تو بادہ گلگون کا دور ہو | اس خاکسار کو ہوس ارتفاع ہے

اوسکے سنہری رنگ سے مشاطہ ہمکو کیا
تبلا تو گل کی زر سے کسے انتقاع ہے

شمشاد و فاختہ مین ہوا باعث نزاع
اوس سرو قد کا قد الف انتزاع ہے

افلاس کا الم ہے نہ جور فلک کا غم
مولا علی جواد و سخی و شجاع ہے

کیون لیچلی اوڑا کے صبا خاک پاے یار
کسکے لئے یہہ فکر علاج صداع ہے

کیا مہر صدمہ شب فرقت سے مرگیا
شکل جواب نامہ جو خط شعاع ہے

اگرے مین خوش نہین آتا ہو اب رہنا مجھے
یا الٰہی فتحگڈہ جلد ہی کہین پہنچا مجھے

یاد آتا ہے دل پرخون بہت اپنا مجھے
ساقیا بس اب نہ دکھلا صورت مینا مجھے

یاد آتی ہو وہ رشک وادی ایمن پریٹ
نذر دیتا تہا جہان موسی ید بیضا مجھے

اے خضر گنگا کا پانی ہے مجھے اب حیات
صاف ہے یہ سبز جمنا زہر کا دریا مجھے

عقل چکر مین ہو مری تا بہ کی جاونگا خاک
گرد باد آسا کیا گردون نے اوارا مجھے

اوڑ کے جاتا اگرے سے اوس پری کے پاس مہر
شکل مرغ نامہ بر خالق جو پر دیتا مجھے

اے ہوس اب نالہ جان کاہ نہ منہہ ہی نکلے
دم نکلجاے مگر آہ نہ منہہ سے نکلے

یاد ہے ہم آغوشی سے مجھے بت خانہ کی
نام بت اب کہی اللہ نہ منہہ سے نکلے

دل لبھاتی ہین دامین لاکہہ ادائین معشوق
سعنی ضبط یہہ ہین واہ نہ منہہ سے نکلے

نفرت اظہار محبت سے ہی رہتا ہے خیال
سخن قابل افواہ نہ منہہ سے نکلے

اور چاہو سو کہو حضرت دل بات یہہ ہی
جسمین ثابت ہوا وسی چاہ نہ منہہ سے نکلے

حال دل تجھسے کہا تو ہی مگر اے ہمدم
دیکھیو اب کہین للہ نہ منہہ سے نکلے

شمع خاموش ہو گلگیر سے روشن ہے یہ بات
شکوۂ دشمن بدخواہ نہ منہہ سے نکلے

مجھکو افشا نہین منظور خبردار کہین
راز پنہان دل آگاہ نہ منہہ سے نکلے

دیر کا ذکر ہے اے شیخ جی صاحب عمداً
ہم اگر چاہین تو واللہ نہ منہہ سے نکلے

تو تو کیا مال ہے منعم کہ خدا کے بہی حضور
یان دعا سے طلب جاہ نہ منہہ سے نکلے

اسقدر رنج حسینون سے ہوا منعم مجہے
کہ جہینپنے کے سوا آہ نہ منہہ سے نکلے

اے مہر ہاتھ ہاتھ مین اک مہ لقا کا ہے
نقشہ مرا خط کف دست دعا کا ہے

صدقے گیا تہا لاکہہ وفاون کو مری جان
کیا خوب رنگ ڈہنگ یہ جور و جفا کا ہے

تربت مین خاک ہو گئین منعم کی ہڈیان
اب کیون ہے تو مزار پہ بال ہما کا ہے

کعبہ کا ہے گمان وضیع و شریف کو
دل مین مرے خیال کسی پارسا کا ہے

کیونکر نہ شکر نعمت رزاق کیجیے
کہانیکو غم نہ ہو تو مزے کڑا کا ہے

ہوتا ہون ذبح خنجر چین جبین سے مین
عشاق مین دماغ یہہ کس میرزا کا ہے

کہتے ہین مجہسے ہاتھ مین دستانے پہنکے
دیکہو یہہ دام طایر رنگ حنا کا ہے

ہوجائے سب پہ حال جفا و وفا عیان
مطلب یہہ مرے قتل سے اوس بیوفا کا ہے

سر جہک گیا ہر ایک کا سجدے کو ای صنم
نام خدا یہہ شوق ترے نقش پا کا ہے

بیٹہے ہین رکہے ہاتھ پہ ہاتھ اپنے ای جنون
کوئی کہین پہ تار بہی باقی قبا کا فلک ہے

اے اشک اب ٹہر کہین لے آہ دم لے اب
چرچا بہت شکایت آب و ہوا کا ہے

مضمون فقر کلک سے اپنے ٹپک پڑے
کیا ہاتھ مین قلم بہی نئے بوریا کا ہے

بیشک چرا لیا ید بیضا کو ورنہ جان
کیا وجہہ منہہ سفید جو دزد حنا کا ہے

اے دلربا تو چور کا ساتھی ہے گٹھ کٹا
اب ہاتھ تیرے ہاتھ مین وزد حنا کا ہے

کرتا ہی وصف زلف مین کیا موشگافیان
مہر سیاہ کار بہی شاعر بلا کا ہے

بوسے لبوں کے پائین کہ یہ کام کام ہے
مطلب نہین مسیح علیہ السلام سے

ابرو بلے حضور کی تیغ نگہ چلی
دیکھو اوگل پڑی ہے سروہی نیام سے

خاکا ہے نقش پا ترا تصویر کبک کا
پیدا قلم کی چال ہے طرز خرام سے

گیسو پڑے ہوئے ہین کمر پر اوٹھا سے
صاحب ذرا لگا لئے عنقا کو دام سے

تڑپا کیون کی ہے جو تصور مین آنکھ بند
کیا عشق ہہی انہین بھی رخ لالہ فام سے

مستانہ کیون نہ دست وگریبان سحر سے ہو
بہکا ہی آفتاب صبوحی کے جام سے

موج صبا کی ساتھ ہو زنجیر اے جنون
فصل بہار آئی ہے کس اہتمام سے

کہتا ہے مہر وہ مہ بے مہر برملا
نفرت ہے ہمکو مہر و محبت کے نام سے

زلف چہرہ پہ یون رہا نہ کرے
روز اندھیر تو ہوا نہ کرے

سب سے کہدینگے ہم کہ عشق صنم
اب کوئی بندۂ خدا نہ کرے

تا بکی اشک سرخ و چہرہ زرد
عشق نیرنگیان کیا نہ کرے

کہین اوسکو نہ بدگمانی ہو
بلبلوں سے گل ہنسا نہ کرے

دشت مین کیون ہرن کے ساتھ پہرون
تو جو آنکھون تلے پہرا نہ کرے

سیر دیوان کرکے اوسے ہوش
کیون تو کاغذ کو جگ جگا نہ کرے

تیر ابرو ہے پنجۂ مژگان
کیون حرم مین کوئی دعا نہ کرے

کتنا رنگین ہے طایر مضمون
رشک کیون طایر حنا نہ کرے

وہ مرے خون سے نہ ہاتھ اوٹھاے
خون حسرت کہین حنا نہ کرے

ہوی تہذیب ابتدا تو کیا
آدمی فکر انتہا نہ کرے

خط نہین رخنہ اشتہار ہے یہ
اب او نہین خط کوئی لکھا نہ کرے

کبھی تیغ نگہ نہ منہہ موڑے
کبھی تیر مژہ خطا نہ کرے

ٹلی انگلیان کی تیری پنجہ آہی
اسمین چٹا پا بھی کیون بکا نہ کرے

کوی طوفان نہ لاے فقر مرا
کہین کچھ موج بوریا نہ کرے

مہر اب کے گوا لعیر بیچ جاے
کہین بابی پڑی سٹا نہ کرے

چومینگے وہ منہہ صورت قرآن کبھی ہم بھی
ہو جاینگے اے شیخ مسلمان کبھی ہم بھی

ہوتا تھا کبھی کوچہ دلدار مین گلگشت
کرتے تھے صبا سیر گلستان کبھی ہم بھی

کیا ننگ ہے ننگا ہی اگر قیس جنون مین
پہرتی تھی یون ہی پوست مین عریان کبھی ہم بھی

پریون ہی سے رہتی تھی کبھی اپنی بھی صحبت
مشہور تھے یان رشک سلیمان کبھی ہم بھی

ناصح جنہین کہتے ہین وہ اپنی ہین بڑے دوست
تھے دشمن دامان و گریبان کبھی ہم بھی

جیتے ہے دلبر او نہین کہتے ہین اب اغیار
کہتے تھے یون ہی ہے مری جان کبھی ہم بھی

ہر ایک سے کرتی ہو تمہین میری شکایت
سکتے ہین بھلا کچھہ تمہین جانان کبھی ہم بھی

خاموش ہین خاموش ہین اب کچھ نہین کہتے
مشہور تھے اے یار سخندان کبھی ہم بھی

اک کافر ترسا کی محبت کا مرض تھا
عیسی سے طلب کرتے تھے درمان کبھی ہم بھی

بوسے لب لعلین کے ملے تھے ہمیشہ
تھے مالک اقلیم بدخشان کبھی ہم بھی

اے شمع جہان دیکھ کے جلتی ہی تو ہم کو
بنتے تھے وہان سرو چراغان کبھی ہم بھی

اک دور مین تھی شوخ شرابی سے محبت
رہتے تھے لگائے دل بریان کبھی ہم بھی

ناصح جو یہ سوجھ تنبہ کہتا ہے کہ سب سمجھے
کرتی ہین تب اک مرتبہ ہان ہان کبھی ہم بھی

اے قیس اسے سال نہ زنجیر ہے نے طوق
لیتے تو تھے بے سرو سامان کبھی ہم بھی

تجھکو بھی یہ تھا ناز کہ مین بھی ہون مہ مہر
مشہور تھے عاشق ترے جانان کبھی ہم بھی

سب سے بیان کرے نہ مزی دلکی ٹیس کے
بہر دن دہان زخم نمک پیس پیس کے

کہتے ہین جنکو عین وہ لکھے ہین شکل صاد
بہکے ہین ہاتھ نشہ مین کیا خوش نویس کے

مضمون جنمین وصف دہان و کمر کا ہے
پرچے وہ اے حضور ہین خفیہ نویس کے

سرسام تو نہین ہے مجھے سودائے عشق ہے
نسخہ مفید ہونگے نہ شیخ الرئیس کے

دیکھی پہ چشم جو ہے تیغ نگاہ یار
سرمہ نے صاف رنگ دکھائے کیس کے

سن سن کے حال دل مرا روتے ہین میرے دوست
غزلین ہین مہر مرثیہ گویا انیس کے

زلفین ہٹا کے مچھیان لین روی یار کی
قیمت حلب مین گھٹ گئی مشک تتار کی

پستان یار پر کبھی پہنچی اتار کی
تشبیہ قد سے ہے شجر میوہ دار کی

کہنی ہے سرگذشت جو پا ہی نگار کی
تو منہ نے آبلون کی زبان پا ہی خار کی

گردنین وان بہار ہے پھولو نکے ہار کی
زنجیر دیان ہے موج نسیم بہار کی

اوس طفل کو ہے مشق جو خط غبار کی
تو لوح چاہیے مری لوح مزار کی

آنکھین کہلی ہین راہ مین تکتا ہون یار کی
صورت ہے پتلیون مین شب انتظار کی

مردون سے بھر گئی ہے زمین رہگذار کی
محشر بپا ہی چال قیامت ہی یار کی

کچھہ سوجھتا نہین ہے کدورت سے یار کی
وان دلمین آنکھہ مین ہی جگہہ یان غبار کی

ہمنے نہ سیر کی چمن کوئی یار کی
دل مین ہمارے رہ گئی حسرت بہار کی

کیون چھپ کے میکشی عبث اے بادہ خوار کی
چھپتی ہین کب چھپاے سے آنکھین خمار کی

آنکھین لڑینگی جام سے اوس بادہ خوار کی
شیشہ گلا کٹا ئیگا گردن پہ یار کی

تیشہ لگا کے سر پہ اگر کوہکن موا
میرے لئے بھی تیغ کہچی کوہسار کی

کیون جام مے پلا کے ترش مجھہ پہ تم ہوئے
چڑہتی ہی نشہ ہو گئی صورت اوتار کی

رو رو کے اونکی یاد مین آنکھین کرون سفید
بس یون ہی صبح ہو گئی شب انتظار کی

غصے سے آنکھہ لال ہی کیفیت اب کہان
نشہ ہرن کرینگے یہہ شدت خمار کی

گردش مین گرد باد جو کہینچی کچھہ آپ کو
خاکا اوڑاے خاک ہمارے غبار کی

باد صبا بھی آ ہی ہوا مین بھری ہوئی
اوٹھی زمین سے خاک نہ مجھہ خاکسار کی

ساقی خم شراب کو پتھر سے توڑ دے
فرقت سے ہے مجھکو ایک صنم بادہ خوار کی

کلیان نکل چکین تو ہوی دام مین اسیر
دلمین ہمارے رہ گئی حسرت بہار کی

وہ بادہ خوار ہین کہ لپٹ کر سبوں سے
چوسی ہی جنکو مین زبان ہمنی خمار کی

دست سبو ہین پنجہ مژگان بعینہ
آنکھین خم شراب ہین اوس بادہ خوار کی

موزیکے مال سے نہین ہوتا کیسکو نفع
آتی نہین ہے صف مین کوڑی کٹار کی

کیا خوش ہون عمر رنج ملال سرور ہے
ہوتی ہے بعد نشہ کے ایذا خمار کی

کب چھپ کا مزا یار ملا کم سخنی سے
بنتی ہے مٹھاس تیری شیرین دہنی سے

گل تجھکو سمجھتے ہین فقط گل بدنی سے
غنچہ کا دہن پر ہی کم سخنی سے

دل ٹھہر گیا سو نگہ لیا شانہ گیسو
سیماب کو قایم کیا اس ناگ پھنی سے

دانتون کے تصور مین جگر کی ہوئی ٹکڑی
یا قوت تراشا گیا ہیرے کی کنی سے

دانتون کے تلے ہونٹھ نہ غصے مین دباؤ
ہو خون مسیحا تو نہ ہیرے کی کنی سے

بیدرد عبث شیشۂ می سنگ سے توڑا
کیا فایدہ اے محتسب اس دل شکنی سے

سر پھوڑ کے فرہاد نہ ہو جائیگا خسرو
اصرار رہی بیفایدہ قسمت کی دہنی سے

رہتا ہے فقیری مین امیرانہ تکلف
مرزائی ہماری نہین چھپتی کفنی سے

می پی کے سمجھنا ہے تجھے محتسب شہر
کر دی ہے درستی تیری توبہ شکنی سے

کانٹون پہ مزا ہول کی سیج نکالا ہے
راحت ہے مجھے رنج غریب الوطنی سے

آنکھین ہی دکھایا کئے شوخی سے وہ اے مہر
چشمک ہی رہی انکو غزال ختنی سے

کوچ وقت سحر ہمارا ہے
کوس رحلت گجر ہمارا ہے

نہین ملتا پتا جو عنقا کا
طایر نامہ بر ہمارا ہے

شور بلبل سے گل کے کان کھلے
نالہ اک بے اثر ہمارا ہے

داغ لیتے ہین دل کو دیتے ہین
دیکھئے کیا جگر ہمارا ہے

تیغ سے ہے اشارہ ابرو کا
زخم بس کارگر ہمارا ہے

غم کے طالب رہی خوشی کی عوض
حوصلہ کس قدر ہمارا ہے

کیا عجب ہے جو سنگ اسود کو
بت کہین سنگ در ہمارا ہے

کیون نہ موئی کمر کی وصف لکھین
شاعری تو ہنر ہمارا ہے

نخل غم ہے جو باغ عالم مین — بس وہی اک شجر ہمارا ہے

قیس و فرہاد ہین رفیق اپنے — کیا جنون کر و فر ہمارا ہے

دیکھتے ہین زمین و بحر سخن — خوب ہی بحر و بر ہمارا ہے

حضرت عشق کیا کیا دل کو — قبلہ کعبہ گہر ہمارا ہے

عشق زلف و رخ صنم اے مہر — شغل شام و سحر ہمارا ہے

جو حال ہے اپنا اوسے نہین کیا اوسکی خبر ہے — نالون مین بہی تاثیر نہ آہو نہین اثر ہے

رونیکا ہمین ہجر مین شغل آٹھ پہر ہے — دریای بلاخیز یہان پیش نظر ہے

پہلو مین ہمارے وہ ادہر ہے نہ ادہر ہے — دل مین ہے ادہر درد او دہر درد جگر ہے

پوچہون جو خبر اوسکی تو کہتے ہین یہ احباب — کیا پوچھتے ہو تمکو کچہ اپنی بہی خبر ہے

کب تجہکو میسر ہوا ہر روز نیا داغ — اے لالہ نعمان یہہ ہمارا ہی جگر ہے

می خوار تو مجہہ رند کے دامن سے لگے ہین — ہے ابر بہاری کہ میرا دامن تر ہے

بیدرد ہی وہ اور ہنسے گا جو سنے گا — کیا فائدہ رونے سے کہ آنکھونکا ضرر ہے

بیخوف و خطر پہیل کے کیون سو نہین رہتے — مجہسے تو کہو تم تمہین کس بات کا ڈر ہے

یہہ پنجۂ خورشید مرا ہاتھہ ہے اے مہر — پیرا ہی گریبان سحر ہے

آئی تزئین کو تری ایہر نہ گلشن چاندنی — باو دامنڈہ رہی شاخ نشیمن چاندنی

آگ لگ جاتی جو ہوتی عکس افگن چاندنی — ہجر مین کرتی ہماری گہر کو گلخن چاندنی

ماہ ہی تیرا چراغ زیر دامن چاندنی — چہرۂ تابان جانان سے ہی جوبن چاندنی

لاؤن گل کہانیکو اوس مہ کا جو پہلا ہشت پہل
چاندنی کے پہول سے نکلی مشمن چاندنی

چرخ سے دیوانہ پن مین بہی جو چاہون ہلال جام
صاف چاندی کی کرے زنجیر آہن چاندنی

کونسی رشک قمر کا نام سہے ورد زبان
کہکشان کی نذر لای ہے جو سمرن چاندنی

چاندنی کا پہول سودای کو ہوتا ہی مفید
دشت وحشت مین ہے مجہ وحشی کی دشمن چاندنی

چار دن کی چاندنی ہی پہر اندہیرا پاکہ ہی
دیکہیے دریا پہ کیا اسے شوخ پر فن چاندنی

مرغ زرین کی اوڑا دن پر عوض مقیش کی
دیکہنا منظور ہو گر مرغ گلشن چاندنی

منزل اول ہی نو محلی کے چرخ اولین
ماہ تابان وہ ہی تو چاندیکی چلمن چاندنی

دست ماتم بن گئی ہی فرش کی ہر اک شکن
ہی صف ماتم مری کرتی ہی شیون چاندنی

صاف دہوکا مہ کا ہوتا تہا وہ رخ جب صاف تہا
یاد دلواتی ہی اب اوسکا لڑکپن چاندنی

چاہیے اقا سے ہر دم رفیقون کو فروغ
نقص ہی مہتاب کا گر ہو نہ روشن چاندنی

ہجر جانان مین ہین میری جان کو دو آفتین
رات ہی کالی بلا مبروص ڈاین چاندنی

مرے دامن سے جو منہ پوچہو وہ رشک ماہتاب
اپنی چادر پہینک کرے میرا دامن چاندنی

آسمان رفعت تیرا گہوڑا ہی جو بندی ہلال
کیون اندہیری کے لیے چاہی نہ توسن چاندنی

مہر کو تو پوجتا ہے مین ہون عاشق ماہ کا
دہوپ تجہکو چاہیے مجہکو برہمن چاندنی

مین وہ زخمی ہون کہ مجہپر دشمنونکو رحم آئے
پہاڑ کر چادر کو باندہی زخم گردن چاندنی

بچ گیا بار کفن سے جسم مجہ رنجور کا
کام آی ہجر کی شب بعد مردن چاندنی

چرخ سے اوترے فقط چادر چڑہانے کے لیے
ڈہونڈتی ہے لیکے مشعل مرا مدفن چاندنی

مین وہ وحشی ہون کہ اب ہر چراغ قبر بہی
چاندنی کے پہول سے کہنچیگی روغن چاندنی

چاندنی کی سیر دریا پر کرینگے دن کو ہم
دہوئیگی اوسکے بچہانیکی جو دہوبن چاندنی

چہرۂ شفاف پر پنجا ہے اک خال سیاہ
دیکھے گر مرے سیہ خانہ کا روزن چاندنی

فصد لینے مین تامل ہو گیا جراح کو
گر گئی مرے بدن پر کار جوشن چاندنی

ہے یہہ تاریکی کہ باقی ہی نہین آنیکی راہ
ڈھونڈتی پھرتی ہے کب سے میرا مسکن چاندنی

عقد پروین ہے ترا طرہ تو گجرا کہکشان
تو کری ہے چاند تارے پھول مالن چاندنی

مہر کو دوران سر ہے گردش افلاک سے
مد کے چھلکے پر گھسا کرتی ہے چندن چاندنی

ضعف مین ہم تاب گردش مہر کیونکر لائینگے
دست وحشت مین بگولے ہم سے چکر لائینگے

آپ ہی تشریف کیا اے بندہ پرور لائینگے
حضرت دل ہمکو اکدن آپکے گھر لائینگے

کاہیکو ہوگی ہمین اونکی قدمبوسی نصیب
ہم کہان سے ایسے جنا ایسا مقدر لائینگے

ہمکو پہنا جائیگی زنجیر گر موج نسیم
تمکو مرغان چمن پھولون کا زیور لائینگے

پارہ یاقوت لخت دل کے گوہر اشک کے
دیکھیےگا کیسے رنگین دیدۂ تر لائینگے

ہم ترے کوچہ کے دیوانہ ہین کیسی کوہ و دشت
جا مین قیس و کوہکن کیا خاک پتھر لائینگے

چشم بد دور اونسے کب آہو ملا سکتے ہین آنکھ
وہ کمانسے مہر یہہ چتون یہہ تیور لائینگے

سخت پستانپہ تری نیٹ کی انگیا دیکھی
جال مین بیضۂ فولاد کی چڑیا دیکھی

پیچ پہ پیچ اوٹھائے تو بلائین جھیلین
دل پریشان ہوا جب زلف چلیپا دیکھی

شعلۂ حسن رخ یار سے نسبت کیا ہے
بس تجلی اثر طور کی موسا دیکھی

مین وہ بیکس ہون کہ خوش ہو گیا ہمدم سمجھا
اپنے بستر پہ اگر صورت دیبا دیکھی

اپنا رہنا ہمین یاد آیا ترے کوچہ مین
جب گلستان مین کوئی بلبل شیدا دیکھی

وہی تدبیر کرینگے مری بیماری کی ۔ تیری اعجاز نمائی تو مسیحا دیکھی

مہر کی آنے کے عیادت کو جو اے رشک مسیح
آج کیا آپنی جاتی ہوئی دنیا دیکھی

اپنے اعجاز سے ستون کو پلایا پانی ۔ آگ کو پیر مغان تو نے بنایا پانی
مسی مل مل کے وہ ہنستے ہین رلا کے ہمکو ۔ ابر سے برق چمکتی ہے وہ آیا پانی
ہوگئی میرے دم سرد سے ٹھنڈی تلوار ۔ برف مین تیغ کا قاتل نے لگایا پانی
قطع امید ہوا اب زیست سے اپنی ہمکو ۔ اب شمشیر سے زخمون نے چرایا پانی
اشک گرم اسکے مرے سوز درونسے پیہم ۔ دلکو جب اپنے جلایا تو بجھایا پانی
موسم گل مین تکلف کیا دیوانون نے ۔ اپنی زنجیر و نپہ سونیکا چھڑکایا پانی

تیرے منھ دھونے کیلئے چشمۂ خورشید کی وجہ
مہر کے منہ مین مری جان بھر آیا پانی

دیوار تو گرا ہی ہے سر پھوڑ پھوڑ کے ۔ بیٹھے ہین کوہ یار مین اب پاؤن توڑ کے
پہنچی جو فکر وصف سراپا مین تا کمر ۔ فکر رسا کو طبع پکاری پھر چھوڑ کے
دیکھلا رہے ہین خار بیابان زبان خشک ۔ نادم ہون آپنے آبلہ پا کو پھوڑ کے
خالی نہو گناہ بھی فکر ثواب سے ۔ پانی پلاؤن دامن تر کو نچوڑ کے
مجنون بنا ہوا اب سگ لیلی نہین رہا ۔ دیوانہ ہوگیا مری ہڈی چچوڑ کے
منعم یہان سے گوشۂ تربت مین زیر خاک ۔ قصر فلک شکوہ گئے چھوڑ چھوڑ کے

مہدی لگا کے اپنے کیون ہمکو خون کیا
کیا ہاتھ آیا مہر کا پنجہ مروڑ کے

دیکھا ہے رخ یار کو اوڑھکر کئی دن سے | ہر صبح کا تارا میرا اختر کئی دن سے
اک صدمہ جانکاہ ہو مجہپر کئی دن سے | بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے
کرتا ہون جو مشق حنا ساغر کئی دن سے | بہرتا ہون قلم مین مئی احمر کئی دن سے
گلزار مین بنتی ہین وہان پہولونکی سیجین | کانٹون کا بنا ہے یہان بستر کئی دن سے
ہر صبح نیا عہد ہے ہر شام نیا عذر | بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے
سیلان ہوا خون کا پھر اپنی رگون مین | پھر تیز ہے فساد کا نشتر کئی دن سے
چھپ چھپ کے خود آرائی کیا کرتے ہین اب تو | آئینہ ہوا سد سکندر کئی دن سے
آنکھین ہین گلابی دل بریان پہ نظر ہے | پیتے ہین شراب آپ مقرر کئی دن سے
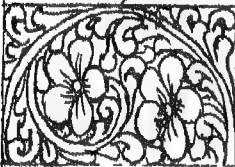
تیر نگہ یار ادہر بھی نظر مہر
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے
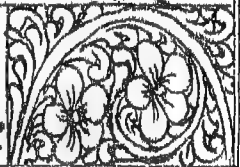
خالی تو یہہ ہوئے ابھی کاہیکو بھر آئی | کیون ابر کے چھینٹے مین تو اے چشم تر آئی
کچھ دھیان مین اپنے تو نہ تیری کمر آئی | کس نے اسے دیکھا ہے یہہ کسکو نظر آئی
گھر مین تیرے ہوتی ہوئی باد سحر آئی | آئی بھی تو ڈرتی ہوئی ہمکو خبر آئی
مرجاؤنگا مین درد سے غافل جو رہونگا | موت آئیگی فرقت مین مجھے نیند اگر آئی
اے سلسلہ جذب محبت ترے صدقے | مجنون کے لئے صاحب محمل کدہر آئی
اب نخل تمنا کے ثمر ہاتھ لگین گے | جوبن ترا ابھرا مری امید بر آئی
انسان سے مطلب ہے نہ ہمین حور سے کیا کام | واعظ یہہ طبیعت جدہر آئی ادہر آئی
دل ٹوٹ گیا شیشہ مئی کو جو لگی ٹھیس | خالی جو ہوا جام مرے چشم بھر آئی
ساقی نے مجھے کیسا یہہ طلسمات دکھایا | مئی ہے کہ پری شیشہ کے اندر اوتر آئی

بس تو نے تو ظلم و ستم و جور ہی سیکھا — الفت تجھے آئی تھی نہ بیداد گر آئی

جب جان لبون پر ہے تو آمد ہوئی اونکی — آخر مرا ناکامی دل کام کر آئی

اے چشم یہ خونابہ فشانی تیری کب تک — دل ہوچکا اب نوبت خون جگر آئی

کافر تیری زلفون سے سروکار تھا کسکو — بس دل کی بدولت یہ بلا جان پر آئی

اک شہر خموشان کبھی ویران نہیں ہوتا — آباد ہمیشہ یہی بستی نظر آئی
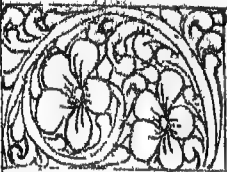
کیونکر نہ جوانی مین ہو ہمکو غم پیری
دن ڈہلنے لگا مہر بس اب دوپہر آئی

تا قیامت یون ہی محروم رہونگا مین بھی — جانتا ہون یہ ترا وعدہ فردا مین بھی

لن ترانی کے سوا کچھہ نہین سنتا مین بھی — طالب جلوۂ دیدار ہون موسیٰ مین بھی

آمد آمد ہے گلستان مین بہار آتی ہے — اے جنون چلنے کو ہون جانب صحرا مین بھی

نکتہ سنج اور سخن فہم تو بیشک ہون مین — یار کہتا ہون دہن مین تری دہوکا مین بھی

بار ہے سر تو سبکدوش بھی ہوجاؤن گا — ایک سفاک کا رکھتا ہون سہارا مین بھی

موج کی باد بہاری نے پہنائی زنجیر — اے پری ہون ترے دیوانون مین مرزا مین بھی

کاش ہم بستر ہے یار ہو مجکو بھی نصیب — کاش ہوجاؤن دلا صورت دیبا مین بھی

ہاتھ آئیگا نہین طائر مضمون کمر — دل سے لگے کیلئے پاؤن کوئی عنقا مین بھی

تو نے دیکھا ہے کوئی اور بھی مجھسا بیمار — کیون مسیحا کبھی ہوجاؤنگا اچھا مین بھی

دیدہ تر سے ہوا اے سوز دون چشم امید — چھوڑونگا نہین اب دامن دریا مین بھی

مہر کا بھی ہے یہی قول بقول شاعر
تیرا بیمار ہون اسے رشک مسیحا مین بھی

صاحب حجاب چہرہ روشن اوٹھائے ۔ بے پردہ منہ دکہاے چلمن اوٹھا گئے

بہتر حرم سے دیر سے آسن اوٹھا گئے ۔ کاہیکو ناز شیخ و برہمن اوٹھا گئے

دور شراب ناب مجے بس ہوچکا حجاب ۔ شیشہ کا سر جہکا ہی گردن اوٹھا گئے

ضحاک کا گمان نہ ہو سنے لگے کہین ۔ شانہ سے اپنے زلف کی ناگن اوٹھا گئے

دیکھو مرا غبار اوڑا لیچلی صبا ۔ اب آپ باگ لیجے توسن اوٹھا لئے

سمجے اگر نہین ہے کدورت حضور کو ۔ اچہا تو خاک پاک کی سمرن اوٹھا لئے

خاک شہید ناز کے ہین ڈہیر جا بجا ۔ یان پاینچے سنبہا لئے دامن اوٹھا لئے

اللہ کیسے توانا ہین ناتوان ۔ اب خاک سے تو خاک تہمتن اوٹھا لئے

پر تو بہی ہو جو نقش کف پاے یار کا ۔ آنکھون سے خاک وادی ایمن اوٹھا لئے

عیسیٰ سے کیا اوٹھونگا کرم کیجئے حضور ۔ تشریف لائے سر مدفن اوٹھا لئے

اونکو نہ مری خاک مین ملنی کا ہو یقین ۔ ہر چند خاک پاک کی سمرن اوٹھا لئے

دیکہا بچشم غور تو آخر کو خاک ہے ۔ سونیکا گر محل پے مسکن اوٹھا لئے

مشتاق جلوۂ رخ پر نور مہر ہے

بی پردہ منہ دکہائے چلمن اوٹھا لئے

داغ حسرت نے پایا عیش بے بنیاد کو ۔ لیچلے اک پہول ہم بہی گلشن ایجاد سے

سخت جانیکو مری پوچھے کوئی جلاد سے ۔ طایر جان اپنا نکلا بیضہ فولاد سے

ہم دل پر داغ دیار اونکے کوچہ مین گئے ۔ باغ ابراہیم بہلا گلشن شداد سے

ضد ہے مجہ بیکس سے چرخ تفرقہ پرداز کو ۔ کیا تعجب ہی چہڑادے یہہ اگر ہمزاد سے

کفر سے قایم ہے اے زاہد بنا اسلام کی ۔ سب حرم والے ہین واقف دیر کی بنیاد سے

طرہ طرار گیسو نے عبث ڈالا ہی جال
شاد کیا ہوگا کوئی مرے دل ناشاد سے

وہ سہی بالا ہوا جب عازم گلگشت باغ
ہمگیا فرش شجر سایہ شمشاد سے

مژدہ باد ای عشق دیکہا تو نے حسن اتفاق
طوق ہین لایا وہ خنجر لیگیا جلاد سے

تیری قامت نے سنائی سیدہی سیدہی سنو
پہ پٹکر کسی تہو قمری دل لگی شمشاد سے

بارہا پہونکا ہی ہمنے آپ اپنا آشیان
گرمی صحبت رہی ہے مدتون صیاد سے

بگیا تخت سلیمان کا جو خاکا گرد باد
ملگیا نقشہ ہمارے خانہ برباد سے

جسمین ہی مضمون لب شیرین کا ای شیرین دہن
کم نہین وہ بیت بہی دکانچہ فرہاد سے

مہر آتش کیطرح جہلین فلک کی سختیان
مورچہ باندہا ہے ہمنے قلعہ فولاد سے

میرے لکھے کی اب نئی تحریر چاہیے
اصلاح اور منشی تقدیر چاہیے

فرہاد مین نہین ہون جو تدبیر چاہیے
سر پہوڑنے سے فائدہ تقدیر چاہیے

عرش خدا ہلے وہ بت سنگدل ہو کیا
البتہ آہ و نالہ مین تاثیر چاہیے

گہٹتا ہے ضبط شوق شہادت سے دم مرا
تلوار کہینچ اب تو نہ تاخیر چاہیے

چمکا نہ داغ دل مدد اے یاد روی یار
تاریک قبر ہے مجھے تنویر چاہیے

دو گز کفن ہو کل تو سوا گز زمین سے ہے
کس زندگی پہ خلعت و جاگیر چاہیے

کس کام کا ہے آپکے دیے ڈالیے ہمین
غمخوار بیکسان دل دلگیر چاہیے

قاصد لکھون مین شرح مصیبت کہان تلک
خط مین حوالہ خط تقدیر چاہیے

وحشت مین ربط دست و گریبان کہان تلک
گردن مین طوق طوق مین زنجیر چاہیے

مین خوف حد شرع سے بدمست ہی رہا
قاضی کو مرے جرم کی تعزیر چاہیے

کل کائنات دہر مین رہتا ہو دم کے دم
گھر کیا بنائین حباب کی تعمیر چاہئیے

رونق نہین ہے دل کی اگر داغ دل نہین
اس گھر مین خانہ باغ بہی تعمیر چاہئیے

تمثال ہے نہ آئینہ خانہ مین تیرے آگے
سد سکندری یہان تعمیر چاہئیے

یہ قصر نیلگون فلک سے محل سجا
شمس و قمر کی جا تری تصویر چاہئیے

تجہسے حسین کے روبرو ہو جیسا حیرتی
آئینہ بہی تیرے لئے تصویر چاہئیے

آئینہ اپنا دیدہ حیران جو بن گیا
پتلی کی بدلے یار کی تصویر چاہئیے

ہو رشتہ قریب کو صورت ثبوت کی
ڈوری مین گردنون کی وہ تصویر چاہئیے

زیبا ہو جسکو طوق وہ دیوانہ مین نہین
حرز گلو پری تری تصویر چاہئیے

ار رنگ ہو تو صورت آئینہ خانہ ہو
مانی بس ایک بار کی تصویر چاہئیے

دیوانگی کی قید ہے پابندی جنون
رہنے کو اپنے خانہ زنجیر چاہئیے

اوس رشک مہ کو خواب مین دیکہا تو ہی خیال
یوسف سے مہر خواب کی تعبیر چاہئیے
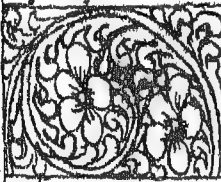
منظور خاکسار کو اپنا فروغ ہے
اے مہر ہمکو خاک سے اکسیر چاہئیے

قاتل کے ظلم و جور کا دفتر بنائیے
دیوان کو اپنے خون کا محضر بنائیے

دیوانگی مین سیکھیے کچھ ہوشیاریان
انسان اوس پری کو مقرر بنائیے

سرگشتگی مین اور تعلّی کی سیکھیے
گردون کو اپنے پاون کا چکر بنائیے

تعریف رخ سنی تو کہا مجھسے یار نے
باتین نہ جھوٹ سچ مرے منہ پر بنائیے

خود بین ہوا وہ آئینہ کے جوہر اب کہلے
گرد حلب بہی سد سکندر بنائیے

انکہین دکہا کے نزع مین مسرور کیجئے
پیمانۂ حیات کو ساغر بنائیے

شکوہ لکھا جو خط کی نہ لکھیگا تو لکھا / کیا طایر حنا کو کبوتر بنایے
یوسف سے کہے کہ آنکھہ کا تارا ہی تیرا خال / ہو خواب کا خیال وہ اختر بنایے

چمکایے جو مہر اوسے تو لقول ماہ
خال جبین یار کو اختر بنایے

اوسکی گلی مین گہر پس مردن بنایے / دو گز زمین لیجے مدفن بنایے
نیلم کو پیسیے تری مسی کے واسطے / موتی جلا کے دانتون کا منجن بنایے
داغون کو کیون چہپایے پردیسی فایدہ / جیب قبا کو پہاڑ کی اچکن بنایے
آجایے کبہی سے ویرانے کی طرف / دشت جنون کو وادی ایمن بنایے
ہو میرے قتل کے لیے زنار دار تیغ / پہنایے جنیئو برہمن بنایے
ڈوری مین اوسکی تار نظر صرف کیجیے / مژگان یار کے لیے چلمن بنایے
دل ہو جو داغ داغ تو صاحب بہار ہو / ویرانہ خراب کو گلشن بنایے

اے مہر کیجیے فلک دون سے کیا گلہ
کیون چہیڑ کر کمینہ کو دشمن بنایے

ٹہوکر سے مسیحا کے ادا یار نکالی / تمنے تو قیامت کی یہہ رفتار نکالی
چہٹنے کا نہیں فصل گل آئی ہے تو آئے / کاہیکو گلی مرغ گرفتار نکالی
صیاد یہہ کہتا ہے کہ مین ذبح کرون گا / آواز جو اے مرغ گرفتار نکالی
کچہہ کہے تو کیا وصل مین بہی ہم نہ ہون محرم / کیون آپکی انگیا نے یہہ دیوار نکالی
آنکہون کا رہا شغل تصور کا تمہارے / پردے مین فقط حسرت دیدار نکالی
یوسف کی خریداری مین پڑ جاینگے رخنے / اوس شوخ نے گہر کی سر بازار نکالی

ہم گالیان کہانیکو طلب کرتے ہین بوسہ / اے مہر عجب چہیڑ مزے دار نکالی

دوستی سہل تہی مشکل کبہی ایسی تو نہ تہی / دشمن اک دو تہے یہہ محفل کبہی ایسی تو نہ تہی

قیس و فرہاد کبہی سودائی تہے اسیر زلف / اونکو پر قید سلاسل کبہی ایسی تو نہ تہی

کوئی تو بات ہوئی غیر کی تسکین کیجے جان / مجہکو اتبک تپش دل کبہی ایسی تو نہ تہی

شور محشر ترے آنے سے ہوا گلشن مین / یہان فریاد عنادل کبہی ایسی تو نہ تہی

بس فقط نام کو تہا آنکہہ کا پردہ صاحب / چلمن ایک بیچ مین حائل کبہی ایسی تو نہ تہی

ابتو ہر بات مین اک بات ہے سبحان اللہ / گفتگو مرے مقابل کبہی ایسی تو نہ تہی

یاد مژگان نے کئے پل مین جگر کے ٹکڑے / برش خنجر قاتل کبہی ایسی تو نہ تہی

مہر بے مہر یار تعجب ہے سبکے / نفرت اوس شوخ کو حاصل کبہی ایسی تو نہ تہی

جب آہ و سرد و نالہ گرم اپنے تہک گئے / بن بن کے مہر و ماہ فلک مین چمک گئے

جوڑا بندہا وہان یہان سودا ہوا نصیب / نازل ہوئی بلا جو وہ گیسو لٹک گئے

پانی مسی سے پڑ گیا بدلی کی پیٹ مین / بجلی تڑپ گئی جو وہ دندان چمک گئے

دانتون کو اونکے دیکہکے کہتے ہین جوہری / موتی نظر سے گر گئے دندان چمک گئے

یاد آگیا جو قصہ ادریس و باغ خلد / اونکی گلی مین ہم بہی پہنچکے ٹہٹک گئے

کس درجہ بدگمان وہ بت بدگمان ہوا / ہمنے خدا کا نام لیا اوسکو شک گئے

آخر ہوئے تمام یہین کاٹ کر گلا / او بدگمان ابتو تیرے دل سے شک گئے

پہاند آگیا نہ بام پہ اوس رشک ماہ کے

ہر چند مہر قصر فلک ہم اوچک گئے

جو دیکھے چہرہ تابان نہ ہرگز حشر تک نکلے
تمہارے روبرو کیا منہ ہے خورشید فلک نکلے

اگر کوئی رسائی کی سبیل اوس ہو تک نکلے
کبوتر بنکے خط لیجائے جنت سے ملک نکلے

مین اوس رشک مسیحا کو اگر سینہ سے لپٹا دون
یقین ہے مجھکو اس تدبیر سے دل کی کسک نکلے

اوتارو تم کمان قوس قزح کے اک اشارے سے
چڑہا وابرو مین دیکھین تو پھر کیونکر دھنک نکلے

بہت مضمون تری موی کمر کے ہمنے باندھے ہین
عجب کیا ہے مرے اشعار مین گر کوئی شک نکلے

مجھے مد نظر ہے آدمیت کیا تعجب ہے
بنی مردم گیا جو دیدۂ ترکی پلک نکلے

سخن گو دانت پیسین گر کرین تعریف دندان ہم
ہمارے گوہر معنی مین ہیرے کی جھلک نکلے

مجھے انکھین دکھا کر مجھسے کہتا ہے مرا ساقی
بڑے کم ظرف ہو تم دو ہی ساغر مین بہک نکلے

وہ کہتے ہین ترے نالون نے مرا دل دہڑکتا ہے
یہ دھڑکا گر نہو تو نالہ دل بیدھڑک نکلے

دل بریان لگا لون آمد معشوق میکش ہے
بہم سامان عشرت ہو شراب آئی گزک نکلے

کہین فریاد یارب ہم جو اوسکے سرد مہری
ہماری آہ یخ سے بہی زیادہ تر خنک نکلے

اگر ہوت نالہ موزون سما ان بندہ جائیگا نیکا
صدا سینہ کوبی مین ہی ڈہولک کی گمک نکلے

ملا کب مجھکو رخسار ملیح یار کا بوسہ
وہ کیون کہتا ہے تیرے پہوٹ پہوٹ اپنا نمک نکلے

دل سوزان سلگتا ہے تو ضبط آہ لازم ہے
ہوا اسکو نہ لگنے دو کہ یہ آتش بہڑک نکلے

خدا کیواسطے بیٹہو نہ اوٹہو دفعتاً صاحب
کہین ایسا نہو تن سے ہماری جان تک بیک نکلے

وہ دل مجکو عنایت ہو کہ یارب جسکے نالے سے
صدا سے رعد پیدا ہو تو بجلی کی کڑک نکلے

یہ جوش چشم دریا بار کب رکتا ہے مژگان سے
تعجب کیا ہے اس گہر کا اگر چہپر ٹپک نکلے

چڑھایا مانگ نے سودا یو لنسی کوچہ گیسو
چلے تھے ٹیڑہے رستے ہم مگر سیدھی سڑک نکلے

پس دیوار جانان بس گیا اک شہر خاموشان
ہوئی لاکھون ہی گھر ویران جو وہ دروازے تک نکلے

تصور ہے کسی مژگان کا برچھی ہے نہ بھالا ہے
نہین ممکن نہین ممکن ہے مر دل کی کھٹک نکلے

شعاع ماہ تابان برج سے کچھ کچھ نظر آئی
وہ جب انگیا پہ اپنی ٹانک کر پتلی دھنک نکلے

سمجھے پر صاف کر تو پہلے اپنا ہاتھ او قاتل
مرے دل کی ہوس نکلے ترے دل کی جھجک نکلے

نہ خورشید تابان ماہ اون کا سکو دہوکا ہے
جو اونکی شملہ زرتار سے تحت الحنک نکلے

ترے بوٹے سے قد پر کیون نہ گلبن کی کہون پہنچے
مریجان شاخ گل کی جب سراپا مین لچک نکلے

ارادہ ہے مرا اے ماہ تیرے آستانے پر
کرون یہانتک جبین سا کہ قسمت چمک نکلے

تیری رفتار کی صدقے تیری گفتار کے قربان
جو دیکھے کبک چل نکلے سنے بلبل چہک نکلے

نہین کچھ مال سونا وہ سنہرا رنگ ہے تیرا
کہ خستے تمازہ گر چھوٹی تو کندن سا دمک نکلے

مین ہون وہ شور بخت ای مہر دریا مین اگر ڈوبون
یہانتک شور دریا ہو کہ ماہی پر نمک سے نکلے

کہتا تہا تصور مین یہی مایل لیلے
لیلی جو سویدا ہے تو دل محمل لیلے

مرتا تہا او سی یار وفا کیش پہ پہلے
مین کیون ہنوا قیس نہ تہا قابل لیلے

پتھر پڑین اس عقل پہ مجنون نے سمجھے کو
ہشیار سمجھتا تہا دل غافل لیلے

ویرانہ مجنون نہین مہتاب کا محتاج
کافی ہے رخ رشک مہ کامل لیلے

بس یہہ ہی نہ خلا ہر ہیت سیہ فام تہی لیلی
یا تیری طرح جان سے تہا دل لیلے

تہا وصل مین ہی رنگ بلا شب ہجران
کیون قیس سیہ بخت ہوا مایل لیلے

کچھ علم تہا کون ہے حجازی کے پیچھے
شدت سے شتربان تہا خر حایل لیلے

اقلیم دل قیس پہ تہا سکہ لیلی
تھے درہم داغ جگری حاصل لیلے

دونا غم مجنون ہوا آغوش لحد مین — مرنے پہ بہی آسان نہوی مشکل لیلے

تو اور مرا معشوق ہو مین اور تیرا عاشق — مین لایق شیرین تہا مین تہا قابل لیلے

یہ وسعت صحرا سے جنون تنگ ہے مجہہ پر — تڑپون مین یہان خاک اپنا ہو بسمل لیلے

تجہہ پر یہہ سرمہ کی بعینہ ہے سیہ تاب — قاتل ہے تیری تیغ نگہ قاتل لیلے

یا تنگ کشش عشق نے جنگل مین پہر آیا — ہو قیس بہی وحشت مین ہو قابل لیلے

سن رکہین وہ جو لوگ بناتے ہین کہلونے — مجنون جو بنانا ہو تو لا مین گل لیلے

دیوانہ سیہ کیون نہ کرون جوش جنون مین
ہر بیت مین اے مہر ہے یان منزل لیلے

کیا تیغ و غم و درد و اذیت کا مزا ہے — اے مہر غضب تجہکو محبت کا مزا ہے

حورون کی تجلی ہے حسینون کا تصور — سیر دل پر داغ مین جنت کا مزا ہے

ہو تلخی مرگ آب بقا سے کہین شیرین — یان زہر ہلاہل مین بہی شربت کا مزا ہے

افلاس مین ممکن نہین بزم دمی و معشوق — یہہ زر کا تماشا ہے یہہ دولت کا مزا ہے

پیکان مرے سینہ سے نہ جراح نکالین — یان درد سے الفت ہے اذیت کا مزا ہے

کافور کے بدلے ہے نمک سود مری نعش — قاتل ترے کوچہ مین شہادت کا مزا ہے

ممکن ہی نہین ہے کہ طبیعت رہی بدلاگ
اے مہر غضب تجہکو محبت کا مزا ہے

خالی نہین ہے شوق بہی امید و بیم سے — گر آہ مین گفتگو ہے تو پوچہو کلیم سے

اے چرخ مہر زر سے بنی ماہ سیم سے — حاتم ہون مین غرض نہین تجہ سے لئیم سے

ہر مہرہ ہے سہم سعادت بعینہ — چکر مین کیون نہ چرخ ہو تجہ سے سہیم سے

ٹھکڑا اگر کوئی دل پر داغ کا جما
پنجہ کریگا پنجۂ مژگان کلیم سے

ہر تار پر گمان رگ ابر سیہ کا تھا
آنسو جو مجھ نقیب نے پونچھے گلیم سے

مضطر جو برشگال مین تجھ بن جو یہ فقیر
پیدا ہوا ابر و برق کا عالم گلیم سے

بیشک بنیگا قطعی عطار شامہ
خوشبو جو ای کاکل عنبر شمیم سے

ہین خاص ہر ظلم تو ہون جلسے شکر ہے
شکوہ نہین مجھے تری لطف عمیم سے

مشتاق نقد رہین یہانتک یہ سیم تن
پائین تو چھین لین ید بیضا کلیم سے

ممکن نہین کہ خوان فلک سے ہو ریزہ چین
کیا سیر ہو جا مری عظم رمیم سے

دیوانہ ازل ہون جو طفلی مین عشق کے
اب تک ملا نشان نہ دامن کا جیب سے

ہرچند مہر قاف سے ہے پر لبے حوصلہ
اس جسم پر اڑا ہی فلک سے جسیم سے

جذب دل یار کو مضطر کر دے
مجھکو اور اوسکو برابر کر دے

سر ٹپکتا ہے عیسی اسے نہ ہو
جو ترے پاؤن کی ٹھوکر کر دے
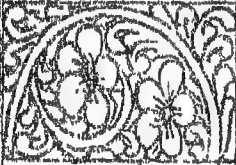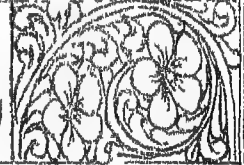
جبہہ سائی تو ہو اوس در پہ نصیب
کاش ایسا ہی مقدر کر دے

آہ و نالہ مین اثر ہو یارب
مجھکو اتنا تو مقدر کر دے

دیکھون کیونکر یہان آتا ہے رقیب
مجھکو دربان پہ نوکر کر دے

مری تربت پہ خرامان ہو کر
حشر او فتنۂ محشر کر دے

ہو سکے تجھسے تو ای مریم
کچھ علاج دل مضطر کر دے

ہون وہ بدبخت اگر خط لکھون
تلف اوسکو ہی کبوتر کر دے

مرے گھر آئی بت آئینہ رو
یا خدا مجھکو سکندر کر دے

دے دیا کر مجھے اک بوسۂ رخ
مرا روزینہ مقرر کر دے

ہون وہ آوارہ فلک کہتا ہے
مجھکو تعلیم تو چکر کر دے

کس طرح اون کا دل سخت ہو نرم
موم پتھر کو کوئی کیونکر کر دے

سامنا ہے بت سنگین دل کا
یا خدا دل مرا پتھر کر دے

بوجھہ ناتمام ہونے غزل کے مہر صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

کیون محرم ہے سگ راہ سفر کیسا ہے
چشم تر آئینہ ہے یار سفر کیسا ہے

طور ہے سنگ نشان منزل بھی منزل
کسکا پرتو ہے منور یہ گذر کیسا ہے

وہ نہین ہے تو دریا ہی کام از در
پہاڑ کھائے نہ کہین مجھکو یہ گھر کیسا ہے

گھر مین بیٹھا ہون مگر دل ہے کسی کے ہمراہ
کس طرح سکا یہ سفر ہے یہ حضر کیسا ہے

مٹ گیا مین نہوئی اونکو ذرا بھی تاثیر
نالہ و آہ مین یارب یہ اثر کیسا ہے

پھرون روتا ہون ندامت سے مین آزار اشک
تو ہی منصف ہو مرا دامن تر کیسا ہے

صورت گرد رہ قافلہ برباد ہی خاک
راہ مین ہی مجھے چلکر یہ سفر کیسا ہے

کیا تجاہل ہے وہ کہتا ہے مجھے کر کے شہید
لاش کیسی یہ تڑپتی ہے یہ سر کیسا ہے

ہون وہ بیکس کہ کوئی پوچھنے والا ہی نہین
دلکا کیا حال ہے اب زخم جگر کیسا ہے

وان سواری پہ وہ بیٹھے تو اوٹھایا تابوت
ہاے کیسا وہ سفر ہے یہ سفر کیسا ہے

وہ بھی دن آئے کہ سینے سے لپٹ کر وہ شوخ
مجھسے فرمائے کہ اب درد جگر کیسا ہے

آنکھ اوٹھا کر جسے دیکھا وہ وہین بیٹھ گیا
چشم بد دور یہ انداز نظر کیسا ہے

مہر نالان کو بھی لے اے مہ کنعان ہمراہ

بے جرس قافلہ کیوں ہے یہ سفر کیسا ہے

تلوار مارتا ہے قاتل تڑپ تڑپ کے
دم توڑتے ہیں لاکھوں بسمل تڑپ تڑپ کے

کس کس طرح سے تڑپا تب جان تن سے نکلی
آسان کی ہے میں نے اپنی مشکل تڑپ تڑپ کے

اے کوہ کن یہی ہیں عشقی جذب وحشت
لگتی ہے یہ حسرت سے پہنچو وصل تڑپ تڑپ کے

ساقی شراب لیکر چل بزم میکشاں میں
مرتا ہے تشنگی سے محفل تڑپ تڑپ کے

کیا منہ ہے مرغ بسمل جون کر سکے برابر
بس اتنی بات کی ہے قاتل تڑپ تڑپ کے

ناکام ہی مرونگا وہ تشنہ کام ہوں میں
یا لقمہ حضر کا لیا ہے ساحل تڑپ تڑپ کے

مجنوں کا یہ تڑپنا بیہودہ کب ہے لیلی
لیتا ہے کوئی دم میں محمل تڑپ تڑپ کے

میں کشور عدم میں پہنچا ہوا ہوں بسمل
طے کی ہے میں نے اول منزل تڑپ تڑپ کے

اللہ رے [illegible] سے بیقراری
کیا جانے کیا کریگا اب یہ دل [illegible]

ایسی زمیں میں [illegible] فلک میں ہو
یوں چاہیں [illegible] تڑپ تڑپ کے

دل ڈر گیا تیری نگہ خشمناک سے
نشتر ہے حسرت کا ہی تیرا آہو کی ہلاک سے

چلتی ہوا سے جو کہ لپٹے بات بات پر
کیونکر صبا پیام کہے اوس [illegible]

ساتھ اون کے ہی زلف کو شانہ ہے خلل ہو
اچھے ہیں [illegible]

مجھکو شراب تند سے حاصل ہوا مزا
کیڑا ہے محتسب کے [illegible]

اسکے سفر پہ دل کی کدورت دلیل ہے
پایا نشان قافلہ رفتہ خاک سے

اس چرخ روسیاہ سے مٹی خراب کی
مجھکو چھڑا کے لکھنو کی خاک پاک سے

چاہے چمن میں دامن صحرا کو چھوڑ کر
یاد آگئی گلوں کے گریبان کے چاک سے

افسردہ کر دیا دل سوزان غبار نے | پانی کے بدلے آگ بجھای ہے خاک سے

خورشید روز حشر جو نقشہ اسی کا ہے
روشن ہوا ہے داغ دل چاک چاک سے

خط مین لکھنا یار کو بیتابی دل چاہیے | جائے مرغ نامہ ہر اک مرغ بسمل چاہیے

کوئی دل تفتہ تری صورت کا مائل چاہیے | مہر ایسی جان جہان مہ کے مقابل چاہیے

پھاڑتے ہین یہہ گریبان وہ بیابان گرد مین | ہتکڑی ہاتھون مین پاؤنمین سلاسل چاہیے

دست بر دظلم خوبان کا مٹانا ہے حباب | اب مجھے بھی عادت عقد انامل چاہیے

چاہیے وا اونکے رتبے سے نہین آگاہ تو | کس توقع پر تجھے اے شوخ جاہل چاہیے

تھا گوارہ وصل مین پینا ہمین میٹھی شراب | اینتو ساقی ہجر ہے زہر ہلاہل چاہیے

باندہ ایصیاد میرے بھی جگر کے بند بند | یہہ مجھے بھی نسخہ وجع مفاصل چاہیے

ایک بوسے کی عوض سمجھین اگر دو گالیان | تو بھی کچھ بندہ بھی کا صاحب پہ فاضل چاہیے

یاد ان جس تہر پہ ملکے دہوتی ہین اوس شوخ کے | اب مجھے سر پھوڑنیکو بھی وہی سل چاہیے

جانتے ہین بیوفا ہو وہ کرین کیا امتحان | فکر کاہیکو پی تحصیل حاصل چاہیے

دل تو اول ہی گیا کہئے کرے اب کون صبر | اسکی خاطر بھی تو آخر ناصحا دل چاہیے

اعتکاف کعبہ ہو تو جی لگا ہو دیر مین | دل اگر اللہ دے تو بت کا مایل چاہیے

اب تلک اپنا گلا کاٹا نہ ہجر یار مین | عشق کرنیکے لئے اور مجہسا کاہل چاہیے

ہم ازل سے رسم رویت ورنہ یہہ انصاف ہے | دہوپ مین مجنون جلے لیلی کو محمل چاہیے

سیب کے بازار ہی مین چل کر ہے چند روز | کوئی تو صورت پی تقویت دل چاہیے

مہر اپنے وقت کا حاتم ہوا ہو رشک قمر

اے مہر ہے اپنی ہی جوانانہ طبیعت
بگڑا ہوا مزاج بت بے پیر بگڑ جائے

اب سپید خاک کو مہر سے کیا سفیدی ہی چاہیے
پنجۂ خورشید میں بھی یان تو دستی چاہیے

بن گئیں کالی گھٹا بڑھ بڑھ کے زلفیں یار کی
کانیں بالی کے بدلے ایک تجلی چاہیے

کیون نہو مہجور سخندان اگر ہے ہیں داغ داغ
سیب کے بازار سے ملتی پہلٹی چاہیے

بار خاطر کیون نہو مجھکو سبک وضعونکی وضع
میرزا ہو تمہیں مجھے نازک مزاجی چاہیے

چاہیے جلدی منگائیں اب مرا تابوت ہی
یار گھر جانے کو آمادہ ہے ڈولی چاہیے

ہو شفا کی تو کسے امید لیکن اے مسیح
کچھ تو بیمار محبت کی تشفی چاہیے

مری صحبت سے تجھے ایجان جہان ہوگا فروغ
مہر سے مہتاب کو کسب تجلی چاہیے

مہر عالی قدر ہون ایسا کہ میرے واسطے
ماورائے چرخ چارم عرش و کرسی چاہیے

اپنے دل کا ہے مجھے درد جناب ناصح
آپ خاموش رہیں آپکا کیا جاتا ہے

جسکو بیٹھے ہوئے دیکھا ترے در پر اکثر
کچھ خبر بھی ہے وہ دنیا سے اوٹھا جاتا ہے

یاد آتا ہے وہی یا ہمیں دنیا سے چلے
آج ہی کل میں جو ہونا ہے ہوا جاتا ہے

قہر ہے ظلم ہے واللہ کہ اتنا ہی بناو
بندہ پرور کوئی بیچارہ مٹا جاتا ہے

ہاتھ پاؤں میں وہ ملتا ہی نہیں ہو مہندی
یہ دل خون شدہ ناحق کو لیا جاتا ہے

منع کر باد صبا تو یہ ہنسی خوب نہیں
بلبلیں بیچ میں ہیں غنچہ کھلا جاتا ہے

یان تلک اوسپہ مٹا ہون کہ جو خط لکھتا ہون
خود بخود نامہ کا ہر حرف مٹا جاتا ہے

پیٹ جاتا ہے مجاور کو جو آتا ہے کبھی
مری تربت پہ وہ لیون ہاتھ اوٹھا جاتا ہے

کوہی کہتا نہین کے دانت ہین تیرے منہ مین / دیکھیو شانہ کو کیا سر پہ چڑہا جاتا ہے

مہر سے چہرہ سے ہوا تیرا تلون ثابت / ایک رنگ آتا ہے اور ایک اڑا جاتا ہے

عین کرتا ہے تو گرجاتے وہ فرماتے ہین

میرزا حاتم علی مہر ہوا جاتا ہے

سرخ ٹیکا بھی میان ابرو کی حمدار ہے / مہر مریخ فلک کی ہاتھ مین تلوار ہے

سرمگین آنکھون کا کشتہ طالب دیدار ہے / مہر سنگ طور پر تیغ نگاہ یار ہے

ایصنم واللہ بس قدرت خدا کی ہے یہ حسن / تو پری ہی حور ہے انسان ہے کیا اسرار ہے

ان حسینونکی خریدار وہین ہین سب خاص و عام / انجمن مین شمع ہے یوسف سر بازار ہے

بندہ پرور ہمتو سنتے تھے مسیحا آپ کو / تمنے تو یون بھی نہ پوچھا یان کوئی بیمار ہے

ہم بھی ڈوری ڈالتے ہین شوخ کافرکیش ہے / اپنی گردن مین بھی ابتو رشتہ زنار ہے

یون ہی دم دہاگی دی اوس شوخ نے سند دی ہمین / جہوٹ قسمون کے لئے گردن مین زنار ہے

دیکھے اندہیر کن پیچ نے لے جاتا ہے دل / کس بلا کا چور اونکا طرہ طرار ہے

کوہکن کہسار مین پتھر سے پہوڑے اپنا سر / تیرے کوچہ مین مرا سر ہے تری دیوار ہے

ہمسے گر کہئے تو صاحب ہاتھ رکھکر باندھ جائین / ایسی اونچی کیا ہے کچھ حرم کی بھی دیوار ہے

جان بلب عاشق کو وہ تو منہ لگاتے ہی نہین / اونسے کس منہ سے کہین بوسہ ہمین درکار ہے

ہمسا بیچارہ بتا تو کیا کرے اپنا علاج / اے مسیحا ہمکو تیرے عشق کا آزار ہے

کون پوچھے کس سے کہئے حال درد عشق کا / مین ہون غمخوار اپنے دلکا دل مرا غمخوار ہے

کیا نگہ ہے کیا مژہ ہے کیا کجی ابرو کی ہے / واہ کیا ناوک ہے کیا برچھی ہے کیا تلوار ہے

مہر کا پنجہ زر افشان ہے بتان سیم تن

مہر حاتم ہے غنی اللہ کی سرکار سے

ہین سب ہون گا حال دل پایمال کے
پوچھین گے حشر مین جو ستم اونکی چال کے

مشتاق ہین وہ حد سے سوا میری حال کے
کہئے جگر کو تہام کے دل کو سنبھال کے

لکھتے ہین تیغ ابروے دلدار کی صفت
مضمون باندھتے ہین دعاے ہلال کے

چلتا ہے دور بزم مین ڈہلتی ہے می مدام
قربان بادہ نوش تیری چال ڈہال کے

مژگان و چشم یار کا عالم تو دیکھیے
پنجے بہی شیر کے ہین بعین غزال کے

بوسے کے مانگنے پہ سنائی ہے گالیان
صاحب بہی جواب ہین اپنے سوال کے

دیوان ہے جہان سے سفید و سیہ کا ذکر
مضمون سیاہ زلف کے ہین گوری گال کے

تار شعاع بہی نظر آتے نہین ہتو
ہندو بنا ہے مہر بہی زنار ڈال کے

دو گل ہین بہار گل رخسار نہین ہے
اک بلبل نالان ہے دل زار نہین ہے

کس روز وہان مجمع اغیار نہین ہے
کب بادشہ حسن کا دربار نہین ہے

غیر وسے اونہین کو نہ اقرار نہین ہے
ہان اک مری بات پہ ہر بار نہین ہے

یون مصر مین بہی گرمی بازار نہین ہے
وان مہر تو یوسف کا خریدار نہین ہے

وہ آئین تو آئین جو مسیحا ہین تو کہدو
عاشق ہے یہ بندہ کوئی بیمار نہین ہے

پہلو ہی اب دل بہی کیا کرتا ہے مجہسے
اے جان مرا کوئی طرفدار نہین ہے

سودا ہی اگر پیچ اوٹہائین تو بلا سے
یان گیسون والون سے سروکار نہین ہے

کافی ہے مرے قتل کو قاتل نگہ تیز
یہ تیر نہین ہے کہ یہ تلوار نہین ہے

پا پوش پہ ہے ظل ہما کسکو ہے پروا
کیا سر پہ ترا سایہ دیوار نہین ہے

ہم بھی صیاد کا سنتے نہیں اب شور — کیا اور کوئی مرغ گرفتار نہیں ہے

تشخیص اطبا ہے کہ بیماری دل ہے — ظاہر میں تو مجھکو کوئی آزار نہیں ہے

تیر نگہ یار شہادت مری دیتا — پر کیا کہوں گویا لب سوفار نہیں ہے

مجھسے تو ہو دل شکنی جان ہی جاوے — وہ سہل نہیں مجھکو یہ دشوار نہیں ہے

پہچان سکے ہم بہت دور ہو گئے ہی

پاس آپکا احباب کو زنہار نہیں ہے

کوئی مضمون نہ بندھے زلف اگر وا ہو جاے — شعر سوجھے کسی انکھو نمین اندھیرا ہو جاے

منہ دم نزع لب یار سے میٹھا ہو جاے — خواب مرگ اپنا شکر خواب سے اچھا ہو جاے

دیکھنا اچھا نہیں کیا جانئے پھر کیا ہو جاے — تیرا عاشق نہ کسی اور پہ شیدا ہو جاے

وہ جو ناچین تو ابھی نور کا جلوہ ہو جاے — محفل عیش میں دستی ید بیضا ہو جاے

بلبلین ذبح ہوا کی ہین تعجب کیا ہے — رنگ دامان گل اس خون کا دھبا ہو جاے

ضبط گریہ ہو منظور تو ترے جنون — آنکھ کے سامنے جنگلین ابھی دریا ہو جاے

بار یابی کا ہے مشتاق یہ بیمار فراق — اے مسیحا جو ملے حکم تو اچھا ہو جاے

میرے پہلو میں رہی اک بت کافر اللہ — کعبہ دل جسے کہتے ہین وہ متھرا ہو جاے

ناتوانی سے ہوا ہون مین نزاکت کا شریک — عاشق اک گل کا ہون کیون جسم نہ کانٹا ہو جاے

کیجئے اب تو مسیحا ہی برا ہی کیا ہے — آپ کا نام ہے بیمار جو اچھا ہو جاے

قتل پر ہو اگر اوس بت کے طبیعت مائل — خون عشاق ہو بلدان وہ درگا ہو جاے

لیکے بوسے مین پھرا دون ترے ہونٹھ کی مسی — ہان مزا تو ہے جو لبے دودیہ حلوا ہو جاے

امتحان مین ترے قاتل مین ہی پورا اوترا — منصفی چاہیے کیون مجھکو نہ دعوا ہو جاے

دونون رخسار عنایت کرین اک بوسہ
عاشقون کے لیے سرکار سے چندا ہو جائے

مجھکو کہتا ہے وہ چل دور ہو در گور موئے
مر ہی جاؤنگی کہین یار کا کہنا ہو جائے

ہو ترے ناخن پا پر ید بیضا صدقے
ہونٹھ ہلجائے تو اعجاز مسیحا ہو لے

دل یہی چاہتا ہے جان تجھے پیار کرون
گرم جوشی ہو کلیجہ مرا ٹھنڈا ہو جائے

جس پہ ٹیکا ہو نہین دیوانہ وہ اک کافر ہی
کہین داغ سر سودا ہی نہ ٹیکا ہو جائے

تیل کی دہار ہی کالا یہ ترے گیسو کا
کیچلی کیون ہو موباف جو چکنا ہو جائے

آرزو ہے کہ گلے تجھکو لگاؤن قاتل
مری گردن کا تری تیغ کا ڈورا ہو جائے

مین تو حیران ہون اسکا ہو تیرا نظارہ
رشک آتا ہے مجھے آئینہ اندہا ہو جائے

شب ہجران نہ ستا او شب ہجران نہ ستا
مہر ہون مہر ہون ایسا نہ ہو تڑکا ہو جائے

یہہ ہو کونسی چھیڑ کیا دل لگی ہے
کہ صاحب مین روتا ہون تمکو ہنسی ہے

لگاوٹ کی باتین کرون کیون نہ تمسے
خداوند مرے تو جی کو لگی ہے

ترے دشمنون کو ہو دشمن سے رغبت
یہ کیا دوستی ہے یہ کیا دوستی ہے

یہان ہاتھ ملتی ہین جی پس رہا ہے
وہان اوسکے پاؤن مین مہندی ملی ہے

لڑکپن مین سنتے تھے ہم چار بیتین
چنبیلی زرد ہو کے روئی چلی ہے

سخی یہی خدا کے ہو فضل و کرم سے
ہے تو مہر کا نام حاتم علی ہے

بیٹھو ہو گئے ہین یہ سامان آڑ کے
اے تیر آہ توڑ دے تختے کو آڑ کے

وابستہ ترے دامن دولت کی اے پری
دیوانے ہو گئے ہین گریبان پھاڑ کے

ہرگز نہ چھوڑ دست جنون اپنا مشغلہ
دامان دشت پہاڑ گریبان پہاڑ کے

جنت سے کیا غرض ہمین حور و لنسی کام کیا
بیٹھے ہین کوی یار مین سب چھوڑ چھاڑ کے

مین بس رہا ہون خانہ زنجیر سے یہ غل
صحرا کو جاے نہ مرا گھر اوجاڑ کے

انگیا کے ہمنے ٹکڑے اوڑاے شب وصال
چڑیا کے پیچھے باز پڑا پنجے جھاڑ کے

ہر دم یہی دعا ہے خدا سے اے صنم
جھم جاو تمین رقیب لعین کو اوکھاڑ کے

سر پھوڑ کر مرینگے ترے سنگ پا ہے ہم
فرہاد ڈھو ے عشق مین پتھر پہاڑ کے

گردش ہے اپنی دشت مین چکرای گرد باد
شل کر دیا ہے قیس کو ہمنے لتاڑ کے

باتون مین بھی مزا ہے زبان کی مساس کا
قایل ہین ہم نہ مہر تیری چھیڑ چھاڑ کے

بے مہر ہین کہ گھر سے منہ موڑ کر چلے
ہم اونکے گھر مین اے وہ گھر چھوڑ کر چلے

اچھا نہین ہے راہ مین شیشہ کا لوٹنا
کیا قہر ہے کہ تم میرا دل توڑ کر چلے

کرتے ہین ایک بوسہ پہ دل کا معاملہ
لینا ہے اب تو لیجے ہم توڑ کر چلے

ہم بیٹھ رہتے کاش وہین پاون توڑ کر
کیون سنگ در سے یار کے سر پھوڑ کر چلے

دنیا کے چھوڑنیکا ہمین رنج کیا ہو مہر
لاے تھے کچھ نہ ساتھ نہ کچھ چھوڑ کر چلے

کچھ سینہ زوریون کے ارادے ہین یار کے
ہتو نپہ لائیگا وہ نہین جوبن ابھار کے

بوسے ملین گے ابرو و رخسار یار کے
دیکھو تو فال طاق سے قرآن اوتار کے

ٹکڑے ہین چشم تر مین دل داغدار کے
کیا گل کھلا رہے ہین شگوفہ بہار کے

گھوڑے پہ کھینچنگے خاک پا اوس شہسوار کے
خاکے بہت اوڑینگے ہمارے غبار کے

غالب ہے رنج ہون تہ و بالا خمار کے
ساغر چڑہادن آنکھونپہ اونکے اوتار کے

چکھے ذرا مزے لب و دندان یار کے
عناب مین ملائے دالنے انار کے

کیون ہین شب وصال مین حیلے خمار کے
پیلو شراب طاق سے شیشہ اوتار کے

آنکھون لئے ابرو نے اشارے ہین یار کے
پیلو شراب طاق سے شیشہ اوتار کے

کیفیت انکھڑیونکی دکہا دو چڑہا دو جام
پیلو شراب طاق سے شیشہ اوتار کے

پیر مغان نیاز چڑہادون جو وہ کہین
پیلو شراب طاق سے شیشہ اوتار کے

سنتا ہون اب تو بلبل نالان کے پیچہے
کیا غلغلے ہین آمد فصل بہار کے

یارا ہے فکر شعر ہے ہر طرز مین سے مجہے
اوستاد ہین مرے شعرا ہر دیار کے

دل اک نگاہ مین ہمسے وہ خوش چشم لیگیا
دیکھو مزے پڑے ہین ہرن کو شکار کے

گل کشتے اب پڑے ہین تو بلا سے نجات ہو
پیچون کے بل پہ گیسوے مشکین ہین یار کے

مذہب یہ کونسا ہے کہ تیر تہمت کے واسطے
ہندو چلا ہے ایک مسلمان کو مار کے

اوس نونہال کے صف مژگانکی دو رہین
کیا کوڑیون سے پھول بکے پہل کٹار کے

ہوگا ترے بہی ظلم و ستم کا کبہی حساب
تا چند منتظر رہین روز شمار کے

ہون اب شب وصال کی گستاخیان معاف
مجبور ہین کہ ہم ہین مرے اختیار کے

گلزار کی عوض کوئی جانا نہین جان دی
بلبل جو بہول پاسے ہمارے مزار کے

کچہ بہی اگر ہے آنکھ تو عینک ہین مہر و ماہ
روشن ہین ڈہنگ گردش لیل و نہار کے

یہ درد یہ چمک یہ تڑپ درد ہین کہان
انداز ہی جدا ہین دل بیقرار کے

ڈورہی تو ڈالتے ہین خدا ہی کرم کرے
عاشق ہوے ہین اک بت زنار دار کے

تاریخ قدیلہ ہے غم ہجر کہے
۱۲۹۴

مضمون ہین غزل مین غم ہجر یار کے

تو حسینون مین صنم نام خدا کچھہ اور ہے — حور کا غمزہ جدا ہی یہ ادا کچھ اور ہے

میکشون کو کام پینے کے سوا کچھہ اور ہی — درد ہو یا صاف لادی ساقیا کچھ اور ہے

شہد شکر قند مصری چارون پہیکی پڑ گئی — تیرے ان ہونٹھونکی بوسیکا مزا کچھ اور ہے

تہک گئے قاصد صبا کی ہی ہوا بگڑی ہوی — کام اب تیر لب ہے تو آہ رسا کچھ اور ہے

ہاتھہ مین رکہے اگر اسکو تو ہے نقصان کیا — بندہ پرور دل ہی تو ہے اور کیا کچھ اور ہے

ایک بوسے سے بہلا کیا منہ چہپاینگے حضور — آپکی ہمت سے ہمکو آسرا کچھ اور ہے

قتل کرنے کسکو اوٹھتے ہو مر بیٹھے ہین ہم — دل لیا ہی جان لو اسکے سوا کچھ اور ہے

کیون فرومایہ کو ہو دعوی ہمچشمی عبث — سایہ بوم اور ہے ظل ہما کچھ اور ہے

اوسمین کیفیت جہانکی اسمین نعمتے جہان — جام جم کچھ اور کشکول گدا کچھ اور ہے

حاصل ملک یمن اور آپکے منہ کا اوگال — اسکی کیا قیمت یہ لعل بے بہا کچھ اور ہے

بال باندھا چور ہے طرار گیسو بہی مگر — دست قدرت تجھکو اے دزد حنا کچھ اور ہے

ہمکو اوشیرین دہن دمڑی ال چہلکے سے اوگال — ساری شیرینی مین گپ چپ کا مزا کچھ اور ہے

ہمنے اوس شیرین دہن کے منہ کا کہایا ہی اوگال — وجہہ یہہ ہی اب جو باتون مین مزا کچھ اور ہے

رہی رہی جان دیکھہ ہو چکون فارغ کہین — ٹہرو ٹہرو اب نہ گہبراو ذرا کچھ اور ہے

کیون نہ کمپا مارتے دیوار کی اوچہلسی ہم — آپکی انگیا مین چڑیا کے سوا کچھ اور ہے

سانپ کیون کہتے ہین زلفونکو بڑا اندہیر ہی — کیسے سودائی ہین شاعر یہہ بلا کچھ اور ہے

قلقل مینا مین کب یہ نغمہ مستانہ ہے — گر ذمین سے کٹتے ہین ساقی کا گلا کچھ اور ہے

مہر سے کہتا ہی وہ کیسا پہڑک کر ہای ہاے

دعوی نازک مزاجی میرزا کچھ اور ہے

ان بتونسے کسے امید ہی ہونا کیا ہے
مرا اللہ تو ہی پھر مجھے پروا کیا ہے

وہ عذار آئینی پاس ہین کہ عذرا کیا ہے
زلفین کافر وہ بلا کی ہین کہ لیلا کیا ہے

تیرا ثانی بھی خدا کی ہے خدائی مین کوئی
بدگمانی نے تجھے پھر اسے بت یکتا کہا ہے

زلف ایسے دل جسے کہتے ہین بلائے ہے یہ
کسلیے پیچ نہین آتا ہے یہ سودا کیا ہے

کس قرینے مین چھپاتا ہون ترے منہ کا اگال
نہین معلوم کہ اس پردے مین بیٹھا کیا ہے

زلفین سنبل سے بھی کہین بڑھ کے ہین اے رشک چمن
چنپئی رنگ وہ تیرا ہے کہ چمپا کیا ہے

تیرا رہنا یہان جو دم ہے غنیمت ہے مجھے
زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہے

خط بھی اونکا کوئی قاصد نہین لایا ابتک
مری تقدیر مین کیا جانئے لکھا کیا ہے

دل تو مین دے ہی چکا جان بھی لینا ہو تو لو
کیون خفا بیٹھے ہو کچھ کہئے ارادا کیا ہے

اونسے کیا کہئے وہ کب بات مری سنتے ہین
شعر سنکر جو یہہ فرماتے ہین بکتا کیا ہے

عشق کہتا ہے کوئی خبط کوئی کوئی جنون
تو بتا مجھکو مرض میرے مسیحا کیا ہے

کہا کے کچھ سو رہون یا اپنا گلا کاٹ مرون
آپ فرمائین میرے حق مین اب اچھا کیا ہے

دشمن جان ہوا یہ دل تو نکر اوسکا خیال
دیکھہ پچھتائیگا نادان یہہ کرتا کیا ہے

دین و ایمان دل و جان ہمہ تن لوٹ لیا
کونسی چیز رہی آپ نے چھوڑا کیا ہے

گرم ہوتا ہی عبث یار سے لڑتا ہی عبث
دل کے دینی کے سوا مہر کو دعوا کیا ہے

پہاڑ و نہین بیابان تو نہین دیوانی عدالت ہی
وہ دیوانہ ہون جسکی کوہ صحرا پر حکومت ہی

تصور ہی تیری چشم و کمر کا دشت وحشت ہی
غزالونکی یہان افراط ہی چیتونکی کثرت ہی

گمان فرہاد کے تابوت کا ہی مسہری پلنگ
کہاں رونکو پہاڑ و نیر کیسے پہرنیکی کثرت ہی

بجز غول بیابانی نظر آتا نہین کوئی
نہ جلوہ ماہ وشونکا ہی نکوئی مہر طلعت ہی

کہاں مطرب شغال اس دشت مین جنگلا الاپینگے
بگولے رقص کرتے ہین عجب سامان عشرت ہی

جو اس جنگل مین ملتے خضر تو یہہ پوچھتا اونسے
یہانسے کسطرف کو اگرے کی راہ حضرت ہی

چھٹا شہر وہ یار اپنا نیا عالم نظر آیا
کہاں وہ لوگ ہین بن مانسونسے ابتو صحبت ہی

کوئی مضمون اب سرو و صنوبر کا نسوجھیگا
کہین تو بید مجنون ہی کہین جنگل مین سرپت ہی

اگر کوئی حسین دیکھا تو پایسے کرد موزی ہی
جو یوسف ہے تو اوسکو بھیڑیونکی فکر دعوت ہی

بیہ ہر کوہ کن تصویر شیرین بیستون پر تہی
تو درگاہ کوہ مین اپنے لئے درگا کی مورت ہی

یہ ہی جنگل محال اے مہر تحقیقات کرنا ہی
غزل اک اور بہی کہہ لیجے ایسے مین فرصت ہی

کرم فرماو تو ہم تلخ کامون پر عنایت ہی
لب شیرین کا بوسہ نزع مین اک گھونٹ شربت ہی

بجا یہ ہی کہ بیجا ہمکو اے ناصح نصیحت ہی
نکیون دیوانے ہو جائین پری رویونکی صحبت ہی

بجا ہی گر فلک پر ہی دماغ اوس شوخ ترسا کا
کہ یہہ قوم نصارا حضرت عیسی کی امت ہی

میرے گہر مین قدم رنجہ کیا تو سرفرازی کی
نوازش ہی کرم ہی مہربانی ہی عنایت ہی

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے
مہر صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہی

نہین واقف ہے اے ہمدم گلو لینے تو بنارس کے
گلے کا ہار ہوتے ہین ہرے گلرو بنارس کے

نہ دیکھا ہے کوئی شہر ہم پہلو بنارس کے
ہمین جنت مین یاد آئیگی یہہ گلرو بنارس کے

کہاں رونیسے فرصت ہجر مین پائے کہ مین ہنستا
بہلا کیا لکھنؤ مین پوچھتا آنسو بنارس کے

کہان کا کاؤنو بنگالہ کیسا خیبر ہے تمکو
ہمارے دل پہ کرتے ہین اثر جادو بنارس کے

ہر اک ادنی بھی اعلی ہی ہر اک بہتر ہی بہتر سے
گمان بلبل کا ہو پالین اُلّو بنارس کے

غزالان حرم سے آنکہ کب اونکی جھپکتی ہے
دلار کہتے ہین چتون شیر کی آہو بنارس کے

خرام نازنین ہی ہر قدم پر دل کو بیچیدی
یہ بچھوی کا فروتنکے مین کہ ہین بچھو بنارس کے

جدا ہی اوس صنم سے ادب جیسے ہو نہ یا اللہ
رہین معشوق اپنی زینت پہلو بنارس کے

حزین تعریف کرتے اسکی ای مہر ایران ہے
فقط ہمتے ہی لکہے شعر کیا اُردو بنارس کے

تم ہنسوا اور اپنا جی سے نکلے
سخت بیدرد تم اجی سے نکلے

تن سے جانین نکل گئین لاکہون
گہر سے اپنے وہ جب کبھی نکلے

ہم نکلجائین دشت و صحرا کو
جو ہان کوئی دل لگی سے نکلے

زندگی سے ہے محال عاشق کی
لاکھ مین شاید ایک جی نکلے

ہون وہ بلبل تڑپ کے مرجاون
شاخ گل پر اگر کلی سے نکلے

کیون ہو شانے کی کشمکش اے زلف
راستے مین اگر کبھی نکلے

نہ انگوٹھا دکہاے وہ خود بین
جو انگوٹھی سے آرسی نکلے

کبھی دل سے خیال یار نہ جائے
اب نہ شیشے سے یہ پری نکلے

عشق مین خاتمہ بخیر ہوا
مہر تم تو محمدی نکلے

اس خرابی مین لبا کون گذر کسکا ہے
ہو گئی کسکی جگہ دل مین یہ گھر کسکا ہے

ہمسے باتین نہ بناو تمہین ڈر کسکا ہے
یہین آرام کرو آج یہہ گھر کسکا ہے

آپ تو دل مین ذرا غور کرین بندہ نواز
عشق مین فایدہ کسکا ہے ضرر کسکا ہے

دولت حسن سے تم سے کسکے ہوی مالا مال
جلوہ تو یہ اے شمس و قمر کسکا ہے

اسطرح اونکو جتاوے کوی میرا احوال
تمکو معلوم ہے دنیا سے سفر کسکا ہے

چشم نرگس کو ہے منظور نظارہ کسکا
گوش گل باغ مین مشتاق خبر کسکا ہے

اور بھی خلق مین تجھسا کوی دریا دل ہے
ابر کو فیض یہ اے دیدہ تر کسکا ہے

روزکی کوفت سے کیون کسکو ستایا شب وصل
صبح گھڑیال پہ یہ آٹھ پہر کسکا ہے

عاشق اے مہ ہے ترا مہر سا عالی رتبہ
تو ہی منصف ہو کہ منظور نظر کسکا ہے

عبث کرتے ہین کیون ہر کام مین تدبیر پہلے سے
وہ ہوگا لکھ چکا جو کاتب تقدیر پہلے سے

سبب کیا ہے لگا نالہ مرا تاثیر پہلے سے
معاف اپکاش ہوجاے مری تقصیر پہلے سے

کرون گستاخیونکی وصل مین تدبیر پہلے سے
معاف اپکاش ہوجاے مری تقصیر پہلے سے

تمہارے دیکھنے والے ہین کیا کچھ آجکل سے ہم
عوض پتلی کی آنکھونمین ہے یہ تصویر پہلے سے

وہی اب جان کا دشمن ہے جسکو دوست سمجھا تھا
یہ مین سمجھا تھا کیون اے دل دلگیر پہلے سے

مجھے بھی سخت ضد ہے مین پیچھا نہ چھوڑونگا
کرونگا منع جنکی اب سوا توقیر پہلے سے

جو کہتا ہون مجھے قتل آپ فرمائین تو کہتے ہین
ہمارے ذہن مین تھی یہ تیری تقدیر پہلے سے

زبان سے بات نکلی اور پرای ہوگئی سچ ہے
عبث اشعار کو کرتے ہین ہم تشہیر پہلے سے

ہمارا طایر دل طایر قبلہ نما دونون
یہی اوناوک افگن ہین تیری نخچیر پہلے سے

تمہی سے عشق ہے جب لال گو لعلونکی تھی وا کرنی
ہمارا خون قاتل کے ہو دامن گیر پہلے سے

ذرا ہوشیار رہنا ہے دیوانے بھی ہم ہونگے
گڑھا رکھو ہمارے واسطے زنجیر پہلے سے

نہین ہوتا وفا پر سو کنکا وعدہ اتنو برسون تک
زیادہ آج کل ہونے لگی تا خیر پہلے سے

کسے معلوم تہا ہوگا مسیحا موت کا باعث
اگر یہ جانتے کرتے کوی تدبیر پہلے سے

قلم برداشتہ فکر سخن اسے مہر ہوتی ہے
غزل کیونکر نہین رکہتے ہو تم تحریر پہلے سے

چل لکہنو کو ملکت انگریز سے
کعبہ مین بیٹھ پہر نکل کر گریز سے

دے دیجئے اشارہ ابرو سے حکم قتل
سر مرا کاٹ ڈالے اس تیغ تیز سے

چلئے گا گر یہ چال قیامت کی حشر مین
بہاگین گے لوگ معرکہ رستخیز سے

اللہ رے طمطراق عروس بہار کا
زرریز ہو رہا ہے گلستان جہیز سے

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکہا ہے

جب ہوا حسن ترا ہوش ربا تو جانے
پہر ہم گفت مخاطب شدہ با تو جانے

اوسکا کہدہ ہی کہ میری خاک بہی لیتی جائیو
آتی جاتی ہی ترے کوچے پاس صبا تو جانے

سیکڑون خون مسیحا پہ ابہی ثابت ہون
کہین لاکہا تو حنا پان چبا تو جانے

لاش پر لاش نکلتی ہی یہان عاشق کی
یہین رہتی نہین ہر روز وبا تو جانے

آپ گر یون ہی امارت کی لیا کیجئے گا
گہٹ کے مر جاینگے ہمسے غربا تو جانے

کیا گلہ سنگدلی کا ترے کیا کیجئے فکر
خیر پتہر تلے اب ہاتھ دبا تو جانے

اور کیا کہتے ہو دل مین تو جگہ دی ہی تمہین
کر چکے ہم یہ مکان تمکو ہبا تو جانے

پیار آتا ہے مجہے تیرے خفا ہونے پر
ہو تمہین غصے مین اوسیطرح حیا تو جانے

ہو کے دیوانہ ترے چاند سے اس مکہڑے پر

مہر بہی پہاڑ چکا جیب قبا تو جانے

پہرتے پہرتے جو کبہی طور پہ وہ جا نکلے
ارنی کہتے ہوئے حضرت موسی نکلے

وہ بہی جب گنج شہیدان کیطرف آنکلے
منہ چہپا کر تری کشتی مین مسیحا نکلے

آئے آگے مرے اے گل مین سخن تولنے
چہونچہہ سے اپنی ذرا بلبل شیدا نکلے

شام سے ہے یہی سودا ترے سودائی کو
مین بلائین لون مرا گیسون والا نکلے

جبتے چہا ہو کمر یار کے مضمون بند ہین
ہان ذرا غور سے جب دیکہئے دہوکا نکلے

کیا غضب ہے کہ نکلین کبہی دل کے ارمان
تنگ ایسے ہو ہو کے مرے منہ سے کلیجا نکلے

تو وہ گل ہے کہ ملین عطر قبا سے گل مین
سیر گلشن ہین بدن سے جو پسینا نکلے

مہر کو بہی تو جگہ دل مین ہے تیری بی مہر
بے محبت کی محبت کا مزا کیا نکلے

غیر کی لاش نکلتی ہوئی دیکہون یارب
پہول تو پہر وہ نہ چڑہا دون تو یہ کانٹا نکلے

غصہ آجائے انہین جامہ سے باہر ہو جائین
اونکی محفل مین اگر ذکر ہمارا نکلے

آرزو ہے یہی بیمار تپ فرقت کی
تیرے قدمون پہ دم اے رشک مسیحا نکلے

مار ڈالا ہے ہمین اس آپ کی دم بازی نے
واہ وا صل علی خوب مسیحا نکلے

مین ہون وہ رو نہ لایق کہ چمن مین مجہکو
آنکہین دکہلا سکے اگر نرگس شہلا نکلے

رون تو نوح کا طوفان نظر سے گر جائے
پانی پانی ہو سمندر بہی وہ دریا نکلے

مہر کیون یار کے دربان سے کیسی نبٹی
کیا ہوا تہے کیا آپ گہر کیا سے نکلے

پہڑکتے ہے مرغ بریان کی پہڑکتے ہے مرغ بسمل کی
جگر کی شکل وہ ہے اور یہہ صورت مرے دل کی

تڑپ کیا دیکہتے ہو ذبح کر کے مرغ بسمل کی
ادہر آؤ ذرا ہم سیر دکہلائین تمہین دل کی

علاج دق کرین تشخیص فرمایا کرین سل کی — نہین معلوم عیسی کو دوا بیماری دل کی

تری لیلی کو اے مجنون خوش آئی وضع محمل کی — مری لیلی شمایل کو پسند آئی جگہ دل کی

ہمین پر تیغ ہوتی ہی ہمین سے لاگ ہی اسکو — ہمارے خون کی پیاسی رہی تلوار قاتل کی

کیا کیون سنگسار ایسی خطا تہی کونسی اپنی — خدا نے ان بتونپر کیون طبیعت ہی مائل کی

نہ گہبرائینگی ہم تنہائی مرقد سے مرقد مین — ہمارے قبر پر ہو شمع روشن اونکی محفل کی

سمجھتا ہی نہین گو شعر مین بہی حال دل کہیے — عذاب جان ہوتی ہی صحبت اک معشوق جاہل کی

بلا کا پیچ ہی ہمپر غضب کی ہے پریشانی — تری لفونکے سودے مین کڑی جہیلی سلاسل کی

تمہارے پاون مین مہدی لگائی لیتے ہاتھو — انہین قدمونسے یہہ رنگین مزاجی ہمنے حاصل کی

جو ظاہر مین خموشی ہی تو دلمین خاک اوڑتی ہی — خداوندا وہ بت پتہر کا یا تصویر ہے گل کی

تن کا ہیرہ کی اپنے سٹکانے تو لگی ہٹی — ضرورت یار کی گہر مین بہی ہے آگ کاش گل کی

بہار آئی وہان بہولونکی زیور کی ہی تیاری — یہان مرے لیے تدبیر سے طوق سلاسل کی

نہ کہلاؤ ہمارا زخم دل اونکو نہ کہلاؤ — وہ ڈر جائینگی صورت دیکھکر اس زخمی بسمل کی

بقول شاعر آتش مہر کس سے اپنا دکھ روئین
نہیں بہاتی ہے قاتل کو وہان زخم بسمل کی

بہولے کبہی نہ لطف ترا یاد تو رہے — ہر وقت ورد آئینہ لا تقنطوا رہے

او آفتاب جسکو تری جستجو رہے — وہ شکل ذرہ خاک بسر کو بکو رہے

دل مین جگہ صنم خوبرو رہے — کعبہ وہ ہی خدا قسم جسمین تو رہے

تمسے حسین کی تو نہ یون روبرو رہے — منہ کی نہ کہائی آئینہ کی آبرو رہے

مہدی کا رنگ جسمنے تپا سے کسطرح — قاتل تجہے پسند ہمارا لہو رہے

بیٹھے ہو کیون خدا کے لیے بت بنے ہوئے
تقریر ہو کلام کرو گفتگو رہے

ناصح اونہین کے جور و جفا کا بیان کر
اچھی تو بات ہے جو وہی گفتگو رہے

جلوہ مجھے دکھاو سنین لن ترانیان
بس حضرت کلیم سے یہہ گفتگو رہے

مجکو نہ اپنے دل سے غرض ہے نہ جان سے
کوی رہے رہے نہ رہے ایک تو رہے

زندان مین شور و غل رہے زنجیر و طوق کا
دیوانگی کا اپنی ہمیشہ غلو رہے

دل چاک چاک عشق مین اسدرجہ کیجیے
بخیہ کی احتیاج نہ کار رفو رہے

کیا بوی عطر عنبر و مشک اوسکو ہو پسند
جسکے دماغ مین ترے زلفونکی بو رہے

دیوانہ ہون جو عطر لگاون مہک پڑے
کپڑون مین اپنے تیرے پسینے کی بو رہے

انجمن مین بہی دماغ معطر اسی سے ہو
سودای زلف پر شکن و مشک بو رہے

خلوت شب وصال ہو سبکو نکالیے
حسرت کوی رہے نہ کوی آرزو رہے

ساقی کا دور دور ہو فصل بہار آئے
کیفیت شراب لب آبجو رہے

ہان اے تصور انجمن آرای بیکسان
تصویر یار آٹھ پہر رو برو رہے

موتی لٹاے چشم گہر بار رات دن
دریا دلی کے ساتھ مری آبرو رہے
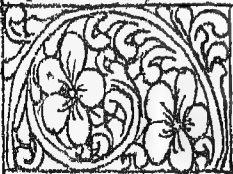
بعد فنا بھی مہر و وفا کا رہے خیال
اے مہر خاک مین بہی محبت کی بو رہے

جہان فنا ہو رہے بس مے و سبو باقی
اسی سے بادہ کشون کی ہے ابرو باقی

نہ شان مین ہو نہ شوکت مین گفتگو باقی
کسی کے عشق مین رہنی ہے ابرو باقی

رہا ہو آئینہ اک اوسکے رو برو باقی
سو ویسے جو رہے اوسکی آبرو باقی

ہمارے قتل سے اک دم کی دم نہ منہہ موڑے
تمہاری تیغ کی رہ جاے آبرو باقی

ڈبو چکے تھے خضر لیکن ان حسینون مین
ہو آئینہ سے سکندر کی آبرو باقی

فروغ چشمہ خورشید سے تعلی ہو
جو اس زمانہ مین رہجا سکے آبرو باقی

وہ میرے منھہ پہ چھڑکتے ہین غشمین آب گلاب
خدا کے فضل سے ابتک ہے آبرو باقی

جو کچھ کہون تو وہ کہتے ہین موتھہ دہو رکھو
یہہ ہی ہے شکر کہ رہتی ہے ابرو باقی

جو صاف دل ہے تو کیسا حسد جلن کیسی
رہیگی جل کے نہ موتی کی ابرو باقی
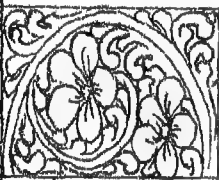
ہمارے دیدہ گریان سے دل مین خاک اوڑی
رہے نہ ابر نہ دریا کی ابرو باقی

نشان موج فقط جھریان ہین پیری مین
کہان رہی وہ جوانی کی ابرو باقی

لکھون یہہ مصرع تر آب زر سے مین اکبر
کہ شعر تر سے ہی شاعر کی ابرو باقی

سلسلے حسن سے ملتی ہین ان آزادون کی
پھر دلوانے ہین پابند پری زادون کے

منتظر ہونگے اللہ سے فریادون کے
حشر مین داد طلب جائینگے بیدادون کے

خوبصورت جو کوئی دیکھتا ہون کہتا ہون
صدقے اے صانع قدرت تری ایجادون کے

باغ عالم مین چہکتا ہوا بلبل مین ہون
دور دور اتنے ہین شہرے مری فریادون کے

تیغ ابرو کے کوئی منھہ نہین چڑہ سکتا ہے
لوہے ٹھنڈے ہوئے تیور سے جلادون کے

پیچ در پیچ سے ہے زلفون کا فسانہ ہو دراز
بال بال آکے پھنسے واقعہ صیادون کے

منصفی ہی تو کرا ہے بت تو خدا سے ڈر کے
متحمل ہوئے بیداد سے بیدادون کے

کفر و اسلام کی ہو خوب حقیقت معلوم
جڑ ہہین ہین حرم و دیر کی بنیادون کے

کیا ہو یا شیر خدا چرخ کی گیدڑ بھبکی
جھکو رہتے ہین بھروسے تری امدادون کے

تم جو مرشد کہو قرآن اوٹھا کر کہدین
دستے قائل ہوئے ہم آپکے ارشادون کے

یہ بہار چمن حسن جنون خیز رہے
گل کہلاتے رہین نشتر یون ہی فصادون کے

قبر پر پہول کی چادر وہ چڑہا جاتے ہین
بعد مرنیکے بہی ہون دام مین صیادون کے

اونکے کوچے کے فقیرونکا بہی عالی ہی دماغ
بادشاہونکی سلامی ہین نہ شہزادون کی

آگ پانی مین لگادیتے ہین آتش ناسخ
ہم بہی اے مہر ہین شاگرد انہین استادونکے

کدہر کا چاند ہوا مہر کے جو گہر آئے
تم آج پہول پڑے کس طرف کدہر آئے

گلی مین یار کی دل کہو کے نوحہ گر آئے
گرے تہے جس لئے ہم تو وہ کام کر آئے

ہوئی کچھ آہ کی تاثیر وہ ادہر آئے
اب اٹینگے مرے گہر بہی جو راہ پر آئے

ہوا نہ کون خریدار اپنے یوسف کا
عدم سے غنچہ گل بہی تو لیکے زر آئے

ترے مریض محبت کا حال کیا کہئے
گئے جو بہر عیادت وہ نوحہ گر آئے

تم اسد مین کہ جوزا مین ہو ہمین کیا کام
کبہی وہ چاند ہمارے پلنگ پر آئے

چہری پہری جو پہرے کوئی یار سے گہر کو
تڑپ تڑپ گئے دل تہام تہام کر آئے

وہ قتل عام پہ لو آستین چڑہاتے ہین
مسیح چرخ چہارم سے اب اوتر آئے

صدا یہ دی دل نالان کہ خانہ تست
جو دل مین تیر نگہہ توڑ کر جگر آئے

جنہی مری نالونسے ڈر کے کہتے ہین
اس آگ کا نہ الہی کوئی شرر آئے

یہی لکھون مین ہر اک جمعہ کو عریضہ مین
آکہی خوش خبری لیکے نامہ بر آئے

قرار ہی نہین مجکو تو بیقراری سے
وہ کہہ رہے ہین ابہی تک ٹہہر ٹہر آئے

ستا نہ بلبل نالان کو باغ مین صیاد
حصول کیا جو ترے ہاتہ مشت پر آئے

اسی امید پہ اخبار دیکھتا ہون مین
کسی طرف سے تو دل کی مرے خبر آئے

شب فراق کا صدمہ بلا کا صدمہ ہے
محال ہے کہ جیے مہر سحر آئے

حرم سے دور ٹھہرے دیر والونسے جدا ٹھہرے
خدا کے آگے ہم کافر تو مومن یا خدا ٹھہرے

ملا مجان کو دہان ولب کے بوسے مدعا ٹھہرے
سراب ہے بقا پر تشنہ آب بقا ٹھہرے

اگر چاہے کہ مری ہڈیونکا ناشتا ٹھہرے
ترمی دل یار کے سایہ تلے آکے ہما ٹھہرے

ذرا ہمے نہ بت بنے کی یون پھر خدا ٹھہرے
بتا او چاند کے ٹکڑے یہ مہر بے جا بجا ٹھہرے

یقین ہے طور کا جلوہ تمہارا پرتوا ٹھہرے
ید بیضا کف افسوس ملنے کا پتا ٹھہرے

سراپا داغ ٹھہرے جان جان بیداغ یا ٹھہرے
یہی اک دل ہے جو ٹھہرے بلا ٹھہرے برا ٹھہرے

اگر اے مہر جذب عشق خضر رہ نما ٹھہرے
سواد مصر مین کنعانیون کا قافلا ٹھہرے

جزا اعمال کی اپنے اگر روز جزا ٹھہرے
نہین معلوم کیا گذری خدا جانے کہ کیا ٹھہرے

پرانا گھر حرم ٹھہرے کہ بت خانہ نیا ٹھہرے
مقام فخر تو یہ ہے تو نگی گھر خدا ٹھہرے

اگر تشریف لاے تو الگ بیٹھے جدا ٹھہرے
نہ ٹھہری وصل کی اونسے جو وہ ٹھہری تو کیا ٹھہرے

یہ پارہ اور بجلی یہ کیا ٹھہرے وہ کیا ٹھہرے
نہ دل ٹھہرے نہ پہلو مین ہمارے دلربا ٹھہرے

سنے گل کان دہر کا روان موسم گل مین
جرس گلبانگ کہتے ہین وہی بانگ درا ٹھہرے

جو کچھ اوسکے مقدر کا ہی وہ اوسکو ہی پہنچے گا
نہ گھبرا اے سگ جانان کی آنے تک ہما ٹھہرے

ہماری ہڈیون نے خوب لاشے پر لگایا ہی
سگ جانان اگر بھیکی تو اوڑا اوڑا کی ہما ٹھہرے

فقط بانی ہی سنگین استخوانونسے سیہ بختی
جو کوّالی اوڑے ٹڑی ہماری تو ہما ٹھہرے

ہمارے دشت وحشت کی اثر سے بید مجنون ہو
نئے داغ جنون سر پر اگر ظل ہما ٹھہرے

فقط جوش جنون سے کچھ نہین عریان تن اپنے
ہوا ہون سوکھ کر کانٹا بدن پر کیا قبا ٹھہرے

تری قامت پہ جامہ قطع ہو رنگین ادائی کا
چمن مین پیرہن گل کا تری اوترے قبا ٹھہرے

دکہاے رنگ خلعت بعد مردن خلعت میت
کفن ٹھہرے وہی بلبل کا جو گل کی قبا ٹھہرے

تمہارے جامہ زیبی پر ہمین کیا رشک آتا ہی
ہم آغوشی کے قابل ہم نہ ٹھہرے بس قبا ٹھہرے

ارادہ جب ٹھٹکنے کا کیا ہم سے اوٹھا دربان
سگ جانان بھبک کر ہم پہ آیا جب ذرا ٹھہرے

پیمبر سمجکے جنکو نکالا تو نے کعبہ سے
وہ بت اب کعبہ دل مین ہمارا ہی خدا ٹھہرے

طلسمی کشتی فقر اپنی ہے بحر قناعت مین
یہ بے لنگر کی رگ جا بھی لے ناخدا ٹھہرے

اوڑادے آہ کا جہونکا بہادے اشک کا دریا
ہماری خاک گر پڑ کے ترے کوچہ مین جا ٹھہرے

ٹھکانا ہمنے جب دیکھا نہ اپنا دیر و کعبہ مین
بڑہایا میکشونسے ربط خمخانہ مین جا ٹھہرے

بنے وہ آسمان جس سرزمین پر تم قدم رکھو
عجب کیا ہی اگر سنگ ستارہ سنگ پا ٹھہرے

یہی کوچہ ہی وہ اندہیر نگری نام ہی جسکا
جسے کہتے ہین کالا چور وہ زلف رسا ٹھہرے

کرین سودای کالی کوس طے ہر روز سودے مین
شب ظلمات سے بڑہ کر ترے زلف سا ٹھہرے

بتون کے عشق مین شکر خدا ہر وقت لازم ہی
وہ بات آئی نہ لب پر جو شکایت ہو گلا ٹھہرے

مڑورے پنجہ مرجان کا پنجہ رنگین
لڑے تو لعل اونکا طایر رنگ حنا ٹھہرے

بنین چاندیکی ساری مچھلیان دست حنائی مین
بتو سونیکی چڑیا طایر رنگ حنا ٹھہرے

یہی رونا رہا ہمکو اگر اپنی فقیری کا
یقین ہے آبروے موج بوریا ٹھہرے

شہادت کی شہادت تو یہی ہو دست قاتل دے
ہمارا محضر خون ہاتھہ مین رنگ حنا ٹھہرے

مٹادے رنگ نسیر طایر اوڑا کر دست رنگین سے
شفق بنکر فلک پر طایر رنگ حنا ٹھہرے

فقیر رند کا جامہ بنے ملبوس شاہانہ
بدن پر شال تاک انگو نقش بوریا ٹھہرے

ٹھکانا کیا ہے اپنے سیل اشک دیدہ تر کا
سفر دریا کا ہی دیکھین کہان یہ قافلا ٹھہرے

پڑھا حب بلبل تقریر کا سودا ہے گیسو مین — اوٹھے بل کر کے وہ کہتے ہوئی کسکی بلا ٹھہرے
جو پاکان ازل جاہین تو پائین فخر موزی ہی — مقابل سحر کے اعجاز موسی اژدہا ٹھہرے
ہماری قبر پر کیونکر رکے کی باگ توسن کی — تمہارا باد پا ٹھہرے جو مٹھی مین ہوا ٹھہرے
ہوا و حرص کہتے ہین جسے باد مخالف ہی — ڈبوتا کیون ہے کشتی فقر کی تم جا ہوا ٹھہرے
ب گور خدیو ہفت کشور پر یہہ مصرع ہے — یہان ہم گئے تہے پھر یہین ہم ہوکے ٹھہرے
بہار زخم دل دیکھین لگا و خونکے چھاپے — یہ ویرانہ بنے گلشن یہ کعبہ کربلا ٹھہرے
شرابین ایکسی سب ہین ظہور اکیا برانڈی کیا — ستم ہین ہم تو ٹھہرین رند زاہد پارسا ٹھہرے
ہمین شیخ و برہمن دیر و کعبہ مین نہ بہکائین — بتائین وہ جو سیدھا اونکے گھر کا راستا ٹھہرے
قیامت تک رہا خلعت کفن کا بعد مرنیکے — ہمارے جامہ ہستی سے یہ کپڑے سوا ٹھہرے
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی — بھلا کیون ہمکو سمجھاے جو تو ناصح برا ٹھہرے
کبھی ٹھہرے نہ ٹھہرے آفتاب صبح محشر پر — تمہارے چہرہ تابان پہ انکہ اپنی ذرا ٹھہرے
چمن ہے فکر رنگین مصرع تاریخ بھی پڑھ ہیئے — یقین ہے یار اب گلبانگ اپنا مرزا ٹھہرے

جناب میرزا حاتم علی مہر ایک مرشد ہین
جہان پر یہ چمن کیونکر وہان پر دوسرا ٹھہرے

پھر تپ غم ہو کے رایل بڑھ گئی — گھٹ گئے پھر بیمار کے دل بڑھ گئی
شکر کر بیتابی دل بڑھ گئی — اور عزت مرغ بسمل بڑھ گئی
سر کو سودا ہو گیا اوس زلف کا — پاؤن مین شان سلاسل بڑھ گئی
حسن ایسا گھٹ گیا تیرے حضور — جلتے جلتے شمع محفل بڑھ گئی
خون چاٹا کس شہید ناز کا — تیرے شمشیر قاتل بڑھ گئی

شاعرون نے اوس ذقن دی مثال
آبرو می چاہ بابل بڑھ گئی

دور ہے شہر خموشان آج تک
مہر کیون ہمکو یہ منزل بڑھ گئی

طاری ہے تیرگی مرے بخت سیاہ کی
حاجت ہی روز شب مجھے اب شمع آہ کی

گنتا ہو مہر منزلین اوس رشک ماہ کی
یوسف کے کاروان سے کہان جا کے راہ کی

ہرگز ستم بجا ہے نیت مین شاہ کی
اے شاہ حسن داد دے مجھ داد خواہ کی

اوسنے سفر کیا مین مکدر ہون ناصحا
گرد ملال یہان وہان گرد راہ کی

بت مانع عزیمت طوف حرم ہوئے
اے شیخ کیا خبر تھے مجھے سنگ راہ کی

بیٹھے بٹھائے عزم سفر کرکے اوٹھ گئے
ایذا دی آپ نے یہ ہمین خوانخواہ کی

ساری بیاض صبح جدائی سیاہ ہو
گر نقل ہو نوشتہ بخت سیاہ کی

موجود دست بستہ ہے ہر دم غم فراق
دیکھو تو شان اسکے مری بارگاہ کی

قاتل ہی کو بتاؤنگا شاہد میرا یہ ہے
ہوگی نہ مجھکو حشر مین حاجت گواہ کی

ذکر حرم سے فائدہ کیا راہ دیر مین
اے شیخ کعبہ بات تو کر راہ کی

نام وصال سنکے مین راضی ہون موت سے
کیا مہر ہجر نے مری حالت تباہ کی

نذر مین زلف و گیسوئے جانانہ کیجیے
دل چاک چاک کیجیے تو شانہ کیجیے

گیسو کی بو سونگھا کے نہ دیوانہ کیجیے
تعویذ ہول دل کا مرے شانہ کیجیے

سودائیون کو اور بھی دیوانہ کیجیے
طرہ ہو گیسوان مین اگر شانہ کیجیے

دنیا سے ربط صاحب دنیا نہ کیجیے
اوزان مرید ہمت مردانہ کیجیے

دل مین خیال عارض جانانہ کیجئے
آئینہ خانہ مہر سے یہ کاشانہ کیجئے

مرجائے مسیح کسی چشم مست پر
لبریز مے سے عمر کا پیمانہ کیجئے

پرچاون دل کو یار کی زلفین سنوار کے
لیلی سے ربط قیس سے یارانہ کیجئے

موسی کے ہاتھہ مین ید بیضا ہو داغ رشک
صاحب جدا جو ہاتھہ سے دستانہ کیجئے

حیران ہو وہ بھی دیکھ کے اونکو میر بطرح
آئینہ کو بھی اپنا ہی ہم خانہ کیجئے

کشکول مین فقیر کے مے ہو شب وصال
یون اہتمام جشن امیرانہ کیجئے

چشم امید اشک فشانی سے کچھ نہین
کیا اعتبار بازی طفلانہ کیجئے

وہ یوسف آپ ہین کہ خریدار آپ کے
کہتے ہین نقد جان کو بھی بیعانہ کیجئے

شیشہ کو صدقے کیجئے نشہ مین جام پر
دل کو فدائے نرگس مستانہ کیجئے

فرہاد کی طرح سے بنا کر شبیہ یار
پریون کو کوہ قاف مین دیوانہ کیجئے

فکر سرور ہے سے خرابا تیون کی ہے
ہر دم دعائے ساقی و میخانہ کیجئے

ہر صبح کو تلاوت قرآن تو کر چکے
مہر اب نظارہ رخ جانانہ کیجئے

کڑیان وہی جھیلین گے جو دیوانے بنین گے
زنجیر مین لوہی کے چھٹے دانے بنین گے

ہم چھوڑ کے کوچہ ترا کیون جائینگے صحرا
اے رشک پری کاہیکو دیوانے بنین گے

تیغ نگہ مست کا کشتہ ہون کلالو
دیکھو گے جب اس خاک سے پیمانہ بنین گے

دکھلاتا ہے کیون پنجہ خورشید نمونہ
کیا دست حنا بستہ کے دستانے بنین گے

وہ خط نہ جلائین جو کہے شمع زبان سے
کیا کرتے ہو اس خاک سے پروانے بنین گے

سمجھین گے تیرے گیسوون کو سنبل جنت
گلدستہ گلزار ارم شانے بنین گے

تربت مین بہت روئیگا قیس اپنے لکھے کو | سنتا ہون مرے حال کا افسانے بنین گے

زنجیر مین تو گیسو ہون وہ ہون یوسف زندان | اس قید سے ہم پر تونکے دیوانے بنین گے

زنجیر مین چباؤنگا دلا جوشش جنون مین | بس رزق مرے واسطے یہ دانے بنین گے

وہ خط شعاعی مین لکھے جاینگے اے مہر
جو سوزش دل کے مرے افسانے بنین گے

یار کیون تجہکو بہلا سمجھے تھے | اب یہ سمجھے کہ برا سمجھے تھے

کونسا تہا وہ مرض جسمین مسیح | درد دل کو ہی دوا سمجھے تھے

یان جو اسے تے جناب ناصح | کوئی سمجھا کہ وہ کیا سمجھے تھے

ہم فلک کے ہوا ڈہلتے تہے ستم | تیرا انداز جفا سمجھے تھے

توہی سمجھا تھا نہ اپنا رتبہ | کیا کہین ہم تجھے کیا سمجھے تھے

وہ مکدر تہے صفائی کے لئے | غیر خوش تہے کہ خفا سمجھے تھے

تہا وہ پیغام قضا در پردہ | جسکو ہم ناز و ادا سمجھے تھے

منہہ چہپاتے تھے وہ ہمسے عمداً | اور ہم شرم و حیا سمجھے تھے

حضرت مہر نہ سمجھے افسوس
یار کیون تجہکو بہلا سمجھے تھے

زلف در خیبر مرے گا ہر کوئی | شام کوئی موا سحر کوئی

ہم لگاوین ابہی دہن کا پتا | بات ہم سے کرے اگر کوئی

اشک گلرنگ سے تو ہولی کھیل | خشک جاے نہ چشم تر کوئی

دل کہین رہ گیا تو جان کہین | یار ہم سا ہے بیخبر کوئی

جو کوی ہوا وگال دابن کا چور — منھہ مین تھوکے اوسکے ہر کوئی

مین وہ بیکس ہون جسکی تربت پر — نہ ہوا آکے نوحہ گر کوئی

یار باریک بین ہو کون ایسا — ڈہونڈ تو دے تری کمر کوئی

جسنے گردن بنائی ہے تیری — ہو عجب وہ بہی شیشہ گر کوئی

ہوئیگا امتحان تیز نگاہ — دل سنبہالے کوئی جگر کوئی

تم تمایا سے رخ جلال آیا — صبح دیکھے کہ دوپہر کوئی

مہر ذرہ ہے خاک در کا تیرے
اتنی کر دے اوسے خبر کوئی

طایر مضمون کا اب روح القدس محتاج ہے — فکر عالی کو مرے اوج سخن معراج ہے

بستر راحت پہ مجکو خواب ہے سولی کی نیند — مرے تکیہ مین مقرر پنبہ حلاج ہے

دست برد سیج فرقت ہو گیا صبر و قرار — دل جسے کہتے ہین صاحب کشور تاراج ہے

قیصر و فغفور سے ہین بے سر و پا سکڑون — پایہ تخت اب کہان ہے کسکے سر پر تاج ہے

آنکہہ کے ڈہیلے سے چشمک خاک کو دیکھو ہمہ
دل مرا تیر نگاہ یار کا آماج ہے

ساقی ہے نہ مے ہے نہ دف و چنگ ہے ہولی — کیا حال ہوا امسال یہہ کیا رنگ ہے ہولی

آئی ہے جو فرقت مین مرا خون کریگی — یہہ بہی ترے آنیکا کوئی ڈہنگ ہے ہولی

ہم خاک اوڑاتے ہین دہولینڈی ہے یہان ہم — ہم تک نہین آئی کبہی کیا ننگ ہے ہولی

سو بار جلاتا ہون مین اک آہ سے دم مین — آکر مرے ویرانہ مین کیا تنگ ہے ہولی

نکلا مہ نخشب کہ گرا چاہ مین یوسف — یا حوض کے اندر مہ گلرنگ ہے ہولی

پچکاری اگر خامہ ہے تو رنگ سیاہی
رنگینی مضمون سے مرے رنگ ہے ہولی

ہر بیت عوض قمقمہ دل مانگ رہا ہے
اس سال کی واللہ کہ بیرنگ ہے ہولی

اے مہر ترے گرد ہین مہرو کئے تصویر
فانوس خیالی ہو کہ اررنگ ہے ہولی

چھایا ہوا ہو ابر ہوا خوش گوار ہے
ساقی کا انتظار ہے جوش بہار ہے

اللہ کیا ہو روپ ہے کیسا نکھار ہے
جوبن نیتون کا قدرت پروردگار ہے

جو پچھ کسے مزاج کا حال آشکار ہے
مین جان بلب ہون ہجر مین دل بیقرار ہے

آئے وہ فاتحہ کو دل بیقرار ہے
پاریکا ہے کنواں کہ ہمارا مزار ہے

دلسوز ہو کوی نہ کوی غمگسار ہے
مرنے کو ہم ہین رونیکو شمع مزار ہے

صاحب ہنسی خوشی سے ملو اب نہ رنج دو
تھوڑے دنون کی زندگی مستعار ہے

گلگشت صبح و شام رہا اونکا باغ مین
اب تو ترا سہاگ عروس بہار ہے

ٹوٹے ہوے ہین دونو ہی پہلو ادہر ادہر
تیر لگا وہ دل مین جگر مین دوسار ہے

اندہی ہے تو ہی خاک اڑا نیکو لے صبا
برباد جو کیا وہ ہمارا غبار ہے

وہ کون ہو جو آپ کو اب چاہتا نہین
قربان مین ہون صدقے ہی دل جان نثار ہے

جی کی امان ملی تو مین قاتل سے یہ کہون
امیدوار آج تک امیدوار ہے

اونکی خوشی ہو ساتھ جنازے کے ہون نہون
اپنی طرف سے جبر نہین اختیار ہے

نازک حباب سے ہو تو پتھر سے سخت ہو
کیا چیز دل بنای مری پروردگار ہے

گلبانگ ہے کہین کہین بلبل ہو نعرہ زن
ساقی پہونچ کہ باغ مین تیری پکار ہے

عاشق سکھا رہی ہین خود آرائیان انہین
حسن اونکا آئینہ ہے دل آئینہ دار ہے

بلبل کا خون خاک چمن سے ابل پڑا
گلچین یہ جانتا ہے کہ جوشش بہار ہے

اے مہر مہوشون مین نجایا کرو کبہو
کیا دل کا اعتبار ہے کیا اختیار ہے

عاشق پہ اپنے رحم اب آیا ہی شکر ہی
میرا مزاج یار نے پوچہا ہے شکر ہی

پتہر پسیجتے ہین کہ بت مہربان ہوے
احسان مجھہ پہ مرے خدا کا ہے شکر ہی

بوسے لیے وصال مین چوسی زبان یار
ان نعمتون کا ذائقہ چکہا ہے شکر ہی

پھر وہی دل ہے اور وہی کوی لف ہے
پھر وہی ولولا وہی سودا ہے شکر ہی

احسان ہی یہ اوسکا کہ ہم مردہ دل نہین
دل آج تک تو خوب تڑپتا ہے شکر ہی

میرا مزاج پوچہنے آیا وہ بد مزاج
بندہ بھی ہاتھہ جوڑ کے کہتا ہے شکر ہی

جینے سے خوب ہی یہی مرنا مرینگے ہم
قاتل بھی ہے وہی جو مسیحا ہے شکر ہی

آتا ہے میرا نام تو اوسکی زبان پر
مری شکایتین تو وہ کرتا ہے شکر ہی

با تو سخن زدرد دل خویش سر کنم
مدت مین آج تخلیہ پایا ہے شکر ہی

بولے وہ حال سنکے مرے احتضار کا
اللہ نے یہ مژدہ سنایا ہے شکر ہی

ہرگز کسی سے مجکو کدورت نہین ہی مہر
آئینہ دل اپنا مصفا ہی شکر ہی

تہوڑی سی دیر یار سے صحبت بہم رہے
تا صبح حشر وصل کی شب کم سے کم رہے

پایا نہ تجہکو وارد دیر و حرم رہے
او بت خراب و خستہ خدای مین ہم رہے

تا چینر ہارسے بہی تو رستے مین کم رہے
اے یار تیرے پاس نہ اک رات ہم رہے

سیر دیتے کو کہان نہین ثابت قدم رہے
عاشق بہت تہے آپکے ہم کیسی کم رہے

دیکھین جو شوخ آفت جان خاک دم رہے — اے صبر و تاب و ہوش و خرد و حیا بہم رہے
زندہ رہین خضر نہ مسیحا مین دم رہے — قاتل تری پہ تیغ نگہ برق دم رہے
اب کیون ہوا سے جنت و باغ ارم رہے — تیری گلی مین دفن ہوے اچہے ہم رہے
یہ بانکپن رہے یہی طرز ستم رہے — تیور پہ بل رہے ترے گیسو مین خم رہے
آنکھون سے دیکھ لیجیے حال دل نحیف — لخت دل آکے سینہ سے ہر گام پہ جم رہے
تیرا خیال حشر تلک اے جان سجائیگا — دن رات اگرچہ غفلت خواب عدم رہے
قاتل تری گلی بہی ہے کیا کاروان سرا — اور ترے ہوئے مسافر ملک عدم رہے
کیا گرہ رہا ہے مسئلہ وحدۃ الوجود — مرنا ہے ایکروز خیال عدم رہے
مرقد مین پا تراب کیا کچھ خبر نہین — کس کس جگہ مسافر ملک عدم رہے
وعدہ برا گیا وعدون ہی مین یہان — اب حشر کے بہی وعدے پہ قول و قسم رہے
پامال کیجیے مجھے مین خوش ہیر اخدا — سب ہی چلین مرے سر کی قسم رہے
مین جانتا ہون وعدے کے سچے حضور ہین — کیا کیجیے جو یاد نہ قول و قسم رہے
کیفیت انکھ والون کو ساغر کشی کی ہے — اندھو ہمین خاک مرتبہ جام جم رہے
مردونکو ٹھوکرون سے جلاتی ہوا مسیح — اللہ رکھے آپکو یہہ دم قدم رہے
کثرت بڑہا نشانہ لگا دور دور کا — ہان ترک چشم صد غزال حرم رہے
اک عمر کوئی یار مین نالے کیا کیے — عاشق ہوئی تو بلبل باغ ارم رہے
جوہر دکھانے معرکہ مین مجھکو کرکے قتل — قاتل کی تیغ خون سے تازہ دم رہے
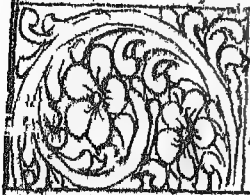
چھانا پڑا ہو مشرق و مغرب تمام ہم
پایا نہ اوسکو جسکے طلبگار ہم رہے

اک دم کی ہست و بود بھی بہتر شراب سے | جام جہان تمام تھین بہتر حباب سے

انکار زاہدون کو ہے جام شراب سے | خفاش کی کب آنکھ ملی آفتاب سے

ایذا تجھے نہ حشر مین ہو آفتاب سے | چھلکا دی ساقیا میرا ساغر شراب سے

ہو جلوہ گر جو وہ رخ روشن نقاب سے | پھر جائین آفتاب پرست آفتاب سے

فرد گناہ دہوے جام شراب سے | سکھلائے یہ دامن تر آفتاب سے

کرتا ہون غم غلط مین شرابی شراب سے | سکھلا رہا ہون دامن تر آفتاب سے

کرتا ہون گرم صحبت رندی شراب سے | سکھلا رہا ہون دامن تر آفتاب سے

گلشن مین آمد آمد فصل بہار ہے | جوبن ہے روی یار پہ حسن شباب سے

بیچین ہم ہین عشق مین اک گلعذار کے | دل مین اوٹھا ہے درد تو سینکو گلاب سے

پیری مین اب کہان وہ جوانی کے طنطنے | جامہ مین اپنے داغ لگا ہو خضاب سے

ہونٹھون سے اونکے جام نہ اکدم جدا ہوا | کیا ارتباط مسیح کو ہو آفتاب سے

پہلو مین دل کی بدلے جگہ اونکی ہو گئی | اتنا شب وصال وہ سمٹی حجاب سے

اوٹھتی ہین اونگلیان قد موزون پہ شکر کر | مصرع کا حسن ہو الف انتخاب سے

لکھتا ہو وصف حسن رخ یار گلعذار | لو لگا قلم گلاب سے تختۂ گلاب سے

رومال کے لباس مین ابر آکے بارہا | پانی پیا کیا میرے چشم پر آب سے

سنتا ہے بھی ہو کے بادہ کشی کا مزا سمجھا کے | پانی پیون بجھا کے مین سیخ کباب سے

پھرون پھرین فروغ ہو پھر مہر کو نصیب
رجعت کی آرزو ہے علی کی جناب سے
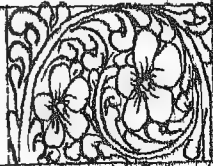
دیکھا خدا کی کا وہ تماشا دیکھا گئے | موسی بنا گئے مجھے جلوہ دکھا گئے

پوچھا جو حال دل تو یہ نقشا دکھا گئے
اک مرغ ذبح کرکے تڑپنا دکھلا گئے

عشاق کے مرتبہ دل کا دکھا گئے
یہ خاکسار عرش معلی دکھا گئے

سنتے تھے چرخ میں مرے وہ یہ امر محال ہے
آ کے کبھی تو آکے انگوٹھا دکھا گئے

زلفیں سونگھا کے مجکو تو سودائی کر گئے
کس پیچ سے وہ عشق کا کوچہ دکھا گئے

مرتے لگا کے ٹہنی کی تدبیر میں رہے
بن ٹھن کے آئے اپنا جھمکڑا دکھا گئے

دام بلا میں مرغ دل اوسکا پھنسا لیا
اک بار سبکو زلف چلیپا دکھا گئے

کس حسن سے جتا گئے کامل کو نقص کو
چہرہ دکھا کے چاند کا دھبا دکھا گئے

شہرہ جہان میں ید بیضا کا ہے بہت
تم کیوں نہ اپنا دست مصفا دکھا گئے

نازاں ہوئے جو وحشت صحرا کے سجدہ پہ
لیلی کو لا کے وہ سیر صحرا دکھا گئے

اونکے سبب سے عشق کو دل میں جگہ ملی
گھر میرا موت کو وہ مسیحا دکھا گئے

دل کا کوئی حسین نہ لگا ہک نظر پڑا
کسکو شبیں یہ گوہر یکتا دکھا گئے

رونے کی لہر ہمکو جو آئی تو دیکھنا
قطرے ہمارے اشک کے دریا دکھا گئے

دیکھا تھا اس سے پہلے کبھی [illegible] نگار قصر
عاشق تمہارے ہمکو تماشا دکھا گئے

لڑتے رہے نہ صلح ہوئی وصل میں بھی ہائے
راحت کی آرزو تھی وہ ایذا دکھا گئے

یاد آ گئیں کسی کے تلون مزاجیاں
اٹھی بہار تو گل رعنا دکھا گئے

مشتاق آنکھ سینکنے کا عمر بھر رہا
اک دن نہ مہر کو کبھی مکھڑا دکھا گئے

کوٹھے پہ چڑھ کے مہر فلک مرتبت کو وہ
اپنی بلندیوں کا تماشا دکھا گئے

طریق زہد جدا ہے مقام عشق جدا
چرا ادھر کو چھپے اس راہ [illegible]

یقول کیف ہو صاحب تم اپنے حال میں مست
ہمارے دل کی تمہیں یاں کچھ خبر بھی ہے

تمہارے وصل کی تہی یہ روشنی زمانے مین
فروغ مہر بھی ہے جلوہ قمر بھی ہے

مجھے بھی آنکھیں دکھائین وہ مین بھی تو دیکھون
نگہ ہے تیر تو سینہ مرا سپر بھی ہے

ابھی کبھی تو لپیٹو سینے ہو کیون پتھر
بتو خدا سے ڈرو کچھ خدا کا ڈر بھی ہے

ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد
جو نیک بخت ہین اونکے لئے ہنر بھی ہے

تمہارا مرتبہ صاحب رقیب سے سمجھے
تمہیں مسیح ہو ہاں شبہ پاس خر بھی ہے

بتو زبان ہلاو خدا کا شکر کرو
حسین بھی ہو جوان بھی ہو کروفر بھی ہے

سنا تو ہوگا جو گذرا ہے حال قارونکا
غرور بخیل کا مٹی کے مول زر بھی ہے

یہ اپنا قول ہے مگدر بگیر و محکم گیر
پھرا جو سنگ ترے در سے وہ در بدر بھی ہے

تمہارے دام سے کیونکر بچیگا طایر دل
اوڑیگا خاک کہین کوئی بال و پر بھی ہے

سنا تو ہو نظر مہر کا بہت شہرہ
ہمارے حال پہ کچھ آپ کو نظر بھی ہے

بلا کا حسن ہے اونکا غضب کا جوبن ہے
مین دیکھتا ہون اونہین اٹھا ادہر ادہر بھی ہے

شب فراق کا دھڑکا شب وصال ہے مہر
ہمین تو شام سے تاریک تر سحر بھی ہے

پہلو مین وہ ادہر ہین کبھی تو ادہر کبھی
ہوتا ہے درد دل کبھی درد جگر کبھی

ان منتو نپہ مہر کی کرتے نظر کبھی
ٹھوڑی مین ہاتھ ہے کبھی پانو پہ سر کبھی

دن رات یہہ دعا ہے کہ آئے ادہر کبھی
ہان مہر کا ہو وہ رشک قمر کبھی

کرتے ہین عشق باز لڑکپن اگر کبھی
تو کھیلتے ہین دل پہ کبھی جان پر کبھی

کچھ کام آوگے دل ناکام میرے
اے آہ و نالہ تم سے بھی ہوگا اثر کبھی

تلوار اگر کہین تو کہین تیر کیون کہین
دیکھی نہ ہمنے یار کی سیدہی نظر کبھی

یا دشنہ بخنجر جیسے گیا پھر پتا نہین
کچھہ تو ہمارے دل کی ہی کہئے خبر کبھی

اس منھہ سے پھول جھڑتے ہین ہمنے سنا ہے یا
قینچی سے یہہ زبان چلی گل کترہ کبھی

دیکھو نگار دے یار تو سجدے کرونگا مین
مجھسے قضا نہ ہو گی نماز سحر کبھی

لکھے کو روئے یہہ ہی لایا جواب خط
جیتا پھرا ہے کوئی اگر نامہ بر کبھی

دل کی تو کچھہ کہی نہین جاتی کہ اڑ گیا
ورنہ اڑا ہے طایر بے بال و پر کبھی

دہوکا ہے شاعرونکا اجی اصل کچھہ نہین
دیکھی بھی ہے کسی نے تمہاری کمر کبھی

چلتی ہوئی تو صبح کو محشر بپا کیا
وہ رہ گئے جو گھر مین مرے رات بھر کبھی

ساقی کی چشم مست نے بیہوش کر دیا
مجکو تو نشہ ہوتا نہ تھا اسقدر کبھی

یہہ یاد رکھیے ایک ہی چٹکی مین کچھہ نہ تھا
بالونمین گراو لچھہ گئی نازک کمر کبھی

کرتا ہون مہر یار کی کیا کیا خوشامدین
ٹھوڑی مین ہاتھہ ہے کبھی پانو پہ سر کبھی

دیتا ہون جان ابروی خمدار کے لئے
اپنا تو دم ہے آپ کی تلوار کے لئے

معجز نما وہ لب ہین دل زار کے لئے
اک چھوڑ دو مسیح ہین بیمار کے لئے

اوس نے بہو نکے بیچ مین تیغا لگا لیا
کیا قبضہ ہاتھہ آگیا تلوار کے لئے

ان سنگدل بتون کا برہمن ہون اے خدا
لہسنی کا ہو سوت بھی زنار کے لئے

دیوانے ہوشیار ہین اوبت بکار خود
کی جیب تار تار تو زنار کے لئے

سووے کا سلسلہ بھی رہے کفر کا بھی پیچ
اک تار زلف دو ہمین زنار کے لئے

اوبت ہوا اپنا کفر بھی کیفیتون کے ساتھہ
نشہ کی ڈوری ڈھونڈے زنار کے لئے

ہی ہی دے کے بت کہیں کافر بنائیں تو
زم دہا گی چاہئیں ہمیں زنار کے لئے

سمجھیں میں بار یہ جھاڑو جو دی گئی
گردش بہی ہے ستارہ دم دار کے لئے

غنچے کلاہ سمجھتے ہین تو گل قبای سرخ
تیار یان ہین آپ کی دربار کے لئے

قطرے ملیں جو رومی عرقناک یار کی
ہو آبرو کو اکب سیار کے لئے

آنسو کیواسطے تو لگا رکہا آج تک
ہی جنس دل حضور کی سرکار کے لئے

لگتے ہین مثل تیر جگر پر ترے کلام
یہہ بات ہی کہان لب سوفار کے لئے

اغیار کا حوالہ ہے حیلہ کے واسطے
اقرار اونسے ہمسے ہو انکار کے لئے

تیرا چلن کچھ اور ہے اوسکا چلن کچھ اور
محشر نے بہی قدم تری رفتار کے لئے

نترہ یہہ دیکہے اونکو کوئی لائے میرے پاس
چلئے کبہی عیادت بیمار کے لئے

کیون ہو گلو ریوں نگانہ ان قاتلونکو شوق
لائے ضرور ہے لب سوفار کے لئے

دل آگیا تو مد نظر عیب سے خط نہیں
آئینہ ہی بن گیا زنگار کے لئے

ہیہات اودو یار کو دل بیتاب کی خبر
اے مہر تار برق ہے اخبار کے لئے

دیوان مہر خوب خریدیں گے مشتری
جنس سخن ہو گرمی بازار کے لئے

شہر میں حسن کے ہی تیرا عجب افسانہ ہے
باغ میں ہر گل گریبان چاک ہے دیوانہ ہے

ہر سحر چاک گریبان کا نیا افسانہ ہے
اے پریرو مہر بہی چمکا ہوا دیوانہ ہے

سچی موتی کی ہین لڑیان سچی باتین یار کی
مثل درگانی ہین اوسکی گفتگو بھی دردانہ ہے

زر بکف ہر گل ہے باغ اعتماد الدولہ مین
اونکے قدمونکی بدولت باغ دولت خانہ ہے

حکم حاکم سے جلاتے ہین دل اب تو شعلہ خو
شمع رو کے پاس پروانہ پر پروانہ ہے

میری آنکھون نے ٹپکتا ہی جو قطرہ اشک کا
پھر صفیروا اپنی قسمت کا یہ آب و دانہ ہی

ناصحا ہرگز نہین دنیا و مافیہا سے کام
ہمکو ہی تو فکر معشوق و مَی و میخانہ ہے

خار تو اوس گل کو ہین گلزار مین گھیرے ہوے
آشنا اپنا چمن مین سبزہ بیگانہ ہے

ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہے لطف دریا سیر ہے
یار کی گردن مین باہین ہاتھ مین پیمانہ ہے

مہر پڑھیے مصرع تاریخ بزم مہوشان
یہہ تمہاری بزم زیبا محفل شاہانہ ہے

اشکون کی تو جھڑی سے برابر لگی ہوئی
اے مہر دلمین آگ ہی کیونکر لگی ہوئی

کیا خون بیگناہ کا چسکا پڑا اسے
کیا چاٹ پر ہے تیغ ستمگر لگی ہوئی

دکھتا ہوا ہے عشق کے صدمے اوٹھا کے ہین
دل پر ہمارے چوٹ ہے دلبر لگی ہوئی

ہم نے زبان شمع سے یہہ رات بھر سنا
بجھتی نہین ہے دل کی مقرر لگی ہوئی

کہتا ہوا اٹھون گا یہ تربت سے حشر مین
ابتک تجھی سے آس ہے دلبر لگی ہوئی

نقشہ جما ہوا ہے تصور کا دلمین خوب
تصویر یار گھر کے ہے اندر لگی ہوئی

وہ کیون نہ سر چڑھا ہے بلا کی یہ پیچ ہین
قدمون سے بھی ہے زلف معنبر لگی ہوئی

کہدینگے ترے موی کمر کو کہ پیچ سے
شاعر نہ رکھین بال برابر لگی ہوئی

جب اونکے گھر گئے ہین کبھی دلکی لاگ سے
زنجیر در ملی ہمین اکثر لگی ہوئی

لکھتا ہون خط شوق لفافے پہ دیکھنا
آنکھ اپنی ہوگی صورت [illegible] لگی ہوئی

لوٹا ہے منہ دل مرا شہباز چشم سے
اب جان جان بازی سے ہے اسپر لگی ہوئی

دربان ہی کچھ نہین سگ لیلی بھی ہی در پہ
دروازے پہ یہہ اور ہے بھیڑ لگی ہوئی

اور جون کو تاکتے ہین وہ نیچی نظر سے مہر

کس گھات مین ہو چشم فسونگر لگی ہوئی

بہتر ہی پہول رونق باغ جہان ہوئے — لیکن بہار آج ہوی کل خزان ہوئے

اونکو سفر ہوا یہان صرف فغان ہوئے — یوسف ہوئی وہ ہم جرس کاروان ہوئے

سن لی خدا نے مہر جو گرم فغان ہوئے — پتہر پسیجنے لگے بت مہربان ہوئے

کس کام کے جو آپ سے جہان ہوئے — برسون ہوئے حضور ہمین نیم جان ہوئے

کہتا ہے سنکے حال کے عشق کا وہ شوخ — پیدا یہ ایک اور مرے قدردان ہوئے

ضد ہو گئی ہمین سے اونکو کہ اولٹی ہو اونکی بات — پاؤن پڑے سے ہم اور بہی وہ سرگران ہوئے

کیا جانتی ہے یار کا اداب بزم شمع — جلتا ہو دل یہان پہ مرا اسکے دہوان ہوئے

کشتی می کا پیر مغان ناخدا بنا — ہم میکشون کے دامن تر بادبان ہوئے

قدمو نپہ یار کے ہو سر اپنا شب وصال — ایسی بہلا نصیب ہمارے کہان ہوئے

ہی وصف اونکے موے کمر کا دہن کا ذکر — ہم لوگ شعر فہم ہوئے نکتہ دان ہوئے

اب حشر پر نہ وصل کے وعدیکو ٹالئے — کیا جانئے ہم کہان ہوئے وان تم کہان ہوئے

قرآن مین ذکر حور کا اللہ نے کیا — ہم سے عبث بتان حسین بدگمان ہوئے

انسان ہین تو رحم کبہی آہی جائیگا — وہ مہربان بہی ہونگے جو نامہربان ہوئے

گر دل سے دلکو راہ ہی تو اسمین شک نہین — معلوم ہے وہان بہی جو صدمے یہان ہوئے

پڑہنے کو شعر وصف رخ ماہرومین ہم
لوگ کر ہماری قبر پہ قران خوان ہوئے

جواب خط مراسلہ لیکر پہر آگئے — آہی چلد نامہ بر پہر آگئے

اوٹہے وحشت مین گہبرا کر پہر آگئے — گئے بیٹہے یہان دم بہر پہر آگئے

نہین ممکن نہین ممکن یہہ ہرگز — وہان جا کر دل مضطر پھر آئے

پھرائے فصل گل کلبا ہی گلین — قفس مین اپنے بال پر پھر آئے

کرے مشق ستم ہم پر وہ ظالم — ہمارے حلق پر خنجر پھر آئے

ہمارا ہی جو صیاد ستمگر — کترنے مرے بال و پر پھر آئے

وہ کہتے ہین میرے نالونکو سنکر — نہ چلا کے یہ میرا اسر پھر آئے

ہوا پھر ذبح مرغ نامہ بر کیا — ہوا مین اوڑتے بال و پر پھر آئے

خدا سے بت لپیٹیگا کبھی تو — پھرینگے جب تلک تیور پھر آئے

کسیکو باریابی وان نہین ہے — کبھی خود ہم کبھی نوکر پھر آئے

گلہ کیا چرخ کا سرگشتگی مین — ہمین جب پانو تکا چکر پھر آئے

سبو پر قہقہا شیشے کا یارب — آہی خندہ زن ساغر پھر آئے

چلے تھے دیر سے کعبہ کو ہم ہی — ہوا پھر دل ہی جب رہبر پھر آئے

جسے چاہے وہ گھر بیٹھے دکھدے — جسے چاہے اوسے در در پھر آئے

فلک پر پھر مہینے چاند نکلا — ہمارا بھی وہ مہ پیکر پھر آئے

ہمارا بس اگر ہوتا نہ آتے — لے آیا یہہ دل مضطر پھر آئے

تمہارا سامنا کر جائے کیا منہہ — مقابل ہو تو مہ چادر پھر آئے

اسیر اک روز آئے مہر ہر روز
مکان پر آپ کے جا کر پھر آئے

نالہ سے دل ناشاد ہین اچھے اچھے — اپنے شعر آپ مجھے یاد ہین اچھے اچھے

اکبرآباد مین آباد ہین اچھے اچھے — ہون اگر شاہد تو شاد ہین اچھے اچھے

سحر کے فن مین بھی اوستاد ہین اچھے اچھے — جادو انکھونکو تری یاد ہین اچھے اچھے

آپھی پر نہین دیوانہ پن اپنا موقوف — اور بھی چند پریزاد ہین اچھے اچھے

محو اوس بت کے ہین جن و ملک و حور و پری — عاشق حسن خداداد ہین اچھے اچھے

عشق قامت مین الف کھنچلیا ہتون نے — سرو سے ٹرہ کے بھی ازاد ہین اچھے اچھے

چشم بد دور جو دیکہین تو کہین حور العین — لوگ آدم کی بھی اولاد ہین اچھے اچھے

اونکے سایہ مین جو آجاے سٹرے بنجاے — پیارے پیارے ہین پریزاد ہین اچھے اچھے

ایک تو کوی ترے قد کی برابر دیکھلاے — باغ مین سیکڑون شمشاد ہین اچھے اچھے

جو برے ہین وہی رکھتے ہین برون سے صحبت — اچھے اچھونکے تو ہمزاد ہین اچھے اچھے

شب وصل اونکا قیامت تہا پلٹ کر کہنا — یہہ جو دو لفظ مجھے یاد ہین اچھے اچھے

کوچہ کافر بیدین مین ہین نالان دیندار — بلبل گلشن شداد ہین اچھے اچھے

جنہین چڑپا تری انگیا کے لے بیٹھے ہے — وہ بھی کیا بیضہ فولاد ہین اچھے اچھے

اونکا دیوانہ نہو تیرا ہی یہہ قول ہے مہر
اور بھی چند پریزاد ہین اچھے اچھے

بلا سے ہجر مین اے مہر تجھکو بھی مفر ہوگی — نگھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی

یون ہی عادت محبت کی تمہین ایمہر گر ہوگی — تو دل بیتاب ہوگا شدت درد جگر ہوگی

نہوگا جب گذر تجھ تک تو پھر کیونکر گذر ہوگی — ہماری بھی خبر تجھکو کبھی اے بیخبر ہوگی

لب شیرین کی لینگی چسکیان صحبت اگر ہوگی — شکر خوریکو وہ دیگا شکر پیداشت گر ہوگی

ترے موتی سے دانتونکی صفت ایجان کرنا ہو — صفائی مین مری تقریر بھی سلک گہر ہوگی

کھلا اسطرح سے سب پر کہ بیشک شتبا ہی ہے — یہی مضمون ہر شاعر نے باندہا ہو گہر ہوگی

خدا کے سامنے بت بیٹھے گا تو پھیر گے　　قیامت بھی کبھی اونکا قد بیداد گر ہو گی

جو اونکو جور کہتا ہوں تو جھلا کے وہ کہتے ہیں　　بیان پر جور کیون ہونے لگے جور اپنے گھر ہو گی

تمہین کیا دل لگی سمجھے ہو تم دل کی ستانیکو　　دل غمگین سے آفت تمہاری جان پر ہو گی

ابھی تخت سلیمان کو پیادے لات مارین گے　　میسر اردلی اونکی سواری کی اگر ہو گی

بنین گے لعل اونکا نونکے در گالونکی رنگت سے　　بیاض گردن شفاف سے چھٹے گہر ہو گی

جھلک سے کچھ نظر آئی تو تھی ہین جھوٹ کیون بولون　　وہ تار نظر یا آپ کی پتلی کمر ہو گی

مجھے ہے بد دماغی میرزایانہ طبیعت تھی　　وہ خوگر ہین خوشامد کی سو کس سے اسقدر ہو گی

رہی گر وصل کی شکوہ یہی قسمت کی کوتاہی　　یقین ہے لپٹے کمر کی سفیدی سے سحر ہو گی

ترے ہاتھونکو چومونگا ترے پاؤنکو دابونگا　　کرونگا مجھسے جو خدمت تری اے نامہ بر ہو گی

تمہارے واسطے ویسے مکان کوئی نہین بہتر　　جو آنکھون مین تمہین رکھون تو ڈرتا ہون نظر ہو گی

سفر کی عمر جو کوتاہ سنتے تھے بڑی آفت تھی
کہ مہر اونکی سفر سے ہمکو ابداسے سفر ہو گی

کہیے بجلی کی تڑپ مہر کہ پارا کہیے
کس گھڑی کا اسے ہلتا ہوا پرزا کہیے
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

ایک عالم ہے تڑپنے کا برابر دن رات
ناصحو بات ہو کہنے کی تو کہیے اوسکو
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

چین بیٹھے مجھے آتا ہے نہ لیٹے آرام
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

کبھی پڑھتا ہون عمل باطے کبھی کرتا ہون
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

کوئی خط لکھے جو مجھکو تو مین لکھتا ہون جواب
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

ہو گیا ماہی بے آب کا زہرہ پانی
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

اب تو ہر بات مین اپنا یہہ سخن تکیہ ہے
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

کربلا کا ہے کبھی عزم و ہا نکا ہے کبھی
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

کسی پہلو کسی کروٹ نہین آتا آرام
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

تار برقی پہ خبر پہنچی تو کیا لکہیے
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

دل من داند و من دانم و داند دل من
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

مرغ بسمل بہی پھڑک جاے جو دیکھے یہ تڑپ
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

مہر موقع ہی نہین کہنے کا بس چپ رہیے
فرقت یار مین بیتابی دل کیا کہیے

یا علی خلق خدا مین تمہین یکتا کہیے
تمہین آقا تمہین ہادی تمہین مولا کہیے

یہ وہ مکھڑا ہے جسے چاند کا ٹکڑا کہیے
کیا برا مینے کہا آپ ہی اچھا کہیے

اونکو پروا نہین سننے کی تو پھر کیا کہیے
کسکے آگے دل پر درد کا دکھڑا کہیے

غیر کا تو ہی تو معشوق نہ اپنا کہیے
کیونکر اک رنگ تجھے او گل رعنا کہیے

روے روشن سے کسیکو بھی نہ اچھا کہیے
شمع جل جائیگی چربیکا جو پتلا کہیے

سننے سنتے کیطرح ٹرکی طرح کیا کہیے
کبھی کہیے تو کہ حال دل شیدا کہیے

اونکے دم سے کوئی جیتا ہی کوئی مرتا ہے
ملک الموت سمجھیے کہ مسیحا کہیے

حال دل اونکو سنا سکتا ہی تہا مضمون
جب وہ سنتے ہی نہین شعر تو اب کیا کہیے

زر اگر بر سر فولاد نہی نرم شود
طالب زر سے نرا درد جگر کیا کہیے

لن ترانی کی نہین سے نہین لیتے وہ نقط
کیا سنا آپ نے لے حضرت موسی کہیے

استخارہ جو او نہین وصل کا تجھسے آیا
پینکے بوسے کہ یہ احسان خدا کا کہیے

مین سبک ہو گئے ہوا خاطر نازک پہ گران
جسکا احسان ہو اوتاریگا وہ تنکا کہیے

کیا تری اصل ہے ہم شیر خدا کے ہین غلام
کیون نہ تو تو تجھے پھر لے سگ دنیا کہیے

مارڈالا ہمین ظالم ترا کاٹا نہ جئے
اب ترے کان کے بندے کو بہ بندا کہیے

خون کرنیکے لئے تو بہی لپسی رکھی ہے
اے حنا دل کے لہو کا تجھے پیاسا کہیے

ایصنم ناف کو تیری مین کہون در کا گنڈ
چھاتیان سخت ہین پتھر کا شوالا کہیے

خال ہونزیکی طرح رو ہی مضفا نہین
چمپی رنگ کو اس وجہ سے چمپا کہیے

اپنی ان خشک زبانون سے کبھی اے کانٹو
قیس سے بہی خبر آبلہ لیلا کہیے

گھاٹ سے اپکی انگیا کی دکھایا جوبن
شکم صاف کو اب حسن کا دریا کہیے

غیر کیونکر نہ جلی جب کہون ایسی پہتی
آدمی کا ہیکو ہے تیل کا کپا کہیے

کیا بہار آگئی جو مجھسے جنون کہتا ہے
آپکا قصد ہے کب جانب صحرا کہیے

جسکا تو دوست ہو دشمن اوسے درکار نہین
او مسیحا ترے بیمار کو مردا کہیے

ذرہ خاک کف پا کو ترے اوجھوش
مہر کہتا ہے مرے آنکھ کا تارا کہیے

غم فراق کو جھیلون یہ اب مجال بہی ہے
جگر مین مرے سلت بہی ہے دلمین جال بہی ہے

نظر چرا ہی تو بہطور دیکھ بھال بہی ہے
خطا معاف ہو آنکھ آپ کی چنہال بہی ہے

خیال ہے تو یہہ ہے کو ہی پایمال بہی ہے
خرام فتنہ محشر کے ساتھ چال بہی ہے

خیال زلف بہی ہے چشم بہی ہے خال بہی ہے
سواد چین بہی ہے نافہ بہی ہے غزال بہی ہے

مزاج کا کہون کیا حال شکر ہے صاحب
الم بہی رنج بہی اندوہ بہی ملال بہی ہے

حضور تو او ٹھین آپ کیون کرین تکلیف
یہین بیٹھ جاؤنگا آخر صف نعال ہی سہے

بچے نہ قدر ہو جس شے کی وہ نہ دے اوسکو
دیا دل آپکو لیکن اب انفعال ہی ہے

اگر ملو تو ملو ورنہ کیون لگی رکہو
جواب صاف دو اتنا ہی تو سوال ہی ہے

سمجھے تو دہن ہو او نہین کی وہین ہے غیر کی کی
وہ اپنی گا ئین او نہین کچھ میرا خیال ہی ہے

نہ ہو یہ خوب نہین ہم پہ بے سبب غصہ
ڈرو خدا کے غضب سے وہ ذو الجلال ہی ہے

گلے مین یار کے ہیرے کا ہی جڑاو طوق
نیا طلسم ہے یہ صبح ہی ہلال ہی سے ہے

ہوا نہ کچھ بھی علاج تپ درون اتنک
جہان مسیح وہین مہر خستہ حال ہی ہے

وہ شاعر اور ہین جو تیون سے منہ بہر وائین
نہین تو لعل سے بہتر ترا او گال ہی سے ہے

نہ ہوگا آپ سا شیرین دہن کوی گل رو
گلاب جامن اجی آپکا او گال ہی ہے

جو دل لیا ہی تو منہ سے ملا کے منہ دیدو
شکر پر دسے سوا آپکا او گال ہی ہے

اسی پہ فاتحہ فرہاد کا کبھی دلوا
کہ صورت لب شیرین ترا او گال ہی ہے

سجا ہے کتنے اگر پستہ لب تجھے اے جان
لطیف مغز سے بادام کے او گال ہی ہے

یہ خوش کہ این گل و دیگر شگفتہ صل علے
جو گل ہین گال تو غنچہ ترا او گال ہی سے ہے

زمرد آپ کی بہاری گلوریان ہین تمام
زیادہ وزن مین یاقوت سے او گال ہی ہے

چبا چبا کے کرین کیون نہ باتین لب ہم بہی
وہ پان کہایا ہی جسمین ترا او گال ہی ہے

سوا مرے کوی کیا چوسنے لب مین لعل ایسے نکلے
کسیکے منہ مین ترے پان کا او گال ہی ہے

عیان نہین تن شفاف مین وہ موی کمر
اک آئینہ قد آدم ہے اوسمین بال ہی ہے

دکھا کے دلکو مرے مجھکو چھیڑتے ہین وہ
کہو مزاج مبارک کچھ اب بحال ہی ہے

یہ ہی طریق محبت یہ ہی شریعت عشق
یہان رقیب ہی کا خون حلال ہی ہے

کبھی اوٹھے کبھی بیٹھے وہ مرے پہلو مین | کبھی تغیر سے چہرہ کبھی بحال بھی ہے

کسی سے مہر کبھی پوچھے بھول کنور
کیکی جان کا صاحب تمھین خیال بھی ہے

حسرت ظالم و مظلوم برابر نکلے | ہم ادھر نکلین ادھر تیغ برابر نکلے

دل کا آئینہ رہا صاف یہہ جوہر نکلے | مہر ہم مہر و محبت ہی کے خوگر نکلے

جب کہین کوئی حسین تجھسے نہ بہتر نکلے | جان کیون تجھپہ نہ میری مرے دلبر نکلے

تو مرے پاس سے اینکو جو باہر نکلے | پیشوائی کو تڑپ کر دل مضطر نکلے

ہم تو کہتے تھے فقط شاعرون کے کہنے سے | دل بتون کے بخدا اصل مین پتھر نکلے

ضبط کرنے پہ بھی آنسو نکل آئے اپنے | اونکے کوچے سے اگر ہم کبھی ہو کر نکلے

یک قلم حال بچھڑنیکا لکھا ہے خط مین | قاصدی کے لیے ٹکڑے سے کبوتر نکلے

تپ فرقت سے جو سوکھا تو لہو تھوکا ہے | گلبن خشک وہ ہون جس سے گل تر نکلے

لے صنم نام خدا ہے یہ تیرا گھر جیسا | کہین ایسی تو بنارس مین نہ مندر نکلے

نامہ لکھکر جو پڑھا لکھنے کا مطلب نکلا | نامہ بر یار تباہی سے کبوتر نکلے

تپ عشق آئی تھی بچپن مین مجھے یاد ہے خوب | بنکے چیچک یہہ تن آبلے تن پر نکلے

نہ کہلے وصل مین بوتل نہ جلاوین گلاس | عیش کیا خاک ہو ساقی بھی جو کنظر نکلے

کنگھی کرنے لگی مشاطہ تہہی زلفون مین | ناگنین اور بلا ہو گئین جب پر نکلے

کیا خبر تھی کہ مرے دلمین جگہ آپ کے ہو | آپ بیٹھے ہوئے پہلو کے برابر نکلے

تخلیہ یار سے دن رات میسر ہو تو پھر | کیون نہ اندر ہی رہے کاہیکو باہر نکلے

جوہری بھی کوئی اسکے لئے ڈھونڈھا ہوا کیمہ

شعر نکلے نہین یہ بحر سے گوہر نکلے

نکہت گل کیطرح بُقّی نئے خوشبو کی امی
وہ ہوا اولکو لگے جو جسم جانان چھو کے آئے

اور جو آئی بلا سر پہ کچھ اوسکا غم نہین
کوی سودائی نہ یار بیچ مین گیسو کے آئے

چاہون تو بھر لون مین دامن گوہر و یاقوت سے
رؤن تو لخت جگر بھی ساتھ ہر آنسو کے آئے

زخم دل زخم جگر کو چاہیے مرہم کے سبتے
مرے پہلو مین جو تکیے یار کے پہلو کے آئے

مین جو اون آنکھونکا تھا مارا ہوا تو وقت دفن
قل کی ڈھیلی بنکے ڈھیلی دیدہ آہو کے آئے

یار کی تیر نگہ کی شکل ہو تیر قضا
تیغ بنکے گر موت ہو تو عشق مین ابرو کے آئے

مین آخر آدمی ہون تا بکے صدمے سہون
یا الٰہی رحم اتنا دل مین اوس بدخو کے آئے

چادر مہتاب سے دھبا کبھی چھٹتا نہین
چاند کیا منہ لیکے آگے اوسکے مہ رو کے آئے

خال جانان مرے زخمو نپر چھڑکتا ہے نمک
قہر ہے اس ظلم کا جی مین مزا ہندو کے آئے

یہ غزل گلبن ہے تو ہے مصرع تاریخ شاخ
آج جو دیکھا چمن مین پھول کیا خوشبو کے آئے

کالی کالی انکھڑیان جادو کی کاجل سے نہین
پتلیان آنکھونکی پتلی بنکے جادو کے آئے [۱۲]

واہ بننے پر گلبن سے ہو گیا دل باغ باغ
منہ بھی آگئے غنچے لب ہم پر تو اس پہلو کے آئے

پھر مردہ دل کی خاطر ہو دم عیسیٰ صبا
وہ ہوا اولکو لگی جو جسم جانان چھو کے آئے

نگاہ خلق مین دنیا سیاہ کی ہو گی
دھوئیں اڑا دی ہونگے وہ آہ کی ہو گی

ندامت اور ہمین خواہ نخواہ کی ہو گی
وہان پہ کچھ بھی نہ تاثیر آہ کی ہو گی

خدا کے عدل کا قایل ہون اوبت کافر
ضرور داد رسی داد خواہ کی ہو گی

جھکائے ہونگے کنوین تو فرشتہ خان کو بھی
جوان حسینونکے دنیا مین چاہ کی ہو گی

صنم تری تو خدائی مطیع فرمان ہو ۔ شکوہ وشان یہہ کس بادشاہ کی ہو گی
کبھی نہ قہر سے کی ہو گی چشم پوشی یار ۔ کبھی نہ مہر کی ہم پر نگاہ کی ہو گی
رسا ہی نالہ ہمارا تو کر کے کچھہ گھس بیٹھے ۔ کسی دن آپکے دل مین بہی کی راہ ہو گی
سنا ہے مین وہ ہی ہو گی تری کریمی کی ۔ جو فرد ہاتھہ مین اپنے گناہ کی ہو گی
نہین ہے نام کو انسان وہ دشت ہوا اپنا ۔ کہ پتی اگ نہ مردم گیاہ کی ہو گی
ہمارے خون سے ہو گا چمن ترا کوچہ ۔ ہمارے دم سے فضا قتل گاہ کی ہو گی
کسی طریق سے لائینگے اپنے گھر تک ہم ۔ طبیعت آپکی بہی روبراہ کی ہو گی
یہی جو رنگ تلون مزاجیون کا رہا ۔ امید آپسے کسکو نباہ کی ہو گی

جہای ہو گی اونہین پر بس آنکھہ رغبت کی
جو مہر ماہ وشون پر نگاہ کی ہو گی

دل کا مرے اضطراب کیا ہے ۔ تڑپے یون برق تاب کیا ہے
کوثر مین بہری شراب کیا ہے ۔ اس برج مین آفتاب کیا ہے
عاشق سے یہہ اجتناب کیا ہے ۔ مر جیسے اجی حجاب کیا ہے
پانی مین ہی شراب کیا ہے ۔ شبنم مین ترا آفتاب کیا ہے
غصہ کا سبب عتاب کیا ہے ۔ بندہ پہ تری کیون عتاب کیا ہے
رومال سے اپنے چشم تر کی ۔ پانی پانی سحاب کیا ہے
دیکھا ہے وہ چہرہ عرق ناک ۔ گل کیا ہے بہلا گلاب کیا ہے
پیری مین کلنک کا ہے ٹیکا ۔ اور اسکے سوا خضاب کیا ہے
ہے تار نگاہ عاشق زار ۔ کیون اونکی کمر مین داب لیا ہے

خط پڑھ کے کہا یہہ نامہ بر سے — ایسے خط کا جواب کیا ہے
چاہت مین خرابیان تو ہونگی — اے دل تو ابہی خراب کیا ہے
دیکھا تیرا چہرہ کتابی — قرآن تو ہے یہہ کتاب کیا ہے
ہم طرفہ رقم ہین عاصیو تمین — جرمون کا یہان حساب کیا ہے
بول اوٹھے شبیہہ مری بت کی — صورت یہہ لاجواب کیا ہے
اک پوچ دیچر کے واسطے دل — ہوتا ہے عبث خراب کیا ہے
نکھرا ترا منہہ بگاڑ دے گا — چمکا ہوا ماہتاب کیا ہے
لکھہ رکھین کفن پہ نام اپنا — خلعت کیا ہے خطاب کیا ہے
ماشا اللہ چشم بد دور — اوبت حسن شباب کیا ہے
ق وہ دن ہو کہ آئے وصل کی رات — بیدار ہو بخت خواب کیا ہے
بیچین ہون مین وہ کہہ رہی ہون — ٹھہرو ابہی اضطراب کیا ہے
لکے کے مری کہلے حقیقت — قاصد خط کا جواب کیا ہے
مٹی مری خاک کربلا کر — بندا بن ابوتراب کیا ہے
صدمے ہوئے یار کی گلی مین — فردوس مین بہی عذاب کیا ہے
دروازہ ہو بند اب تو کہل کہیل — پردہ تہہ کر حجاب کیا ہے
ساقی مے ناب و جام بلور — مہتاب مین آفتاب کیا ہے
ہے سرخ و سفید اونکی رنگت — میدا کیا ہے شہاب کیا ہے
عاشق معشوق کو ملا پا — مشاطہ ہے اونکی ڈاب کیا ہے
ہے نقش بر آب شکل ہستی — یہ نشو و نما حباب کیا ہے

خاک اونکی گلی کی چھانتے ہو
اے مہر فلک جناب کیا ہے

سنتا ہے نہین کوئی کسی کی
کس سے کہین مہر اپنے جی کی

رغبت دلوائی میکشی کی
ساقی نے لئے کہے ہمارے جی کی

چاہت ظاہر وہان مری کی
دشمن نے بھی مجھسے دوستی کی

لیلی پہ کہے ہے کلمہی کی
شیرین تری سامنے ہے پہیکی

کیا فکر سخن مین دل لگی کی
ہم کہہ گئے شعر مین بہی جی کی

ایڑی چوٹی پہ اونکے صدقے
چندیا نہ کہجاے ناگنی کی

دن رات ہمارے پاس رہے ہے
دن عیش کا رات ہو خوشی کی

آو شب وصل ہم منائین
باتین کرین کچھہ ہنسی خوشی کی

بن بن کے بناو دیکھتے ہین
کیا کیا ہے نمود آرسی کی

جنت مین جو بعد مرگ پہنچے
یاد آگئی یار کی گلی کی

دیوانہ ہون اونکی گرہون کا
سایہ مین تہپیٹ ہو پری کی

اس نوک پلک کے آگے صاحب
کیا اصل ٹہکون کی ہو چہری کی

جان آگئی جان مین ہمارے
آئی جو ہوا تیری گلی کی

اپنی سہے ہے دعا بھی دم نزع
تسبیح رہے علی علی کی

کیون روٹ نہ وصل مین خفا ہو
یہہ بات تو تھی ہنسی خوشی کی

اونکا ہی بھلا بنا رہا سیہ
دل نے ہم سے بہت بری کی

خلوت مین یہہ تہہ کرو تکلف
صحبت رہی بے تکلفی کی

بوسے کی داب اونکے یون جمائین | خستہ دو پان کی مسی کی

دل ماہوشون مین یون لٹایا
اے مہر غضب کی حاتمی کی

خوب آگاہ ہے پہچانتا ہے | مہر لے ماہ تجھے جانتا ہے
مان لے کو نہین مانی کس کی | ہم تو مانین کوئی دل مانتا ہے
ٹھن گئی یہہ تو ہمارے دل مین | وہی ہوتا ہے جو وہ ٹھانتا ہے
کیون نہ تلوار سے کر قتل ہمین | تو بہوین ہمسے عبث تانتا ہے
اچھی من مانی ہے گھر جانی ہے | آنا جانا تیرا من مانتا ہے
آپ کیا جانین حقیقت مری | جانتا ہے وہ جو پہچانتا ہے
کوئی کیا جانے بہلا حال بطون | جان کچھ دل تجھے پہچانتا ہے

مہر انسان کے ہے آب گل مین
اپنے ساتھہ اور کو بھی سانتا ہے

تمہاری ضد یہہ آج کل جائیگی | میری جان کہٹکے نکل جائیگی
مسیحا ہو تو اتنا ہم سے کہو | طبیعت ہماری سنبہل جائیگی
نہ نکلیگا منہہ سے کہ مرتا ہون مین | مری جان بہی گر نکل جائیگی
شب وصل جلدی گذرتی ہے آ | بجھیگا گجر توپ چل جائیگی
محبت نجائیگی دل سے مری | بس اب جان لیکر اجل جائیگی
سنوارو گے گیسو بناوگے زلفین | یونہی دوپہر رات ڈہل جائیگی
خدا اپنی قدرت دکھائیگا تو | بتون کی بہی صورت بدل جائیگی

حسین ہین شمیران کی محفل سے جا
جلائیگی اسے شمع جل جب جائیگی

لڑے گی کسی روز قسمت مری
کبھی کوئی تدبیر چل جائیگی

مژہ کیون نہ برچھی سے لی نوک کی
جگر توڑ کر یہ نکل جائیگی

کہان جاون کوچہ تیرا چھوڑ کر
کہان ڈھونڈھنے پھر اجل جائیگی

وفادار دشمن ہے تجھسے تو یار
جہان جاون گا ساتھ اجل جائیگی

سمجھ لینگے کچھ اپنے دل کی وہ مہر
جو اون تک ہماری غزل جائیگی

تمنا کوئی معشوق طرح دار کہان ہے
یوسف کی لیں اب گرمی بازار کہان ہے

مہر اب کو صحبت مین تری بار کہان ہے
اے ماہ وہ چمکا ہوا دربار کہان ہے

سجدے مین کرون گا مجھے انکار کہان ہے
بتلاؤ تو نقش قدم یار کہان ہے

لگ جائے جہان پہ دل بیتاب ہمارا
جز آپ کے ایسی کوئی سرکار کہان ہے

سر پھوڑ لین ہم عاشق مرزا منش اپنا
دکھلاؤ انگیا کی تو دیوار کہان ہے

معشوق نہین ہے کوئی کیا عشق کرو نہین
دل تو میرا موجود ہے دلدار کہان ہے

ہر بار نہ فرمائیے چل دور یہان سے
جاؤن مین کہان طاقت رفتار کہان ہے

معلوم نہین کون اوڑا لیگیا دل کو
صیاد کہان مرغ گرفتار کہان ہے

کوا جو چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھولا
او کبک قیامت کی وہ رفتار کہان ہے

ڈالا کئے ہم تم پہ جو ڈوری یہ وہین ہین
گردن مین یہان رشتہ زنار کہان ہے

الجھن نہ رہی ہم بھی بڑے پیچ سے نکلے
اب گیسوؤن والون سے سروکار کہان ہے

کوچہ ترا یاد آئیگا جنت مین کہان گا
جس باغ کا بلبل ہون وہ گلزار کہان ہے

بوسے کی اب اونسے یون جہائین — نخیست دو پان کی مسی کی

دل ما ہوشون مین یون لٹایا
اے مہر غضب کی جاتی کی

خوب آگاہ ہی پہچانتا ہے — مہر اے ماہ سب سمجھ جاتا ہے
مان لینے کو نہین مانی کس کی — ہم تو مانین کو ہی دل مانتا ہے
ٹھن گئی یہہ تو ہمارے دل مین — وہی ہوتا ہے جو وہ ٹھانتا ہے
کیون نہ تلوار سے کر قتل ہمین — تو بہوین ہم سے عبث تانتا ہے
اچھی من مانی ہے گھر جانی ہے — آنا جانا تیرا من مانتا ہے
آپ کیا جانین حقیقت مری — جانتا ہے وہ جو پہچانتا ہے
کوئی کیا جانے بھلا حال بطون — جان کچھہ دل تجھے پہچانتا ہے

مہر انسان کے ہے آب و گل مین
اپنے ساتھہ اور کو بھی سانتا ہے

تمہاری نہ یہہ آج کل جائیگی — میری جان کٹتے نکل جائیگی
مسیحا ہو تو اتنا ہم سے کہو — طبیعت ہماری سنبھل جائیگی
نہ نکلیگا منہہ سے کہ مرتا ہون مین — مری جان بھی گر نکل جائیگی
شب وصل جلدی گذرتی ہے آہ — بجیگا گجر توپ چل جائیگی
محبت نجائیگی دل سے مری — بس اب جان لیکر اجل جائیگی
سنوارو گے گیسو بناؤ گے زلفین — یونہی دوپہر رات ڈھل جائیگی
خدا اپنی قدرت دکہائیگا تو — بتون کی بھی صورت بدل جائیگی

حسین ہین شہیران کی محفل سے جا   جا ئیگی اے شمع جل جا ئیگی

لڑیگی کسی روز قسمت مری   کبھی کوئی تدبیر چل جا ئیگی

مژہ کیون نہ برچھی سے لی نوک کی   جگر توڑ کر یہہ نکل جا ئیگی

کہان جاؤن کوچہ تیرا چھوڑ کر   کہان ڈہونڈہنے پھر اجل جا ئیگی

وفادار دشمن ہے تجھسے تو یار   جہان جاؤنگا ساتھہ اجل جا ئیگی

سمجھ لینگے کچھہ اپنے دل کی وہ مہر
جہاون تک ہماری غزل جا ئیگی

تمسا کوئی معشوق طرحدار کہان ہے   یوسف کی بھی اب گرمی بازار کہان ہے

اب ہمکو صحبت مین تری بار کہان ہے   اے ماہ وہ چمکا ہوا دربار کہان ہے

سجدے مین کرون گا مجھے انکار کہان ہے   بتلاؤ تو نقش قدم یار کہان ہے

لٹک سے جا جہان پہ دل بیتاب ہمارا   جز آپ کے ایسی کوئی سرکار کہان ہے

سر پھوڑلین ہم عاشق مزاامنش اپنا   دکھلاؤ انگیا کی تو دیوار کہان ہے

معشوق نہین ہے کوئی کیا عشق کرو نہین   دل تو میرا موجود ہے دلدار کہان ہے

ہر بار غزل فرماتے چلدو یہان سے   جاؤنہین کہان طاقت رفتار کہان ہے

معلوم نہین کون اوڑا لیگیا دل کو   صیاد کہان مرغ گرفتار کہان ہے

کوا جو چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھولا   اوکبک قیامت کی وہ رفتار کہان ہے

ڈالا گئے ہم تم پہ جو ڈوری یہ وہین ہین   گردن مین یہان رشتہ زنار کہان ہے

الجھن نہ رہی ہم بھی بڑے پیچ سے نکلے   اب گیسوون والے ترے دلدار کہان ہے

کوچہ ترا یاد آئیگا جنت مین کہون گا   جس باغ کا بلبل ہون وہ گلزار کہان ہے

دم بند کرے برق کا وہ جنبش ابرو ۔۔۔ اس کاٹ کی اس گھاٹ کی تلوار کہان ہے

محسوس نہ ہوگا کبھی محسوس نہوگا ۔۔۔ اک واہمہ ہے اپنا تن زار کہان ہے

کیون اونسے عبث چرب زبانیکا ہی دعوا ۔۔۔ اے شمع ترے نور کی گفتار کہان ہے

چھائی ہے سیاہی یہ مری بخت سیہ کی ۔۔۔ اس طرح کی تاریک شب تار کہان ہے

گردش پہ تیری چشم سیہ مست کی غش ہین ۔۔۔ ساقی کو ہی اس دور مین ہوشیار کہان ہے

تیار ہوا وس سے مری تربت کی سہری ۔۔۔ دروازہ جانان کا بد ہنوار کہان ہے

دیکھین تو ذرا کسکا بہت پایہ ہی برتر ۔۔۔ بلقیس کا تخت اونکا ہوا دار کہان ہے

نالے کی صدا دیر سے آتی نہین مجھکو ۔۔۔ پہلو مرا خالی ہے دل زار کہان ہے

اس باغ کو بھی سبزہ بیگانہ ہے در کا ۔۔۔ زخمی تو ہے دل مرہم زنگار کہان ہے

بوجہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکھا ہے

سمجھتے اونچ نیچ اتنی کہان سے تھے ۔۔۔ جہان ہم تھے زمین تھے آسمان تھے

مسیحا کون تھے صاحب کہان سے تھے ۔۔۔ مسیحا مرے تم اے مری جان تھے

لبون کی وصف مین رطب اللسان تھے ۔۔۔ کبھی ہم شاعر معجز بیان تھے

توان تھے جو ہم سے ناتوان تھے ۔۔۔ سبک نظرون مین خاطر پر گران تھے

یہی بس نالہ واماندگان تھے ۔۔۔ کبھی ہم بھی شریک کاروان تھے

فلک تھا خوشہ پروین پہ نازان ۔۔۔ ہم ایسے دانہ زد کے میہمان تھے

بتون واللہ یون نالان نہ ہوتے ۔۔۔ یہ ناقوس اپنے مشت استخوان تھے

وہ اب لکھتے نہین اک خط بھی ہمکو ۔۔۔ جو اپنے قدردان تھے مہربان تھے

یہی ہے انقلاب عبرت افزا
یہی جو پیر ہین پہلے جوان تھے

جنھین تم شکوے سمجھے تھے ہوائی
ہمارے نالہ آتش فشان تھے

دعا لیتے تھے گلچین بلبلون کی
تجھے پھولون سے جہان آشیان تھے

ہمین یاد خدا سے باز رکھا
یہہ بت اللہ کتنے بدگمان تھے

لباس گل مین ہین جو جلوہ فرما
یہہ اے سیر خرد خوش رو جوان تھے

جو کرتے تھے تیری تعریف عارض
ہماری قبر پر قرآن خوان تھے

خدا کا نام تھا کعبہ مین کیا تھا
صنم تو رونق ہندوستان تھے

نہین کرنا نہ تھا اس طرح تمکو
ہمارے دل مین کچھ ارمان ہان تھے

جزائے خیر کے قاتل کو اللہ
سبکدوشی ہوئی ہم سرگران تھے

دماغ اپنا معطر تھا شب وصل
کشادہ گیسوے عنبر فشان تھے
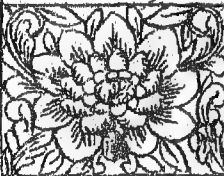
غبار قافلہ ہین اب تو اے مہر
کبھی ہم بھی شریک کاروان تھے

مجھکو کچھہ اور عطا درد محبت ہو جائے
اے خدا اس بت بیدرد کو صحت ہو جائے

سبکو معلوم ہے سب جانتے ہین تو ہے کریم
فیض بخشی ہے اگر لطف و عنایت ہو جائے

زندگانی کا مزا ہم بھی اوٹھائین دن رات
عیش بھی اپنا اگر یار سے صحبت ہو جائے

کیون نہ قائل ہون قیامت کی مسلمان کافر
گھنگرون سے جو تری شور قیامت ہو جائے

آپ کیون سیر شب ماہ کی تکلیف اوٹھائین
چاندنی مین کہین تغیر نہ رنگت ہو جائے

کیا تعجب ہے اگر سچ ہی ہون جھوٹے وعدے
شرم کچھ ہو او نہین کچھ پاس مروت ہو جائے

مہر ہو اونپہ خدا اپنا کرم فرمائے

دور سب رنج و غم و درد و مصیبت ہو جائے

گلا کاٹے وہ لپٹے گلو سے پیار مین آ گئے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آ گئے

نیاز اپنا اوسے مقبول ہو یا ناز فرمائے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آ گئے

اونہین ہو مشق سفاکی دہری ہین تیغ و طشت آگے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آ گئے

وہ چاہین اسکو ٹھکرائین وہ چاہین سربلندی دین
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آ گئے

کسی سے جو نہ جھکتا تہا وہ اونسے جھک کے کہتا ہے
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آ گئے

یہان ہر حال مین ہو شکر اے ناصح شکایت کیا
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آ گئے

ستم اے مہر ہے یہ مصرع اصغر علیخان بہی
تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آ گئے

دریا طوفان بہ رہا ہے
آنکھون کا عجیب ماجرا ہے

زاہد کو غرور زہد کا ہے
رندون کو خدا کا آسرا ہے

ذکر اونکے دہن کا جا بجا ہے
ہے کچھ بھی نہین یہ بات کیا ہے

دیوار کا اونکی سایہ ٹھہرا
اک یہ بھی سعادت ہما ہے

ہم چشمی اور اونکی انکھڑیون سے
نرگس تجھے کچھ بھی سوجھتا ہے

پاون سے ہمارے گوکھرو سی
اک اک کا نٹا کھٹک گیا ہے

الفت ہو کھلی ہوئی بتون سے
اللہ سے مہر کیا چھپا ہے

مین جیتا ہون دیکھے سے صورت تمہاری
مجھے ہے نہایت ضرورت تمہاری

مبارک ہو حافظ کرین حفظ قرآن
ہمین یاد ہو ایک صورت تمہاری

جو کہتا ہون حاضر ہون مین بھی کسیدن
تو کہتے ہین بس ہمسے ضرورت تمہاری

ملین خاک مین کیون نہ عاشق تمہارے
جو خاکی اوڑای کدورت تمہاری

خدا نے صنم حور کی دی ہے نک سک
پری گات ہو خوبصورت تمہاری

بتو ہیسہ خفی ہم سے للہ کیون ہے
ہمیشہ رہیگی یہ صورت تمہاری

کچھ انگیا کے پردے مین دیوار بنکے
ہوی دل کی ظاہر کدورت تمہاری

عیان راز پنہان ہوا یہ شب وصل
ہر اک چیز ہے خوبصورت تمہاری

طبیعت مری اور آندہی سی آئی
نیا رنگ لای کدورت تمہاری

گری گی کبھی مجھپہ دیوار بن کے
ستم ڈہائیگی یہہ کدورت تمہاری

مجھے ہوگی حورونسے کس طرح رغبت
نہ سیرت تمہاری نہ صورت تمہاری

یون ہی خاک اوڑیگی جو دل مین تمہارے
مکدر کرے گی کدورت تمہاری

خدا ہمسے بندونپہ گر رحم کرتا
تو کیا اسے بتو تھی ضرورت تمہاری

برابر ہو تم اور مٹی کی پریان
جو ہمسے بہی ہو کدورت تمہاری
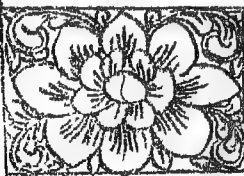
ضرورت ہی تو ہم تمکو ہے اون سے
اونہین تو نہین ہے ضرورت تمہاری

نقش طلسم عالم ایجاد ہو گئے
دیوانے ہم ہوے وہ پریزاد ہو گئے
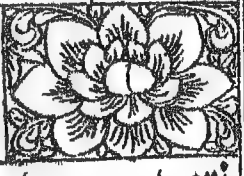
دونون پہ حسن و عشق کے دو صاد ہو گئے
دیوانے ہم ہوئے وہ پریزاد ہو گئے

وارفتہ جمال خداداد ہو گئے
دیوانے ہم ہوے وہ پریزاد ہو گئے

شیرین ادا بلا کے پریزاد ہو گئے
دیوانے کوہ قاف مین فرہاد ہو گئے

بندہ نواز قید تعلق سے چھٹ گئے
بندے تمام آپکے آزاد ہو گئے

مٹ مٹ گئے ہین آپکے نقش قدم پہ کبک
کٹ کٹ کے پایمال جو شمشاد ہو گئے

بہولے تو کہدیا کہ بہلادون مین آ گئے
نقرے غضب کے آپکو اب یاد ہو گئے

انداز قتل کرنیکے جور و جفا کے ڈہنگ
ایجاد تجہسے اے ستم ایجاد ہو گئے

کل کائنات کن سے ہوئی ایک کائنات
دو حرف کیا زبان سے ارشاد ہو گئے

در پردہ ان بتون کو ہے دعوی خدائی کا
چلمن مین بیٹہہ بیٹہہ کے شداد ہو گئے

گل رنگ عارضون پہ ہین مغرور کس قدر
وہ پہول کیا ملے کہ وہ شاد ہو گئے

حاتم ہون اپنے وقت کا یہ بہی ہے فیض مہر
شاگرد جو ہوے مرے اوستاد ہو گئے

مہر بائی کبہی اصلا نہ ہوی
مہر کیسر دل مین تری جا نہ ہوی

نظر لطف مسیحا نہ ہوی
مر گیا مہر اد نہین پروانہ ہوی

ہمت ساقی دریا دل ہی
موج دریا ہوے دریا نہ ہوی

دل غنی پا کے ہوا مستغنی
نہ ہوی دولت دنیا نہ ہوی

آفتین آئی ہین کیسی کیسی
دل سے ایذا مجہے کیا کیا نہ ہوی

دیکہتی ہی سبکے ایجان جہان
کونسی شے ہے جو تمنا نہ ہوی

دل نازک مرا اور صدمہ ہجر
یہ سزا لایق مرنا نہ ہوی

ہم ہین یکرنگ دو رنگی تیری
کچہ پسند اے گل رعنا نہ ہوی

بال بال اون کے گنہگار رہے
صفت زلف چلیپا نہ ہوی

سامنا قیس نے میرا نہ کیا
روبرو آپ کے لیلا نہ ہوی

لب لے اوسکے پکارا نہ کبہی
عزت عاشق رسوا نہ ہوی

آپ کی شیب مین جو حسن شباب — کسکو دیکھلاؤن زلیخا نہ ہوی
سب سے نفرت رہی اک اونکے سوا — صحبت صورت دیبانہ ہوی
چشم مخمور سے دیکھا نہ مجھے — می نہوی تھی مہیا نہ ہوی
کسنے چاہت مین نہین جی کہ پائی — پیار کرکے کسے انیا نہ ہوی
زلف کیون دل کو بلا ہی جان ہو — دشمن قیس تو لیلا نہ ہوی
اونہین لپٹیا یا اونہین پیار کیا — تو بہی تسکین دل شیدا نہ ہوی
عشق مین بہی رہے ہم نازک طبع — ترک مرزا ہی مرزا نہ ہوی
دل لگا کر وہ سنین مہر کے شعر — بات ایسی کوہی پیدا نہ ہوی
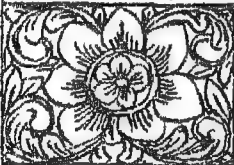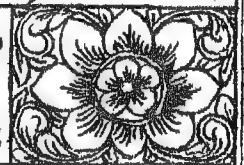
دگر

ہے دیوانونسے کوچہ تیرا آباد رہے — دشت مین قیس ہے کوہ مین فرہاد رہے
آپکے عہد مین ہم مورد بیداد رہے — آپ قاتل رہے ظالم رہے جلاد رہے
اپنے ہی دلمین طرحدار سب اباد رہے — اپنے ویرانہ پہ دیوانہ پریزاد رہے
ان حسینونکے تصور سے دل آباد رہے — کشور دل مرا لندن رہے نوشاد رہے
مین ہون دیوانہ مری پاس ہو فصاد رہے — ہوشیار اپنے ہر اک کام مین حداد رہے
رہے صیاد کا دنیا مین بلند اوازہ — شغل مرغان قفس نالہ و فریاد رہے
طبع زاد اپنے ہین دنیا مین نشانی اپنی — نام رہتا ہے جہان مین اگر اولاد رہے
اوسطرف یار نے کروٹ لے زمانہ پلٹا — وصل مین بہی کبہی ناشاد کبہی شاد رہے
سلسلہ بند لکہے حال مری وحشت کا — نوکر اخبار نویسی پہ جو حداد رہے
آمد فصل بہاری ہے تو باری باری — کبہی فصاد رہے یان کبہی حداد رہے

یار قربان مین صورت کے عجب صورت ہے
شکل تصویر یہان مانی و بہزاد رہے

گلشن کوچہ جانا نہین ہمیشہ ہو بہار
یا الٰہی یہ چمن حشر تک آباد رہے

کافر و کفر کا دہبا ہی یہ ٹیکی کے بہار
داغ شداد نہ کیون گلشن شداد رہے

فایدہ کیا ہے بنا ہی جو مکان رشک بہشت
ہمتو تب جانین جو دوزخ مین شداد رہے

ہمنے فریاد کے کوچہ مین تری او کافر
بلبل نعرہ زن گلشن شداد رہے

شرف البتہ مکین سے ہے مکانکو سیچ ہے
پھر ارم کیا رہے دوزخ مین جو شداد رہے

ہم رہین میر رہین شہر مین ایمہر افسوس
دشت مین قیس رہے کوہ مین فرہاد رہے

وہ کون ہے اب جس سے ملے داد ہماری
سنتے ہی نہین آپ تو فریاد ہماری

کب تمسے ملے ہمکو تو داد ہماری
اللہ بہی سنتا نہین فریاد ہماری

گلبانگ کا مشتاق ہے گلزار مین گلچین
سنتا ہی صدا قید مین صیاد ہماری

چھوڑا ہے نچھوڑیگا کبھی مشغلہ عشق
اب جان ہی لیگا دل ناشاد ہماری

روئےگا لہو حال تن زار پہ اپنے
کہو لیگا کبھی فصد جو فصاد ہماری

دیوانے جو ہم ہین تو کہان جائینگے اوڑکے
خاطر ہی کرینگے یہ پریزاد ہماری

جب یاد کیا ہے تو برے طور سے ہمکو
اچھا ہوا تم بہول گئے یاد ہماری

گرتی ہے جو بجلی کیطرح خرمن جان پر
وہ آہ جہان سوز ہے صیاد ہماری

کیون نالہ و فریاد مین بہی لین نہ او بجلی
خلقت ہے پئے عالم ایجاد ہماری

ہم سنگ در یار سے سر پہوڑ رہے ہین
قسمت تری اچھی ہے کہ فرہاد ہماری

تا سال و گرمی کہ خورد زندہ کہ ماند
ساقی کو جواب بہول گئے یاد ہماری

کچھ دن کی ہوا ہے یہ بہار چمن حسن
محنت ہی یہان ہوئیگی برباد ہماری

سکان سموات ہین کیا عرش ہلا یا
الله بہت دور ہے فریاد ہماری

کیا بات ہی کیا بات ہی دلچسپ سخن ہی
سنتے ہین برغبت غزل اوستاد ہماری

شیرین کو بھلا دی سبھی شیرین سخنی سے
تیشہ ہی زبان پاے جو فریادی ہماری

وہ قبر پہ گھوڑا تو اوڑاتے ہوے آئے
اچھا ہوا مٹی ہوی برباد ہماری

جور و ستم و ظلم ترا ہوئیگا بے قدر
گر قدر نہ کی اوستم ایجاد ہماری

جاتے ہین یہہ کہتے ہوے دنیا سی مسافر
اوجڑی ہوی بستی ہوی آباد ہماری

تشبیہہ کسیکی قد بالا سے جو دی ہی
ہٹتی تو نکروائینگے شمشاد ہماری

سر کاٹ دین ہم آپ ہی تکلیف ہو تجھکو
ہمت یہ نہین چاہتے جلاد ہماری

چہرے پہ کسیطرح کوی رنگ نہ ٹھہرا
مٹ مٹ گیا تصویر پہ بہزاد ہماری

وہ سلسلہ جنبان محبت ہین کہ ایمہر
پابند غزل سنکے ہون آزاد ہماری

اختیار اور ہے کیا جبر کرینگے ہم بھی
نہین ملتے نہ ملو صبر کرینگے ہم بھی

دیدہ تر کو اب الله سلامت رکھے
پانی پانی تجھے اے ابر کرینگے ہم بھی

کوچہ یار کو گلزار جنان کہتے ہین
وہین تجویز کہین قبر کرینگے ہم بھی

کفر توڑیگا ارے رعب مسلمانی کا
اب مسلمان تجھے او گبر کرینگے ہم بھی

تم نہین چاہتے تو ہم تمہین کیون چاہین گے
دل کے مختار ہو تم جبر کرینگے ہم بھی

اونکی بے مرضی او نہین ہاتھ لگا ئینگے نہین
جبر اتنا دل بے صبر کرینگے ہم بھی

دل کی بیتابی کی اے مہر نہین کچھ تدبیر

اختیار اوسے ہے کیا جبر کرینگے ہم بھی

صبا جو بڑی باغ والی ہوی ہے
تمھاری گلی کی نکالی ہوی ہے

تری چال سے پائمالی ہوی ہے
مشیت جو تھی ہونیوالی ہوی ہے

جہازونمین لندن سے ہندوستانکو
روانہ مئی پہ نکالی ہوی ہے

ترے زلف و رخ کی سفیدی سیاہی
وہ درگا ہوئی ہے یہہ کالی ہوی ہے

سمایا ہے دل مین تصور تمھارا
یہہ تصویر سانچے مین ڈہالی ہوی ہے

صفت جسمین کچھ اونکے دانتونکی کی ہے
وہ تقریر سلک لآلی ہوی ہے

مجھے کب یہہ کہتے تھے نکلو یہان سے
یہ بات آپکے دل مین ڈالی ہوی ہے

رہا ہے خیال اونکے گیسو کا جسمین
وہ رات اور راتون سے کالی ہوی ہے

لب آب اور چلیگی لطا آب زمزم
مے ناب بھرنے کو خالی ہوی ہے

مین شاعر ہون تعریف ابرو کرونگا
پسند اپنی طرز ہلالی ہوی ہے

مجھے تیری آنکھون نے تڑپا کے مارا
مہا شیر نبض غزالی ہوی ہے

ہمین لے چلین بزم مہوش مین سالک
جو ناقص نہین باکمالی ہوی ہے

نظر آری ہین پتلیان تیسنہ مجھکو
کہ چلمن سے اب دیکھا بھالی ہوی ہے

دلاسے سے ملے ولی کا ہے صدقہ
ہماری طبیعت جو حالی ہوی ہے

اوڑایا ہے غنچون نے بن چٹکیونمین
ہوا پر جو باد شمالی ہوی ہے

وہ الجھن نہین اب وہ سودا نہین اب
بلا زلف کی سر سے ٹالی ہوی ہے

یہہ جیب جالیا پن بھی ڈالیگا ٹھنے
جو پوشاک اب لوٹ جالی ہوی ہے

ملاتا ہے تمورہ آواز تم سے
بجا ہے اگر گوشمالی ہوی ہے

جو نرگس ہین آنکھین تو رخسار گل ہین — تری شکل پہولون کی ڈالی ہوئی ہے

ہرن بن کے پہرتی ہے صحرا دل مین — فسون ساز چشم غزالی ہوئی ہے

اوڑہی ہے جو عاشق کے چہرے کی سرخی — ترے سرخ ہونٹھون کی لالی ہوئی ہے

تقرب ہے بحر تقارب سے اے مہر — یہہ دریا وہ ہے جسکی تہالی ہوئی ہے

الفت پری نہ حور شمایل کے ساتھ ہے — وہ دل نہین رہا یہہ مزا دل کے ساتھ ہے

ظاہر ہے کیا محبت اگر دل کے ساتھ ہے — خلوت کا لطف بہی کہین محفل کے ساتھ ہے

کوئی نہین رفیق طریق اور اوہر ودہر — اک بیکسی تو گور کی منزل کے ساتھ ہے

مرتے ہین بندگان خدا او بت شریر — سماے دق بہی عارضہ سل کے ساتھ ہے

چہوڑے نہ دل تو ہین تمہین کسطرح چہوڑدون — صاحب یہ جان نثار بہی اس دل کے ساتھ ہے

رونق نہین ہے حسن کی عاشق اگر نہین — سارا فروغ شمع کا محفل کے ساتھ ہے

کیون ہو نہ سانپ تیل کی دہار اونکی زلف کا — عارض کے پاس تل ہے یہ اوس تل کے ساتھ ہے

پہیکا کرینگے حسن مہ نو کو چرخ پر — بحث ابرون کو بدر مقابل کے ساتھ ہے

ہوتے ہین اپنی خاک سے تیار جام مے — کیا خم کا خمیر مرے گل کے ساتھ ہے

مٹی ٹہکانے لگ گئی بنی لائی میکدہ — ہان دُرد مے کو ربط مرے گل کے ساتھ ہے

گر سر جدا ہوا تو ہوا اسکا غم نہین — شکر خدا کہ روح تو قاتل کے ساتھ ہے

تلوار ہی کی گہاٹ اوتارا ہے اک جہان — دریا ہے خون روان مرے قاتل کے ساتھ ہے

ہوتی ہے کس طرح سے یہان دلکو دلسی راہ — قلبی عداوت اونکو مرے دل کے ساتھ ہے

جلوہ دکہاے وادی ایمن کا شمع طور — اس وہم کی روشنی ترے محفل کے ساتھ ہے

بوسے ملین تو دینے مین دلکی ہو کیا دریغ
سب جانتے ہین صرف بیجا حاصل کے ساتھ ہے
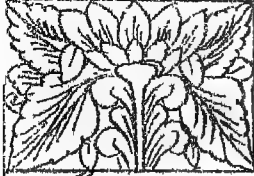
برج شرف مین آج ہو سعدین کا قران
خلوت مین مہر اوس مہ کامل کے ساتھ ہے

دل دیکھکے تمکو چاہ کی حسرت نکل گئی
اس دل لگی مین اپنی طبیعت بہل گئی

جب اوس پری کے حسن کی تقریر چل گئی
ایکبار ہم سے حور بھی جنت مین جل گئی

آخر بہار باغ کی صورت بدل گئی
رنگت گلون کی اوڑ گئی نکہت ٹہل گئی

بگڑا دماغ بن گئی بلبل کی جان پر
کیسا قبائے گل مین صبا عطر مل گئی

ہاتھ آگئی تجلی محبوب کی سند
اپنی ہتھیلی حضرت موسی کی جل گئی

قاتل سے پہلے تیغ نگہ کو ہی فکر قتل
بیت کے وہ ہی ہو معرکہ مین جسکی چل گئی

شوخی تو دیکھو دیکھتی ہی دل سے آ ملے
وہ لپٹتے ہین مجھسے کہ مکڑی ہی ٹل گئی

اے جان اتو جاتمین جان آپنے آگئے
آمد تمہاری سنکے بیری موت ٹل گئی

شفاف کسقدر تن شفاف یار ہی
جس عضو پر نگاہ جما کے پھسل گئی

وہ ناتوان ہین کہ کہین ہم نظر نہ آگئے
کس کس جگہ نہ ڈھونڈتے ہمکو اجل گئی

پہنچا مین بام یار پہ تڑپا تہ بام
بسمل کہ منکر سا بر مچل گئی

شوخی سے بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یار کی
بجلی کی طرح بالی کی مچھلی اچھل گئی

حسن شباب یار کے قربان جاؤن مہر
جوبن ابھار پر ہی جوانی اوبل گئی
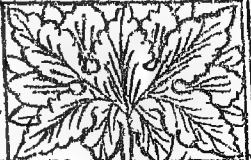
کچھ قبلہ نما مرغ میرا دل تو نہین ہی
تیر نگہ ناز کا بسمل تو نہین ہی

صاف آئینہ چہرہ ہی ترا تل تو نہین ہی
لیے داغ مہ تو کیون مہ کامل تو نہین ہی

کیون رشک کی تصور کو میری ویسی ہوئی راہ — کعبہ سہی قرآن کی منزل تو نہین ہے

عیسی نے کہا ٹھہر مری نبض جو دیکھی
عاشق ہے کسی بت کا اسے سل تو نہین ہے

کعبہ کا پتا ہم کو چلا عشق بتان سے — ایمہر ملے راہ خدا سنگ نشان سے
مطلب ہے نہ حوروں سے نہ کچھ کام جنان سے — ہم مر کے بھی نکلینگے نہ صاحب کے مکان سے
حظ جوش جوانی کا ہے معشوق جوان سے — کیفیت صہبا ہی کہن پیر مغان سے
عیسی لب یار کو ہے علم دہان سے — ہوتی ہے نبی کو خبر اسرار نہان سے
فریاد ہم اللہ سے کرتے ہین بتون کی — ناقوس کی آواز ملاتے ہین اذان سے
گبھراؤ نہ اس مرتبہ دیوالون سے پریو — وحشت ہمین ہوتی ہے تمھارے خفقان سے
مستغنی و وارستہ و مرد متوکل — کچھ کام نہین ہمکو فلان ابن فلان سے
بیچین ہین مرتے ہین تمھارے لیے صاحب — کیون کر نہ تمہین پیار کرین ہم دل و جان سے
گھر سے وہ چلے ہین مرے گھر آنیکو توبہ — یہہ چال یہ فقرے ہین یہ تیتی ہین یہ جہان سے
شاید کہین چل جاے پتا خاک کا اپنی — پوچھے تو کوئی قافلہ ریگ روان سے
اپنے کے ترکیب عناصر کی ہوئی ہے — وسواس سے سودا ہے جنون ہے خفقان سے
وہ جیسے انیلے ہین مجھے خوب ہے معلوم — نادانیان اونکی نہ چلینگی ہمہ دان سے
ہنستا ہے سگ کیف رولاتا ہے مجھے بخت — کرتا ہے نگاہون مین سبک خواب گران سے
اک خال جو ہے گوشہ ابرو مین تمہارے — دیتا ہون مین تشبیہ اوسی زاغ کمان سے
پوشاک ہنی یار کی او عاشق گریان — اب آنکھ کے پردے کو بدل آب روان سے
پہولی ہوئی پھرتی ہے عبث موسم گل مین — اے بلبل گلشن کہین صبا و نہ بہار سے

سنتے ہین ترے لعل مسی زیب کی تعریف
گل کان لگائے ہوئے سوسن کی زبان سے

پروردہ آغوش ہین کج طبع سے محروم
پر تیر کو ملتا ہی کمان زاغ کمان سے

انجام بخیر آج تو ہو عید کا دن ہے
ساقی مین پیاسا ہون شروع رمضان سے

بلبل ہین وہ بلبل جسے جنت ہی قفس بہی
کچھ کام نہین ہمکو بہار اور خزان سے

اعلی کی طبیعت کو تغیر نہین ہوتا
ہی چادر مہتاب بہت کہنہ کتان سے

ہی نام وری تو بھی جب نام سے ہو نام
کیا ہی جو ہوا شکل نگین نام نشان سے

آواز سگان کم نکند رزق گدا را
واعظ در میخانہ پہ تا کے ہمین کہان سے
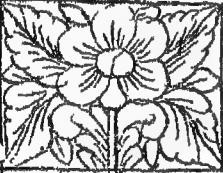
مجھسا کوئی دیوانہ مرے وار نہین مہر
تلوون کو سرے چاٹتے ہین خار زبان سے
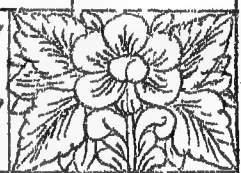
قسمت ہی بری ہی نہین تقریر کسیکی
میری ہی الٰہی نہ ہو تقدیر کسیکی

کالون کو پسند اپنے ہی تقریر کسیکی
آنکھون کے لئے چاہئے تحریر کسیکی

کیا تجھکو ملیگا جو ملا خاک مین کوئی
مٹتی ہے جوانی فلک پیر کسیکی

پریون ہی سے دیوانی رہین سلسلہ جنبان
کرتی ہی یہ عقل قید مین زنجیر کسیکی

عاشق پہ ستم ہی تو کرم غیر کے اوپر
ذلت ہے کسیکی وہان توقیر کسیکی

پتلی کو کہون نور کی پتلی تو بجا ہے
پھرتی ہے میری آنکھ مین تصویر کسیکی

برگشتگی بخت کا نقشہ ہی یہ اے مہر
منہ پھیرے کہنچوا دون جو تصویر کسیکی

مقتل کو ذرا مشفق من دیکھتے چلئے
اپنے شہدا کا تو چمن دیکھتے چلئے

سنتے ہین کہ دیوانہ ہوا آپ کا کل دفن
پھاڑا تو نہین آج کفن دیکھتے چلئے

ہم آگئے پھرتے ہوے کوچہ مین تمہارے
جی چاہا کہ بیساختہ پن دیکھتے چلئے

رہ گئے ہین جو عاشق تو یہ ہی ہین تماشا
کیا جوش پہ ہین آگ وچمن دیکھتے چلئے

تا زیست رہی فکر کوئی بات نہ نکلی
چلئے جو عدم کو تو دہن دیکھتے چلئے

رخ دیکھ لیا کوچہ گیسو کی کرین سیر
اے ہین حلب مین تو ختن دیکھتے چلئے

یا حضرت یوسف چہ کنعان کو چلئے کیون
اون کا تو ذرا چاہ ذقن دیکھتے چلئے

پامال نہو کوئی چلئے منہ کو اوٹھا کے
اچھا نہین صاحب یہ چلن دیکھتے چلئے

اس عالم فانی مین نہ آئے کبھی امیر
اتنی لئے آئی کہ کفن دیکھتے چلئے

معین اپنے بندون کا ہر آن تو ہی
خداوند عالم نگہبان تو ہے

کہان طور وایمن کہان دیر وکعبہ
جدہر دیکھئے اے تری شان ہے

بجا ہے تجھے دلربائی کا دعوی
میری جان تو ہی میری جان تو ہے

وہ رزاق ہے رزق بے شبہہ دیگا
کہلائیگا وہ جسکا مہمان تو ہے

تجھے سے برآئیگی امید اپنی
نکالے گا جو دل کے ارمان تو ہے

شرف نطق سے آدمی کو ملا ہے
یہ اک بات سن رکھ جو انسان تو ہے

کہا جلوہ روئی جانان جو دیکھا
یہ ایمان کی ہے کہ قرآن تو ہے

ہے آئینہ خانہ طلسمات عالم
جو سکتے مین ہین ہون تو حیران تو ہے

ہین آگاہ تجھ سے تو واقف ہے مجھ سے
[illegible]

کہا اتنا ساقی نے الحمد للہ
کہ ہان مستحق شراب امکان تو ہے

گل باغ جنت وہ کوچہ ہی اوسکا
جہان اپنی پگڑی ہوئے کان تو ہے

ہوئی جس سے دین محمدؐ مین سبقت
علی ولی وہ مسلمان تو ہے
ق
تو دست خدا ہو تو دست شفا ہو
علیلون پہ ہو جسکا احسان تو ہے

بیاض سحر مطلع مہر دیکھا
لئے ساتھ ہے اپنا دیوان تو ہے

مطلع آہ سے کسی قدر نہ ہوئی
کون دل لیگیا خبر نہ ہوئی

مجھسے آنکھین ملا کے صاحب
کیون میرے حال پر نظر نہ ہوئی

شمع بیکس ہو سب پہ روشن ہو
نہ ہوئی شمع بھی اگر نہ ہوئی

چھپ گئے میرے حال کے اخبار
تجھکو او بیخبر خبر نہ ہوئی

ہم دکھاتے ہیں یہ جور و قصور
ہائے وہ حور اپنے گھر نہ ہوئی

ہوگئے کافور گیسوے مشکین
کہتے اس شب کی کیا سحر نہ ہوئی

صبح کردی یہ مجھسے فرما کر
تجھکو تسکین رات بھر نہ ہوئی

خواب مین ہم گئے وہ چونک اوٹھے
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

کیون نہ جھک کر وہ چھاتیونکو چھپائین
خم کہان شاخ بار ور نہ ہوئی

ہر سے میٹنے بنا کبھی بگڑا کبھی
ویسی صورت تری قمر نہ ہوئی

بال کی کہان کھینچتی شاعر
یہ بھی اچھا ہوا کمر نہ ہوئی

خاک اوڑا یا کئے جو کچھ نہ رہا
ہمکو پروا سے سیم و زر نہ ہوئی

دیدنی ہین تمہارے اور اعضا
نہ ہوئی اک فقط کمر نہ ہوئی

یہ شکایت ہوا دن کو مجھسے
تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی

صحرا کا دل پسند بہت سبزہ زار ہے
اس باغ مین تو سبزہ بیگانہ یار ہے

مشہور جو جہان مین ابر بہار ہے
وہ اے فلک یہین کی زمین کا نجار ہے

سرسون کے پھول تل ہوئی نرگس کی آنکھ کے
کس درجہ رنگ زرد خزان پر بہار ہے

وہ کھیت ہین کہ کھیت رہا چرخ اخضری
کیا آسمان زمین زمرد نگار ہے

کیون کشت زعفران کی یہان پر ہنسی نہ ہو
سرسون کا رنگ قدرت پروردگار ہے

کیفیتون سے یان نہین خالی ببول تک
مشتاق ان ببولون کا ہر بادہ خوار ہے

سبزی جو لہلہی ہے تو زردی ہے ڈہڈہی
پکھراج صدق اور زمرد نثار ہے

اے بلبلو گلون کی ہین کانون کا سبزہ ہون
مصرع یہ اوسکو نوک زبان ہے جو خار ہے

گھر بیٹھے خضر ملتے ہین سبزہ کی دید سے
سرسبز ہو مکین مکان سبزوار ہے

فصل ربیع ہے کہ ہو معشوق سبزہ رنگ
عاشق ہوا اسکا کھیت پہ یا کشتکار ہے

یارب ہرا بھرا یہ سخاوت علی رہے
مہمان اسکا شہر غریب الدیار ہے

خوشی بھی اپنی غم روزگار مین گذری
یہان سرور کے بدلے خمار مین گذری

خیال گیسو و رخسار یار مین گذری
یہ زندگی اسی لیل و نہار مین گذری

بجا ہے یہ کہ ہے دنیا امید پر قائم
شب فراق ترے انتظار مین گذری

ہمیشہ آنکھین لڑا کی ہین شوخ چشمون سے
تمام عمر ہرن کے شکار مین گذری

فروغ گرمی بازار یار کیا کہئے
یہان پہ مصر کی ہے گرمی بازار مین گذری

وہ سرگذشت بیان کیا ہو دشت وحشت کی
جو اپنے تلون پہ اس خارزار مین گذری

شب وصال بسر کی ہے کنگھی چوٹی مین
بڑی بلا مین بڑے انتشار مین گذری

اوڑا ہی کیون نہ بہلا چہکیونمین خاک اپنی
ہوا صبا کو لگی کوئی یار مین گذری

خرام یار کا پامال ہون بقول صبا
یہ کیا مشیت پروردگار مین گذری

ہزار شکر ہوا اے عندلیب باغ جہان
بڑی بہلے چمن کوئی یار مین گذری

نہ نکلی اون کی سواری کہ دیکہتے جوبن
ادہر نہ باد بہاری بہار مین گذری

رہا کیا یہان جنگل مین منگل اے مجنون
خدا کے فضل سے اچہی بہار مین گذری

ضرور چاہیے تہا تجہکو پوچہنا صیاد
کہ عندلیب قفس کیا بہار مین گذری

ہجوم دل ہو بلا کا تمہاری زلفون مین
کبوترون کی لگی ہے قطار مین گذری

ہمیشہ داغ جنون تازہ گل کہلاتا ہے
کبہی نہ چین سے فصل بہار مین گذری
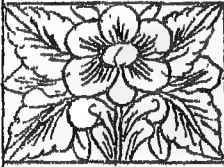
ہوا علاج تپ غم نہ کچہ مسیح سے مہر
تمام عمر ہماری بخار مین گذری

یاد دلوائیگی اوسکو مری فریاد مجہے
مین نہ صیاد کو بہولونگا نہ صیاد مجہے

رنج دیتے ہین غضب کے ستم ایجاد مجہے
غیر کا گہر جو وہ بہولے تو کیا یاد مجہے

عاشق بے سروپا ہون یہ سراپا ہی میرا
پاؤن مجنون کے ملے ہین سر فرہاد مجہے

منہہ سے نہ موڑ کہ ہون اک بوسہ کا سایل تم سے
اے بتو دو کبہی للّٰلہ تو پرشاد مجہے

مدحت بت شکن کعبہ کا اقرار کیا
جب ملی روز ازل طبع خداداد مجہے

شکر کرتا ہون کہ ہو مر تبہ دان بلبل
صید گلدام مین کرتا ہو وہ صیاد مجہے

طعن واعظ کو مین سسرال کی گالی سمجہا
دختر رز کا سمجہتا ہے وہ داماد مجہے

مجہسے چہوٹیگا نہ یہ حسن پرستی کا مزا
سرو گلشن ہون جو صاحب کرین آزاد مجہے

بعد مرنیکے نہ یاد آئے کہین کوئی صنم
مین نہ لونگا جو ملے جنت شداد مجہے

عندلیب گل تازہ ہون پورانا شاعر
کیون پسند آئے نہ یہ گلشن ایجاد مجھے

آتش و آب و ہوا خاک ہین ضدین بہم
اپنی ہستی کی یہ ثابت ہوئی بنیاد مجھے

یا علی شیر خدا یہ سگ دنیا کیا ہین
چاہیئے دونون جہان مین تیری امداد مجھے

حشر مین داور محشر سے کہون گا قاتل
مین تو ہون کشتہ بیداد نہ دی داد مجھے

یا تو بتخانہ ہی یا رندون کا میخانہ ہے
یہی دو گھر نظر آئے یہان آباد مجھے

سخت جانون کے لئے خنجر قاتل یہ بنا
بعد مدت کے کہلے جوہر فولاد مجھے
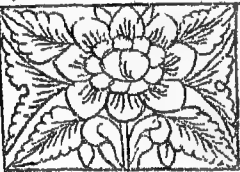
وہ مہ عہد مین مہر سحر عاشورہ
دل شاد اونکو ملا خاطر ناشاد مجھے
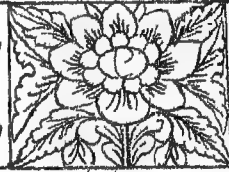
صاف ہو جاؤ گلہ کیا ہے شکایت کیا ہی
خاک ڈالو خفگی پر یہ کدورت کیا ہے

گر میان غیر سے کرتے ہو یہ غیرت کیا ہی
یون جلاتے ہو شریر و یہ شرارت کیا ہے

ہو لیا دل بھی میرا ساتھ یہ صورت کیا ہی
کون پہلو سے چلا اٹھ کے قیامت کیا ہے

مجھسے کیا پوچھتے ہو تم تجھے حیرت کیا ہی
کیا کہون تمسے مین اے آئینہ طلعت کیا ہے

چلکے پامال وہ کرتا ہے قیامت کیا ہی
نہین معلوم مجھے اوسکی مشیت کیا ہے

کیا بیان کیجئے قاتل کہ حلاوت کیا ہی
دہار خنجر کی یہ میٹھی ہی کہ شربت کیا ہے

ان بتون کو بھی عجب حسن دیا ہی تو نے
اللہ اللہ مین صدقے تیری قدرت کیا ہے

وعظ مین ذکر دہان ہی تو یہان شعر نہین
کوچہ یار ہی جنت یہی ہے جنت کیا ہے

کیا وہ سلطان ہی فرمان مین ہو جسکی کلام
حکم محتاج حکم ہو تو حکومت کیا ہے

تم کو دلوائے جو اللہ تو تم سے لو
اک فقط جان ہی بس اور امانت کیا ہے

اپنی خوبی کو سعید ازلی کیا جانے
نہین معلوم ہوا کو کہ سعادت کیا ہے

ہم عبادت کرین یا حسن پرستی واعظ
ایکدم کی جو یہ فرصت ہو وہ فرصت کیا ہے

مین جو کہتا ہون کہ حاضر ہون تو فرماتے ہین
آپ کیون کیجئے تکلیف ضرورت کیا ہے

وہی ایذا وہی تنہای وہی اندہیاری
گور تیرہ کا ہو نقشہ شب فرقت کیا ہے

تمنے بوسہ ندیا مینے دیا دل تم کو
حوصلہ کیا ہو میرا آپ کی ہمت کیا ہے

کیا سوا نیزہ پہ خورشید قیامت آیا
چہرہ کیسا ہو تمہارا قد و قامت کیا ہے

تم جو بوسہ دو تو کہولون مین دہن کا عقدہ
بات ہو باندہنا مضمون مین دقت کیا ہے

رغبت بادہ کشی ابر کرم دیتا ہے
بادہ خوارون پہ بھی اللہ کی رحمت کیا ہے

اونکی تعریف کروا ہی کہو میری سنو
واعظو بکتے ہو کیا پند و نصیحت کیا ہے

ہو نہ دشمن کے بھی دشمن کو شب ہجر نصیب
جان پر صدمہ ہو کیا دل کو اذیت کیا ہے

آپ ظلم و ستم و جور کیا کرتے ہین
مہربانی بھی یون ہی ہو تو قباحت کیا ہے

تم چلے اور مجھے کر دیا از خود رفتہ
چال مین چال قیامت ہو قیامت کیا ہے

پھر لب گور سے گوش شنوا سنتے ہین
جنکا ڈر لگتا تھا اب اونکی یہان نوبت کیا ہے

غیر شکوہ میرا کرتا ہے تو وہ کہتے ہین
ہم جھڑک دینگے اوسے ہم کو مروت کیا ہے

بوچھئے چلکے ذرا گور پہ زر دارون کی
اب سوا خاک کی او صاحب دولت کیا ہے

باطن اچھا ہو کہ تربت مین ہون انگارے
ڈھیر پھولون کا اگر ہے سر تربت کیا ہے

حشر مین کتنے اوٹھینگے ترے پامال خرام
کیون جگایا ہین اوشور قیامت کیا ہے
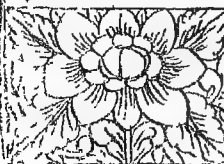
کیا مسیحا سے بھی کچھ ہو نہین سکتا ہو علاج
مہر یہ تپ تجھے کیسی ہو حرارت کیا ہے
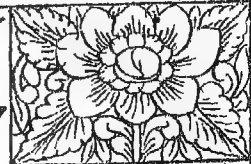
پتھر کو برہمن نے جانا بھی خدا ہے
مغرور ہو صنم بھی کیا شان کبریا ہے

اوس سے کیطرحکی امید کیا کیسکو
بیدرد و بیمروت بیمہر و بیوفا ہے
اونکی سے آنکھ اب تک گزری نہین نظر سے
نرگس ہو آندہی ڈہونڈہی کیا اوسکو سوجہتا ہے
عینک بھی ہے جس سے عالم کو دیکہتے ہین
جام شراب ہم کو جام جہان نما ہے
ہر رنج سے ہی راحت عاشق کو عاشقی مین
ہمکو تو اے مسیحا جو درد ہے دوا ہے
دل تو دہ ییلگئے ہین ہم چاہین کیا کیسکو
کہتے ہین جسکو چاہت وہ دلکا ولولا ہے
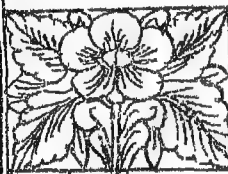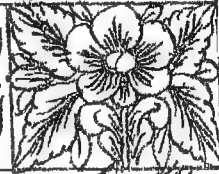
اوٹھینگے ناز بیجا معشوق کے کہان تک
اے مہر عاشقون مین تو بھی تو میرزا ہے

نالہ گرم کے اور دم سرد بھر سے
کیا جئین ہم تو مر سے
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبر سے
از من نوحہ گر سے
فصل گل آئی ہے اور مین ہون گرفتار قفس
کچھ بھی چلتا نہین بس
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبر سے
از من نوحہ گر سے
پہنس گئے دام مین صیاد کے شاید بلبل
روز سنتا ہون یہ غل
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبر سے
از من نوحہ گر سے
مین ہون صیاد ہی اور شور و فغان و فریاد
کوئی دیتا نہین داد
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبر سے
از من نوحہ گر سے
بہول کر کنج قفس تک کبھی آئے نہ صبا
نہ سنا نالہ میرا
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبر سے
از من نوحہ گر سے
کوئی قاتل مین رہی مہر سے کتنی ہی شہید
مین ہون اور قید شدید
ہمصفیران چمن راکہ رساند خبر سے
از من نوحہ گر سے

ولہٗ

کہین دل لگی کچھ اگر ہو گئے
تو آفت مری جان پر ہو گئے

جو سفاک تیغ نظر ہو گئے
معطل قضا و قدر ہو گئے

یہ مشہور ہی دل کو ہی دل سے راہ
سب اوس بیخبر کو خبر ہو گئے

مین لکھدونگا خط غلامی تجھے
جو خواہش اسری نامہ بر ہو گئے

زمین غزل مین کے شعر تر
نئی صورت سحر و بر ہو گئے

تیری چال محشر سے کرتی ہی چال
قیامت یہ اسے فتنہ گر ہو گئے

ہوئی عشق مین دل کو حاصل شکست
حسینون کی فتح و ظفر ہو گئے

نہ اوٹھی نہ اوٹھی نہ اوٹھی کبھی
ہماری جبین سنگ در ہو گئے

کیا بیقراری نے دل کی ہلاک
جو ٹکڑے مین درد جگر ہو گئے

مین آوارہ کہتا ہون عمرت دراز
جو کوتاہ عمر سفر ہو گئے

یہ اب پھر پڑھنے کے قابل نہین
غزل کہنے سننے کو پر ہو گئے

رزق کی کیا فکر جب تک جان ہی
آپ کے وعدے پہ اطمینان ہی

اب تصور یار کا ہر آن ہی
کیا ادا کیا ناز ہی کیا آن ہی

عشق آب و گل مین ہی الفت سرشت
اُنس مین مجبور یہ انسان ہی

حلقہ آغوش ہین دست دعا
وصل کا کیا شوق کیا ارمان ہی

لفظ تھوڑے ہین معنی بہت
آپنا اک اک شعر اک دیوان ہی

کوے جانان سایہ دیوار یار
سب مہیا عیش کا سامان ہی

جیتے جی چھوڑون مین تجھکو کسطرح
زندگانی تجھسے ہے تو جان ہے

جسکو دیکھا ٹپ ٹپ آنسو گر پڑے
دل کے دکھنے کی یہی پہچان ہے

مہر کو کیا واسطہ بے مہر سے
لغو ہے سب جھوٹ ہے بہتان ہے

مہر کے پرتو سے کیا جلوہ مہ کامل مین ہے
دلربا ایجان وہ ہے مہر جسکے دل مین ہے

یاس کی امید ہمکو آرزوے دل مین ہے
کچھ تو حاصل بھی ہماری سعی لاحاصل مین ہے

منزلت کیا عشق کی اس منزلت منزل مین ہے
عرش کا تارا ہے وہ جو داغ اپنے دل مین ہے

زندگی کا لطف کسکو ہیچ بے حاصل مین ہے
جان بھی حاضر ہے اب فرمایئے کیا دل مین ہے

شمع کی تقریر پروانون سے یہ محفل مین ہے
وہ زبان پر ہے ہمارے جو تمہارے دل مین ہے

ہاے کس آفت مین دل ہے جان کس مشکل مین ہے
پھنس گئے دلدل مین یہ گل اپنی آب و گل مین ہے

شمع و پروانہ سے اک عالم پہ روشن ہو گیا
لطف خلوت عاشق جانباز کو محفل مین ہے

رنگ و روغن جو دکھاتا ہے تیرا حسن شباب
رنگ ہے وہ گل ہی کا تو نہین وہ روغن تل مین ہے

جو مثل کالے تلون کے خلق مین مشہور ہے
وہ اثر ایجان تیری ننھی منی تل مین ہے

توبہ توبہ ان تلون مین تیل ہوتا ہے کہین
عطر فتنہ یار چشم فتنہ زا کے تل مین ہے

بید مجنون سے بنا ہے محمل لیلی تمام
نجد سے ریشہ دوانی قیس کی محمل مین ہے

یان اثانیت ہے وان وحشت نہین نیرنگ عشق
نجد مین لیلی یہان مجنون وہان محمل مین ہے

راہ پر لائیگا اک دن سبزہ خط یار کو
ہمطریق یاد خضر رہ نما منزل مین ہے

ماہیہ وارون کی ہے ظاہر اور باطن مین خلاف
قعر دریا مین جو گوہر ہے تو کف ساحل مین ہے

عیب کا دہبا مٹاتی ہے فقط دریا دلی
حجت تردامنی کیا دامن ساحل مین ہے

ای مسیحا مہر کو تنہا تپ لرزہ نہین
شمع روشن ہی مگر لرزان تیری محفل مین ہی

پہلو مین تو نہین ہی تیری آرزو تو ہے
عطر عروس کی سیر سے کپڑون مین بو تو ہی

ہر وقت می سے میکدہ مین شست و شو تو ہی
زاہد اگر نماز نہین ہے وضو تو ہی

ناصح بجا ہے سچ ہی کہ پانی لہو تو ہی
رونے سے عاشقون کے لئے ابرو تو ہی

حیرت نہین ہے تجھکو تو آئینہ رو تو ہی
ہان آئینہ کو دیکھ ترے روبرو تو ہی

بلبل کو کیون گلونکا نہ دہوکا ہو گال پہ
ویسے ہی نازکی ہی وہی رنگ بو تو ہی

وصل اوس حسین کا ہی سکندر نصیب ہون
آئینہ تہا وہان یہان آئینہ رو تو ہی

اے زاہد و شراب طہورا نہین نہ ہو
بادہ کشون کو شغل می مشک بو تو ہی

عاشق سے یار زینت معشوق چاہئے
مہندی کی کیون تلاش ہی میرا لہو تو ہی

ساغر اگر نہین ہے تو چلو تو ہی میرا
میخانہ تو ہی خم تو ہی ساقی سبو تو ہی

دل کو کسیطرح کا تعلق لگا رہے
اپنا جو کوئی دوست نہین ہی عدو تو ہی

موی کمر تک اوس تن شفاف مین نہین
در نجف مین صاف عیان ایکمو تو ہی

لگ جائینگی ٹہکانے ہماری بہی ہڈیان
پروا ہی کیا ہما کی سگ یار تو تو ہی

لندن کی بدلے ہوگی فرنگی محل کی سیر
لاکھون مین اب بہی ایک فقط لکھنو تو ہی

مصحف کے آگے مصحف ناطق ہی رو بیار لئے
ایمان کی کہون گا یہان گفتگو تو ہی

مصحفی اب اپنا ورد ہوا ہے یہ ہجر مین
پہلو مین تو نہین ہے تری آرزو تو ہی

جوبن شباب کا یون ہو لئے گل بدن ہے
پہولے پہلے یہ باغ بہار چمن رہے

گیسوے عنبرین کے تصور مین ہو بسر | اپنا سیاہ خانہ سواد ختن رہے
تا زندگی ہمیشہ رہے موت کا خیال | تکیہ مین اپنے ساتھ بس اپنا کفن رہے
جانا ہو اس جہان سے دل پاک صاف رہ | مٹی مین بہی ملائین تو اوجلا کفن رہے
دنیا ہو اور تم ہو یہ کوچہ ہو اور ہم | کعبہ مین شیخ بت کدہ مین برہمن رہے
آشوب دہر خاک کی پتلی ہون دہر مین | آمادہ ظلم تازہ پہ چرخ کہن رہے

انسان کو پہر چاہیے انسانیت کی بات
اچھا ہی چند روز جو مشق سخن رہے

زلف اندہیر کرنے والی ہے | تمنے ناگن بلا کی پالی ہے
قلین رخسار یار پر دیکھو | سرخ ہی پہول سبز ڈالی ہے
غیر پر لطف ہی ستم ہم پر | اونکی جو بات ہے نرالی ہے
واہ کیا منہ سے پہول جہڑتے ہین | کتنی پیاری تمہاری گالی ہے
مرغ دل بہی ہو ساتھ چڑیا کے | جال انگیا کی اونکی جالی ہے
شب فرقت کو دیکھ بخت سیاہ | کوئی بہی رات اتنی کالی ہے
کیون قیامت کی چال چلتی ہو | اس مین عاشق کی پایمالی ہے
دہن یار کا پتا نہ لگا | بات کہنے کو اک بنالی ہے
ناف معشوق صاف موتی کی | ننہی منی سے اک پیالی ہے
کیونکر اونکو دون مہر و مہ سے مثال | جنکو دعوی بے مثالی ہے
رنگ لائی گلوریان کہا کر | لال ہونٹہون پہ اور لالی ہے
دل تصور مین محو رہتا ہے | عاشق شاہد خیالی ہے

کیون ہنساے نہ مجہے رندکو تنگ
دخت رز کی بہن جو سالی ہے

دم غنیمت ہو اوس مسیحا کا
اب طبیبون سے شہر خالی ہے

خاک اوڑائی ہو اونکے کوچہ کی
ہم نے سر پر زمین اوٹھالی ہے

دل میرا لیکے عرش پر ہو دماغ
اور ہی اب مزاج عالی ہے

کیون بتون کی ہمین محبت دی
کیا مصیبت خدا نے ڈالی ہے

وان کبہی غیر سے کبہی ہم ہین
روز موقوفی اور بحالی ہے

دے کے اک بوسہ لب جان بخش
تن بیجان مین جان ڈالی ہے

کیا بلا گوری گوری رنگت پر
زلف کالی ہے آنکہ کالی ہے

حال مین شاعری کا ہو یہہ ڈہنگ
اپنا جو شعر ہے وہ حالی ہے

دیکھو مجہ پر بہت ستم نکرو
پاس ایجبان کوتوالی ہے

ہم سے انکار وصل کا ہو عبث
ہو گی جو بات ہونیوالی ہے

اونکے کوچہ مین خاک ہو جائین
ہم نے اک راہ یہ نکالی ہے

یار پہلو مین ہو نہ جام شراب
یہ بہی خالی ہے وہ بہی خالی ہے

ہو ستم یہ البیلے پن کا بناو
کان مین ایک ایک بالی ہے

اسکے مذہب کا اعتبار ہے کیا
مہر اک رند لاابالی ہے

ہو گیا ہمکو سمندر مین سمندر پانی
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پہ پانی

قندق پا سے ہوئی شمع پگہل کر پانی
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پہ پانی

پاے رنگین پہ پڑا پاؤن عرق آیا مجہے
آگ تلونسے لگی پہر گیا سر پہ پانی

شوق آب دم خنجر مین ہی آتش قدمی
آگ تلو لینے لگی پھر گیا سر پر پانی

رو کے اوس پاے حنا ہی کے تصور مین ہم
آگ تلو لینے لگی پھر گیا سر پر پانی

جوشش گریہ دل سوزان سے ہوا گل کباب
آگ تلو لینے لگی پھر گیا سر پر پانی

دیگ آسا دل سوزان مین ہوا جوش سرشک
آگ تلو لینے لگی پھر گیا سر پر پانی

لخت دل ہین بن مژگان تو سر مژگان اشک
آگ تلو لینے لگی پھر گیا سر پر پانی

تپ فرقت مین بیان تنگ ہوا پاشویہ کہ مہر
آگ تلو لینے لگی پھر گیا سر پہ پانی

اغیار سے یون گرمی صحبت نہین اچھی
اے شعلہ رخو اتنی شرارت نہین اچھی

مجھکو نہ ستاؤ یہ اذیت نہین اچھی
بیمار محبت ہون طبیعت نہین اچھی

ہم رند ہین اے شیخ جی مشرب مین ہمارے
جز پیر مغان غیر سے بیعت نہین اچھی

جب مینے کہا دل میرا تمنے ہی لیا ہے
کس ناز سے فرمایا کہ تہمت نہین اچھی

گردش مین مہ و مہر رہے چرخ کے ہمراہ
آوارہ طبیعت کی رفاقت نہین اچھی

مین ذبح ہوا جاتا ہون دھمکاؤ نہ مجھکو
یہ جنبش انگشت شہادت نہین اچھی

ہے دشمن جان دوست تو اے دل نہ برا مان
ہر حال مین کر شکر شکایت نہین اچھی

آغاز مین کہہ دینا تھا فرہاد سے شیرین
انجام برا ہوگا یہ محنت نہین اچھی

منہ دیکھ کے ہم رہ گئے وہ لیگئے دل کو
واللہ بتون سے بھی مروت نہین اچھی

مینے جو کہا بوسہ بھی دوگے کہ نہ دوگے
کہنے لگے جھنجلا کے حکومت نہین اچھی

یون بلبل نالان پہ نہ ہنس اے گل خندان
آزردہ مزاجون سے ظرافت نہین اچھی

بیکس نہین کہنے کا وہ ہو جائیگا بدظن
اے شمع میری گور پہ رقت نہین اچھی

لب خشک ہین منہ زرد ہی تن مین ہی تپ ہجر
سچ یہ ہی کہ اے مہر محبت نہین اچہی

پیارا پیارا ہے ہمارا ساقی
ایسا کنکا ہے پیارا ساقی

ناگوارا تو ہے بے یار شراب
زہر پیتا ہے گوارا ساقی

ایک قطرہ بہی اگر می کا ملے
توڑے عرش کا تارا ساقی

اب کی برسات مین کیفیت ہی
لونگا بہٹی کا اجارا ساقی

ہمکو کعبہ مین پلائیگا شراب
ترے ابرو کا اشارا ساقی

غم زدون کو کہان امید سرور
ہے مگر تیرا سہارا ساقی

دور ساغر ہے بعینہ ہمکو
تری آنکہون کا اشارا ساقی

ابر ہے باد ہی لا جلد شراب
اب نہین ضبط کا یارا ساقی
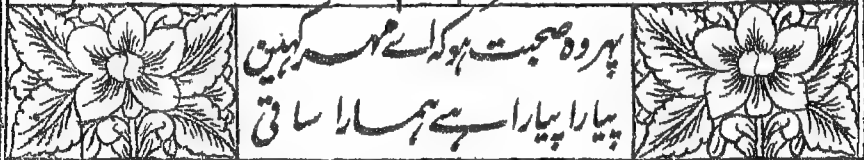
پہر وہ صحبت ہو کہ اے مہر کہین
پیارا پیارا ہے ہمارا ساقی

سودا بہی بہلا ہے سر و سامانی بہی اچہی
ہاتہ آئین وہ زلفین تو پریشانی بہی اچہی

زلفون کے تصور مین پریشانی بہی اچہی
اس مشک کے سودے مین خطا پانی بہی اچہی

قسمت سے ملا کرتی ہی اسطرح کی قسمت
گہس جائے جو اوس در پہ وہ پیشانی بہی اچہی

جی بہر کے اوسے دیکہ لیا خوب دم ذبح
سوجہی تجہے اسے دید نی بہی اچہی

تو ذبح کرے جسکو اوسے عہد ہی جانئے
قربان ہین اسطرح کی قربانی بہی اچہی

اک سلسلہ کہتے ہین یہ زلفون سے تمہاری
اوقات بسر کرتے ہین نانی بہی اچہی

گل ساتہ دیا کرتے ہین اے باد بہاری
اس فصل کی تو چاک گریبانی بہی اچہی

معشوق کے ہاتون سے اوڑہے جیب کے ٹکڑے
یوسف کی طرح چاک گریبانی بہی اچہی

باڑہ آہی جو دریا کی تو وہ سیر کو آئے
اے دیدۂ تر دیکھ یہ طغیانی بہی اچہی

آئینہ کو رہتا ہے تیرا سامنا پیارے
اس شکل سے حیرت ہو تو حیرانی بہی اچہی

گل کان لگائے ہوئے سنتے ہین بصد شوق
اے بلبل گلشن یہ غزل خوانی بہی اچہی

غیرون سے کہان ربط بڑہین صحبتین ہمسے
قلت ہی بہت خوب فراوانی بہی اچہی

بستر خس وخاشاک کا ہو کوچہ مین تیرے
تو اوس سے نہین مخمل کاشانی بہی اچہی

بیفائدہ دیوانے بنین فائدہ اس سے
پریون سے جو صحبت ہو تو عریانی بہی اچہی

کونین کی دولت ہی میسر ہون جو دونون
معشوق بہی اچہا مئی ریحانی بہی اچہی

نسبت نہین کچہ تجہسے تو ہے مہر کا معشوق
ہر چند ہے شکل مہ کنعانی بہی اچہی
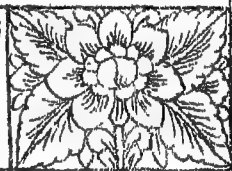
اک دن کبہی اونہین غیرون سے فرصت نہین ملتی
اب ہمکو حضوری کی اجازت نہین ملتی

کیا چاہیے کسوقت تمہین دل دیا صاحب
وہ وقت نہین ملتا وہ ساعت نہین ملتی

منہ پہر گیا سورج کا تیرا حسن جو دیکہا
صورت سے تری چاند کی صورت نہین ملتی

کیا چاہیے فرہاد نے کیون کوہ کنی کی
اس عشق مین مزدوری کی محنت نہین ملتی

لکہا ہے مرا خون نامۂ اعمال مین تیرے
قاتل سند ایسی شہادت نہین ملتی

ہمکو لب شیرین کے جو بوسون کی لگی چاٹ
کیسی ہی مٹہائی ہو حلاوت نہین ملتی

اوس رشک مسیحا کی زیارت سے ہون محروم
بیمارون سے اکدم کی بہی فرصت نہین ملتی

زاہد کبہی پریشان ہے تیرے شہر مین کافر
اکدن بہی تو مسجد مین جماعت نہین ملتی

کوچہ مین ترے فاتحہ دین روح کو بخشین
گر اور کہین پر میری تربت نہین ملتی

صورت مین تولاریب ہو تم حور کی صورت — عادت سے مگر آپ کی عادت نہین ملتی

ہم تم ہین مہ و مہر کا اک جا پہ قران ہو
ایجان غنیمت ہو یہ صحبت نہین ملتی

سودا ہی ہوی زلف سیہ فام کے لئے — مطلع — یہ نخلۂ سفید ہے سرسام کے لئے

زیبا یہ رخ ہے زلف سیہ فام کیلئے — ایسی ہی صبح چاہئے اس شام کیلئے

ساقی عبث ہی فکر تجھے جام کیلئے — انکھون مین ہو جگہ مئی گلفام کیلئے

کب تو نے ہاتھ پائی نکی ہم سے وصل مین — بوسے لئے تو ہاتھ ترے تھام کیلئے

اللہ رے تجلی حسن محمدی — کیسا فروغ ہو گیا اسلام کیلئے

ہمت مری بلند ہو دیکھا جو قصر یار — مینے اوچک کے بوسے لب بام کیلئے

اطلس ہو آسمانی شلوکے کیواسطے — اے مہ ستارے چاہئین لوتام کیلئے

بیچین ہون مین حسرت آغوش یار مین — آغوش گور چاہئے آرام کیلئے

نازان نہ ہو جوانی پہ پیری کی فکر کر — نادان صبح بھی ہو ہر اک شام کیلئے

فریاد و آہ و نالۂ غم و درد و اضطراب — بہتیرے کام ہین دل ناکام کیلئے

مرتے ہین بوسۂ لب جان بخش دیجئے — صاحب مسیح کہتے ہین کس کام کیلئے
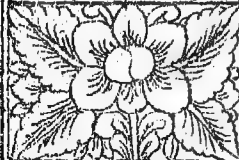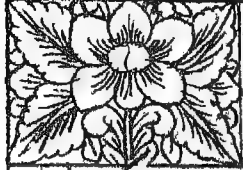
آتش کی طرح مہر توکل پسند ہے
جو صبح کو ملے نہ رہے شام کیلئے

مہر عاشق سے محبت کیجیے — غیر ملعون ہے لعنت کیجیے

دل ہے بیتاب تڑپ لیجئے آج — چشم پر آب ہو رقت کیجیے

دل ہے موجود اسے لے لیجئے — بندہ مفلس ہے قناعت کیجیے

کان کہاتا ہے ملا جائے کان | واہی ناصح ہے نصیحت کیجے
یار روٹھا ہے منانے پہ چلئے | ہم سے ناراض ہو منت کیجے
سہو ین چڑہتی ہین اوتروا ہی سہ | تیغ ہے فکر شہادت کیجے

غزلِ ثانی ۔ کے مطلع مین عہد
صنعت ختم رسالت کیجے

کعبہ ابرو سے زیارت کیجے | چہرہ قرآن ہے تلاوت کیجے
اپنی پامالی کی صورت کیجے | جو کچھ اوسکی ہو مشیت کیجے
مین کرون شکر خداوند قدیر | آپ غیرون کی شکایت کیجے
کیا کہون حال بتون کا اللہ | شکر ہے کسکی شکایت کیجے
بعد مدت کے قدم رنجہ کیا | شکر کیجے کہ شکایت کیجے
وہ جو شیرین ہے تو مین ہون فرہاد | سختیان جہیلئے محنت کیجے
دیکھئے ضبط سے کیا ہوتا ہے | چند روز اسکی بھی عادت کیجے
جہاڑ کچھ لائیگا ابہی پیر فلک | اس سے گر خواہش نوبت کیجے
میری مٹی کو بہی کیجے برباد | آئے رفع کدورت کیجے
مکتب سے بہی ہوا افلاطونے | خم مین چل بیٹھے حکمت کیجے
بات بہی کہتا ہے تو دو ٹکڑے | ایسے قاتل سے نہ الفت کیجے
سنہ ہجری ہین جواب خط مین | کیا بیان وصل کی حسرت کیجے
گور پر بیٹھے خدا چاہے تو | بت کو سنگ سر تربت کیجے
طوق کیون میرے گلے پڑتا ہے | غل ہو زنجیر کا وحشت کیجے

جان و دل لیجئے بوسہ دیجے
آپ بہی اتنی تو ہمت کیجے

کوچۂ یار کا نا کارو کین
چل کے رضوانی جنت کیجے

مہر چکر مین رہا چرخ کے ساتھ
خاک اونچون کی رفاقت کیجے

پانی پانی جام مے ہی چشم مست یار سے
جہکتی ہی محراب کعبہ ابروی خمدار سے

چھپ کے روتا ہون مین ای پردہ نشین اغیار سے
آنکھ کا پردہ سیاہ ہے آنسو نکلتے تار سے

فرق کیا ہی شیخ تار سبحہ کو زنار سے
ایک ہی رشتہ ہی باہم کافر و دیندار سے

نطق عیسی کا ہی عالم چشم گویا مین مگر
چشم پوشی ہی علاج نرگس بیمار سے

کتنا بل کرتا ہی چوری اور سر زوری تو دیکھ
دلکو کیونکر لون مین تیری طرۂ طرار سے

مست رہتا ہون پیا ہی بادہ خم غدیر
مغبچو کیا کام مجھکو دخت زر مردار سے

جذب وحشت مری گہر لائیگا یوسف کو مرے
یہ وہ سودا ہی نہین جو مول لین بازار سے

تجھکو اپنے خون ناحق سے کرینگے سرخ رو
ہمنے یہ بیڑا اوٹھایا ہی تری تلوار سے

تو نے مارا تیشہ اپنے سے یہ ہم کاٹین گلا
تیغ لینے آگئے ہین اے کوہکن کہسار سے

ہاے وہ کہنا ترا بس اک بوسہ دے چلے
دوسرا ہرگز نہ دینگے فائدہ تکرار سے

قیس کو فرہاد کو وامق کو مارا عشق نے
ہمنے تو بچتے نہ دیکھا کوئی اس آزار سے

آگ وہ کہاتا ہی یہ پیتے ہے آب آتشین
لڑتے ہو ساقی لطامی مرغ آتش خوار سے

بہر سبطین پیمبر ہو فروغ مہر و ماہ
دونون وقت اب یہ دعا ہی حیدر کرار سے

نکہت جو صاف صاف گل یاسمن کی ہی
تصویر ٹھیک ٹھیک تمہارے بدن کی ہی

گل باغ باغ ہو گئے دیکھا جو اک نظر — اے گل کلی کلی وہ تیرے پیرہن کی ہے

آنکھیں دکھا دکھا کے تو وحشی بنا دیا — ہان ہان لعینہ انکھین ہی شوخی ہرن کی ہے

محشر قدم قدم پہ بپا ہے چلو چلو — کیا کیا جہان مین دھوم تمہارے چلن کی ہے

رہ رہ گئے فرشتہ بھی دم تھام تھام کے — شہرت کہان کہان مرے ناوک فگن کی ہے

صاحب خدا خدا کرو بیٹھے یہ کب کا — کیا پیاری پیاری شکل بت برہمن کی ہے

تکرار بات پہ اچھی نہین ہے مہر
بس بس یہ کون طرز تمہارے سخن کی ہے

اے مہر ناپسند ہی اسکا چلن مجہے — گردش نئے دکھاتا ہے چرخ کہن مجہے

خنجر تھی مہوشون کی جبین کی شکن مجہے — دیتا تھا مہر چادر مہہ کا کفن مجہے

وحشی بنائی چشم پریشان کرے وہ زلف — آنکھین دکھا ئی آہوی دشت ختن مجہے

لیجان بال بال مین خوشبو بلا کی ہے — جوڑا ہی تیرا نافہ مشک ختن سے مجہے

سودا اٹھا رہا ہے کوچہ گیسوئے یار کا — مدنظر ہے سیر سواد ختن مجہے

اپنی لہو مین آپ تڑپ کر جماون رنگ — صیاد کیا دکھائے گا سیر چمن مجہے

رنگ پریدہ رخ عشاق سے ہے بہار — وحشت ہو کیون نہ دیکھ کے رنگ چمن مجہے

واعظ اٹھا دے چلکے ذرا کوی یار مین — بہتر ہے خلد سے یہی میرا چمن مجہے

بیگانہ کیون ہی سبزہ شمشیر اس قدر — قاتل بس اب دکھا شہدا کا چمن مجھے

ہمدم ہون بلبلو لگا ہوا خواہ گل کا ہون — کیونکہ اوڑا سکے گی نسیم چمن مجہے

حسرت سے دیکھتا ہون حسن شباب یار — کہتے ہین لوگ نرگس صحن چمن مجہے

اتنا تو پاس کرا رے اتنا تو پاس کر — صیاد دور ہی سے دکھا دے چمن مجہے

ہین فقیر مین بھی عاشق رنگین مزاج ہون
نوشاہ جانتے ہین عروس چمن مجھے

بیچین دل کو کرتی ہے یاد دیار و یار
حب کا عمل ہوئی مری حب وطن مجھے

دیکھون حضور کی بھی مسافر نوازیان
اے کاش سمجھین آپ غریب الوطن مجھے

مطلب نہین جہان کے سیاہ و سفید سے
یکسان ہی شام غربت و صبح وطن مجھے

احسان غیر بعد فنا بھی ہے ناگوار
دامان زخمی سے میکے دینا کفن مجھے

ہرگز پہنچی نامہ سیاہی کی بھی کشش
دامان حرف پھاڑ کے دینا کفن مجھے

یوسف کی طرح سونگھتی ہی دم فنا ہوا
سیب بہشت ہی تیرا سیب ذقن مجھے

دیکھا جو اے حسین کسی باغ مین کنوان
یاد آگیا وہین تیرا چاہ ذقن مجھے

سودا تو دیکھئے یہی رالون کو ہے دعا
الجھائے رکھے زلف شکن در شکن مجھے

دور شراب و سیر چمن مین کیا نہ یاد
بھولا کہان کہان میرا پیمان شکن مجھے

تم بزم مین ہو مجمعہ انجم مین ماہتاب
ایک ہی سے دونون آئین نظر انجمن مجھے

مانند شمع سب نے جلانے کی فکر کی
قسمت سے گر نصیب ہوئی انجمن مجھے

ہر ایک کو گمان مسیحا و مہر ہو
دیکھین جو اونکے ساتھ سوار فتن مجھے

کبھی بیٹھے نہ یار سے مل کے
کبھی نکلے نہ حوصلے دل کے

چوم لیتے تھے ہاتھ قاتل کے
دل مین ارمان رہ گئے دل کے

سر تصدق ہو اونکے قدمون پر
کس لئے پکڑے ہین ہاتھ قاتل کے

آپ کھنچتا ہے کھینچکر تلوار
قتل کرتے ہین ناز قاتل کے

مرگیا مانگ کر بوسہ
ہونٹھ ملتے ہین تیرے سائل کے

رہ گئے گرد کاروان سے ہم — قافلے پہنچے پاس منزل کے

ہمسے جان کندنی کا پوچھو حال — ہمنے صدمے اوٹھائے ہین دل کے

پیچ ہوتا نہین ہے ناقص کو — داغ ہے دل مین ماہ کامل کے

خندۂ زخم دل نہ یاد دلا ئین — موسم گل مین پھول کھل کھل کے

پاؤن پھیلا کے سوئے تربت مین — جو تھکے ماندے آئے منزل کے

مرمٹا جو کسی شیر پہ فرہاد — کی جو شیرین نے بات کھل مل کے

رنگ و روغن ہوا جو چہرہ کا — رنگ روغن مین تھا ترے تل کے

اس دل بیقرار پر اپنے — صدقے اوترینگے مرغ بسمل کے

دُرد شیشون مین ہو ولو نہین غبار — خوب خاکے اوڑے سبو گل کے

ہو عدم تک پہانسے سیدھی راہ — مقبرے ہین نشان منزل کے

مہندی ملتے ہین ہاتھ پاؤن مین وہ — رنگ بہتے ہین خون بسمل کے

ذقن یار آنکھ سے دیکھے — سیکھے افسانے چاہ بابل کے

آہ عاشق کا ڈر نہ خوف خدا — پیت بھی ہین کسقدر کڑے دل کے

اونکی زلفون کا سر مین سودا ہے — سلسلے ہین بپا سلاسل کے

داد بیداد کی ملے گی تو — ہم ہین بندے خدائے عادل کے

دل تمنائے وصل او دارد — کیسے کیسے ہین حوصلے دل کے

ہم ہوشون کی کلا ہین مصحفی اب
ذرہ بنتے ہین خاک مین مل کے

ہوا اوس گلی کی دربانی ہو سکے تو — آگیا جو وہان اوسکی آئی ہوئی ہو

بہلا کس سے اب پارسائی ہوئی ہے — گھٹا خوب گھنگور چھائی ہوئی ہے

ہماری طبیعت تو آئی ہوئی ہے — اوہین تمکنت کی سمائی ہوئی ہے

ہمین کیون اوڑاینگے وہ دوست ہیں کہ — خبر دشمنون کی اوڑائی ہوئی ہے

بتون کی محبت مین اللہ اللہ — عذاب آج کل پارسائی ہوئی ہے

بہت خاک اوڑائی ہے کوچہ کی اونکی — بڑی مشکلون سے صفائی ہوئی ہے

بتو بھولی بھولی انیلی اسیلی — خدا کی یہ صورت بنائی ہوئی ہے

پہنچ جاینگے ہم ہی وان رفتہ رفتہ — جو نالون کی اپنے رسائی ہوئی ہے

ترے در کا پتھر تو ہے بھاری پتھر — یہ قسمت یہان آزمائی ہوئی ہے

نکلتے ہی کعبہ سے جو بن نکالا — بتون کی طرف اک خدائی ہوئی ہے

شہید اونکے دست حنائی کے ہم ہین — یہ رنگت ہماری جمائی ہوئی ہے

ہمین کیا سروکار تھا گیسوون سے — بلا یہ تمہاری لگائی ہوئی ہے

کہان کنگھی چوٹی سے فرصت ہے اونکو — بلا سبکے پیچھے لگائی ہوئی ہے

زبردستیون سے کیا زیر اونکو — بڑی رات تک ہاتھاپائی ہوئی ہے

بجھائین بہی آپ آکے دل کی لگی کو — یہ آگ آپ ہی کی لگائی ہوئی ہے

نہین یاد آتے وہ ذکر دہن مین — مرے منھ مین جو بات آئی ہوئی ہے

مین کہتا ہون شعر رنگین حال دل اپنا — وہ کہتے ہین بات اک بنائی ہوئی ہے

یہ ہین چشم بد دور جادو کی آنکھین — یہی موہنی تو جگائی ہوئی ہے

زمین کو کیا کسنے پانی پہ قائم — یہ بنیاد کس کی جمائی ہوئی ہے

قسم لے مرے سر کی تو اس سے قاتل — تری تیغ خون مین نہائی ہوئی ہے
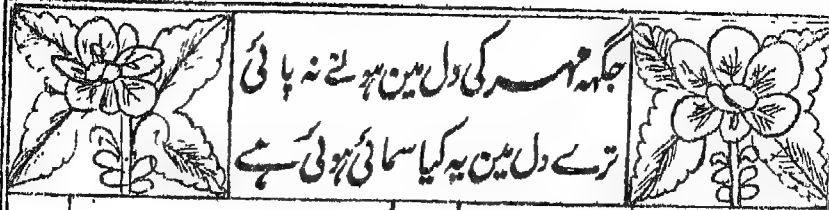
جگہہ مہر کی دل مین ہونے نہ پائی
ترے دل مین یہ کیا سمائی ہوئی ہے

گذرا اپنا پس مردن ہی سہی
کوچہ یار مین مدفن ہی سہی

خنجر جور نگ نہین ہی تو نہ ہو
تیغ کھینچو مری گردن ہی سہی

قبر بلبل پہ چلون رونے کو
آج گلزار مین شیون ہی سہی

بت تو واللہ نہو لینگے کبھی
شور ناقوس برہمن ہی سہی

جوش وحشت ہی دلا نجد کو چل
سیر کرنے کے لئے بن ہی سہی

شمع تو یار چڑھاتا ہی نہین
داغ دل قبر مین روشن ہی سہی

حال کچھ مرے گریبان مین نہین
اے جنون دشت کا دامن ہی سہی

کوئی ہمچشم تو ہو زندان مین
حیرتی دیدہ روزن ہی سہی

مستی مالیدہ دہن مین ہی کلام
بوسہ غنچہ سوسن ہی سہی

ناصحا اوسکی برائی تو نہ کر
نہ سہی دوست وہ دشمن ہی سہی
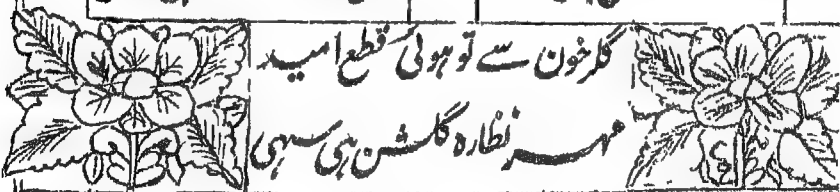
گلرخون سے تو ہوئی قطع امید
مہر نظارہ گلشن ہی سہی

قطع ہوکر کاکل شبگیر آدھی رہ گئی
انتہا اے سودائیو زنجیر آدھی رہ گئی

ہماری بوتل اب کہان آدھی مین کرتے ہین گزر
منصفی سے محتسب تعذیر آدھی رہ گئی

شام کا وعدہ کیا آئے وہ آدھی رات کو
جذبہ دل کی مرے تاثیر آدھی رہ گئی

ڈھل گیا عہد جوانی ہوگیا آخر شباب
زندگی اپنی ہی پہنچ پہ آدھی رہ گئی

اک کشش عشق کمان ابرو کی ہی تیری ترپ
بعد مین جو راہ تھی دو تیر آدھی رہ گئی

جبہ سائی کرتے کرتے گھس گئی لوح جبین
مری قسمت کی جو تھی تحریر آدھی رہ گئی
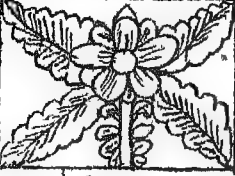
ساری عزت نوکری سے اس زمانہ میں ہے مہر
جب ہوئے بیکار بس توقیر آدھی رہ گئی
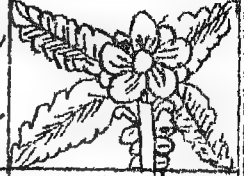
اے فلک مہر کا یاور ہے علیؑ
تو جو موذی ہے تو حیدر ہے علیؑ

وارث ارث پیمبر ہے علیؑ
وصی و داماد و برادر ہے علیؑ

مشرب پیر مغان کیون چھوڑون
زاہد و ساقی کوثر ہے علیؑ

کس طرح نام ید اللہ نہ ہو
زور بازوے پیمبر ہے علیؑ

پیر و خضر رہے اسکندر
میرا ہادی مرا رہبر ہے علیؑ

سالک راہ خدا طی کی ہے
واہ کیا عاشق داور ہے علیؑ

ہے شجاعت کو شجاعت جس سے
وہ بہادر وہ دلاور ہے علیؑ

خوان نعمت پہ ہے مہمان عالم
قاسم رزق مقدر ہے علیؑ

شکل میزان عدالت دیکھو
صاحب تیغ دو پیکر ہے علیؑ

ہے جو کرار لقب نام خدا
بعد اللہ مکرر ہے علیؑ
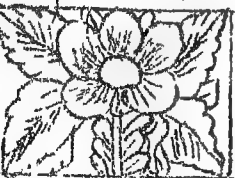
دن پھرینگے میری رجعت کا سبب
مہر واللہ مقرر ہے علیؑ

سنو او دن مقتل شہدا مین ہزار سے
اک رنگ ہے چمن کا خزان تک بہار سے

ہم ہاتھ گرم کرتے ہین پستان یار سے
ہنستا پھول چھوٹتا ہے ہمارا انار سے

گرد ملال پوچھتے رخسار یار سے
آئینہ صاف کیجیے دل کے غبار سے

کیا کیا شگوفے کھلتے ہین دل کے بخار سے
جھڑتے ہین پھول اُن کے سنگ مزار سے

جھوڑا اگر وہ کہولدین اپنا تو صاف مہر
کافور بو ہو نافہ مشک تتار سے

شرمائنگی حورین بھی یہ حسن بشری ہے — دیوانی ہین جو کہتی ہین وہ شوخ پری ہے
اونکی رخ روشن کی کہان جلوہ گری ہے — دیکھا ہوا ہے چاند کا چہرہ نظری ہے
مجنون جو ہوا بید تو آزاد بنا سرو — بے برگی ہے بے برگ اور ثمر بے ثمری ہے
ہستی ہے یہان نیستی ہستی موہوم — نخل سر تابوت کا پہل بے ثمری ہے

بوجہہ ناتمام ہونے غزل کے مہر
صاحب مرحوم نے مقطع نہین لکہا ہے
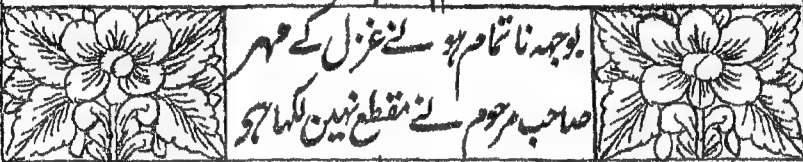
کیون نہوا سے خور ٹکرہ دہوپ سونیکا ورق — لو زرخشے ہین برابر دہوپ سونیکا ورق
چاند سورج دیکہکر چہپکے کا تیری ہوگی — چاند نی چاندی کا پتر دہوپ سونیکا ورق
نوش فرمائیے جو معجون طلاوہ نازنین — لاے سورج لعل احمر دہوپ سونیکا ورق
صحن دولت خانۂ جانان پہ کیسا روپ ہے — یا لٹے دان تک ہے برابر دہوپ سونیکا ورق
کچے سونے کی تیری رنگت ہے ای سیمین بدن — یان سے کیا خاک پتر دہوپ سونیکا ورق
ہم گلوری پر لپیٹین تیرے اے خورشید رو — ہو اگر ہمکو میسر دہوپ سونیکا ورق
آئینہ پر اوسکے قلعی مین تکلف چاہیے — کاش ہو تم اے سکندر دہوپ سونیکا ورق
خاک کے ذرے سے بدتر سمجھون وہ قانع ہون مین — ہو جو خورشید فلک زر دہوپ سونیکا ورق
تو وہ نازک ہے کہ تیرے واسطے اے نازنین — لاے بنوا انکو زیور دہوپ سونیکا ورق
دولت دنیا سے ہوگا خاک حاصل منعمو — ہو جو ہو بھی روز محشر دہوپ سونیکا ورق
اون کا سایہ دیکہکر ہوتے ہین مالا مال ہم — ہے پے قلاس بے زر دہوپ سونیکا ورق

ہو فروغ اونکو طلاسے رنگ سے ممکن نہین
ہین بہی تو بہتر سے بہتر دہوپ سونیکا ورق

آسے ہوشش فائدہ تحصیل لاحاصل کیا
کیا بنانا کیمیا گر دہوپ سونیکا ورق

شاہد معنے کو زیبا مہر وہ زیور نہین
دے ملمع کرکے جسپر دہوپ سونیکا ورق

کیا پامال ہمکو چال یہ کسنے سکہائی ہے
قیامت ہو وہ جاتا ہے طبیعت جسپہ آئی ہے

بجاے فاتحہ اوسنے سنائین ہمکو صلواتین
چڑہانے کی عوض بس قبر پر تیوری چڑہائی ہے

عزیز ہونگی جو تو سنتا ہے تو ہم تجہسے کہتے ہین
بہت ہمکو ستاتے ہین خداوندا دہائی ہے

عجب کیا سنگ مقصود اوسکا سنگ آستانہ ہو
وہین سر پہ چلکے پہوڑین یہ بہی قسمت آزمائی ہے

دہان زخم دل پر اپنے مجہکو بہی ہنسی آئی
چڑا کر منہ تری تلوار کا کیا منہ کی کہائی ہے

فضاے گلشن جنت کا دہوکا کیون نہو مجہکو
صبا کہتے گئے ہین باغ مین اک حور آئی ہے

ہوا جوش جنون مجہکو یقین ہے وہ پری آئی
کسی نے خانہ زنجیر کی کنڈی ہلائی ہے

شفق پہولی نہین ہے یہ منہ پر مجہ سیہ رو کے
جمایا اوسنے لاکہا منے بوسہ کی جمائی ہے

جو مصرع ہے وہ ہے اوس ماہوش کا قامت موزون
غزل یہ کہکے تونے مہر جہنڈی پر چڑہائی ہے

اشعار متفرق اور جستہ جستہ دو دو تین شعر کی جو کچہ یاد آئی یا پرچون مین ملگئی

دل سا ہمدم بہی یہی کہتا ہے مجہسے بار بار
ہمسے اوٹہیگی نہ یہ ایذا خدا حافظ ترا

فصل گل آئی ہے رخصت دے الٰہی مرغ چمن
عزم ہے اپنا سوی صحرا خدا حافظ ترا

شیخ تو کعبہ کا عازم ہے مجہے ہے قصد دیر
میرا تیرا ساتہ ہے بیجا خدا حافظ ترا

کیا ہی بے پروا ہی وہ بت دفن کرکے مہر کو
چل دیا یہ کہکے جا مرزا خدا حافظ تیرا

مطلع

پیاسا ہون مین کوئی تو بہ کہکر ثواب لے
اور نہ بادہ خوار ادہر آ شراب لے
ذرہ کی طرح مہر مکدر ہی اندنون
اس خاکسار کی خبر لے بو تراب لے

ولہ

فلک پر دماغ آج پہنچا ہمارا
کہ ہمدم ہی مہر اک مسیحا ہمارا
تو ہم بھی آخر خدا کے ہین بندے
یہ سیدھا ہی کعبہ کا رستا ہمارا
سنا ہے کہ ستار ہے نام اوسکا
خدا کیون نہ رکھے گا پردا ہمارا

ولہ

کبھی خالی کبھی نہ ساغر نہ پایا
ساقیا خوب چھکی سمجھ پایا
ہو شب وصل سجا جلدے پلنگ
بولین چولین کرنے چرچر پایا

ولہ

سٹرک پر ہو گیا تیرے چرٹ کا جب نشان پیدا
تو ہم سمجھے زمین پر بھی ہوئی ہی کہکشان پیدا
مجھے جلسہ مین خوش چشمونکی سب ہنس ہنس کے کہتے ہین
ہوئی ہو نرگستا نہین یہ شاخ زعفران پیدا

ولہ

طوفان ہی جوش مردم چشم پر آب کا
بجتا ہے جل ترنگ مین پیالہ حباب کا
چمکا ہوا ہے داغ حسینون کا دور ہی
جلوہ اس آفتاب مین ہے ماہتاب کا
غش ہو گئی ہے دیکھ کے جوش بہار کو
بلبل کے منہ پہ دیجیے چھینٹا گلاب کا

پڑتی ہی چھوٹ رخ کی تو گرتی ہین بجلیان ‏— عالم غضب ہی یار کے حسن شباب کا

ولہ

دہار ہین عمنا کے عالم ہی چھری کی دہار کا ‏— گہاٹ متہرا کا نہین ہی گہاٹ ہی تلوار کا

تیلے پیلے ہو گیے بوسے کا کرتے ہی سوال ‏— جلوہ دکہلاتے ہین بت شیکشن کے اوتار کا

گلرخون کے غسل سے ہر موج ہی موج نسیم ‏— سطح دریا ہے چمن تختہ ہوا گلزار کا

جسم عریان کافرون کا ہے جنیودار تیغ ‏— بارہ کا ڈوڑا ہی ڈوڑا رشتہ زنار کا

چوبون کے دہیان مین روتا ہون مین آٹہون پہر ‏— آنسون کا تار اب تو تار ہے زنار کا

ولہ

پرپریویان مہ سیماے متہرا ‏— چہٹی اے مہرہیے ہاے متہرا

بتون سے کہو میری یاد اللہ ‏— اگر باد صبا تو جاے متہرا

تصور کیجیے گر جذب دل سے ‏— ہمارے پاس دوڑی آیے متہرا

ولہ

تو مجھکو چھوڑ گیا اس طرح یہان تنہا ‏— کہ جیسے گور مین مردہ ہو مہربان تنہا

مجھے عجب ہی یہ غیرت سے تری ای مجنون ‏— لیے پھرا کیا لیلی کو سار بان تنہا

مطلع

ایڑی تک آ گیے بال جو سر ہی کہلا ہوا ‏— صیاد بہی ہی دام بلا مین پہنسا ہوا

ولہ

بچون حقے پیدا ہونگے گل برنگ گل بنا ‏— طایر تصویر جنبر صورت بلبل بنا

ولہ

مر کے اپنا داغ تازہ ہو گیا　　پھول کی ٹٹی جنازہ ہو گیا
جو خرام یار مین اوٹھا غبار　　چہرہ گل کا وہ غازہ ہو گیا

مطلع

ساقی چلے شراب نہین یہ چلن خراب　　کعبہ مین شیخ دیر مین ہو برہمن خراب

ولہ

اک تماشا تھا فروغ جلوہ جانانہ رات　　شمع پر تھے شمع پروانہ پہ تھا پروانہ رات
ہو گیا شمع سبستان جلوہ جانانہ رات　　تھا فروغ برق طور اپنا چراغ خانہ رات

ولہ

اوس دشمن جان کو بھی سمجھتا رہا تو دوست　　ای مہر کوئی تجھسا بھی ہو گا نہ عدو دوست
جو غیر سیہ رو کو برا کہتا ہو منہ پر　　حیرت ہو کہ کیونکر ہوا وہ آئینہ رو دوست
تدبیر کوئی چاک جگر کی نہین ہوتی　　کرتی ہین مری چاک گریبان کو رفو دوست
کیونکر مین تجھے سمجھون کہ تو دوست ہو میرا　　عادت ہو جو تیری نہین رکھتے ہین یہ خو دوست

ولہ

کہتا ہے جسے سارا زمانہ شب فرقت　　ہو موت کے آنے کا بہانہ شب فرقت
تم ڈرتے ہو دریا سے یہان اوٹھیگا طوفان　　دیکھو ہمین صاحب نہ رولانا شب فرقت

مطلع

ایجان ہمکو دل کی نہین دل لگی پسند　　رونا پڑا ہو کی جو تمہاری ہنسی پسند

ولہ

ظالم بچھ بے گناہ سے ڈر　　دکھتی ہوئی دل کی آہ سے ڈر

آنکھین ہین غضب تو قہر مژگان ۔ ان ترکون سے اس سپاہ سے ڈر

اے دل ہے وہ شاہ حسن ظالم ۔ اسطرح کی بادشاہ سے ڈر

اے بت مین خدا سے تجھکو لونگا ۔ مجھسے تو داد خواہ سے ڈر

جسکے نہ سپر بھی آڑی آئے ۔ ایسی ترچھی نگاہ سے ڈر

وله

ہنسی خوشی کو ترقی رہے زوال نکر ۔ خفا ہو یار یہ اے رب ذو الجلال نکر

دلا فراق بھی ہوتا ہے یون ملال نکر ۔ سنبھال آپکو اتنا بھی خستہ حال نکر

ملول کیون ہو ہمارے لئے ملال نکر ۔ تری بلا سے موے ہم تو کچھ خیال نکر

خرام ناز سے عالم کو پائمال نکر ۔ ستم نکر یہ قیامت نکر یہ چال نکر

وله

ہوگے دوشالے سے پیدا ادہر ادہر کے پر ۔ پڑے یہ پلو کے پلو ہین اودپر کے پر

کرن جو ٹانکدی تمنے تو اڑچلی انگیا ۔ دکھادئے ہمین چڑیا نے آج زر کے پر

جو آدمی ہو اوسے رنگ گندمی ہو پسند ۔ پسر کو چاہئے قبضہ پدر کے تر کے پر

وله

قلم کیا اسطلے اے مہر اوس فرنگن نے ۔ تراش ڈالے مرے مرغ نامہ بر کے پر

رنگین ہو کسکی پیک سے انگر کہ آج مہر ۔ دن دولہ مہر اومرے رنگین خراج مہر

یہ مہوشون کے گرد ہے ہالہ بنا ہوا ۔ ہمکو اب اپنے دل کی نہین احتیاج مہر

جیجہ جان بلب کو چوستے وہ پیاری پیاری ہونٹھ ۔ کس سے کرے سوائے مسیحا علاج مہر

صاحب ہین بوسہ لب جان بخش کیون نہ لون ۔ کس سے کرے سوائے مسیحا علاج مہر

پاپوش پر ہین لوم نہ تمہین اگر وقار ۔ روشن ہو آسمان کے ہی سر کا تاج مہر

ولہ

کیون پیون زاہد تبان حور پیکر چھوڑ کر | جاؤن کیون سر پھوڑنے مسجد مین مندر چھوڑ کر
کیا دہن مین گفتگو ہی کیا کمر کی جستجو | شعر ہم کہتے ہین یہ مضمون برابر چھوڑ کر

مطلع

چمکا ہوا ہی لوز کا عالم ہر یار پر | نام خدا ہی اندلون جوبن بہار پر

ولہ

کہلگیا اونکے مسیحائی کا عالم شب وصل | میرا دم بند ہی دیتے ہین مجھے دم شب وصل
جیب کے پرزے اوڑے پہٹگئی محرم شب وصل | میرے اونکے رہا کچھ اور ہی عالم شب وصل
جی ہین ہی کہئے موذن سے یہ ہمدم شب وصل | یون نہ چیخا کرو اے قبلۂ عالم شب وصل
وہ نہ سوئے ہون جدا یا نہ لڑے ہون ہمسے | اسطرح کی ہوئی صحبت تو بہت کم شب وصل
صبح ہوتے ہی مجھے آنسوؤن سے منہہ دہونا ہی | مجھسے آنکھین نہ چرا دیدۂ پرنم شب وصل

ولہ

کس درجہ سوز ہجر کے خوگر ہوئے ہین ہم | منصب چنار گڑہ کے مقرر ہوئے ہین ہم

ولہ

ہمسے کنارہ کیون ہی تیرے مبتلا ہین ہم | اے بحر حسن آ ادہر آشنا ہین ہم
ناقوس میکدے مین بجایا تو یہ کہا | بندے گناہگار ترے اے خدا ہین ہم
پروا نہین ہی تمکو تو ہم تمپہ کیون مرین | دوبھر نہ زندگی ہو نہ گھر سے سوا ہین ہم
ہمسے کسی کے غمزۂ بیجا اوٹھینگے کیا | نازک مزاج لوگ ہین ہم میرزا ہین ہم
اب کیا بنیگی اونسے طبیعت بگڑ گئے | اب خوش رہین وہ جان سے اپنی خفا ہین ہم

ولہ

لیتا ہی تو لغلیون کی ابر ہمسے کیون | لڑوائیگی دو دو پانی اب اس چشم تر سے کیون
سرگشتگی نہو ہے مجھے کیون بشکل گردباد | ہینے اوٹھایا سر ترے نقش قدم سے کیون
ہان قاتل اس گنہ پہ سزاوار قتل ہون | مین نے اوٹھایا سر ترے نقش قدم سے کیون
آزاروان نہین ہی بیان ہی ہجوم جور | تشبیہ اوس گلے کو ہی باغ ارم سے کیون

ولہ

ابر آگے تو شراب پئین بادہ خوار ہین | امیدوار رحمت پروردگار ہین
یان جوش پر دماغ ہے اور خاکسار ہین | جسکی جگہ دلون مین ہی ہم وہ غبار ہین

ولہ

عرض مطلب کے ہمین تو نہ ملے بار کہین | ہمکو جو کہتی تہین باتین او نہین دو چار کہین
کافر عشق ہون مشتاق شہادت بہی ہون | کاش ملجائے تری تیغ کا زنار کہین
تیری فرقت مین تڑپتا ہی خبر لے صیاد | توڑ ڈالے نہ قفس مرغ گرفتار کہین
ہمہ تن رنج ہون ایجان سراپا اندوہ | جا ہی غم مجھکو نہ کہا لین میری غمخوار کہین

مطلع

یہ بیت خدا کی بنا نہ دل ہی جو اسکی صفا کیا بہی جہیلین | تو اپنے سر کی قسم ہے تو کبھی نہ منہ سے بولین نہ سر سے کہیلین

مطلع و مقطع

خاکسارون مین کدورت سے ہمیشہ پاک ہین | جو ہر صفت تیمم ہم وہ مشت خاک ہین
پہر گردش فلک پہ ہی پریشان کی بقول | کسقدر آرام سے آسودگان خاک ہین

تضمین مصرع شیخ صاحب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

فصل گل آگئی ابتک میری تدبیر نہین | طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین

کچھ مین پابند نہین کوئی گلوگیر نہین
طوق گردن مین نہین پاؤن مین زنجیر نہین

مطلع

سلسلہ عشق کے سودے کا ہی تعذیر نہین
کچھ تردد کا محل خانۂ زنجیر نہین

صدقے آواز کے قربان ترے گانے کے
لکھ سکون جسکی صفت مین یہ وہ تحریر نہین

خاک مین ملگئے دلواسے تو حاصل ہی ذلت
قابل نشوونما دانۂ زنجیر نہین

ولہ

یہ تو کہہ سکتا نہین وہ مرے گھر آتے نہین
چلتے پھرتے راہ مین بھی تو نظر آتے نہین

اونسے کہیو گر اودہر جانا ہو تیرا اے صبا
کیا ہوئی تقصیر مجھسے کیون ادہر آتے نہین

ولہ

زندگی اس شکل سے ایجا الغالم کیا کرین
تمتو فرماتے ہو مرجائے کوئی ہم کیا کرین

چشم ابروی صنم کا چاہئے ہمکو خیال
طاق کسرا کیا کرین ہم ساغر جم کیا کرین

ولہ

بہولے سے بھی جو نامہ کبھی ہم رقم کرین
تو یاد رکھنا ہاتھ ہم اپنے قلم کرین

ایمان تو نہ ترک خدا کی قسم کرین
کافر ہون ہم جواب کبھی ذکر صنم کرین

مستون کو کب کسی کی ہوئی سرکشی پسند
ہم وہ ہین جو صراحی کی گردن کو خم کرین

پیدا ہزارون ہوتے ہین مرتے ہین سیکڑون
کس کس کی ہم خوشی کرین کس کس کا غم کرین

اے مہر ضبط درد محبت ضرور ہے
رستم سے جو نہ ہوسکے وہ کام ہم کرین

ولہ

وہ مجھسے صاف ہون یہ ہمین اب یقین نہین
فہرست ہی ملال کی چین جبین نہین

ہمکو مسیح سے بھی امید شفا نہین
افسوس ناصحا ترے دل مین مزہ نہین

صدمے بہت اوٹھائے بہت مضطرب رہے
اس تھوڑی زندگی مین بھی کیا کچھ کیا نہین

چپ ہو رہونگا حشر مین اتنا ہی کہکے مین ... مجھکو بتون کا تجھسے گلہ یا خدا نہین

ولہ

صحرا مین کف پا ہی سر خار ہی اور مین ... گھر مین سر شوریدہ ہی دیوار ہی اور مین

ولہ

اپنی اس آن پہ ہم ہی بجدا مرتے ہین ... مرتے دم تک بہی نہ اوس بت سے کہا مرتے ہین

ہمسے اب حضرت دل سے نہین بنتی کی کہی ... ہم جدا مرتے ہین اوسپہ یہ جدا مرتے ہین

ٹھہرا اوس ماہ سے فرقت ہی بقول رشکی ... دیکہیے ہجر مین ہم جیتے ہین یا مرتے ہین

ولہ

یان لب سے آشنا کبہی آہ و فغان نہین ... ظاہر کسی پہ ہو یہ وہ راز نہان نہین

آسیر کر ہمارے دل داغ داغ کی ... بلبل یہ باغ وہ ہی کہ جسکو خزان نہین

اخفاے راز عشق مین مد نظر رہا ... دل پہنک رہا ہی دیر سے لیکن دہوان نہین

وان گفتگو جواب مین ہے یان سوال ہین ... اونکی دہان نہین تو ہمارے زبان نہین

ولہ

عشق ابرو کوئی اب ہاتھ سے ہم دیتے ہین ... جو سپاہی ہین وہ اس تیغ پہ دم دیتے ہین

اونکے دانتون کے تصور مین ہین آنسو جاری ... کیا گہر مجھکو مرے دیدہ نم دیتے ہین

نہ کافر اور نہ ایمان دار کام کے ہین ... محمدی جو بنارس مین ہین وہ نام کے ہین

دکہا دو چہرہ تابان سنگہا دو زلف کی بو ... تمہارے عشق کے بیمار صبح و شام کے ہین

نہ پوچھی اہل وطن نے تو بات بہی رشکی ... ہمین کلام تہا مشتاق سب کلام کے ہین

ولہ

عشق ہی پر مزاج مین عجز و نیاز کچھ نہین ... ہمکو پسند یار کا غمزہ و ناز کچھ نہین

ذکر دہن میں اوسنے جب ہمسے کہا کہ کیا کہا — بس یہی کہتے بن پڑا بندہ نواز کچھ نہین

ولہ

کہولونگا دلا سینہ پہر داغ چمن مین — دکہلاونگا بلبل کو مین یہ باغ چمن مین
بجز خال نہین کوی بہی محو رخ رنگین — بلبل کی جگہ باغمین ہے زاغ چمن مین

مطلع

مجنون کی ابہ جسم مین تہا دم نہین مجہہ مین — تم قصد نہ لینا کہ وہ عالم نہین مجہہ مین

ولہ

خاتمہ بالخیر ہوا اپنا بہی کوی یار مین — شکل یوسف موت آمی سیب کے بازار مین
مین وہ کافر ہون کہ ہی ہر جزو تن کو میل کفر — ملگیا گردن کا ڈورا رشتۂ زنار مین
دانت وہ ملنے لگے منہ سے نکل آیا لہو — موتیا کا عطر ڈہلکا قیمتی عطار مین
یار کا ڈورا جسے سمجہے ہوئے ہین خاص و عام — وہ مری گردن کا ڈورا ہی تیری تلوار مین

ولہ

رخسار پیچ مین ترے زلف دوتا کے ہین — گورے بہی جانتے ہین یہ کالے بلا کے ہین

ولہ

آپکے دل مین لوٹا ہو تو احد اکیا ہین — یا علی شیر خدا یہ سنگ دنیا کیا ہین

ولہ

بندے خدا کے ظلم سب اوسکے سہا کرین — منہ ہو اگر تبون کا تو شکر خدا کرین
اپنے لئے ہو کوچہ جانان بہشت مہر — جلتی ہین جو جنہی تمسے جلا کرین

ولہ

پہوٹنگے دو جو ہو نگمین سنگ دنیا کیا ہین — انکی بدگوی کا کیا خوف ہے عدا کیا ہین

رجعت الشمس کا کشمس ہو قصد اے مہر | بندہ شیر خدا ہون سگ دنیا کیا ہین

ولہ

وصل کی رات ہو جھگڑا وزکا خلل جا کہین | دل کو دھڑکا ہو ابھی تو پ نہ چل جا کہین

ساقیا ترک کی ہمنے تیرا بھی سیتے ہین | گرم رہنے کو کبھی جاڑے مین پی لیتے ہین
ناصحو نکی بھی نہین دل شکنی ہو منظور | پھاڑتے ہین جو گریبان تو سے لیتے ہین
دردسر مول لیا دیکے زرا اے بادہ فروش | قاضی شہر ہین جو مفت کی پی لیتے ہین

ولہ

اے مہر گلرخون کو محبت کی خو نہین | وہ پھول سونگھتا ہون ذرا جنمین بو نہین
معشوق ہو شراب ہو خلوت ہو عیش ہو | دنیا مین مجھکو اور کوئی آرزو نہین

ولہ

غیر کا نام سنکے بدظن ہو | مہر تم بھی بڑے جلے تن ہو
کچھ تو بولو تو بہر خدا کے لئے | تم مرے دوست ہو کہ دشمن ہو
خوش ہین کھیلے جو اپنی جان پہ ہم | وہ ہون دنیا ہو یہ لڑکپن ہو
ہر سحر ہے بلند دست دعا | میرا بازو ہو اونکی گردن ہو

ولہ

روح روان بھی باد بہاری کے ساتھ ہو | میرا جنازہ تیری سواری کے ساتھ ہو
اسمین بھی ایک لطف ہو ہم روئین تم ہنسو | ہان قہقہا بھی نالہ و زاری کے ساتھ ہو
مژگان کی بھی خلش رہے ابرو کی بھی کجی | تلوار کا بھی وار کٹاری کے ساتھ ہو

ولہ

کیا بلا مشک ہو پائیگی نہ اس خوشبو کو | بارہا مہر نے سونگھا ہے تیرے گیسو کو

الٰہی یہ مقبول اپنی دعا ہو | شب وصل کا بھی کبھی رت جگا ہو
پڑا ہو ں مین چادر مسہری پہ اپنی | شب ماہ مین یار عریان پڑا ہو
بتون مین ہو اے مہر نیدی خدا کی | بڑے متقی ہو بڑے پارسا ہو

ولہ

کس منھ سے خدا و ند تیرا شکر ادا ہو | جب دانت نہ ہون بند و نکے تب دودہ عطا ہو
بو زلف معنبر کی اڑا ے تو وہ بولے | اے باد صبا خیر ہی چل دور ہوا ہو

ولہ

دوست سے رکہتا تھا اپنے دشمنی کی آرزو | کسقدر تہی کوہ کن کو جانکنی کی آرزو
اسقدر خواہش ہی تیری مجھکو اے سیمین بدن | جسقدر مفلس کو ہوتی ہی غنی کی آرزو

ولہ

دماغ اپنا پریشان کیون ہو کیون بیہودہ بکبک ہو | اونہین کے حسن کا مذکور اے ناصح ہو جبتک ہو

ولہ

مین رندروزہ دار ہون ہو خیر شر کے ساتھ | ساقی مجھے صبوح بھی دینا سحر کے ساتھ

ولہ

گہر تک تو جنون خیز ہی ہامون سے زیادہ | کیونکر نہین وحشت مجھے مجنون سے زیادہ
جاتے ہو عبث بہر تفنن سوے دریا | صاحب مری آنکھین تو ہین جیحون سے زیادہ
چاہون مین کسی مہر کہ معشوق تو کوئی | بہتر ہی نہین شاہد مضمون سے زیادہ

مطلع

سوالون سے جوابونسے غرض کیا مدعا کیا ہے | جو ہم عاصی تو وہ غفار ہی پھر پوچھتا کیا ہو

اک شب بھی وہ نہ چاند سی تصویر دیکھ لی | اے آہ بے اثر تری تاثیر دیکھ لی

مطلع بمدح ایڈ ارڈ شٹن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بدیہہ گفتم

نوشیروان کے نام و نشان سب مٹا دئے | منصف وہ خود تھا آپ نے منصف بنا دئے

ولہ

سر مین سودای سر گیسوی عنبر بو ہے | نالہ سودائیون کا اب عمل گیسو ہے

ولہ

بہار تازہ ہے مضمون رنگین ہاتھ آیا ہے | یہ وہ دزد حنا ہے جسنے گلدستہ چرایا ہے

ولہ

کعبہ مقصود سمجھا جھک گیا سجدے کو مین | جس جگہ نقش سم دلدل نظر آیا مجھے
کیا دل پر داغ اپنا یاد آیا ہاے ہاے | جب چراغ گور مجنون گل نظر آیا مجھے
گلے ملنے کو جی چاہا جو عکس ماہتاب کے | تو دیکھا استخارہ ہمنے کنٹھے پر گریبان کے

ولہ

ہم نہ اب بتکدہ کو جائینگے | کیا بت اللہ سے ملائینگے

ولہ

بستیان بس کے اجڑ جاتی ہین کیسی کیسی | صورتین بنکے بگڑ جاتی ہین کیسی کیسی
عشق سے حضرت دل اب بھی کرو تم توبہ | آفتین آپ پہ پڑ جاتی ہین کیسی کیسی
نظر بد سے خدا رکھے بتون کو محفوظ | آنکھین انسے بھی لڑ جاتی ہین کیسی کیسی

ولہ

پارسائی مین وہ بت نام خدا نامی ہے | مردم چشم وہان خواجہ بادامی ہے

بلبلین نغمہ سرا خندہ گل فصل بہار | جشن ہے بادہ پرستی ہی می آشامی ہے
کچھ نہ اس عالم فانی کا رہیگا باقی | قبر پختہ کا بنانا بھی بڑی خامی ہے
عاشق جلوہ رخ چشم سیہ مست کا مست | مہر تو بیچ تو بتا مہر ہے یا جامی ہے

ولہ

ہم پاؤن پہ جہدی کی طرح سر نہین رکھتے | وہ بخت وہ قسمت وہ مقدر نہین رکھتے
شاہین نظر سے تو اڑا طایر دل خوب | کیون دونون کو اب آپ برابر نہین رکھتے
ڈھیلون سے بھر دیتے ہین بیفائدہ تربت | کیون قبر مین دیوانون کے پتھر نہین رکھتے
ہونٹھون کو تری جان کہین لعل کہ یاقوت | یہ رنگ لطافت تو وہ پتھر نہین رکھتے

ولہ

اس دور مین ساغر بھی فقیرونکی ہین چھلی | دریوزہ گری کے لئے اب جام کو جم لے
آنکھون کی مروت ہی کہ وہ کچھ نہین کہتے | تو اونسے تعلے کی نہ آہوی حرم لے
موقوف نکر جام کا دینا ابھی ساقی | آنے دی سرور آنکھو مین کچھ نشہ تو جم لے

ولہ

جنت اپنے پاس ہی کیا دور ہی | روح جب اسے مہر پلٹی حور ہی
تجھسے کیا نسبت ہی اے شیرین دہن | مین ہون عاشق کوہ کن مزدور ہی
اک نئی تشبیہ دون ایجان جان | مانگ تیری برق کوہ طور ہی

ولہ

رہنما اپنا غبار سم توسن ہو جائے | گر ز صاحب دلدل سر مدفن ہو جائے

چھپے ہین مجمع احباب ہی | مطلع | موسم گل ہی چمن شاداب ہی

کوچہ یار مین خوش خوش گئے مغموم پھرے
در دولت سے ہمیشہ ہمین محروم پھرے

داد ظلمون کی تری دی نہ کسینے ظالم
حشر مین ٹھوکرین کھاتے ہوئے مظلوم پھرے

ولہ

جفا و جور ہی سہتے ہمین دلا گزرے
کسینے ہمسے نہ پوچھا کہ تم پہ کیا گزرے

گلی مین آپکے آتے ہی بن گئے آندہے
غبار بھر اوڑاتے ہوے صبا گزرے

نماز کی ہمین فرصت نیاز سے نہ ملے
بتونکے ناز اوٹھاتے ہی یا خدا گزرے

ولہ

دہیا لگاے دل مین وہ کافر نگاہ ہی
کاجل کی کوٹھری تری چشم سیاہ ہی

کچھ اور عرض مین نہین کرتا حضور مین
اتنا رہے خیال کو ہی بیگناہ ہی

کتبہ یہ چاہی در دولت پہ یار کے
اس در پہ جو کھڑا ہی وہی بادشاہ ہی

مطلع

اکسیر ہی ذرہ بھی اگر خاک شفا ہی
اللہ کی درگاہ سے امید شفا ہی

ولہ

دور سے بہی یان تو مشعل کی نہ چمکی روشنی
ہی سیہ خانہ مین مہر اپنے ہی دم کی روشنی

ولہ

وہ جھوم جھوم کے پھر ابر نو بہار آئی
وہ لٹرکھڑاتی ہوی رند بادہ خوار آئی

ولہ

رشک یوسف ہو رہی ساتھ خریدار کوی
تم مسیحا ہو لگاے رہو بیمار کوئی

جنس دل کا نہین ملتا ہے خریدار کوی
جہان لگجاے یہ ایسی نہین سرکار کوئی

ولہ

دیکھنا غیر کا کس طرح گوارا ہووے | آئینہ بہی جو تجہے دیکہے تو اندہا ہووے

ولہ

اب تلاش اونکو ہوئی ہی آرسی آئینہ کی | صاف ظاہر ہی سکندر طالعی آئینہ کے
دیدنی ہی مہر صورت حیرتے آئینہ کی | اوستے منہ دکہلاکے قلعی کہولدی آئینہ کے

ولہ

ابہی تک تو دوہی عالم دوہی دم خم دوہی کر کی | ہماری صبح پیری بہی مگر صبح بنارس ہی
پیالا پلے کے جام جم کی کیفیت کہلی مجہپر | مرے پیر مغان کی بہی عجب ذات مقدس ہی

ولہ

ابرووں کا بل مٹایا اوسنے تاثیر کی | دو کمانون سے رہی ہی چہیڑ اپنی تیر کی

شریری شوخ وطنازی فسون چشمی بلا آئی | جفا پرور وفا دشمن عدوی جان ورایائی
بت ناحق کشی نامہربانی آفت جانی | مرا یار یست سنگین دل ستمگر سست پیمانی

قیامت قامتی زنارداری نامسلمانی

غزالی شوخ چشمی دل فریبی کعبہ ابروئی | لطیفی میرزائی نازک اندامی جفاجوئی
حسینی گل عذاری نیک منظر شوخ بدخوئی | مہ رنگین ادائے سرو قدی یاسمن بوئی

چو لالہ آتشین روے چو سنبل مو پریشانی

اینسی ہمدمی ہمصحبتی محبوب ہمرازی | سخن دانی سخن فہمی سخن سنجی سخن سازی
کلیمی عیسوی لطفی کلام اللہ اعجازی | فصیحی نکتہ پردازی نہ سر تا پا ہمہ نازی

چو گل بند قبا بازی چو شبنم پا کدامانی

فلک رفعت قمر طلعت عجب جان جہان شوخی — مسیحا دم مہ مریم شیم معجز بیان شوخی
بت دیر آشنای میکشی آتش زبان شوخی — جفا جو زود رنجی بیوفا نامہربان شوخی

بحسن خویش مغروری بلطف خود پشیمانی

غیوری خود پسندی خود نمای سادہ پرکاری — ستمگاری جفا کاری جگر کاوی دل آزادی
سیہ چشمی سیہ مست رحیق تند گلناری — ملیحی سبزہ رنگ شوخ و شنگی چیت و طراری

بگوہر آب حیوانی بجوہر تیغ عریانی

لوندی بادہ خواری رند عالم سوز عیاری — خراب و ہوشیاری رند عالم سوز عیاری
بعالم آری آری رند عالم سوز عیاری — حریف پختہ کاری رند عالم سوز عیاری

بوقت جنگ دانائی بوقت صلح نادانی

محالست این کسی برہمبر باشد فایق ہی فطرت — کنون زیر نگینم مغربست و مشرق ای
بحمد اللہ بحمد اللہ چنینم عاشق ای — بتی دارم پریروی انیس و مشفق ای

بغمزہ آفت جانی بعشوہ ظلم سامانی

رٹ رہے ہین یہی سرمست رحیق عنبی — جپ رہا ہے یہی مندر مین برہمن ساغبی
یہی زاہد کا ہے وردِ سحری ذکرِ شبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

حسن کرتا ہے مہ مصر سے بیعت طلبی — لب سے دل خون ہین یہی رخسے ہین حیران حلبی
تجھسے کہتا تھا یہ معراج مین ہر ایک نبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

واہ واصل علی لوز کا دیکھا عالم — ماہ تابان ہی یہان کرمک شب تاب سے کم
کیا تعجب ہی جو خود حسن کہے کہا کے قسم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

آتش سنگ کا ہی شعلہ طور ایک عالم — معنی روشن صورت ہین بہ دو دیر و حرم
جسکو محبوب خدا کہتے ہین تو ہے وہ صنم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

تابع حکم نبی جان سلیمان سے سوا — تیرے دروازے پہ رہتے ہین ملک ناصیہ سا
تو عجب بندہ مقبول خدا ہی بخدا — نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

آبیاری کا ترے خاص جو اک فیض ہی عام — آرزو دیہ ہی کہ ہو جاے نہال اوس سے غلام
بے ریاضت کے ملے سایہ طوبی مین مقام — نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرہ آفاق بشیرین رطبی

وصف قطمیر کرین صاحب تاریخ رقم — سگ لیلی کے قرابت سے ہو مجنون محرم
اور یون حد ادب سے مرا بڑہ جاے قدم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بے ادبی

خضر کو بادیہ پیمای رہی دشت بدشت — حضرت موسی عمران کا رہا طور پہ گشت
آپکا روضہ رضوان ہی اک ادنی گلگشت — شب معراج عروج تو زافلاک گزشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

پھر لب تشنگی تشنہ دریاے فرات — عطش حشر سے ہم عاصیونکی ہو نجات

ابرور کھیو ہماری بھی یہ سن لیجیو بات
ماہمہ تشنہ لبانیم و توی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگزرد تشنہ لبی

عرض ہی حضرت اقدس مین یہ بادیدہ تر
نظری ہہرے اعمال کا سارا دفتر
مردم نامہ سیہ مین سے مجھے محسوب نکر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

القریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

پنجگانہ اگر اللہ کی ہے فرض نماز
تو تری مدح سے واجب ہی پی مدح طراز
یہ مخمس میرا سننے کے لیے بندہ نواز
بردر فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز

زنگی و رومی و طوسی یمینی و حلبی

یاد انجیل کرین یا پڑہین توریت و زبور
اس سے کیا ہوتا ہی ہو لاکہ کتابونپہ عبور
وہ ہی اس نکتہ کو سمجھینگے جو ہین اہل شعور
ذات پاک تو کہ در ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

ٹہہر کی کچھ نہ مسیحا نے مسیحای کی
ہوی اکسیر فقط خاک شفا کی چٹکی
بس یہی سنکے تو کہتی ہوی آئی قدسی
سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پے درمان طلبی

مخمس ہندی برغزل حافظ

مین اپنے وقت کا حاتم ہون حاتم کیا تہا بیچارا
مرے دست کرم کو دیکھتے ہین قیصر و دارا
نہین کچھ حصر اسیر ہی کہ دون ہندوستان سارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا

بخال ہندواش بخشم سمرقند و بخارا را

سنجا تا میکدے میں جو ہوتی یا نپہ کچہہ بہی بازیافت
کسیکو ہوتی ہوگی محتسب کی ایسی تیسی یافت
جو اک ساغر معین ہے وہی ملجائے کیسی یافت
بدہ ساقی می باقی کہ در جنت نخواہی یافت
کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلا را

کبہی تجا کی طالب ہم کہاتے تہے تو وہ مطلوب
کبہی تہی بی مغا صاحب ہے رشک یوسف یعقوب
جو پہنچے اگر یہیں اب تو بی درگاہ ہوئیں مرغوب
فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار شہر آشوب
چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

وہ شوخ اصفہانی مجہسے فرماتا ہے نامت چیست
چگونہ آمدی اینجا بخفتن زرداز برای کیست
بس اب تو موت سے نقصان ہے نی کار آمد زیست
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنیست
باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

سوائے شکر ابتک تو نہیں میںنے شکایت کی
اگر ٹیڑہی کہی تو نے تو میں سمجہا اوسے سیدہی
دعا دینے سے بہی بہتر جانتا ہوں تیری گالی
بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

سنا کرتے تہے حسن و عشق کا احوال ہم ہم
کہ جمعیت کی جمعیت کو دونوں کرتے ہیں برہم
یقین کا مرتبہ حاصل نہ تہا مجہکو مگر ہمدم
من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

رہیگا حشر تک قایم زمین و آسمان حافظ
نہیں ملنیکا لیکن مہر سا پہر رتبہ دان حافظ
غنیمت ہے غنیمت ہے یہ فخر شاعران حافظ
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

مخمس غزل مرزا اسد اللہ خان غالب

بخیہ گر سے زخم دلکو میرے سلوائینگے کیا
کیا علاج اسکا کرینگے ہاتھ کہلوائینگے کیا
سینہ کاوی کے جو ہین انداز چہپ جائینگے کیا
دوست غمخواری مین تیری سعی فرمائینگے کیا
زخم کے بہرنے تلک ناخن یہ بڑہ جائینگے کیا

گوشہ عزلت مین کرتے ہین بسر شام و پگاہ
نے مجھے رغبت کسی سے ہے نہ نفرت خواہ مخواہ
یان جو اے واہ واہی جو نہ آئے واہ واہ
حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

اونکو اپنی جان سے بے اعتنا پاتا ہون مین
جان سے تنگ آیا ہون جھگڑا ہی چکاتا ہون مین
حیلہ سازی کرتے ہین وہ اور گہبراتا ہون نہین
آج وان تیغ و کفن باندہے ہوئی جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

صاف صاف ایسی بندہ پرور کہئے ہمسے بیدھڑک
ورنہ چند ہرانے سے تو جاتا ہی جی مین شک
کچھ نہین سینگے ہمتو ہمسے بیہودہ نہ بک
بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہینگے حال دل اور آپ فرمائینگے کیا

مہر ہم ہین ہمکو بے مہر دنسے ہے نفرت اسد
آپ ہی رہیے یہان اپنی تو ہے رخصت اسد
ہے قیام ایسی جگہ پر موت کی صورت اسد
ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
ہمنے یہ مانا کہ دلی مین رہے کہائینگے کیا

مخمس بر غزل میر تقی میر غفرہ رب القدیر

کیا کہون کیا ہجر مین عالم رہا
ایکدم بھی مین نہین خورم رہا
ہر گہڑی گہر مین میرے ماتم رہا
غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا

دل کے جانیکا نہایت غم رہا

دیدۂ گریان کو تو دیکھو کبھی | پانی پانی اس سے ہی برسات بھی
کیا کہون تاثیر اپنے رونیکی | مرے رونیکی حقیقت جسمین تھی

ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

نامہ بر پر رعد کی پھبتی کہی | کاغذ ابری مرا نامہ سہی
مین سند رکھتا ہون اپنی رونیکی | مرے رونے کی حقیقت جسمین تھی

ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

ہوتی ہی معشوق کی بھی دل مین چاہ | گو نہ ہو ظاہر مین لب پر آہ آہ
عشق کرتا ہی اثر ہے خواہنخواہ | سنتے ہین لیلی کے خیمہ کو سیاہ

اوس مین مجنون کا مگر ماتم رہا

صدمۂ فرقت سے مر مر کے جیا | مین نے غم کھایا تو خون دل پیا
پر یہ طرفہ شعبدہ اوسنے کیا | مجھکو روتے دیکھکر وہ ہنس دیا

برق چمکی ابر باران تھم رہا

ٹھہر کتنا گرم ہے کیسا شریر | میرے سے کہتا ہی کیون او مرد پیر
استقدر غفلت سے تجھے وقت اخیر | صبح تری شام ہونے آئی میر

تو نہ جیا نکلا اور بہت دن کم رہا

ولہ

دیکھا جو یان تھا کوچہ و بازار دیکھنا | منظور اب عدم کو ہی اک بار دیکھنا
لیکن ذرا تو حسرت دیدار دیکھنا | آنکھون مین جی مرا ہی ادھر یار دیکھنا

عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا

باد سحر خبر یہی لاتی ہے پی بہ پے
اردی بہشت آئی چلی گلستان سے دی
پر دیکھئے کہ ظلم سہین ہم یہ تا بہ کی
کیسا چمن کہ ہم سے اسیرون کو منع ہی

چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا

یان آبرو ہی گریۂ بے اختیار سے
اور شرط ہی لگی ہوئی اک بادہ خوار سے
تار نظر بہی کم نہ ہو اشکون کے تار سے
آنکھین چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے

مری طرف بہی دیدۂ خون بار دیکھنا

ہر ہفتے کا تو پرچہ اخبار دیکھ لے
افسانے شش جہت مین ہین اب اوسکی جور کے
تجھکو سجھا ہی دیتا ہون پہلے سے اسلئے
ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے

ہشیار زینہار خبر دار دیکھنا

بلبل قفس مین رکھتی ہی اک دل ہزار داغ
کہتی ہی جب کہ ہوتی ہی فرقت سے بد دماغ
اپنا تو حال یہ ہی مگر تو ہی باغ باغ
صیاد دل ہی داغ جدای سی رشک باغ

تجھکو بہی ہو نصیب یہ گلزار دیکھنا

ہر چند ہم تو کشتۂ تیغ ہین کشتہ قدیم
برباد ہوتے ہمکو ہوئی مدت عندلیب
لیکن عجب نہین ہی کہ آخر تہے وان مقیم
شاید ہماری خاک سے کچھ ہو بہی اے نسیم

غربال کرکے کوچۂ دلدار دیکھنا

عشاق مین نہین ہی کوئی میر کا نظیر
زنجیر زلف مین رہا بس عمر بھر اسیر
ہی قابل قبول یہ بات اوسکی ناگریز
اوس خوش نگہ کی عشق سے پرہیز کیجو میر

جاتا ہی لیکے جی ہی یہ آزار دیکھنا

مخمس بر غزل منیر

دیکھا بہا لے کے بہی منظور ہمارے نہوئے | چلمنون سے کبہی دریدہ نظارے نہوئے
پاس تم آؤ نصیب ایسے تو پیارے نہوئے | دور سے بہی کبہی ملنے کے اشارے نہوئے

ہم کہین کے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے

کس و ناکس پہ رہا فیض تمہارا جاری | واہ وا ڈوب گئی عزت و حرمت ساری
دوستی ہے یہی کہتے ہین اسیکو یاری | ہمسے پٹتے رہے کی غیر کی چاہت داری

مثل دریا کبہی ہم ایک کنارے نہوئے

اپنے ہی جی مین ذرے غور کرو شرماؤ | چپ رہو چپ رہو باتین نہ بناتے جاؤ
شاعرون سے تو نہ طراری بہت فرماؤ | کب زبان دی ہمین بوسہ پہ نہ منھ کہلواؤ

ہمتو کہنے کو بہی ممنون تمہارے نہوئے

کیسے بیدرد و تمہین ہم لوگون کولای تقدیر | مہر سے شخص کو ہر روز جلاتے ہین شریر
ہمکو دیکھا تو تمہاری بہی ہی حاجت تغیر | جان و دل کہو دے محبوبونکی الفت مین منیر

کسکے ہونگے جو یہ بیدرد تمہارے نہوئے

مخمس غزل اوستاد جمہور حضرت شیخ امام بخش ناسخ مغفور نور اللہ مرقدہ بالنور

پیشتر سر ہاتھ مین لیکر جہوڑا سانپ کا | داب کر چٹکی مین ہین اکثر مڑور سانپ کا
یان پہ دہوکا پاکے لیکن کہیل جہوڑا سانپ کا | زہر گیسو کا بہت ہے اور تہوڑا سانپ کا

تیری کنگہی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا

گیسوی پیچان کو سے کہتے ہین کہ ڑوڑا سانپ کا | تا مر رہا ہمنے اب کیڑا مکوڑا سانپ کا

ایسا زہریلا نہ دیکھا کوی جوڑا سانپ کا — زہر گیسو کا بہت ہی اور تھوڑا سانپ کا

تیری کنگھی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا

زندگی کی کون صورت ہی بچینگے کیونکہ ہم — ایک آفت ہی تو ہیگتین چین پائین کچ کی دم

دلکی ایذا دینے والے ہی صاحب کم سی کم — دونون ابرو دونون زلفین چار موذی ہین بہم

ایک ہی بچھو کا جوڑا ایک جوڑا سانپ کا

کیون نہ مین تشخیص عیسی سے بھلا بیزار ہون — کچھ مرض سے اپنے آپی خوب واقف کار ہون

زہر مہرہ پیکے اچھا خاک اے غمخوار ہون — اوس پری کے گیسوونکی عشق مین بیمار ہون

چاہیے مری دوا مین زہر تھوڑا سانپ کا

نے غرض جادو سے مجھکو ہی نہ مطلب سحر سے — یون کوئی ساحر مجھے سمجھے کہ جادوگر کہے

ہان یہ البتہ ہی جو چاہے تماشا دیکھ لے — دونون زلفین یار کی الٹی ہین تالون سے مرے

وجد کرتا ہی صدائی لے پہ جوڑا سانپ کا

اوسمین اسمین تو زمین و آسمان کا فرق تھا — شاعرون کے بیچ مین آ کر مگر اترا گیا

ہمسری کرنے کی آخر پائی موذی نے سزا — دیکھکر چوٹی کو ایڑی تک جو بل کھانے لگا

تنگ آئے یار سے سب ہیٹے بہوڑا سانپ کا

جوش وحشت مین سبھی یکسان ہی کعبہ ہو کہ دیر — کیسے شیخ و برہمن ہین یار سارے وحش و طیر

اتنو موذی تک نہین رکھتے ہین مجھسے بغض بیر — زلف کا سودا جو ہی جنگل کی یون کرتا ہون سیر

اژدہے کی ہی سواری اور کوڑا سانپ کا

قاتل اژدر مرا حامی ہی اے رب العباد — اس لئے بیخوف کہتا ہون نہین تجھسے ہو کے شاد

قبر تیرہ مین ہی مجھکو شغل خاطر سے مراد — دونون زلفین یار کی زیر زمین آتی ہین یاد

بہیجدے بہر عذاب اللہ جوڑا سانپ کا

کون بوسہ لے سکے اوسکے رخ پر نور کا
منہ سے منہ اوسکے ملا ہی وہ ایسا کون سا

جان اسنے سب بچاتے ہین یہ کلہ ہین بلا
ایک سے بچ جاے گر کوئی تو کاٹے دوسرا

دو نون گیسو دونون گالون پر ہی جوڑا سانپ کا

کہدو مشاطہ سے ڈر کیا شوق سے اب ہاتہہ ڈال
اتنا سودا بہی نہین اچہا ذرا جی کو سمہال

خوف کیون وسواس کیسا اب ہی کاہیکا خیال
کب نہا دہو کر نچوڑے ہین یہ اپنے سر کی بال

زہر سارا اسے پری تو نے نہ جوڑا سانپ کا

ایدل اسپر کر نظر چارونکے چارون مست ہین
اللہ اللہ کس قدر چارونکے چارون مست ہین

کچھ نہین انکو خبر چارونکے چارون مست ہین
ہاتہین سے گالونپر چارونکی چارون مست ہین

آنکہین ہین بہو نریکا جوڑا زلفین جوڑا سانپ کا

ہین جو بیدی اژدہی کی ہڈیان مرنیکے بعد
کینچلے کا ہی کفن ایمہربان مرنیکے بعد

من بجاے شمع تربت ہی یہان مرنیکے بعد
دفن بانبی مین ہوا مین ناتوان مرنیکے بعد

عاشق گیسو جو تہا پیچہا نچہوڑا سانپ کا

عاشقان جان بلب آ مہر کیا دل انکو دین
میرا ہی جی جانتا ہی جو سہے ہین آفتین

حضرت ناسخ سے شب کا حال صاحب پوچہ لین
بولے وہ بل لکی مہری دل کو اپنے زلف مین

خوش ہوا سے ناسخ پہولا ہے پہوڑا سانپ کا

شخص بد وضع بداطوار سے کچھ کام نہین
ولہ
مجھکو نفرت ہی اب اشرار سے کچھ کام نہین

کسی مردک کسی مردار سے کچھ کام نہین
کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین

گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین

اب کسے اوسکی خریداری سے کچھ کام نہین
مجھکو ان مردم بازار سے کچھ کام نہین
فکر آرام سے آزار سے کچھ کام نہین
کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین
گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین

کعبہ کو دوڑے ہوئے جاؤ دعائین مانگو
ایکدم کے لئے اس درجہ تردد کیون ہو
اپنے مرجانے ہی کا مجھکو اگر شوق ہو تو
تیغ کافی ہے مجھے اپنا گلا کاٹنے کو
جنبش ابروے خمدار سے کچھ کام نہین

خوبرویون کی نظربازی کا لپکا نہ رہا
یاد افسانہ تیر از لف چلیپا نہ رہا
شام کو پھرنیکا ہر روز وہ چرچا نہ رہا
گھر مین اب چین سے بیٹھون کہ وہ سودا نہ رہا
گردش کوچہ و بازار سے کچھ کام نہین

خوش خرامونکا کہان تک کوئی ہووے پامال
یہ چلن خوب نہین ہے نہین بہتر یہ چال
حشر کا دھیان اب آتا ہے تو ہوتا ہے ملال
روش عمر رواں کا مجھے آیا ہے خیال
یار کی جلوۂ رفتار سے کچھ کام نہین

کہئے کیا فکر ہے مجھسے نہ یہ ہرگز پوچھو
ہے سیہ نامہ اعمال سراپا یارو
یہی ہر آن تردد ہے کہ دیکھون کیا ہو
شب تاریک لحد کا ہے تصور مجھکو
ہجر جانان کے شب تار سے کچھ کام نہین

شکر صد شکر بڑا رحم کیا شافی نے
کی مرے درد کی کیا خوب دوا شافی نے
زندگی از سر نو پھر کی عطا شافی نے
مرض عشق سے دی مجھکو شفا شافی نے
اب کسی نرگس بیمار سے کچھ کام نہین

کیا اگر ہے گل زنبق سے مشابہ بینی
آہی گر جسم مین بو آتی ہے بھینی بھینی

ہو جو گل کیسی کسی چہرے مین ہو رنگینی
چمن خلد مین اب چل کے کرون گل چینی
بوسہ ہاے گل رخسار سے کچھ کام نہین

تھتھا شیشے کا پہر دن ہی رولاتا ہی مجھے
جام جمشید کی اب یاد دلاتا ہی مجھے
دور ایک اور نیا دور دکھاتا ہی مجھے
ساغر عمر لبالب نظر آتا ہی مجھے
ساقی و خانۂ خمار سے کچھ کام نہین

کبھی سنتا ہی نہین پند کسی عاقل کا
ساتھ نبہنے کا نہین مجھسے اب اس جاہل کا
جہد مون انتومین ساتھی نہین اپنے دل کا
چہوڑنا اسکو گوارا جو نہو قاتل کا
مجھکو اپنے دل افگار سے کچھ کام نہین

دیکھیے کیونکہ اب اوس قامت زیبا کیطرف
جی کو رغبت ہی نہین ہی قد رعنا کی طرف
دلکو میلان رہا کرتا ہی طوبی کی طرف
روح جاتی ہے کہچے عالم بالا کی طرف
قد بالاے جفا کار سے کچھ کام نہین

تا بہ کے خاک پہ بیٹھے ہوے دیکھین سوے بام
تا کجا خوار رہین یون کہ ہی غیرت کا مقام
چل دلا اس سے زیادہ تو نکر اب بدنام
کیجیے سایۂ طوبی مین بخوبی آرام
یار کی سایۂ دیوار سے کچھ کام نہین

لکھون وصف کمر یار مین کبتک اشعار
موشگافی کا رہے دہیان کہانتک ہر بار
نہین ان باتون سے اب بال برابر سروکار
ہو گیا ضعف سے خود بال ہمارا تن زار
انتو موے کمر یار سے کچھ کام نہین

مہر تضمین کو کیون ڈہونڈہی قوافی ناسخ
کون کر سکتا ہے اب اسکی منافی ناسخ
اک یہی قول ہی اس امر مین شافی ناسخ
اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ

ایک سے کام ہے دو چار سے کچھ کام نہین

مخمس غزل استاد عالی فکر و والا منش جناب خواجہ حیدر علی آتش برد اللہ مضجعہ

نہ مجنون کا الم نہ ماتم فرہاد کرتے ہین
کسی پر رحم کا ہیکو ستم ایجاد کرتے ہین
بپکے حق مین ایسی بات کب ارشاد کرتے ہین
خدا بخشے صنم یہ کہکے ہمکو یاد کرتے ہین
دعاے مغفرت مرے لئے جلاد کرتے ہین

یہی وہ لوگ ہین جو شاد کو ناشاد کرتے ہین
یہی ہین جنسے ہمسے آدمی فریاد کرتے ہین
یہی خاکِ شہیدان وفا برباد کرتے ہین
بلاے جان ہین پتلی خاک کی بیداد کرتے ہین
پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین

یہ کیون بیفائدہ آری کو سوہانسے رگڑتا ہی
عبث تیشہ پہ تیشہ غصے مین آ آ کے جڑتا ہے
بھلا کیون باغبان بنتا ہی کاہیکو بگڑتا ہی
اکڑتا ہی بجا جو یہ سمجھکر سرو اکڑتا ہے
جسے بندہ سمجھتے ہین اوسے آزاد کرتے ہین

بھلا کیا جانے ان باتونکو زاہد ہی نرا خفش
وہ کیا سمجھے کہ مستی چیز کیا ہی کیون ہین ہم سب غش
بغلمین داب لیتے ہین سمجھکر دلبر مہوش
شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہین ہم میکش
عروس نو سے قربت جسطرح داماد کرتے ہین

غبار دل کو بہتر ہے کہ خاک آئینہ سمجھو
کدورت سے یہی مطلب ہے یعنی صفائی ہو
غرض ہم خاک افتادونکو چشم کم سے کیون دیکھو
عجب نعمت عطا کی ہو خدا نے اہل عبرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کھاکے دلکو شاد کرتے ہین

اگر رغبت رہائی ہی مجھے وحشت مین لڑکون سے
تو اسکا عیب کیا ہی ہوتے ہین وحشی بھی ایسے

سوا اسکے کوئی سمجھائے یون ناصح کو نا سمجھے عجب کیا ہی جو بوسے لو نہین پیشانی مجنون کے

توجہ کسقدر شاگرد پر اوستاد کرتے ہین

بلا سے ہو جو گردش مجکو دور چرخ گردان مین رہون گا ذرہ بنکے مہر خاک کوئی جانان مین
رہینگی یادگار ایسی ہی باتین اپنے دیوان مین قدم رہتا ہی ثابت جنکا اس سختی دوران مین

بہادر ہین وہی سد قلعہ فولاد کرتے ہین

لڑین لڑنا ہی تو جرگہ ہی یان ہی کچھ نجیبون کا مگر قہر خدا سمجھین مجھے اپنے نصیبون کا
مین ایک ہی وار مین ستہراو کر دونگا رقیبونکا نبرد عشق مین اسد حامی ہی غریبون کا

پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین

عجب احوال ہی دنیا کا کوئی ہمسے گر پوچھے تو اس غفلت کدہ سے اوٹھکے اک جنگل مین جا بیٹھے
یہان انبوہ کے انبوہ دیکھے بیوقوفون کے گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شارع کے

خیال اپنے گناہون کا نہین جلاد کرتے ہین

کسی صورت سے شک قرآن معرب مین نہین رہتا مگر یان جز عبارت شبہ مطلب مین نہین رہتا
مرا یہ ذکر کب طفلان مکتب مین نہین رہتا خیال خط خیال بوسہ لب مین نہین رہتا

عبارت بہول جاتے ہین جو مطلب یاد کرتے ہین

کسی سے کہتے ہین مہندی ہمارے واسطے پیسو کسیکو حکم ہی ابہی سے مسی ڈہونڈہکر لاؤ
کبہی فرماتے ہین مشاطہ سے کہدو کہ حاضر ہو خدا جانے لیے آرایش کریگی قتل کس کس کو

طلب ہوتا ہی شانہ آیینہ کو یاد کرتے ہین

کرون ذکر دہن اوسکا تو کیا غنچو نپہ منہ اوٹھاؤن کہون کیا گوش گل مین تابہ کی پہرون چلاؤن
نری سیدہی ہی ہین کیا الیفونسی ٹیڑہی کیا کہل پاؤن قد موزون دلبر کیونکہ ان اندہون کو دکہلاؤن

ارادہ تار سے بڑہ چلنے کا شمشاد کرتے ہین

یہان آئے تھے ہم آفت رسیدہ کوی جانان کے
کہین حالات اب ہم کس زبان سے اے صبایان کے
سویان بھی جی نہین لگتا ارادی ہین بیابان کے
کمر باندہی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے

اجار ابلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

رہا کل شب جو مجہ بیکس کو یون شغل غزل گوئی
تو بس طبع رسا یہ کہلے مرے حال پر روئی
کہ کچھ شعر سراپا لکھکے چاہی اوسنے دل جوئی
یہ شاعر ہین آلہی یا مصور پیشہ ہین کوئی

نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

اگرچہ مہر کو خلعت کی کیا پروا ہی اے آتش
مگر ہان عید ہی اور روز یہ اچھا ہی اے آتش
کہ یان عریانئے تن سے فروغ اپنا ہی اے آتش
پہنتے ہین کفن میلا ہوا جاتا ہی اے آتش

سرائے گور ویران ہی اوسے آباد کرتے ہین

مخمس غزل جناب مرزا رفیع السودا غفرہ اللہ تعالی

نصیحتین نکرو ناصحو ہوا سو ہوا
بس اب نہ ذکر بھی اوسکا کرو ہوا سو ہوا
نہ مغز کھاو میرا چپ رہو ہوا سو ہوا
جو مجھپہ گزری اوسے مت کہو ہوا سو ہوا

بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

کسی طرح سے نہ تھا مین تو واجب التعذیر
سو اس لئے یہ بتاتا ہون نہین تجھے تدبیر
کیا ہے ذبح مجھے تونے جان بے تقصیر
مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر

مرے لہو کو تو دامن سے دہو ہوا سو ہوا

کوئی علاج بھلا اسپہ کارگر کیا ہو
امید زیست سے بس یاس ہو چکی مجھکو

یہ پاؤن پیٹنا بیفائدہ ہی بس اتنو ـ پہنچ چکا ہی سر زخم دل تلک یارو
کوئی سیو کوئی مرہم رکہو ہوا سو ہوا

کہا کسی نے گر اوس شوخ سے کہ او بیرحم ـ موا ہی عشق مین تیرے ہی اُمہر تو بیرحم
تو منہ کو پہیر کے اور غصے اوسپہ ہو بیرحم ـ کہے ہے سنکے مری سرگذشت وہ بیرحم
یہ کون ذکر ہی جانے بہی دو ہوا سو ہوا

ہم اپنے فعلون سے بیچ ہی تری نظرسی گر ـ پہر نہ نکلے پہر نہ تری گرداب پہرے سو پہرے
نہ لینگے سوتے مین چوری سے بوسی جان تجہی کی ـ خداکیواسطے آدر گذر گنہ سے مرے
نہوگا پہر کبہی اے تندخو ہوا سو ہوا

کیا جہان مین طوفان نوح تمنے تو ـ کہین گے دیکہہ کے کیا مردم جہان تمکو
نظر سے اوسکے نہ گرجاو تم کہین دیکہو ـ یہ کون حال ہی احوال لیجئے آنکہو
نہ پہوٹ پہوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا

یہ ایک روز جو سودا نے مہر سی پوچہا ـ ملول کیون ہو مزاج جناب ہی کیسا
تو کرکے شکوۂ جور مہ فرنگ کہا ـ دیا اوسے دل و دین اب یہ جان ہی سودا
پر آگے دیکہئے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

مخمس غزل مرزا جان صاحب تپش

غنچون سے کیا غرض ہی وہ غنچہ دہن کہان ـ کیا فائدہ گلون سے وہ گل پیرہن کہان
جاوین بس اب یہ چہوڑ کے وحشت کا بن کہان ـ ہم غمزدون کے جی مین ہوائی چمن کہان
دل ہی نہو تو خواہش سرو سمن کہان

جو لوگ زیب بزم تھے کل شب وہ کیا ہوئے
پروانہ گرد شمع جو تھے اب وہ کیا ہوئے
چنگ و رباب و مطرب و دف اب وہ کیا ہوئے
پہچے شب وصال کے یارب وہ کیا ہوئے
مینا کہان وہ جام کہان انجمن کہان

سنبل کو پیچ و تاب ہے گیسوئے یار سے
نرگس علیل نرگس جادوئے یار سے
تشبیہ کیونکہ باغ کو دون کوئی یار سے
گل کو مناسبت نہین کچھ روئے یار سے
وہ منہہ کہان وہ ہونٹھ کہان وہ دہن کہان

کیا خاک اپنا سرو صنوبر سے جی لگے
قمری تری طرح سے جو الو ہو وہ مرے
ہم تو یہی کہین گے تو جو چاہے سو کہے
نسبت نہین ہے سرو کو اس جامہ زیب سے
وہ چھب کہان وہ گات کہان وہ بدن کہان

سودائی یار تھا جو دل داغ داغ مین
کیا بیقرار پھرتی تھی گل کے سراغ مین
آئی نہ تھی جو بوے ریاحین دماغ مین
بلبل خزان کے دن یہی کہتی تھی باغ مین
غنچہ کہان بہار کہان یاسمن کہان

کیا دن تھے وہ کہ جمع تھے احباب ہمدگر
اشعار صبح رہتے تھے سبکی زبان پر
اکدن یہ ہے کسیکو کسیکی نہین خبر
روتا ہون اے تپش یہی فرقت مین یاد کر
ہمدم کہان رفیق کہان اور وطن کہان

مخمس غزل نواب سید محمد خان رند مرحوم

کب ایسی طبیعت بدل جائیگی
سنبھالے سے کیونکر سمہل جائیگی
یہ جھگڑا چکا کر اجل جائیگی
گئی آج الفت نہ کل جائیگی

یون ہی جان اکدن نکل جائیگی

ہوئے خون ابرو کی شمشیر پر
وہ تیر نظر ہے جو توڑے جگر
اشارون کا ایما ہے مر جلد مر
نظر اوس پلک پر پڑے گی اگر

کلیجہ پہ برچھی سے چل جائیگی

جو پارا ہی تو اس سے بڑھکر نہین
یہ یکسوقت بیتاب و مضطر نہین
جو بجلی ہے اسکے برابر نہین
طبیعت کو تسکین دم بھر نہین

الٰہی یہ کیونکر سنبھل جائیگی

بڑھا دو نہ شہ مہربان چپ رہو
خدا کے لئے جان جان چپ رہو
اسی مین ہے بس خیر ہان چپ رہو
نہ کہلواؤ میری زبان چپ رہو

کوئی بات منہ سے نکل جائیگی

بلائین ستائینگی کیون بار بار
ہر اک سانپ بنجائیگا یار غار
نہ الجھن رہیگی نہ یہ انتشار
چھٹیگی اگر الفت زلف یار

تو آئی ہوئی سر سے ٹل جائیگی

خدا بھی اگر دے گا باغ ارم
مین وہ شخص ہون ترے سر کی قسم
نچھوڑون گا کوچہ ترا اے صنم
جہان پر رہون گا مین ثابت قدم

یقین ہے زمین وان کی ٹل جائیگی

جہنم کو ہے اس سے نسبت کہان
غضب آگ ہے الامان الامان
فلک بھی ہے اسکا ذرا سا دھوان
کرونگا جو سوز محبت بیان

زبان موم ہو کر پگھل جائیگی

جوانی کا عالم ہے یہ یادگار | خزان ایک دن ہی جواب بہار
غرور اسپہ کرتا ہے کیون آشنا یار | رہیگا نہ یون حسن ناپائدار

کوئی دن مین صورت بدل جائیگی

اس اندھیر مین کیا کرون جستجو | سیہ بخت مشہور ہون چار سو
گہن ہے گہن ہے مری آرزو | نہ دکھلائیگا منہ وہ خورشید رو

یون ہی دوپہر آج ڈھل جائیگی

مین منصف ہون کہتا ہون انصاف کی | نہین روک سکنے کی حد ناف کی
نظر آئیگی اک پری قاف کی | صفا ہی جو یہہ سینہ صاف کی

نگاہ تصور پہسل جائیگی

وہان کیچلین مرے محسن مجھے | نہین ضبط اب اوس سے ممکن مجھے
پھنسا دیگا دل ہوکے ضامن مجھے | وہ کافر ادا اک نہ اک دن مجھے

پھلا دیکی صورت سے پہل جائیگی

حسین ہی تو ٹھٹہی ہی حور جنان | یہ شوخی کہان یہ شرارت کہان
کہین آنچ آئے نہ تجھ پر یہان | نکر یار سے حسن مین گرمیان

اری اوپری دیکھہ جل جائیگی

یہ کیا بات ہی ہم کہین تم کہین | قرینہ یہ ہی بیٹہین ہم تم قرین
چھپر کھٹ پہ آؤ نہ پکڑو زمین | شب وصل تکرار لازم نہین

کہین صبح کی توپ چل جائیگی

یہ کالا کہلانیکا سودا ہی کیا | کبہی اسکا کاٹا نہ کوئی جیا

بلا ہے بلا ہے بلا ہے بلا — نہ چھوٹی تو سنوار و برا ہے خدا

مجھے سینکے اژدر نگل جائیگی

قطعہ

تمہین ایک سہرہی یہ بیجا گمان — بھرا ہے حسینون سے سارا جہان

مری دل لگی کو بہت مری جان — طبیعت کا مرے کرو تم نہ دہیان

کسی اور سے اب بہل جائیگی

مین ہنس بول کے ٹال دونگا ملال — سمجھ لونگا دنیا کو خواب و خیال

زوال ایکدن ہے جسے ہو کمال — نہین رہنے کا بعد چندی یہ حال

سمہلتے سمہلتے سمہل جائیگی

گیا سیکے صیاد سے پہلے تو صید — مرے آنے جائیگی اب کی ہو قید

میرا رنگ فق ہو گیا منہ سفید — مجھے یہ نتھی تمسے چشم امید

کہ دو دن مین چتون بدل جائیگی

ذرا شہر کا حال دیکھ آؤ رند — گلا تم نہ دہو کے ہین کٹواؤ رند

بچو بچہ دلون اپنے گھر جاؤ رند — سراو سکے قدم پر سے سرکاؤ رند

کہین تیغ قاتل او گل جائیگی

مخمس غزل منشی نہالرامی لعل رشک کی ہین منشی المیلوک بادشاہ اوودہ راجہ الیشن لعل بہادر

وہ ہمکو گالی کہ جہر کی دیا نہین کرتے — برا بھلا ہمین یا کہلیا نہین کرتے

ہم ایسی باتون کا ہرگز گلا نہین کرتے — ہمارے حق مین وہ کیا کچھ کہا نہین کرتے

ہم اپنے کانون سے کیا کیا سنا نہین کرتے

وہ نقش کون ہی جو ہم لکھا نہین کرتے — عمل وہ کونسا ہے جو پڑھا نہین کرتے
طلسم شعبدہ یا ٹوٹکا نہین کرتے — ہم آہ سحر و فسون کیا کیا نہین کرتے

پر اوسکے دل مین اثر مطلقا نہین کرتے

تو اوس سے کرتی ہی گستاخیان تو اکثر زلف — مگر برا ہے ترے حق مین پیسہ زلف
نہ اوسکے کان سے ہر دم لگی رہا کر زلف — نہین ہی یار سے سرگوشی اتنی بہتر زلف

بری رخون کی بہت سر چڑھا نہین کرتے

جہان پہ اپنی رسائی بہی ہووے امر اہم — وہان ٹھہر نیکے کسکو مجال ہے ہمدم
پہ کیا ہے مرشد کامل ہین ہم خدا کی قسم — کسی بہانہ سے کوچی صنم مین جا کر ہم

جو بیٹھتے ہین تو پہر ون اوٹھا نہین کرتے

مجھے قبول ہے سب وہ ستم کرے جو جو — زبان کاٹیو گر و الب شکایت ہو
مگر مین حال بیان تمسے کیا کرون یارو — گلہ یہ ہے کہ رقیبون سے ربط ہے اوسکو

ہم اور جور و جفا کا گلا نہین کرتے

ہمیشہ بندہ سے صحبت رہی ہے تمکو تو — شکایت اوسکی کبہی ہمسے کی ہو تو کہدو
پر اب مین کیا کرون ناچار ہون کہ اے یارو — گلہ یہ ہے کہ رقیبون سے ربط ہی اوسکو

ہم اور جور و جفا کا گلا نہین کرتے

عجیب طرح کا ہوتا ہے ہجر مین صدمہ — کہ آپ ہی آپ بگڑ جاتا ہے مزاج اپنا
کسی سے بنتی نہین ہمسے دوستو صلا — شب فراق مین ایسا کبہی نہین ہوتا

کہ یار چلتی ہوا سے لڑا نہین کرتے

یہان پہ بیٹھ کے باتین نہ تو بنا ناصح — طبیعت اپنی بگڑ تی ہی یا نسے جا ناصح

ہوا ہے کیا تجھے کچھ مالیخو لیا ناصح
کیا جو چاک گریبان عجب ہی کیا ناصح
کہ جوشش عشق مین دیوانے کیا نہین کرتے

خدا ہی جانے کہ کیا وجہ ہی دلا اسکی
بتون کو ہوتی ہی نام وفا سے نفرت سی
چنانچہ ایک دن اوس شوخ بیوفا سے اجی
جو مین نے پوچھا وفا بھی کسی سے کی ہی کبھی
تو رک کے بولے کہ بکتا ہی کیا نہین کرتے

نہ ہوگا ہمسا کوئی اب جہان مین غمگین
کہ ایکدم بھی ہمین درد سے چین نہین
مگر یہ ضبط بھی دیکھا ہی تو نے جان کہین
ہزار ہوتے ہین بیچین لیک پردہ نشین
ترے فراق مین آہ و بکا نہین کرتے

بتون کے جور سے ہمدم خدا ہی ہی آگاہ
بیان کس سے کرین جا کے اپنا حال تباہ
نہین ہی بات بھی کرنے کی طاقت اباللہ
جو پوچھتا ہی کوئی حال دل کب کب آہ
یہ سنکے ہم وہین بس رو دیا نہین کرتے

مناسب اونکے ہی نوکر بھی ہمسین ڈرنا
بہت ضرور ہی پاون پہ اوسکے سر دھرنا
غرض کہ ہمکو ہر اک کی خوش آمدین کرنا
نہین ہی وصل مقدر تو کیا کرین ورنا
ہم اونکے ملنے کی تدبیر کیا نہین کرتے

خرام ناز سے وہ عیسی زمان رشکی
کرے جہان کو پامال و نیم وجان رشکی
تو کیون لبھی نہ دل مضطر ناتوان رشکی
تم اہل دل ہو بتاؤ تو اے میان رشکی
یہ چال دیکھ کے کب دل لبھا نہین کرتے

مخمس غزل رند

ہمدم مجھے اللہ کے تو کر دے حوالے — احسان فسون گر کا بس اب مری بلا لے
کیا ہو نکے گا منتر دم عیسی تو بچا لے — جان بر نہیں ہوتے جسے ڈستے ہیں یہ کالے
اللہ کبھی پیچ مین زلفونکے نہ ڈالے

مجنون کی رفاقت مین کیا چند سے گذارا — فرہاد کی صحبت رہے کچھ روز دن گوارا
پر مجھسے سوا اسکو نتھا کوئی پیارا — رو رو کے جنازے پہ میرے عشق پکارا
تم آپ چلے مجھکو کیا کسکے حوالے

کیا پھیر لیتے ہو شمشیر کے آگے مجھے جانان — کیا کہتے ہو ہان کیجیے پھر نالہ و افغان
کیا مرے رولانیکا کیا کرتے ہو سامان — کیا خستگی حال پہ عاشق کے ہو خندان
توبہ کرو اللہ مصیبت مین نہ ڈالے

قاتل ترے دم کھانے سے ہرگز نہ ڈرون گا — تو گرم ہوا کر مین دم سرد بھرون گا
جیتا ہون تو اک روز بہر حال مرون گا — کیا کہتا ہے ہر بار تجھے ذبح کرون گا
اک جان ہی مری اسے تو لے کہ خدا لے

کیا حال کہون رونیکا اپنے مین دل افگار — اک اشک نکل آئی تو دریا ہین دو چار
ہو ابر بہاری بھی مری نظرون مین بیکار — جب یاد کیا ہو تجھے اسے غیرت گلزار
پھر پھر دیے ہین آنسون سے باغ مین تھالے

ذرون پہ بھی چنگاریون کا ہوتا ہی دہوکا — ہی شعلہ جوالہ بیابان کا بگولا
آتش قدمی کا ہے دیکھو تو تماشا — تیزاب کا شیشہ ہی ہر اک آبلہ پا
جنگل مین لگی آگ جو پھوٹے کبھی چھالے

خاموشی ہی کیون فکر ہے کیا ضبط ہی کیسا — ہمت تو کیا چاہیے مایوسی سے بیجا

فریاد رس خلق ہے اللہ تعالےٰ لے ۔۔۔ اوس بت کو اثر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا

اے نالۂ دل عرش معلی کو ہلا لے

کیون کیجئے بسر رات کو پہر آہ و فغان مین ۔۔۔ پہر کیون نہین رہون تیرہ و تاریک مکان مین

پہر کسکی بلا ہو وے پریشان جہان مین ۔۔۔ پہر دل نہ پہنساؤن خم گیسوئے بتان مین

اس پیچ سے اللہ اگر اب کے نکالے

اک گوشت کا مضغہ ہو تو ہو کیا ہو میرا دل ۔۔۔ اور اوسکے سوا ضعف کا پتلا ہو میرا دل

ہو عین خطا ایسے جو الٹکا ہو میرا دل ۔۔۔ آنکھین تری مدہوش ہین تنہا ہو میرا دل

دو مست لنسمہلین گے اکیلے کی سمہالی

تسخیر کی تعویذ پہ ہر صفحہ ہے فایق ۔۔۔ نقش عمل حب خط جدول سے ملایق

لاریب کہ ہے مہر ہی کے سیر کے لایق ۔۔۔ کیون رند کی دیوان کی کرین قدر نہ عاشق

اجزا ہین یہ سب علم محبت کے رسالے

مخمس غزل شیخ حیدر علی والقی تخلص غفر اللہ ذنوبہ

مرے رونیکا باعث پوچھتے ہو کیا تجاہل ہے ۔۔۔ مزا ہی کہتے ہو کا ہیکو اشکون کا تسلسل ہے

اگر سمجھو تو میرا ہی فسانہ شور بلبل ہے ۔۔۔ نمک افشان جو مرے زخم دل پر خندۂ گل ہے

دل بیتاب میرا زخمی تیغ تغافل ہے

وہ نادان ہین جو ہون یان انقلاب دہر کی شاکی ۔۔۔ وہ احمق ہین جو سمجھین سیدھی سیدھی بات کو الٹی

جو دیکھو چشم بینا سے تو پیدا غم سے ہو شادی ۔۔۔ کیا اضداد سے سبزہ حق نے گلشن ہستی

خزان کا موسم گل دیدۂ خونبار بلبل ہے

فروغ ظاہری کیون فائدہ کیا شان و شوکت سے
نہین کچھ گرم بازاری کی حاجت فکر دولت سے

خیال مرگ اچھا ہی خیال جاہ و حشمت سے
ہوا جینے سے دل ٹھنڈا جو دیکھا چشم عبرت سے

گذرگاہ جہان سے لینے گذرگاہ سپل ہی

تصور روئ گلگون کا ہی داخل اپنی عادت مین
نکیون آنکھو نسے آنسو سرخ ٹپکین جوش رقت مین

وہ غمگین ہون کہ کلچھرے اوڑاتا ہون مصیبت مین
دل پرخون سے عزت ہی فقط بزم محبت مین

وہی مطلوب ہے ساقیکا جو مینائ پرُ مل ہی

وہی سمجھین گے بیشک تلخ باتین گھونٹ شربت کے
مہیا مجھ خرابانی کو ہین سامان عشرت کے

جو اے پیر مغان محتاج ہونگے تیری دعوت کے
شراب ناب اشک خون ہی میخانہ مین الفت کے

صراحی دل ہی آنکھین جام نالہ شور قلقل ہی

غضب ہے قہر ہے جسمین کہ یہ بیباختہ پن ہو
کہین دیکھی ہی گوش گل مین بالی بھی بتاؤ تو

تمہین زیور کی کیا پروا ہی صاحب آئینہ دیکھو
نہین آرایش ظاہر کی حاجت حسن معنی کو

مبرا منت شانہ سے تاب زلف سنبل ہی

قصور فہم ثابت ہو نہ لین گر اون لغلی کی
تمہین واللہ کیسے کہدیا کرتا ہو بخیہ جی کی

ابھی ہوتی ہی ان رندون مین ہٹی لینی ڈاڑھی کے
حقیقت کو نہین سمجھین ہین یہ عشق مجازی کے

اسی سے زاہد و نکوبت پرستی مین تامل ہی

ہوا نقش قدم پر اپنے صدق جرخ گرد انتک
نہ پہر بالغ ہوا دروازہ جنت پہ رضوان تک

پری کی کیا حقیقت ہی نہ بگڑا پہر سلیمان تک
نہ پہنچا دست دربان پہر کبھی اپنے گریبان تک

ہمارے ہاتھ مین جب سے لئے دامان توکل پر

بیان کیون کیجے ناحق فسادات عقاید کو

بقول مہر دل تفتہ یہان کیا دخل ہی ضد کو

جو کچھ سمجھا ہے اچھا سمجھا ہی بکنے دو جاسد کو — لعین والتقی کیونکر کرین ہم ذات ایزد کو

کہین پہ رنگ رخ گل ہو کہین اندوہ بلبل ہو

مخمس بر غزل جناب میر زین العابدین خان شورش

یہ چرخ ہو اک غاشیہ بردار کسیکا — ہو ماہ خم ابروے خمدار کسیکا
شاگرد ہے مریخ جفاکار کسیکا — ہی قرص قمر پرتو انوار کسیکا

کچھ برق مین ہو جلوہ رخسار کسیکا

آئینہ کوئی دیکھتا ہو کوئی ہے حیران — جمعیت خاطر ہو کہین کوی پریشان
کیا گھورتے ہو تمسے ہی کہتا ہو نہین پان — کرتے ہو درستی شکن زلف کی تم یان

دم ٹوٹ رہا ہے پس دیوار کسیکا

کیون لیلی و مجنون کا سنایئے قصا — فرہاد کا شیرین کا نہ اب کیجے چرچا
کیا ہمکو غرض ہو نگی کوئی وامق و عذرا — ہم محو رخ یار ہین اور ونسے ہمین کیا

یوسف کو خریدے نہ طلبگار کسیکا

واللہ کہ دیکھا نہین اتنا تو کسیکو — بیمارے دل کا متحمل تو کوئی ہو
اللہ ہی اللہ ہو اس ضبط کو دیکھو — عیسیٰ کو دم قصد شفا چین جبین ہو

صلواۃ سناد یتا ہے بیمار کسیکا

امید ہو کیا شوخ ستمگار سے شورش — کیا ہوگا بجز ظلم جفاکار سے شورش
سن لے یہ سخن مہر وفادار سے شورش — بیفائدہ ہو چشم وفا یار سے شورش

ممکن ہی نہین ہووے جو وہ یار کسیکا

مخمس بر غزل میر علی اوسط رشک

غصہ ہوا قہر خدا ہو گیا
چپ جو ہوا بت سے سوا ہو گیا
ناز کیا مہر ادا ہو گیا
زلف سے کہیلے حسن بلا ہو گیا
چال چلا حشر بپا ہو گیا

نالے کیے بلبل ناشاد نے
پر نہ سنے اوس ستم ایجاد نے
کچھ بھی نہ تاثیر کی فریاد نے
یون بھی نہ پوچھا کبھی صیاد نے
کون رہا کون رہا ہو گیا

کیسا ہی صوفی ہو کوئی مستعد
ہم کبھی ہوتے ہی نہین متحد
ہمکو ہی مکار فقیرونسے ضد
ہم اوسے درویش کے ہین معتقد
جسنے کہ جو منہہ سے کہا ہو گیا

قمری ہی چپ سرو چمن دنگ ہی
غنچہ کو دیکھا تو وہ دل تنگ ہی
نالے کا گلبانگ مین بھی ڈہنگ ہی
آج ہوا باغ کی بیرنگ ہی
دل کسی بلبل کا ہوا ہو گیا

کس لیے بیٹھے ہو یہان پر اوٹھو
چلنا ہے تو دوستو جلدی چلو
مہر کی للہ خبر جلکے لو
رشک کو کیا پوچھتے ہو دوستو
نقش فنا تھا سو فنا ہو گیا

مخمس بر غزل دوست ولی میر شجاعت علی جوشش

مختار ہے تو رحم کبھی چاہے کر نہ کر
یہ کون کہتا ہے کہ بجز خیر شر نہ کر

کس نے کہا کہ ہم پہ ستم عمر بھر نہ کر
اے چرخ بیکسی پہ ہماری نظر نہ کر

جو کچھ کہ تجھسے ہو سکے تو درگذر نہ کر

غربت مین کون داغ جدائی کو دہو سکے
ممکن نہین کہ ابر بہی یان آکے رو سکے

تو یہ غبار دل سے مرے کہو جو کہو سکے
پہنچا دے اوس گلی مین اگر تجھسے ہو سکے

اس خاک کو نسیم سحر دربدر نہ کر

مستغنی مجھسا کون ہی اہل فراغ مین
بیطرح اب سمائی ہی اپنے دماغ مین

دل تنگ ہون جو تو ہی صبا کے سراغ مین
غیرت یہ مقتضی ہی کہ اے غنچہ باغ مین

مرجہا ہے جا پہ منت باد سحر نہ کر

تعریف کاکلون کے بہلا اور تیرا منہہ
توصیف جعد مشک خطا اور تیرا منہہ

اشعار مدح زلف رسا اور تیرا منہہ
اوس حسن خداکی ثنا اور تیرا منہہ

دیوانہ کیون ہوا ہے تو یہ درد سر نکر

اندہیر ہے کہ تجھ سا شخص اور بیکسی
سچ یہ ہی بات کرنیکے لایق نہین کوئی

واللہ تو نے یہ تو مرے جی کیسی کہی
جو شش پہ بستی رہنے کے قابل نہین ہی

چپکا ہی چل یہانسے کسیکو خبر نکر

مخمس غزل افصح الفصحا میر وزیر علی صبا

ہمسا کوئی جہان مین نہین مبتلائے رنج
حاصل کبھی خوشی نہین ہوتی سوائے رنج

سینہ ہمارا بنگیا مہمان سرائے رنج
دل ہی غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج

پیدا کیا ہی ہمکو خدا نے برائے رنج

صحبت وہ کونسی ہی کہ جسمین نہ آئے رنج
بیٹھے جہانپہ جا کے وہان لئے اوٹھائے رنج
دشمن کہان کے دوست سے بہی ہمنے پائے رنج
حاصل کسی سے کچھ نہین ہوتا سوائے رنج

دنیا مین لائی ہی ہمین قسمت برائے رنج

میراث مین ہین آہ و فغان نالہائے زار
روز ازل سے ہین غم فرقت مین بیقرار
شیطان وان نہایان ہی رقیب سیاہ کار
آدم سے باغ خلد چھٹا ہمسے کوئے یار

وہ ابتدائے رنج تھے یہ انتہائے رنج

چھوڑون نہ پھر قدم تو اگر کاٹ ڈالے سر
اسمین بہی فائدہ ہے جو ہو جان کا ضرر
سب کچھ مجھے قبول ہے بیخوف و بیخطر
جھڑکی دے گالیان دے ستمگر ذلیل کر

کافر ہو ایصنم جو ترے دل مین لائے رنج

وہ کون ہی جو تو گلا کرون جس سے مین گلا
فریاد رس نہین کوئی اپنا بجز خدا
فرہاد کا نشان نہ مجنون کا ہے پتا
سب دوست اپنے حال مین ہین آپ مبتلا

کس سے کہون ہمین کون سنے ماجرائے رنج

مشہور خاص و عام مین ہم میرزا رہے
کا ہیکو ہمنے یون کبہی صدمے اوٹھائے تھے
بچپن سے تھے جو نازو نعم کے پلے ہوئے
ہم بار عشق کے متحمل نہ ہو سکے

بس دل پکڑ کے بیٹھ گئے وہ اوٹھائے رنج

مشہور ہو گیا ہے میرا نام نوحہ گر
ہمسائیگی سے کرتے ہین ہمسایہ بہی حذر
مین کیا کہون کہ غم مجھے رہتا ہی کس قدر
کہتے ہین میرے دوست مرا حال دیکھ کر

دشمن کو بہی خدا نکرے مبتلائے رنج

بے نور روئے مہر جگر تفتہ ہو گیا
دشمن بہی اپنے دوست سے یارب نہو جدا
دیکہو جو غور سے تو نہ پہچا نو مدعا
ادہیر صدمہ شب فرقت ہے اے صبا
آندہی چراغ جان کے لئے ہی ہوائے بنج

مخمس غزل جناب میر قاسم علی خانصاحب قاسم

غیر اب قابل صحبت ہی سہے
غیر شایان عنایت ہی سہے
غیر بس لایق رغبت ہی سہے
غیر سے تمکو محبت ہی سہے
نہ کہو مجہسے مروت نہی سہے

عادتاً ہووے کہ ہو غیر کی شی
مین بہی سوچی ہون کہ آخر تا کے
شوق سے رہیے ستم کے در پے
کبہی عادت بہی بدل جاتی ہے
بیوفائی تیری عادت ہی سہے

مین تو جی جاون جو اے جان مرون
کاش بیہوش ہو دن رات رہون
کیتنک ایذاے غم و درد سہون
بیخودی سے بہی مین اپنی خوش ہون
غم غلط کرنیکی فرصت ہی سہے

ناصحو رنج ہو یا راحت ہو
کون بے شغل رہے سوچو تو
کام کرنیکے ہین دنیا مین یہ دو
شغل کچھ چاہئے جی تے جی کو
نہ سہی عیش مصیبت ہی سہے

عمر بہر یاس کے صدمے ہی سہے
اب یہ پیغام کوئی آوے نہ کہے
لخت دل آنکہو نسے برسون ہی بہے
کچھ تو فرماو کہ امید رہے

وعدہ روز قیامت ہی سہی

بندہ نواب کہین کا ہی نہ خان — آپ سچ کہتے ہین جو کہتے ہین ہان
مین برا ہی سہی لیکن میری جان — مری چاہت سے بھلا کیا نقصان

آپ کے حسن کی شہرت ہی سہی

غیر اغیار کرین شر تو کرین — اونکے ٹہرکانے سے وہ گالیان دین
نیک و بد منہہ مین جو آئے سو کہین — ذکر تو ہے مرا اوس محفل مین

شکر کرتا ہون شکایت ہی سہی

ہمسے نرگس نہ کبھی آنکھ لڑائے — گل سے کہدو کہ نہ اب منہہ دیکھلائے
کیا نہین نغمہ بلبل خوش آئے — وہ نہین ہی تو جہنم مین جائے

باغ دنیا نہین جنت ہی سہی

مضطرب ہون تو مجھے سمجھا لو — مین نہ آؤن تو تمہین بلوا لو
بیٹھو باتین کرو بولو چالو — تم تغافل کی نہ عادت ڈالو

بیقراری مری عادت ہی سہی

اوسطرف کچھ [illegible]اشا ہی نہ سیر — منہہ کیے بیٹھے ہو کیون جانب غیر
کونسی با[illegible] [illegible]شر کی کیا بیر — بولنے کی ہی قسم کہائی تو خیر

بات موقوف اشارت ہی سہی

قیس و فرہاد حزین اے قاسم — ہوئے پیوند زمین اے قاسم
مرگ ہجر اب ہی قرین اے قاسم — کچھ نئی تمپہ نہین اے قاسم

عشق جسنے کیا آفت ہی سہی

مخمس غزل مرزا رجب علی سرور شاگرد مرزا خانی نوازش مغفور

سنبل ہی گہاس کاکل پیچان کے سامنے
پتھر ہے لعل اوس لب خندان کے سامنے
ذرہ ہی مہر عارض تابان کے سامنے
قرآن کتاب ہے رخ جانان کے سامنے
مصحف اوٹہالون صاحب قرآن کی سامنے

گل منفعل ہی اوس گل خندان کے سامنے
کہدون کہو تو مالک و رضوان کے سامنے
نادم حنا ہی دل بریان کے سامنے
جنت ہی گرد کوچہ جانان کے سامنے
دوزخ ہی سرد سینہ سوزان کے سامنے

کیا اوسکے سامنے کوئی ذکر حلب کرے
جا جا کے روز قبر سکندر پہ جو کے
آئینہ ساز کیا اوسے جوہر دکہا سکے
سکتہ ابہی ہو روح سکندر کو شرم سے
آئینہ آئے گر ترے حیران کے سامنے

دامن مین گو کہ باقی ہین کل چار پانچ تا
اے قیس کسطرح نہ کرون اسپہ افتخار
وسعت سے اسکے پر دل صحرا ہی خار خار
بہر امید گر اسے پہلاون سوئے یار
داماں دشت تنگ ہو داماں کے سامنے

فکر رفو تو کس لیے کرتا ہے ناصحا
دیوانگی نے مجھکو تو عریان ہی کر دیا
دامن کہان رہا وہ گریبان کہان رہا
دست جنون سے وہ بہی نہ وحشت مین بچ سکا
پردہ جو کچھ رہا تہا گریبان کے سامنے

گر خواب مین بہی چاہ زنخدان کبہی دکہای
قران مین سورۂ یوسف ابہی مٹائے
یوسف کو میرا غیرت یوسف کنوئین جہکای
مشاطہ ہو عزیز زلیخا اگر وہ لائے

اوس مہر مصر کو مہہ کنعان کے سامنے

نادان ہون کیا جو دیکھون تجھے آفتاب حشر — کچھ اصل ہی ہے تیری ارے آفتاب حشر
ہے عاقلون کا قول یہ اے آفتاب حشر — نادان کہہ رہے ہین جسے آفتاب حشر

ذرہ ہے اوسکے روی درخشان کے سامنے

ہوتا ہے زاغ مرغ خوش الحان سے ہم لوا — اُلّو بھی چاہتا ہے کہ بن جاوُن مین ہما
شاہین سے مقابلہ کرتا ہے پودنا — دم بند اس لٹورے کی جرات نے کر دیا

کرتا ہے ریز بلبل بستان کے سامنے

دل میرا خاک وخون مین جہان پر لا ملا — کوچہ کا اوسکے وان سے غرض راستا ملا
آگے بڑھا تو معرکہ کربلا ملا — دیوار سرخ خون سے دیکھے پتا ملا

قاصد ٹھہر گیا درجانان کے سامنے

گو روسیہ رقیب بہلاوے دیا کیا — پر اپنے نامہ بر کی بہی کیا عقل تہی رسا
اس ذہن پر فدا ہو نہین اس ذہن پر فدا — دیوار سرخ خون سے دیکھے پتا ملا

قاصد ٹھہر گیا درجانان کے سامنے

واللہ زر کو خاک سے بدتر سمجھتے ہین — پاپوش اپنے افسر قیصر سمجھتے ہین
قاقم کا فرش خاک کا بستر سمجھتے ہین — پشمینہ پشم صاحب جوہر سمجھتے ہین

رکھتے حجاب ہین تن عریان کے سامنے

رہتا ہے دہیان جو قد بالاے یار کا — جاتی ہے آسمان تک اب نالے کی صدا
عشاق مین بلند ہو رتبہ نہ کیون مرا — کہتے ہین روز وصل جسے پست حوصلا

بے قدر ہے مری شب ہجران کے سامنے

وہ مہر ہون کہ ناز سے مشتق ہی میر انور
جس کو وہ پر مین جا کے رہون ہو وہ کوہ طور
کیک دری نہ کیون کہ پہرے مجہسے دور دور
تقریر دل جلاتی ہے سینے سے ای سرور
آتا ہی کون مجہ شرر افشان کے سامنے

مخمس غزل نواب الٰہی بخش خان معروف دہلوی

بس اب تو یہ ٹہانی ہے مرون یا کہ جیون مین
واللہ ترے گہر کی طرف منہ نہ کرونگین
بد وضع رقیبون کی طرح تو نہین ہون مین
اول تو مین رکتا نہین اور جس سے رکونگین
مر جاون ولے تا دم آخر نہ ملونگین

اپنا نہ وہ عالم ہے نہ تیرا ہی ہے وہ سن
وہ راتین بسر ہو گیئن اب لد گئے وہ دن
پہر آون ترے پہندے مین اصلا نہین ممکن
تو لاکہہ بنا زلف کا دام اپنے ولیکن
وہ طایر عنقا ہون کہ ہرگز نہ پہنسونگین

تو جا کے قسم روضہ عباس پہ کہا لے
یا خاک شفا کا ابہی کنٹہا تو اوٹہا لے
کافر ہو یقین اب تری باتون کا جو لائے
قرآن کا جامہ تو اگر پہنکے آئے
باور تیرا کہنا نکیا ہے نہ کرون مین

چل ہوش کی کچہہ باتین کر اتنا نہ بہک جا
سودا ہی تجہے خیر تو ہی بکتا ہے تو کیا
مین اور کرون گا تیری اب پہر بہی تمنا
یہ خوب کہا دیکہین گے کب تک نہ ملیگا
اسبات پہ تو جا ہے تو اب شرط بدونگین

یعنی تری فرقت مین اگر لاکہہ بلا آئین
گر دل پہ وہ صدمے ہون کہ احباب بہی گہبرائین
بالفرض کہ سب موت کے سامان نظر آئین
آپس مین اگر چرخ و زمین دونون ملجائین

تو بہی نہ کبہی تجہسے ملا ہون نہ ملون مین

مجہہ مین بہی اگر مہر کی صحبت کی ہے خوبو
تو دیکہیو کیا کرتا ہون مین باقی ہے تابو
چہواون تجہے ناک چنے اے بت بدخو
تب نام ہی معروف مرا رہ تو سہی تو

چہاتی پہ تیری آٹہہ پہر مونگ دلون مین

مخمس بر غزل لا اعلم

مین بہی ہون آپ بہی ہین یہ دل رنجور بہی ہے
می بہی ہے جام بہی ہے عشق کا مذکور بہی ہے
سچ سچ اب کہدو مزاج آج تو مسرور بہی ہے
جہوٹی باتون کے سوا کچہہ تمہین منظور بہی ہے

کہ لگاوٹ ہی ہے دہوکا ہی ہے چل دور بہی ہے

آج تک آپ پہ ظاہر نہ ہوا میرا احال
مجہسے لاحول دلا ہوئے گا کیا امر محال
ایسے ولیون سے ہون سایل یہ کہہی کا خیال
اسلئے آپسے کرتا ہون مین بوسیکا سوال

کہ سخاوت بہی ہے ہمت بہی ہے مقدور بہی ہے

دولت حسن زیادہ ہو ہمیشہ اقبال
آپکے فیض سے ہون ہمیشہ مالا مال
کیے دون خدمت عالی مین مفصل احوال
اسلئے آپسے کرتا ہون مین بوسیکا سوال

کہ سخاوت بہی ہے ہمت بہی ہے مقدور بہی ہے

مانگنے سے مجہکو تو نفرت ہے کمال
حضرت خضر ہین کیا آب بقا ہے کیا مال
آپ اپنی نہ کہین آپکا معلوم ہے حال
اسلئے آپسے کرتا ہون مین بوسیکا سوال

کہ سخاوت بہی ہے ہمت بہی ہے مقدور بہی ہے

اپنے مشرب مین ہے ایجان ہے ناب حلال
اور ہین یہ لب میگون بہی اسیطرح کی لال

کہین انکار نہ کیجئے گا سواے اقبال — اسلئے آپسے کرتا ہون مین پیسے کا سوال

کہ سخاوت بھی ہے ہمت بھی ہے مقدور بھی ہے

حسن اخلاق کی تو آپکے شہرت ہے کمال — حسن صورت بھی ہے اچھی خوبی تقدیر یہ ہے دال

میری گستاخیون سے آپ نہ فرمائین ملال — اسلئے آپسے کرتا ہون مین پیسے کا سوال

کہ سخاوت بھی ہے ہمت بھی ہے مقدور بھی ہے

اصل حاتم کی ہے کیا آپکو دن جسسے مثال — آپکے فیض سے ہے ایک جہان مالا مال

دولت حسن کو یارب نہ ہو تا حشر زوال — اسلئے آپسے کرتا ہون مین پیسے کا سوال

کہ سخاوت بھی ہے ہمت بھی ہے مقدور بھی ہے

سچ ہے مانا کہ حسینونکا جہان مین نہین کال — سب طرح سے ہون سبھی اچھے یہ ہے امر محال

ہان خدا کا دیا سب کچھ ہے یہان حسن و جمال — اسلئے آپسے کرتا ہون مین پیسے کا سوال

کہ سخاوت بھی ہے ہمت بھی ہے مقدور بھی ہے

آپکی بندہ نوازی کا ہو نہین شاہد حال — آپ دلوایا ہے جسکا مجھے دے دیجیے او گال

آب ہو اور اتنی عنایت کہ طبیعت ہو بحال — اسلئے آپسے کرتا ہون مین پیسے کا سوال

کہ سخاوت بھی ہے ہمت بھی ہے مقدور بھی ہے

ایک دکھ ہو تو گوارا کرے بیچارہ غریب — عارضی سارے نہ اچھے ہوئے اوسکے نصیب

دور رکھ زیست کی امید کہ ہے موت قریب — تیرے بیمار کو یون دیکھ کے کہتے ہین طبیب

تپ بھی ہے درد بھی ہے سینہ مین ناسور بھی ہے

ناصحا شوق سے وہ مجھ پہ کرین جور و جفا — مری یہ وضع نہین مین نہ کرون کا شکوا

خود ہی دا ہسب مجھے درد محبت کا مزا — وہ ستم کیون نہ کرین مجھ پہ کہ معشوق ہون کا

یہی مذہب یہی مشرب یہی دستور یہی ہی

کسلئے تیری جدائی کا عبث رنج سہین
میرزا مہر کو دے حکم سواری مین رہین
کا ہیکو نوح کے طوفان کیطرح اشک بہین
ساتھ ہاتھی کے جو عاشق ہو تو اسپ پہ کہین

کہ تجلی یہی ہی موسی یہی ہے اور طور یہی ہی

مخمس برغزل نواب آغا علیخان مہر

مری جان وہ عاشق شیدا نہین
اوسنے چاہت کا مزا پایا نہین
دعوی الفت اوسے زیبا نہین
اوسکو لذت تری کی اصلا نہین

جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین

ہم جو نالے کرتے ہین شام و پگاہ
ہیتے ناصح کون خفا ہے بیگناہ
اب نہین وہ زلف رخ پہ نگاہ
ہم جو ملتے ہین با کف افسوس ہا

ہاتھ اوسکے پاون تک پہنچا نہین

کیا جتاتا ہے تو اپنا بانکپن
میر سجان بہتر نہین ہے یہ چلن
اسکو ہنکا کرتے پسل لاله بدن
ہم کہے دیتے ہین اے عاطر شکن

دل کسیکا توڑنا اچھا نہین

اوسکے کوچہ مین نہ کیون چلکر رہون
جنگلون مین کاہیکو مارا پھرون
فایدہ کیا اس سے جو وحشی ہون
خاک صحرا کس لئے چھانا کرون

مثل مجنون کچھ مین دیوانا نہین

کتنے ہین سب دیکھئے کیونکر ہو صبح
مہر کو اب دیکھئے کیونکر ہو صبح

شب ہے بیڈھب دیکھئے کیونکر ہو صبح — آج کی شب دیکھئے کیونکر ہو صبح

مہر وہ خورشش نظر آتا نہین

مخمس غزل راجہ بلوان سنگھ بہادر تخلص راجہ

ہر وقت ترا قصہ گویائی ہے اور مین — ہر آن ترا جلوہ رعنائی ہے اور مین

ہردم ترا دھیان اے بت ترسائی ہی اور مین — کس منہ سے کہون عالم تنہائی ہے اور مین

داغون سے سدا انجمن آرائی ہے اور مین

[illegible] لالہ صحرائی ہے اور مین — بلبل تو کہان صحبت غوغائی ہے اور مین

یہ مطلع ہی اور زمزمہ پیرائی ہے اور مین — وحشت کے [illegible] شیدائی ہے اور مین

اب خار ہین اور بادیہ پیمائی ہے اور مین

وان ناچ ہی اور رنگ ہے اور صحبت اغیار — یان یہ دل بیتاب ہے اور دیدہ خونبار

گلچھرے وہان اڑتے ہین یان اینٹونکی بوچھار — وان عیش ہی اور ساغر مے بزم ہے اور یار

یان خواری ہی بدنامی ہے رسوائی ہی اور مین

اغیار بھی فی النار ہوئے خالی ہی میدان — واللہ کہ موقع ہے کہ افشا غم پنہان

ایسا کبھی پھر وقت نہین ملنے کا نادان — کیون راز نہین کہتا ہے اب اے دل نالان

اس جا پہ تو اک وہ بت ہرجائی ہی اور مین

جھگڑین جو جھگڑتے ہین اگر ہین شوق سے چلین چلین — حاصل ہمین کیا کام ہمکو ہم ہیچ مین لولین

ہان سنتے ہین کچھ بحث تو ہی مری دوا ہین — اب عشق کی بیماری یہ کہتی ہے کہ دیکھین

اوس رشک مسیحا کی مسیحائی ہے اور مین

کہہ شکر کہ بدگوئی کی عادت نہین ہم مین — بس رکے رہین ورنہ تری ساری یہ ڈھنگین
معلوم ہوا ہم اوس سے ابھی جا کے جو کہدین — اب عشق کی بیماری یہ کتنے ہے کہ دیکھین

اوس رشک مسیحا کی ہے اور مین

اسبابکو سب جانتے ہین عاقل و جاہل — اور متفق اللفظ ہین اس قول کے قایل
کہسار کو جنبش دین جو دو ہون کہین یکدل — زنجیر کا کیا توڑ نا زندان مین ہے مشکل

جب دست جنون ہو دل سودائی ہے اور مین

کب ہوش بجا رہتے ہین نقارے کے یارو — بس دیکھا ہے آواز دہل دور سے سن لو
کیون رشک جلاجل کف افسوس نہ اب ہو — جو گذری ہو نوبت شب ہجران مین نہ پوچھو

سینہ زنی ہو آہ کی شہنائی ہو اور مین

کیون کاہکشان ہوگئی مرے لئے بھالا — کیون ہو مرے آنکھون اب اندھیرا اوجالا
کیون حلقۂ غم بنگیا مہتاب کا ہالا — کوئی تو پہنا تا ہے اوسے کان مین بالا

جب ہجر مین اک آفت بالائی ہے اور مین

مرنے کی خوشی ہے یہان احمق ہو سو روے — سر کاٹ لے ہی کاش کہین خون مین ڈبوئے
اے غیرت لیلی مجھے کیون رشک نہوئے — مجنون تو نہ خاک پڑا چین سے سوئے

گردش مین سدا گنبد مینائی ہے اور مین

وہ دیکھتا ہی زلف کبھی اور کبھی سنبل — صحراے ختن مین ہے یہ آشفتہ کا کل
وان قہقہۂ مینا کا ہے یان نالونکا ہے غل — گلزار ہے وہ گل سے ہے اودہر نغمۂ بلبل

جنگل ہے ادہر آہوی صحرائی ہے اور مین

داغ سر سودا زدہ کا کیا کرون شکوا — ہی پتھرون کے صدمے سے سب جسم ہو نیلا

ہون صورت طاؤس مین پُر داغ سراپا　　وحشت نے بنایا ہے مجھے کیا ہے تماشا

اک خلق مری گرد تماشائی ہے اور مین

بیٹھا ہون خدا تو ہے ارے اوبت بے رحم　　کافر ہو جواب یا لنشاد تگے اوبت بیرحم

سر مارون گا دروازہ ہی سے اوبت بے رحم　　مت آنے دے گھر مین تو مجھے اُوبت بے رحم

چوکھٹ ہی تیرے اور جبین سائی ہی اور مین

کل ہم سے جو اوس ماہ کا مذکور جو آیا　　کہنے لگا لکھون تو ہوا اک دفتر شکوا

پر لکھنے کا مقدور نہ کہنے کا ہے یارا　　گویا وہ مت چھٹ ہی زبان چھٹ کبھی سے راجا

خاموشی ہی اور صبر و شکیبائی ہے اور مین

مخمس غزل شیخ احمد علی شیون

فردوس برین اور ہی گلزار جنان اور　　اپنی سمجھ اب اور ہی اور واعظ کا بیان اور

خلوت اوسے کہتے ہین مخل ہو نہ جہان اور　　اس طرح کا آرام میسر ہے کہان اور

بہتر نہین مرقد کے سوا کوئی مکان اور

وحشت نہین تو کہتے ہین کسکو خفقان اور　　ممکن نہین چہرا آپکی اک کوئی بان اور

اک بات مری سننے کے لایق ہی یہ ہان اور　　سمجھائے پہ غیر و مگے نہ کیجیگا گمان اور

دشمن ہین یہ کہتے ہین یہان اور وہان اور

ہر جائی تو بے شبہہ ہین مشہور جہان آپ　　کیون دیکھتے پھرتے ہین مکر اپنا مکان آپ

نچلے کبھی بیٹھے نہین دم بھر بھی یہان آپ　　کچھ خیر تو ہے جاتے ہین اوٹھ اوٹھ کے کہان آپ

بتلاے صاحب مجھے ہوتا ہے گمان اور

سب خاک ہی بالائے زمین ہی کوئی اپنا
عیسی جو ہی افلاک نشین ہی کوئی اپنا

مجھکو تو نہین یا یقین ہے کوئی اپنا
عالم مین سوا تیرے نہین ہی کوئی اپنا

دروازہ ترا چھوڑ کے جاون مین کہان اور

چلو مین ہوا اوس سے کہ مطرف کیا ہے
ہم رندون کی کیفیتون کا رنگ جدا ہی

جمشید و فلاطون کا سب افسانہ سنا ہے
خم سے بھی نہون سیر ہم اک جام تو کیا ہی

چھینٹے مین تیرے آئینگے ای پیر مغان اور

تو بیا کرو کب لطف و عطا کرتے ہین مجھپر
قہر و غضب و جور و جفا کرتے ہین مجھپر

اک حرفہ کرم ناز و ادا کرتے ہین مجھپر
وہ ظلم و ستم جتنے سوا کرتے ہین مجھپر

غمزے کا یہ ہر بار اشارہ ہی کہ ہان اور

تلچھٹ ہی اگر دی تو تو پر خاک کدورت
لوٹا کرین میخانہ مین لپلوٹ کی صورت

ہمکو نہ جمیت ہی نہ کچھ اوسکو ہی ہمت
وان ایک پیالہ کے پلانے مین ہی منت

یان منہ سے لگی رہتی ہی اے پیر مغان اور

اے دل تجھے ہوتے ہین ہم ایسے ہی ہلولے
چپ چاپ کسی کونے مین تو بیٹھ کر رولے

دم مارنے کی جا نہین کیا منہ کوئی کھولے
تنگ آ کے مرے نالوں سے ہمسایہ یہ بولے

اوٹھ جاے یہ بس ہو نہ سکے اب کوئی مکان اور

سرسبز ہوا نامیہ کے فیض سے جنگل
تیر مژہ ناز سے لاے گا نیا پھل

ہی آب کمان قوس قزح کے لئے بادل
رو دیتے مرے ابروی جانانہ مین پڑ بل

برسات کے موسم مین نہ پیر ہی نہ جوان اور

شوال مین ارمان نکل جائینگے جی کے
سن لینا کہ پڑھتے کو دوگانہ گئے پی کے

ہم عید کو رہتے نہین قابو مین کسی کے — مستو وہ ہی دن آتے ہین پہر بادہ کشی کے

کچھ روزون کا مہمان ہی ماہ رمضان اور

جو لوگ سخن سنج مین کرتے ہین جو یہ فن — میزان مین وہ سب تولینگے دانہ ہو کہ خرمن

ہیچکاو تو ہوا ادھر کے تقصیر سے روشن — سنکر مرے اشعار وہ فرماتے ہین شیون

بندش ہی یہ کچھ اور ہی طرز اور بیان اور

مخمس

کفر ثابت ہی کہ ایمان مین دہوکا نکلا — تار زنار میری سبحہ کا ڈورا نکلا

شیخ جھوٹا ہوا رہبان ہی سچا نکلا — خانہ دل مین خدا دخل تو نکلا نکلا

کعبہ ہم سمجھے تھے جسکو وہ کلیسا نکلا

سینہ سنگ مین اک لعل دریا نکلا — ابر نیسان مین فقط موتی کا دانا نکلا

اک مرے دم سے مگر دیکھو تو کیا کیا نکلا — لب و دندان کے تصور مین جو نالا نکلا

آگ سینہ مین لگی چشم سے دریا نکلا

کچھ اس شہر سے اب جانے کہان کیا کیجے — اور اگر ہیے تو پہر اسکے بیان کیا کیجے

بس نہ کچھ چل سکے جس جا پہ وہان کیا کیجے — ذلت گردش ایام بیان کیا کیجے

جسکے عاشق ہوئے وہ اور کا شیدا نکلا

چرخ اللہ نہ دیتا ہے مجھے اب چکر — سنہری کوکب اقبال کی رفعت دم بہر

مشتری چمکی ہوئی ہی مری آنکھون مین مگر — ملیوہ گر آج جو کہٹے ہی وہ اختر

مری قسمت کا کوئی نیک ستارا نکلا

مرے پرتو سے ہوا دیدۂ ناظر پر نور — جہک گئی گردن شیشہ ہی باین کبر و غرور

ساقی بلبیا خستہ بول اوٹھا کر وہ آئی حضور — ہون وہ میکش کہ مری آنسے سبکو ہی سرور

قہقہا کرتا ہوا بزم مین شیشا نکلا

جان نثاری کا رقیبونکو بہت دعوی تہا — اسی کوچہ مین رہا کرتا تہا اک میلا سا

ہان مگر جو ہین تمہین دست بہ قبضہ دیکہا — کوئی مقتل مین نہ ٹہرا مری جان مرے سوا

کہنے مین عاشقونمین آپ کے کیسا نکلا

کیا بیان کیجیے بیہودہ ستایا اسنے — شکل مجنون یونہین دیوانہ بنایا اسنے

جنگلون جنگلون ناحق ہی پہرایا اسنے — ظالم اون آنکھون کا ہمکو نہ دکہایا اسنے

غرض اہوی بیابان بھی چکارا نکلا

چشم بد دور کہ دیکہا نہ سنا یہ رتبا — کون ہی پاس ادب جسکو نہ منظور رہا

باغ مین نرگس بیمار نے دی آنکہونپہ جا — وحشی چشم پئے سیر بیابان ہو گیا

پیشوائی کے لئے آہوے صحرا نکلا

گل بہی گلشن مین بنایا گیا گلبانگ ہزار — نہ ٹہرتا تہا نہ ٹہری پہ وہان بلبل زار

تیسے ہی دام مین ہر چند پہنسا آخر کار — تجسے صیاد کو پیدا ہوا جب ذوق شکار

طایر قبلہ نما توڑ کے بیضا نکلا

کیون تڑپتا ہوا رہتا نہ بسان بسمل — بحث بیہودہ سے کرتے ہی عاقل جاہل

پر نہ سمجہا مجہے گہایل بہی کوئی الحاصل — دیکہا جراح نے جب خال کے زخمی کا دل

کہتے تہے جسکو سب سویدا سو وہ پہرا نکلا

دیکہا ہی درد جگر کیا تیرے بیمار کا ہی — رنگ او سبدہ شر کیا تیری بیمار کا ہی

آج دنیا سے سفر کیا تیرے بیمار کا ہی — حال کچہہ تو عدو گر کیا تیرے بیمار کا ہی

پٹیتا روتا ہوا گھر سے مسیحا نکلا

اپنی شامت کہون کیا جسکو ناگی تھی دعا | کہ الٰہی مجھے دے بخت سکندر کا سا
سو وہ مقبول ہوئی اوسکا یہ سامان ہوا | ایک بوسہ بھی نہ اوس بحر لطافت کا ملا

ہون وہ کم بخت کہ دریا سے بھی پیاسا نکلا

اوہر یہ کسکی سواری مین ہی سب ترکیب | مشتعلین غول بیابان ہین لیے دور و قریب
اردلی کالے ہرن دوڑتے ہین جا بجنب | چتر ہی داغ جنون سر پہ تو نالا ہی نقیب

دشت وحشت مین عجب دہوم سے راجا نکلا

ولہ

غرض مسند سے کیا ہی فایدہ کیا ہو اگر تکیہ | نہ پایا ہوش غفلت مین کہ ہی بستر کہ ہی تکیہ
سرہانے سے سرک جاتا ہے ہر دم پیشتر تکیہ | غضب کرتے ہین کس غفلت پہ رکھتے ہین بشر تکیہ

یہ دنیا خواب ہی کیونکر رہیگا زیر سر تکیہ

رہے ناصح ہمین تا چند اپنے صبر پر تکیہ | کہ بیچینی ہوئی ڈہونڈہا کیے آرام اگر تکیہ
نہ کیون سر پھوڑئے دیوار سے اب پھینک کر تکیہ | رقیب روسیہ کا ہاتھ ہے وان زیر سر تکیہ

پڑے ہین منہہ لپیٹے آنسونسے یان ہی تر تکیہ

ہمین نازک دماغی کے بہت طعنے نہ دے ناصح | ہماری میرزائی مین ہی کچھ شک بھی ارے ناصح
ہمیشہ سے ہم ایسے بے سر و سامان نتھے ناصح | کبھی نازان تھے ہم بھی خوبی طالع پہ ای ناصح

رہا کرتا تھا زانو کا کسیکے زیر سر تکیہ

نہین نبہنی کی ایسی دشمنون سے دوستی ہرگز | کہ جنکا جیکی خوش کرنیکو بھی چاہے نہ جی ہرگز
خدا الکا ہین اب منہہ نہ کہلائے کبھی ہرگز | نہین دینے کے بوسے یہ تو گلگتکیونکی بھی ہرگز

تو نے پاس ہی ہمکو خدا پر ہے مگر تکیہ

مرے سر کیلئے تیار وان خنجر دو دھارا ہے
مرے ہو قتل پر ہر آن ابرو کا اشارا ہے
رہی بالین پہ ایسے وقت سر پہ کب گوارا ہے
دلا جب یار سے بگڑی تو اب کسکا سہارا ہے

عجب کیا گر کرے پہلو تہی مجھسے ظفر تکیہ

چھپر کھٹ کی نہین پروا ہے خواہش مسہری کی
نہ سونے کا پلنگ اپنا نہ چاندی کی پلنگڑی تھی
مگر الحمد للہ کچھ کبھی ایذا نہین پائے
عجب راحت سے اب تک تو خدا کے فضل سے گذری

گلی کی خاک بستر ہے تو لڑکا سنگ در تکیہ

رہا کرتا ہون میں ہر دم اذیت کی تمنا مین
نہین آسایش دنیا مجھے درکار دنیا مین
اور ہیٹری سینے ٹانکے زخم دل کے جوش سودا مین
مزا راحت کا آجاتا ہے مجھکو اپنی ایذا مین

مرے پہلو کا ہوتا ہے مرا زخم جگر تکیہ

بیان کیا کیجئے صدمے اوٹھائے ہجر مین جو جو
کسی دشمن کو بھی یا رب نہ ایسی بیقراری ہو
مرا احوال اب نہ کچھ پوچھو مرا احوال اب کچھ پوچھو
شب فرقت مین بیچینی سے بیچینی ہوئی مجھکو

کدھر چادر کدھر توشک کدھر مین تھا کدھر تکیہ

ابھی پیری کہان فضل الٰہی سے جوانی ہے
مگر ضعف و توانی شبہ مرنے کی نشانی ہے
کوئی ایسے مریضون کی امید زندگانی ہے
مریض عشق کو تیرے یہ زور نا توانی ہے

سرکتا ہے نہین پہلو سے اب دو دو پہر تکیہ

سبب تکیہ بغل مین لیکے سونے کی تھی عادت
مگر مین ہجر مین سوچا کہ شاید ہو یون ہی راحت
سو قصہ مختصر تکیہ سے بھی اب ہو گئی نفرت
کوئی آرام کی صورت نہین ممکن شب فرقت

کہانسے لائے جانان تیرے پہلو کا اثر تکیہ

دری مسند کو آگے بڑہ کے پچہنہ بچہواؤ تکیہ سے
خدا کیواسطے صاحب ادہر ہٹاؤ تکیہ سے
یہ کیا کرتی ہو تم ہنسی بہی ٭ تم ٹہر جاؤ تکیہ سے
نصیب دشمنان صدمہ نہ پہنچے گا تم تکیہ سے

پر عنقا کا تمکو چاہیے ایکو کمر تکیہ

جنہیں ہیں اے ہمنشین نیند آہی وہ ارام سے سوئیں
وگرنہ یان تو ہمارے گذرتین ہین یونہی راتین
مجھے بہی ہو امید خواب بخت خفتہ گر جاگین
نہین آتا ہے جس شبکو وہ آغوش تصور مین

لگا کے رہتا ہون سینہ سے اپنی رات بہر تکیہ

مرا سامان راحت کیا ہے سامان مصیبت ہے
مقدر ایسا ہوتا ہے اسے کہتے ہین قسمت ہے
جسے شب وصل کہتے ہین مری نزدیک فرقت ہے
نزاکت سے نزاکت ہے نقاہت سی نقاہت ہے

ہمارے اونکے پہلو مین رہا ہے رات بہر تکیہ

خدا جانے کہ عہد دل برشتہ کو یہ کیا سوجہے
کہ پرتہی ناتہ اک دو گز زمین جاگیر ہو میرے
یہی کہتا تہا کل راجہ سے کرکے منت وزاری
فقیرانہ گذر کیجے کبہی آ نکلے گا وہ بہی

بنایا چاہیئے راجہ سر راہ گذر تکیہ

مخمس غزل نواب خاص محل صاحبہ شمع شبستان خاقانی کہ سرو خانہ باغ ظل سبحانی یعنی بانوی بلقیس منزلت شاہ سلیمان جاہ محمد واجد علیشاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہ متخلص بہ عالم

کیا کہیں عالم جو کچہ شبہاے ہجران کا رہا
جب ستارے ہمنے دیکھے دہیان افشان کا رہا
شام ہی سے پیچ یاد زلف پیچان کا رہا
سامنا بے یار کے جو ماہ تابان کا رہا

رات بھر مجھکو تصور روے جانان کا رہا

اپنی رونے پر ہنسی آتی ہے مجھکو ہر گھڑی
غوطہ خوراب ڈھونڈھتے پھرتے ہین اپنی جھوپڑی
کچے گہر سب بہہ گئے پکی عمارت گر پڑی
جب لگادی چشم تر نے منہ سے اشکون کی جھڑی

پھر نہ رہتا سامنے کچھہ ابر باران کا رہا

دیکھتے تھے جب یہ پلکین تھام لیتے تھے جگر
یا کسی گوشہ مین چلا کھینچتے تھے سہم کر
خوف رہتا تھا ہمین ہم رخ تک سے تجھے ادہر
اے کمان ابرو بچایا لاکھہ صورت سے مگر

کیا کشش ہے دل نشانہ تیر مژگان کا رہا

تیرے ٹھکرانے کو آخر چاہیے تھی کوئی شے
مین نہ کٹواتا تو ٹھکراتا کسے تو ہی بھلی
یہہ جو رکھتا اپنی گردن پر بھلا مین تابکے
کام آیا سر میرا قاتل تیری صد شکر ہے

اب تو مین ممنون نہ تیرے بار احسان کا رہا

لاکھہ باتون کی ہے یہ اک بات گر سنئے ذرا
انس کرتا ہو فقط انسان کو پیغام قضا
بیحیائی سے اگر کچھہ دن جیا تو کیا جیا
اوٹھہ گیا صد حیف اوسکو زندگی کا ذائقا

کچھہ مزا الفت مین مجھکو درد ہجران کا رہا

راست بازی کی ہے نفرت یہہ یقین کجباز ہے
تف بر این رفعت کہ سفلہ پروری پر ناز ہے
فتنہ زا ہے کینہ جو ہے شعبدہ پرداز ہے
اپنی گردش سے ہمیشہ تفرقہ انداز ہے

یہہ ازل سے دور اس گردون گردان کا رہا

تجھکو کیا پروا ہمارے نالہ و فریاد کی
تو ہے بلقیس اے پری کیا اصل آدم زاد کی
اب یہی صورت ہے تسکین دل ناشاد کی
داد مانگین گے اوسی سے ہم تیرے بیداد کی

ایک سا رتبا جہان مور و سلیمان کا رہا

پہ مجنون کو بھلا کیا آپ سے تشبیہ دون
مجھسے کیا پردہ ہے سب ظاہر ہے تجکو کیا کہون
مری عریانی کا عالم ہے کہین اوس سے فزون
جوشش وحشت نے یہ عالم کردیا ہے لے جنون
پیرہن کیسا نہ ہوش اپنے تن وجان کا رہا

میرزا حاتم علی ہے ایک مرد ذی وقار
کتنا سمجھاتا رہا پر تم نہ سمجھے زینہار
شاعر خوش اختلاط و حاکم شہر چنار
اوس صنم کی یاد مین کی بت پرستی اختیار
پاس کچھ تمکو نہ عالم دین و ایمان کا رہا

صورت نمائی ربط دوات قلم مخمس غزل بی درگا جان صنم

بکھیڑا ہیچ کا ہے اور مین ہون
یہ سودا سر پڑا ہے اور مین ہون
دل انجمن مین مرا ہے اور مین ہون
تری زلف رسا ہے اور مین ہون
یہی دام بلا ہے اور مین ہون

مکان آراستہ گر ہے تو بیکار
مین ہون مردے کیصورت آہ مین ناچار
ہوا ہے چمنہ گلزار اے یار (قبرستان)
نہ کوئی یار ہے اپنا نہ غمخوار
خدا کا آسرا ہے اور مین ہون

سیہ بختی اور کوئی دوسرا ہے
اندھیرا گھپ ہے کچھ بھی سوجھتا ہے
مجھے سے نام کالجگ کا ہوا ہے
شب فرقت مین سودا زلف کا ہے
یہی کالی بلا ہے اور مین ہون

نزاکت ختم ہے اوس دلربا پر
دئے ہین ناتوانی نے لگا پر
نقاہت مجھ ضعیف و مبتلا پر
اوڑایا ضعف نے مجھکو ہوا پر

بگولا ہے صبا ہے اور مین ہون

مین ہون اوس شخص کا ممنون احسان
کہ اتنا جو رحم کر للہ جانان

جو یہ پیغام پہنچاوے میرا وان
شب فرقت مین ہون دم بہر کا مہمان

قضا کا سامنا ہے اور مین ہون

مین ہی کرتا ہون پیارے جان تمکو
ادہر دیکھو ابہی کچھ منہ سے بولو

مرے اس چاہنے کی داد تو دو
سوال وصل سنکر چپ ہوئی ہو

تمہاری یہ جفا ہے اور مین ہون

نہ سمجھے تم اگر عاشق نہ سمجھے
مجال اتنی ہے کسکی جو اوٹھاوے

مجھے تو اپنی الفت کے ہین دعوے
اوٹھائے سے نہ اوٹھون گا کسی کے

در دولت سرا ہے اور مین ہون

کبہی ہے شکل آئینہ تحیر
گواہ روز و شب ہین دو مہ و خور

پریشان ہون کبہی پیہم تواتر
رخ و گیسو کا رہتا ہے تصور

یہ غم صبح و مسا ہے اور مین ہون

ہوے جانباز کب مرنے سے بیدل
کہان ہوش سے آکر آپ قاتل

انہین بیہودہ دہمکانے سے حاصل
یہی کہتا ہے اوس ابرو کا مایل

دم تیغ جفا ہے اور مین ہون

خدا کی دی ہوئی عزت ہے اونکو
مری تقدیر اگر نفرت ہے اونکو

تو کیون مجھسے نہین رغبت ہے اونکو
وہان اغیار سے صحبت ہے اونکو

یہان آہ و بکا ہے اور مین ہون

جہان پر ہی وہین ہے حاجت خضر
مجھے کیا ہر کہین ہے حاجت خضر
پئے راہ زمین ہے حاجت خضر
تری رہ مین نہین ہے حاجت خضر
میرا دل رہنما ہے اور مین ہون

لطیفی کو جگت کو یا ہنسی کو
طرب کو شادمانی کو خوشی کو
نہین تکلیف دیتا مین کسی کو
غم ہجران سہے کا نی دل لگی کو
یہی مونس مرا ہے اور مین ہون

غزل تضمین اون کی کر رہا ہون
زبان سے ہمزبان دل ربا ہون
اب اس سے بڑہ کے نعمت کیا مین چاہون
لب جان بخش جانان چوستا ہون
نصیب آب بقا ہے اور مین ہون

مسلمان اپنا کعبہ سے اوٹھا ہے
تو بتخانہ مین آسن جم گیا ہے
مسلمانی پہ سایہ کفر کا ہے
بتون پر دل میرا شیدا ہوا ہے
یہ الطاف خدا ہے اور مین ہون

یہی کہتا ہے ہر دم شوخ ہی سے
سزا اب جان عاشق کو تو دے لے
مری آغوش مین آ صبر تا کے
قیامت کا صنم خطرہ نہین ہے
نبی حامی مرا ہے اور مین ہون

ولہ

صحبت اک دم بھی عمر بھر نہ ہوئے
کبھی آرام سے بسر نہ ہوئی
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی
کچھ دوائے دل و جگر نہ ہوئی
مر گئے ہم اونہین خبر نہ ہوئے

جو مصیبت پڑی سہے ہم نے
کچھ شکایت کبھی نہ کی ہم نے

آخر آخر بری بھلی ہم سے　　اپنی صورت مٹا ہی دی ہم نے

اونکو اسپر بھی کچھہ نظر نہ ہوئے

کیون نہ دیپک ہو خاک جل بھنکے　　کیا سنے گا کوئی اسی سن کے

راگ بھی تو نہین ہے اس ذہن کی　　دل پہ تاثیر کر گئے اون کے

شکر ہے آہ بے اثر نہوئے

نہ شماران کا نوحہ امروزین　　نہ یہ اصحاب کیف کی مدین

کہئے بے شل خواب پی حد مین　　شب فرقت کی جاگی مرقد مین

ایسے سوئے کہ پہر خبر نہوئے

فکر شاعر کہان نہین جباتی　　نہین پاتی مگر نہین پاتی

اسکے دہوکے ہین جو ہر ذاتی　　ہہر تو لیکن نظر نہین آتے

رشتہ جان ہوا کمر نہ ہوئے

ہمدم و ہم جم اپنے تہے جیسے　　پاوٴن گا وہ رفیق اب کیسے

ہائے افسوس عشق کی شئے سے　　دل وجان ہجر مین گئے ایسے

ایک کو ایک کی خبر نہوئے

اچھا بندہ پہ لطف فرمایا　　واہ تا صبح خوب جگوایا

بیقراری نے مجھکو تڑپایا　　صبر آیا نہ یار ہے آیا

دل کو تسکین رات بہر نہوئے

شام غربت ہوئی ہے سودائی　　اونسے یہ تیرگی کہان پائے

کالی آندہی کی طرح سے آئے　　شام بخت سیاہ کی چہائے

شب فرقت تری سحر نہوئے

نہین ملتا ہی تخلیہ کوئی دم | سنگ سینہ ہوا ہے شیخ حرم
مصر کی ہے صلاح مستحکم | رہین اب دیر ہی مین چل کے صنم
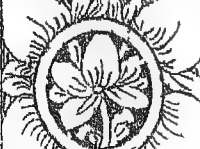
اپنی کعبہ مین تو بسر نہوئے

مخمس بر غزل لا ادری

مجھے سیر چمن کی ہوس نہ رہے کسی گل سے علاقہ میرا نہ رہا
نہین بند ہین اب کسی بت سے غرض میرا پہلا سا دل بخدا نہ رہا
مجھے اور حسینون سے کام ہی کیا ہین وہ مایل نازو ادا نہ رہا
ہوا جب سے مین عاشق زار ترا کسی اور کا عشق ذرا نہ رہا
نہ تو خواہش حور نہ شوق پری کوئی دہیان مین تیرے سوا نہ رہا

کوئی خبط بتاتا ہے کوئی جنون کوئی کہتا ہے سحر تو کوئی فسون
میرا حال ہی روز بروز زبون تجھے رحم نہین مین مرون کہ جیون
مین عجیب رنج و عذاب مین ہون مین عجیب رنج و عذاب مین ہون
نہ تو ہوش کہ حال کچھ اپنا کہون نہ حواس کہ تیرے قدم پہ گرون
جو کرون ہی تو کونسا کام کرون مرا ہوش و حواس بجا نہ رہا

کبھی جاے جو باد صبا تو ادہر تو یہ کہیو کہ ایک برشتہ جگر
تیرے غم مین جو پھرتا ہے خاک بسر سو یہ اوسنے کہا ہی بدیدہ تر
مجھے تیری ہی یاد ہے آٹھ پہر مجھے تیری ہی یاد ہے آٹھ پہر
تیرے عشق نے دل مین کیا یہ اثر رہی اپنی لگانے کی کچھ نہ خبر

اسی سوچ مین گذری شام و سحر کہ کوئی بھی شریک ہجراں نہ رہا
میٹھے مان گا جو نسخہ ٹھنڈائی کا مجھے دیکھتی ہی دم سرد بھرا

مین طبیبون کی اب نکرون گا دوا مجھے ان سے نہین ہے امید شفا
مجھے لخلخہ سونگنے سے فائدہ کیا مجھے کاکل مشک فشان کو سونگھا

میرے عیسی وقت برائے خدا تپ ہجر مین شربت وصل پلا
نہین ہوتا ہون راہی ملک بقا کوئی آن مین دیکھو رہا نہ رہا

ہمہ ہے کیون نہ دعوا خدائی کا تجھے اے صنم ہے یہہ ناز بجا
ترے شیفتہ کیسے ہین صل علی کہ ہر ایک سے ایک کا رتبہ سوا

کہین صورت ذرہ ہے مہر بڑا کہین نادر خستہ کی ہے یہ صدا
ترے کوچہ مین نادر بے سروپا شب و روز پھرے ہے مثل صبا
تیرے پاس تلک تو مین آن کا یہ سبب تہا کہ وقت رسا نہ رہا

مسدس

درد دل سے نہین تھمتا کبھی آنسو اپنا
اور ممکن نہین یہہ امر کہ ہو تو اپنا
نہ شفا ہو جو معالج ہو ارسطو اپنا
اس سے بہتر ہے کہ قصہ کرین یکسو اپنا
پھینک دینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھ پہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

یہ تو نا ہے کہ کچھ زور نہین ہے تجھ پر
بعد مدت ہمین اک بات بھی سوجھی ہے مگر
اور ہے حال دل زار عیان اے دلبر
جبکہ دیکھین گے کہ ہے حد سے زیادہ مضطر

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

مرے جان ہم ہی نہین ہین کہ گذری ایسے
کہ حقیقت مین کوئی کچھ نہ حقیقت سمجھے
اپنی پر آپ تو ہین جبر کی مختار ارے
بیقراری ہے اگر دل ہی کی بے چینی سے

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

جانے جانے ہی کی رٹ ہے تو بہت خوب اچھا
اے صنم تجھسے یہہ کیونکر کہین للّٰہ سجا
جانتے ہین کہ نہ مانیگا تو کہنا اصلا
اک فقط دل کا تردد ہے سو یہ بات ہی کیا

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

ہم تجھے جانتے تھے نے تو ہمین جانتا تھا
ایک کو ایک مرے جان نہ پہچانتا تھا
کاہیکو ہمسے تو اسطرح ہوین تانتا تھا
جو کیا اسنے کیا کب یہ کہا مانتا تھا

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

اس لعین نے ہمین بدنام کیا عالم مین
اسی ملعون نے رکھا ہے ہمیشہ غم مین
یہی مردود ہوا جان کا دشمن دم مین
اب نہین رنج و الم سہنے کی طاقت ہم مین

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

غیر نفرون کی جو صحبت سے نہین تمکو نفور
ضبط کر سکتے ہین ہم اپنے پہ حتی المقدور

اور اگر ضبط مین بھی پائینگے کچھ دل کا قصور
تو خدا عالم و دانا ہے کہ ایجان ضرور

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہی قابو اپنا

طعن و تشنیع کبھی غیرون کی سنواتا ہے
کبھی ناصح سے بھی بیفائدہ لڑواتا ہے
کبھی ہنگامہ محشر ہمین دکھلاتا ہے
کبھی رلواتا ہے پٹواتا ہے تڑپاتا ہے

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین پر دل پر تو ہے قابو اپنا

تجھسے دو دنکی ملاقات مین کیا کیجے گلا
تیرا جی چاہا ملا جی سے تیرے سچا ہما نہ ملا
دل کی ہلچل سے مرینگے نہ کہین گے کہ چلا
بلکہ ایجان جہان اپکے کبھی دل جو ہلا

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

کعبہ دیر انسا آتا ہے نظر خالی ہے دیر
لیکن اوس کو نہین اک لغش پہ کچھ جمع ہین غیر
میرزا حاتم علی مہر کی ہو جانگی خیر
وہ کہا کرتا تھا اکثر کہ کبھی دیکھیو سیر

پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

مسدس مطلع میراز مہر

جو راستی پہ ہے کج ادائیان دیکھین
جو صلح چاہی کبھی تو لڑائیان دیکھین
جو دل دیا کبھی ہمیشہ صفائیان دیکھین
غرض کہ آفتین جو ہم پہ آئیان دیکھین

جفائیں دیکھہ لیاں بے وفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تیری سب برائیاں دیکھیں

تجھے ہم ایسا نہ سمجھے تھے جسقدر پایا — عجیب ظالم و بے مہر و فتنہ گر پایا
کہ پاؤں پڑنے میں بھی تجھسے درد سر پایا — بس اب تو جیسا کیا تھا ہمنے ویسا بھر پایا

جفائیں دیکھہ لیاں بے وفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں

تجھی سے پہل ہوئی ظلم کی صنم بخدا — جو کچھہ ہوا سو وہ الحمد للہ تجھسے ہوا
ہزار شکر کہ ثابت ہوئی نہ اپنی خطا — کبھی گلا نہ کیا کچھہ کبھی گلا نہ کیا

جفائیں دیکھہ لیاں بیوفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں

کسی طرح سے نہ ٹھہرا میں واجب التعذیر — ہوئی نہ تجھ سے کوئی آج تک تری تقصیر
دعاے خیر ہی کرتا رہا تجھے یہ فقیر — مگر تیری ہی طرف سے بقول حضرت میر

جفائیں دیکھہ لیاں بیوفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تیری سب برائیاں دیکھیں

جو تونے رنج دیا ہمکو ہم نے راحت دی — ہمیں ذلیل کیا تونے ہمنے عزت دی
ہمیشہ بیٹھتے اٹھتے ہمیں اذیت دی — ہمیں خدا نے محبت تجھے عداوت دی

جفائیں دیکھہ لیاں بیوفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں

جو تجھ میں ہوتی کہیں اک ذرا بھی بوے وفا — تو حال مہر خدا جانیے کہ کیا ہوتا

امید لطف پہ سہتا یہہ تا بہ حشر جفا | اسی مین خیر تہے جو تجہکو یار شرہی رہا

جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین
بہلا ہوا کہ تیری سب برائیان دیکہین

مسدس

بیان کس سے کرون حالکے ماجرائے فراق | مین ہی رہا ہون زمانہ مین آشنائے فراق
مجہے سے وصل مین غم پوچہتا ہی آئے فراق | غرض کہ ہون مین کہین ہر حال مین برائے فراق

کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائے فراق

آنسے سے مری ہی جسے مین آئی فرقت یار | رہا ہون درد جدائی سے مین ہی زار و نزار
عیان ہین مرے ہی بخت سیاہ کے آثار | رہی ہی میری ہی قسمت مین ہجر کی شب تار

کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائے فراق

مرے ہی سامنے غم دست بستہ حاضر ہی | مین ہی ہون وہ کہ جسے ہجر کی یہ خاطر ہے
جدائے تن سے جو جا ہے وہ میرا ہی سر ہے | مجہے کو پاون رگڑنیکا مشغلہ پہر ہے

کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلائے فراق

مرے ہی سوز کا چرچا ہی شمع سے روشن | مرے ہی داغ کا نقشہ ہے لالہ گلشن
مجہے سے نالے اڑا لیا ہے مرغ چمن | مرا ہی دوست رہا ہے فراق سا دشمن

کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق

کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

مرے ہی انکھونسے جاری رہا ہی خون جگر ——— میرا ہی دل ہی ہمیشہ رہا جو درد کا گہر
مرا ہی سینہ رہا ناوک ستم کو سپر ——— مین ہی ہون وہ کہ ہوئی جسکے رنج وغم مین بسر

کسے مباد چو من خستہ مبتلاے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

مین ہی ہون وہ کہ فلک جسکا دشمن جان ہی ——— مین ہی ہون طایر دل جسکا مرغ بریان ہی
مین ہی ہون خندہ گل جسکو زخم خندان ہی ——— مین ہی ہون شور عنادل جسے نمکدان ہے

کسے مباد چو من خستہ مبتلاے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

مجھے کو دوری مدے کیا ہے مہر ہلال ——— مجھے کو مشق تصور مین بھی ہوا ہے کمال
خوشی حرام مجھے کو ہے اور رنج حلال ——— مجھے کو وصل کے بدلے ہوا نصیب وصال

کسے مباد چو من خستہ مبتلاے فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

مسدس در ہجو دوستان

کیا حال دوستان زمانہ بیان کرون ——— کیا دشمنی کا اونکے فسانہ بیان کرون
کیا درد دل مین خانہ بخانہ بیان کرون ——— کس سے یہ جا کے مضطر بانہ بیان کرون

ہر دوستم بدشمنی آہنگ میکند
ہا ہر کہ آشتی بہ کنم جنگ میکند

ظاہر ہین جو صاف یہ ارباب روزگار — تو دل بسان شیشہ ساعت ہین پر غبار
دشمن گھڑی مین ہوتے ہین برسون کی دوستدار — میرا چنانچہ حال یہ ہے مہر دلفگار

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

رہتا ہے دل تو بغض و حسد سے بھرا ہوا — ظاہر کا ڈھنگ یہ جو کوئی دوست ملے
تسلیم ہے مزاج مبارک جناب کا — ایسی ہی دوست تھے جنھین بظاہر یہ کہتا تھا

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

جنکو کہ اونسے محبت کمال ہے — واللہ دشمنی مین اونہین کو کمال ہے
اونکے دلون مین دخل محبت محال ہے — یہ شعر میرزا کا مرے حسب حال ہے

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

کرتا ہے جس سے پیار فلک کج روش کبھی — تا حشر پھر بھی اوس سے نہین کرتے راستی
رکھتے ہین جیسین دشمنی ظاہر مین دوستی — القصہ ان سے خوش نہ ہوا دل مرا کبھی

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند
با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

جس شخص [illegible] پاک — پوچھین نہ حال اوسکا وہ ہو جاے گو ہلاک
[illegible] جہان پاک — ایسے ہی دوستون سے مرا دل ہے چاک چاک

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند

با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

اطوار اہل دہر سے اب دل یہ تنگ ہے ‏ ‏ مینا ہی دلکو وضع زمانہ کی سنگ ہے

اس عہد مین ہر اک کا نرالا ہی ڈہنگ ہے ‏ ‏ جو آشنا ہی سجر ستم کا نہنگ ہے

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند

با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

سیّد ہی کوئی کوئی مغل اور کوئی خان ‏ ‏ باالذات ہے غرض کہ ہر اک عالی خاندان

افعال کا بن اونکے کرون مہں کیا بیان ‏ ‏ کافی یہ ایک نکتہ ہے بس ہر نکتہ دان

ہر دو ستم بدشمنی آہنگ میکند

با ہر کہ آشتی بکنم جنگ میکند

مسدس

بتون کے ناز نہین اوٹھتے اب خدا کی قسم ‏ ‏ ہمیشہ کرتے ہین یہ اک نہ اک نیا ہی ستم

ہمیشہ رہتا ہون مین مبتلاے درد و الم ‏ ‏ غرض کہ جان ہی پر آبنی ہو اے ہمدم

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد

خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

بلاے جان ہی مجھے تو یہ عشق زلف سیاہ ‏ ‏ کہ دل پہ سانپ سا بس لوٹتا ہی شام و پگاہ

بسان دود پریشان جگر سے اوٹھتے ہے آہ ‏ ‏ یہی دعا شب فرقت مین ہے مری واللہ

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد

خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

اگر نہ عشق بتین صنم ہوا ہوتا ‏ ‏ تو بتکدہ مین مین کیون جا کے جبہ سا ہوتا

جو سرنوشت مین اپنی نہ یہ لکھا ہوتا
تو میرے مینے بھی اس شعر کو پڑھا ہوتا

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

وہ ابرو بین نہ دکہاتین جو جوہر شمشیر
نکرتے سینہ مین مژگان جو کار خنجر و تیر
سنانے گرنہ وہ ترکان چشم بے تقصیر
تو ہم نکرتے یہ محراب کعبہ مین تقریر

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

وہ ترک چشم سیہ مست یون نہوتے اگر
تو چشم زخم سے کچھ دلکو تہا نہ خوف و خطر
پر اب نہ رودون مین کیون حال زار خون شدہ
بجاے دل ہے یہان شیشہ مے احمر

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

لکھون نہ کیون الف اقتلو مین بینی کو
کہ اوس سے ناک مین دم آگیا ہے لے یارو
ہزار ڈہنگ سے منت کرو کہ ناک گھسو
پر اوسکا بوسہ نہین ملتا دوستو اب تو

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

جو گل کو دیکہکے مجکو وہ کان آگئے یاد
تو اوسنے چاہیے بہت کان داد جان کی دی
مگر نپایا او نہین جب کہ سامع فریاد
تو ہات کانون پہ رکھکر یہ بولا مین ناشاد

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

ہوا ہون عجب سے کہ مین بلبل گل رخسار
تبھی سے اس مری اکدل پہ آفتین ہین ہزار

لگے زبان پہ فغان ہے تو گاہ نالۂ زار
مگر مین کس سے کرون جاکے حال دل اظہار

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد

ہمارے دشمن جانی ہین برگ گل ہو وہ لب
اگرچہ کہتے ہین رشک مسیح اونکو سب

مگر ہماری مسیحائی کی نہ ہاے غضب
اوٹھائی ہمنے بہت درد دل سے رنج و تعب

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد

ہماری جان کو ہیری کی ہین کنے دندان
گرے ہین چاہ زنخدان مین یوسف کنعان

گلو ہے صاف کی زغب ہے یہ صاف کہان
گلے کو کاٹے لگے مرجاے کیون نہ انسان

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد

ستم کو زور دلاتے ہین ساعد و بازو
تو اونکے ہاتھون کے قبضہ مین دلکا ہی پہلو

نہ اپنا زور ہے دل پر نہ اپنا کچھ قابو
تمام بہگیا آنکھون کی راہ ہوکے لہو

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد

وہ سینہ کینہ عشاق کا ہے گنجینہ
غضب ہے اوسپہ نظر آسکے جسکو وہ سینہ

کہ دل جو دیتا ہے اوسکو اوسے ہے ہی کینہ
ہمارے دل کا تو ہے حال صاف آئینہ

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد

خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

وہ کچھ جو چیزین ہین دو اوبھری سینہ کی
لگاسے ہاتھ اونہین یہ مجال ہے کسکی
سوا اونکی سختی سے ظاہر ہے اوسکی سنگدلی
ہمارے ہاتھ ہی ملتے تمام عمر گئی

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

شکم سے لیکے اب اسے عمر تا بہ ناخن پا
مگر کبھی دیتی ہی کچھ بیچ بیچ مین دہو کا
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا
غرض کہ آفت جان عضو عضو ہے اونکا

دلی نماند کہ دیگر شکست بردارد
خدا کند کہ ز من عشق دست بردارد

ہجو کسا نیکہ قصیدہ ہمطرح قصیدہ گو یا را کہ از من بود قصیدہ گو یا گمان کردند

لا سے کس جا مجھکو بخت ارجمند
پست ہو جاسے نہ کیون فکر بلند
یان سے بہتر ہے کہین زندان وبند
جمع ہین یان کیسے کیسے عقلمند

سے دو وصد را کہ دو لبشنا ختند
مفت جان خویشتن را باختند

صبح کو یہ روسیہ کہتے ہین شام
آسمان کا یان زمین رکہتے ہین نام
رات کو دن جانتے ہین خاص وعام
ہی انہین کے حق مین صادق یہ کلام

سے دو وصد را کہ دو لبشنا ختند
مفت جان خویشتن را باختند

کس قدر بے عقل ہیں یہ گیدی خر — ایک دن ہاتھی انھیں آیا نظر
سونڈ دیکھے اور کی دُم پر نظر — سچ کہا کیا جانئے منھ ہے کدھر

سے وو صدرا کدو بشنا ختند
مفت جان خویشتن را باختند

کوی انمیں سے جو کنجڑوں میں گیا — جسپہ دھوکا تھا کدو کا وہ چھوا
داب بیٹھا وہ یہ چلایا کیا — پوچھا قاضی نے تو کنجڑی نے کہا

سے وو صدرا کدو بشنا ختند
مفت جان خویشتن را باختند

انکی عزت ہے جو ہو بے عزتی — جوتی اور لوٹی ہے اِن کی ایک سے
نیک و بد کی کب تمیز انکو ہوئی — مہر سُسن لنے کی ہے یہ بھی دل لگے

سے وو صدرا کدو بشنا ختند
مفت جان خویشتن را باختند

مسدس

خوب جانے کی سنا ہی اک غضب آجائیگا — لکھنو اس شہر سے عاصی بھی سیدھا جائیگا
بن تمہارے مجھسے یاں اکدم نہ ٹھہرا جائیگا — پھر گیلانی میں ناحق میرا لاشا جائیگا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یاں سے بندہ جائیگا
کوی مر جائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

ہر جگہ موجود ہے صاحب خدا ہے کارساز — جو مقدر ہی یہیں پہنچا ئیگا وہ بے نیاز
جان دونگا یاد آئینگی جو فرقت میں یہ ناز — خون ناحق اپنی گردن پر نہ لو بندہ نواز

مت یہ گہبراکر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

جانتے ہو تم کہ تمکو دیکھکر جیتا ہون مین
جان تمکو جانتا ہون عاشق شیدا ہون مین
بندہ پرور آپ ہی کا دم کا دم بھرتا ہون مین
گل ہو تم بلبل ہون مین تم شمع پروانا ہون مین

مت یہ گہبراکر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

مری تو ہے یہ تمنا تم رہو پیش نظر
سو مرے آگے ہی تم کرنے لگے ذکر سفر
ہر گہڑی ہر آن ہر دم روز و شب شام سحر
چپ رہو للہ مین سنتا نہین ایسی خبر

مت یہ گہبراکر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

ہولی کرنے جاوگے تم ہوگا یان کچھ اور رنگ
ہوگی پچکاری ہمارے واسطے شکل تفنگ
یعنی دکہلائیگا چشم خونفشان اپنی امنگ
رنگ کا ہی حوض بنجائیگا بس کام نہنگ

مت یہ گہبراکر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

تام جائیگا نہ لو ایذا جو کچھ دینے ہو دو
اور صورت سے رولاؤ اور صورت سے ہنسو
درد پہلو مین اوٹھیگا کیون اوٹھو بیٹھے رہو
اسطرح کے ظلم سے تو رحم ہی مجھپر کرو

مت یہ گہبراکر کہو اب یان سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

جان بلب ہون کوئی دم مین اپنا قصہ ہی تمام
کون مجھ بیکس کا اوسکے پاس لیجاے پیام

نے صبا سے کام نکلا نے کبوتر آیا کام | کس سے کہلا بھیجے مضطر ہے صاحب شام

مت یہ گھبرا کر کہو اب یاں سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

کوئی ایسا بھی مشیر اوس کا نہیں آتا نظر | رحم آتا ہو کبھی جسکو کہ میرے حال پر
تا وہ سمجھا کر کہے اتنا جو ہو ذکر سفر | خیر تو ہے کتنے کیا ہو دھیان آیا ہے کدھر

مت یہ گھبرا کر کہو اب یاں سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

کس طرح کس منہ سے اب حال دل مضطر کہوں | منہہ کی کھاوں گر کہیں اک حرف بھی منہہ پر کہوں
ہے ہی ہو اون کا بچانیکے لئے میں گر کہوں | سخت حیران ہوں الٰہی پھر بھلا کیونکر کہوں

مت یہ گھبرا کر کہو اب یاں سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

سنتے ہی ذکر سفر درد جگر ہونے لگا | اے لو غش طاری پھر اب دو دو پہر ہونے لگا
پھر دل بیتاب میں غم کا گذر ہونے لگا | دیکھیو آنکھوں سے جوش چشم تر ہونے لگا

مت یہ گھبرا کر کہو یاں سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپکا کیا جائیگا

اک عجب اندھیر یاں اے مہ جبیں ہو جائیگا | تم گئے تو شہر چھوڑ زمیں ہو جائیگا
چرخ اطلس بھی لباس ماتمیں ہو جائیگا | بندہ پرور جو کہ ہونا ہے یہیں ہو جائیگا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یاں سے بندہ جائیگا
کوئی مرجائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا

مثلث غزل حافظ

کب سے ہین خواہان بوسہ تجھسے ساقی ہم ہنوز | بر نیامد از تمنائے لبت کامم ہنوز

بر امید جام لعلت دُردِ آشامم ہنوز

ہون گرفتار بلائے ناگہانی مو بمو | روز اول رفت دینم در سر زلفین او

تا چہ خواہد شد درین سودا سر انجامم ہنوز

جس سے سرخوش ہو کے مارون سر پہ اپنی خشت دن | ساقیا یک جرعہ زان آب آتش گون کہ من

در میان پختگان عشق او خامم ہنوز

زخم یون پیدا ہوا تا مو دو امشک ختن | از خطا گفتم شبے موی ترا مشک ختن

مے زند ہر لحظہ تیغے مو بر اندامم ہنوز

کیون نہ ہو ایسے لب جان بخش کا عیسی بھی | نام من رفتہ است روزے بر لب جانان بسہو

اہل دل را بوے جان می آید از نامم ہنوز

ہے ترقی نشہ کی ہون رند عیسی منزلت | در ازل داد است ما را ساقی لعل لبت

جرعہ جامی کہ من مدہوش آن جامم ہنوز

چہرہ پر نور کی اللہ رے تیری آب و تاب | پرتو روے ترا در خلوتم دید آفتاب

می دود ہر دم چو سایہ بر لب بامم ہنوز

اور کچھ تدبیر فرمائے مسیحائے زمان | اے کہ گفتی جان بدہ تا باشدت آرام جان

جان بغمہایت سپردم نیست آرامم ہنوز

خضر کا احسان اوٹھائے مہر کو کیون ہو یہ لت | در قلم آورد حافظ قصہ لعل لبت

آب حیوان میچکد ہر دم ز اقلامم ہنوز

مثلث غزل فقیر محمد خان گویا

ہے قبا گل کا گریبان قبا میرے بعد ۔ ہر روش خاک اڑاتی ہے صبا میرے بعد

ہو گئی اور ہی گلشن کی ہوا میرے بعد

ہاے یہ ایک بڑا پیچ پڑا میرے بعد ۔ کتنے دن یار نے شانہ نکیا میرے بعد

کیا پریشان رہی زلف دوتا میرے بعد

رہے موقوف یہ تزئین ذرا میرے بعد ۔ خون مرا کر کے لگا نا نہ حنا میرے بعد

دست رنگین نہوا انگشت نما میرے بعد

آشنا ہو گئے بیگانہ دلا میرے بعد ۔ کوئی لاشے پہ مرے آنہ پھرا میرے بعد

استخوان کہانے بہی آیا نہ ہما میرے بعد

قید کیون رکھتا کسیکو وہ بہلا میرے بعد ۔ کر دیا اوسنے اسیرون کو رہا میرے بعد

طایر رنگ حنا تک نرہا میرے بعد

حق الفت کیا ہر اک نے ادا میرے بعد ۔ ذکر اوس مصحف عارض کا کیا میرے بعد

اسطرح یارون نے قرآن پڑہا میرے بعد

سچ ہے دنیا مین دلا شادی و غم توام ہے ۔ قتل سے اپنے بہت خوش ہون ولی یہ غم ہے

دست قاتل کو بہت رنج ہوا میرے بعد

خاک پا سرمہ چشم اپنی ہوئی جس لت کی ۔ ٹہوکرین سر میرا کہاتا نہ پہرا کس کس کی

کون ہے دوست کہ دشمن نہوا میرے بعد

مجہسے میخوار کا مرنا نہین ساقی اچہا ۔ سنگ سے پہوڑینگے سر جام جو ہین مست ہوا

کاٹ ڈالیگی صراحی بہی گلا میرے بعد

کسقدر وصل کی تھی مجھکو تمنا یارو | تھا دم قتل یہی دہیان نچھوڑون اوسکو
خون بھی قاتل ہی کی جانب کو بہا میرے بعد

اس سعادت سے تو محروم نہ مجھکو رکہیے | استخوان میری سگ یار تلک پہنچادے
اتنا احسان کرے مجھ پہ ہما میرے بعد

کیا ہی تب شوق شہادت سے ندامت ہوئی جیا | صدمۂ تیغ کی اور فرط نزاکت کے سبب
پہلے ہین گر پڑا اور بار گرا میرے بعد

پھر اب دشت مین خاک اوڑتی ہے وہ لطف نہا | دلولۂ جوش جنون کا تہا مجھے تلک گویا
بید مجنون بہی نہ صحرا مین اوگا میرے بعد

مثلث غزل الطاف حسین ولد رونق علی مارہروی

اب ہو گا نہ سودا کسی تدبیر سے اچھا | سودائی بڑا زلف گرہ گیر سے اچھا
یہ سلسلہ ہاتھ آیا ہی تقدیر سے اچھا

یہ کام ہوا اس دل دلگیر سے اچھا | ہوتا ہے بر آہ کی تاثیر سے اچھا
عقدہ یہ ہمین کہو لتے ہین تیر سے اچھا

پیش آیا وہ پیشانی مین جو کچھ کہ لکہا تہا | فرہاد کے ماتہے سے گئے شیرین کا کیا کیا
ملتا ہے کوی یار ہی تقدیر سے اچھا

کیون ڈہونڈہتے ہو ذبح ہمین کرنیکو خنجر | تیغ نگہ ناز کے دکھلائے جو ہسر
ہم ہون گے شہید آپکی شمشیر سے اچھا

کیون پھر جگر تفتہ سے ابتک نہوئی صاف | کیا وصل کے وعدے مین برا تھے کا الطاف

بندیات متفرق مخمس و مسدس

عبث کیون سختیان جھیلیں جو میرا دل میری مانے
جناب حضرت ناصح مجھے ایسین نہ سمجھانے
کسیکو حال کیا معلوم ہے یہ کوئی کیا جانے
مرا یار سیت سنگین دل ستمگر سب پہچانے
قیامت تھا ستے زنار دار یا مسلمانے

مخمس بر اشعار حافظ

باغ میں چلکے عندلیب خندۂ گل دکہاے تو
غنچۂ گل تری طرح ناز سے مسکرائے تو
آگے ہمارے باغبان سنبل تر کو لائے تو
تاب بنفشہ میدہد طرۂ مشک سائے تو
پردۂ غنچہ میدرد خندۂ دل کشائے تو

ہاے برا بھلا کہے سب مجھسے غیور کو جہان
غیر ونکی باتین ہین سنون مجھ مین یہ تاب بہی کہان
تیری ہین ساری خوبیان تیری ہین ساری خوبیان
منکہ ملول گشتمی از نفس فرشتگان
قال و مقال عالمے میکشم از برائے تو

مخمس بر اشعار میر درد

نہ کوئی قصر مرصع نگار رکہتے ہین
نہ فرش قاقم و سنجاب یار رکہتے ہین
نہ شال رکہتے ہین سلے جامہ وار رکہتے ہین
گلیم بخت سیہ سایہ وار رکہتے ہین
یہی بساط مین ہم خاکسار رکہتے ہین

نہ شکل بسمل و مذبوح ہین بحال خراب
نہ مثل طایر دام افتادہ ہین بیتاب
نہ مرغ قبلہ نما ہین نہ اشک چشم پر آب
نہ برق ہین نہ شرر ہین نہ شعلہ نے سیماب
وہ کچھ ہین ہم کہ سدا اضطرار رکہتے ہین

مخمس بر مطلع سید صاحب متخلص بہ افضل

بدن پہ جھریان ہین اب وتاب کے بدلے | عصا ہی ہاتھ مین تیغ خوش آب کے بدلے
عرق پیتے ہین جام شراب کے بدلے | ہی ضعف قوت عہد شباب کے بدلے

ہمین غش آتے ہین راتو نکو خواب کے بدلے

بند متفرق گمشدہ مخمس تعریف نجف اشرف

یوسف کو ہی عزیز خیال اپنے خواب کا | آنکھون کا تارا فرض بنا ماہتاب کا
رجعت وہ معجزہ ہے علی کے جناب کا | دن پہر گئے فروغ ہوا آفتاب کا

ذرہ ہی مہر خاک در بوتراب کا

اک روز شاعری مجھے منظور تھے فقط | مضمون شاعرانہ کہا مینے اس نمط
ہے کون اسمانکا یہ خورشید اک نقط | طبع بلند بولے کہ حاشا غلط غلط

ذرہ ہے مہر خاک در بوتراب کا

بیٹھا ہے خاک پر جو امیر فلک نشین | دیوار نیکے اوتھی ہے تعظیم کو زمین
روزن ہے ہر جہروکے کا اور چشم نور عین | جو ہاہی قطعہ صبح کا ہے چرخ چارمین

ذرہ ہے مہر خاک در بوتراب کا

مسدس مطلع حضرت ناسخ

لالے کو کون دیکھے کہ سب داغ داغ ہے | بلبل کے نالے سنتے کا کسکو دماغ ہے
دل مائل سرور ہے غم سے فراغ ہے | مطرب ہے مے ہے ساقی ہے خم ہی ایاغ ہے

ٹھنڈی ہوا ہے سیر لب جوئے باغ ہے
اک گل سے ہمکنار ہون دل باغ باغ ہے

مسدس مطلع لاا علم

گلے ملنے کو کہئے تو بھلا مانو گے | بوسہ مانگیں اگر اے حور لقا مانو گے
آرزو اور جو ہے اسکے سوا مانو گے | ہم نہ مانینگے کہ تم مانو گے کیا مانو گے

تم ہمارا کبھی کاہیکو کہا مانو گے
بات اچھی بھی کہین گے تو بُرا مانو گے

مسبع تلف شدہ

کسکی شامت ہے جو بیفایدہ زلفو پہ مرے | جو رشکین کا تیرے کسکی بلا ذکر کرے
اس بہوین تاننے سے پھر سے بہا کون ڈرے | ہو لی حلقہ کا دیوانہ نہو بیٹھ پہ سے
ہم گر جب خفگی اے تو پھر کیا ہے ارے | سر زلف تو نباشد سر زلف دگرے

از برائے دل ما قحط پریشانی نیست

آج تک ہمنے مصیبت یہ بصد جور سہے | اب سنے یرم ہے اور نیا دور سہے
تو ہے ہر جاے تو اپنا یہی طور سہے | تو نہین اور ہے اور نہین اور سہے
ہم گر جب خفگی آئے تو پھر کیا ہے ارے | سر زلف تو نباشد سر زلف دگرے

از برائے دل ما قحط پریشانی نیست

سند مخمس شعر لاجواب

کہان چہرہ دارو نہین یہ چہرہ مہرا | حضوری تو ہین مشتری اور زہرا

کبھی کام بھی آئے گا نام دُ ہرا

بہت فیض بخشی کا سنتے ہین مُہرا | ہماری بھی حاجت روا کیجئے گا

شہ حسن ہے دوسرا کون ایسا

کہ دولت سراپا ہوا کر جبین سا | گدا نے کیا بادشاہے کا دعوا

تضمین مہر عفی عنہ

لگا حلق اصغر پہ تیر جفا — تو سینہ پہ اکبر کے نیزہ لگا
مگر واہ رے صبر شاہ ہدا — یہی تھا زبان پر کہ رب العلا

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

رباعیات

اللہ اللہ علی سے ہے ہم نام خدا — ہے ورد زبانِ علیؑ علیؑ نام خدا
مشرک ہے جو اسکیں شرک سمجھے اے مہر — جب نام علی لیا لیا نام خدا

رباعی

کوثر کو جو بینگے جام مست حیدر — ہاتھ آئیگا دست حق پرست حیدر
پڑھتا ہے وظیفہ سحر حُسنؔ بیدل — ہے پنجۂ مہر سوئے دستِ حیدر

رباعی

اللہ اللہ بندوبست حیدر — کعبہ ہے کہ دل خدا پرست حیدر
ہے قاسم رزق کائنات اک بندہ — سب دست نگر ہیں کیا ہے دست حیدر

ہر چند زمیں پہ ہے نشست حیدر — تھا عرش پہ دست حق پرست حیدر
اللہ کا نام لا سے مٹتے ہیں علی — ہر عقدہ کھلا کھلا جو دست حیدر

رباعی

افسردگی طبع مضمحل ہیں دیکھے — انسان کی کدورت آب و گل ہیں دیکھے

دل صاف نہ دیکھا ہمنے کوئی اے مہر	یان خاک ہی اوڑی سب کے دل مین دیکھے

رباعی

کیا سمجھے ہین یان پہ جان جو دیتے ہین	کیون زیست حباب وار کھو دیتے ہین
دنیا سے ہے مہر بس کنارہ بہتر	اس بحر مین آشنا ڈبو دیتے ہین

رباعی

کیا چاہیے اب پی نقاہت تنقیح	ہے ضعف سے جسم زار قابل تشریح
بہتر ہے کہ تو ہی ہو معالج میرا	مین شاعر و نہین ہون مہر تو طبیب و نہین مسیح

قطعہ

کیون روتا ہی کیون مکر بہتا ہی کیون آہ و فغان ہے	سودا ہی تجھے خبط ہی جوش خفقان ہے
یہ بت تو خدا کی بہی نہین ہوینگے اے مہر	کیون جان کہپاتا ہی تو جی ہے تو جہان ہے

قطعہ

جو دم ہے غنیمت ہے یہ دنیا گذران ہے	عشرت مین بسر ہو کہ یہی لطف یہان ہے
خوش رہیے جو منظور کڑہانا ہے ہمارا	اپنا تو یہی قول ہے جی ہے تو جہان ہے

قطعہ

معشوقون پہ مرتا ہے تیری عقل کہان ہے	بلبل کی جہان قبر ہے گل بھی کوئی وان ہے
بے مہر مین بیدرد ہین بے رحم ہین یہ لوگ	کیون جان کہپاتا ہی تو جی ہے تو جہان ہے

قطعہ

ہر چند کہ جو درد ہے وہ دل مین نہان ہے	پرہیز لیے اے مہر ترا حال عیان ہے
مرجائیگا اس صدمہ سے کیون خبط ہے تجھکو	نادان ذرا سے سوچ کہ جی ہے تو جہان ہے

قطعہ تہنیت ولادت حجت اللہ امام مہدی صاحب الزمان علیہ السلام

پیدا ہوئے امام مہدی | پر نور ہے مہر کائنات آج
شعبان کی چودھوین ہے تاریخ | دن عید ہے رات شب برات آج

قطعہ

پھرتا ہے مہر خاک بسر یا ابو تراب | ذرے سے بھی ہوا ہے بتر یا ابو تراب
کب تک غبار خاطر دون ہمتان رہے | مٹی خراب اسکی نہ کر یا ابو تراب

قطعہ

ہمدم مسیح کا ہے فلک پر تو کیا ہو مہر | یا ابن بوتراب یہی چاہتا ہے مہر
خاک سیاہ ہند مین مٹی نہو خراب | سب یہ کہین کہ ذرہ خاک شفا ہے مہر

سراپای حسینی

صورت اوس بت کی ہو خدا کی شان | مہر بہی ہے فداے جان
کالی چوٹی ہے اوسکی مار سیاہ | زلف ورخ دیکھیہ کالف ہے وہ ماہ
اوسکی وصف جبین کرے جو بیان | اختر بخت مہر ہو تابان
نہ وہ پلکین نہ چشم و ابرو ہین | تیر کیا ہے حرم مین آہو ہین
ناک وہ جس سے ناک مین دم ہو | حسن کی ناک ہے یہ عالم ہے
کان ہرگز نہین گلاب سے کم | اوسمین موتی ہین قطرہ شبنم
کیون نہ گالون مین صورت گل ہو | غالبا شکل غنچہ ہو شکل بلبل ہو
اور وہ پیاری سی [illegible] سی | [illegible] صاف اک لڑی ہو موتی کی

کس مزے کی زبان شیرین ہے — کہ فدا جس پہ جان شیرین ہے
وصف کرتے ہی ہوگئی لب بند — میرا منہہ بھی ہوا ہے کوزۂ قند
دہن یار کی صفت کیا ہو — کچھ کہوں جب کہ مینے دیکھا ہو
ہونٹھ ایسے کہ مچھیان سی ہے — لعل دریا قوت کو فدا کیجے
وصف کیا کیجے اوسکی ٹھوڑی کی — پوٹلی ہے جو درد دل چن لے
ہے غضب وہ صراحی دار گلا — تا پتا ہے جو گردن مینا
پان کی پیک تک تو ہی محسوس — شعلہ شمع ہے تہ فانوس
دیکھکر جگنوں رشک مطلع مہر — یاد آتا ہے مجھکو مطلع مہر
لال ڈورا جو دُہکدیکی کا ہے — خون گردن پہ یہ کسی کا ہے
کس نزاکت کے دونوں شانے ہین — جنمین گلدستوں کے بے شانے ہین
بانہہ سانچے مین دونوں ڈہالے ہین — شجر طور کی یہ ڈالی ہین
صاف و شفاف کیا کلائی ہے — ایسی ہیرے مین کب صفائی ہے
ہاتھ وہ ہین کہ پاؤن پڑتا ہون — ہاتھ مین ہاتھ سے گئے کہ پاؤن
پنجۂ مرجان کا کس طرح ہو جواب — کہ وہ ہے ایکدست بزم قصاب
دلکو رغبت انہین سے حاصل ہے — انہین ہاتھون کے ہاتھ مین دل ہے
قلم دو زبان بیان رکھدون — کام اب اپنے ہاتھ سے کچھ لون
تنگی او جبکہ شراب پیار رہے — ایسے موقع پہ چھیڑ چھاڑ رہے
کیسی ہین پیاری ہتیان کرخت — اوسکے دلسے بھی ہین زیادہ سخت
پہنتیان انپہ اب کہون تو ذرا — آڑے ہاتھون اب انگلون تو ذرا

یہی بنگلے ہین خاص خلوت کے
ایک صورت سے خاصدان بھی ہین

یہ نہ سمجھو کہ چہاتیان ہین یہ
قول انشا بھی اس جگہ کہہ چکے

سینہ کٹوائین جب یہ سمجہون کو
پیٹ جب دیکھتا ہون تختہ سا

ہاے کیسا ہے پیارا پیارا پیٹ
عالم ناف بھی نرالا ہے

آگے اوسکے ہے بند وبست نہان
صاف آئینہ ہوا و ہوس

صاف وشفاف تر ز بلور است
یہی کچھ کر دکھلانے کی جا ہے

اسی دریا کنارے تن تن کے
اونکے گستاخ ہوا گر یہ غلام

ہاے کیا گول گول رانین ہین
گوری گوری وہ ساق پنڈلی کے

ہاے وہ ایڑی اور وہ تلوے
اونگلیان پاون کی حنا سے لال

ایسے پاون نہ دیدہ ہین نہ شنیدہ

پیش خیمہ ہین عیش وعشرت کے
یعنی انگیا مین اونکے پان بھی ہین

حسن وخوبی کی ڈھیریان ہین یہ
یہی دو حسن کے ہین سپر ترک

وجہ پھر کیا کہ منہ نہ کالا ہو
یاد آتا ہے قول ناسخ کا

پھر دکھا دو مجھے وہ پیارا پیٹ
جلبی آئینہ مین پہلا ہے

فکر شاعر کو دخل کب ہے وہان
مشکل ایسی جگہہ ہے ضبط نفس

بہ اثر صورت ستفقور است
ہاتھہ گنگن کو آرسی کیا ہے

مہر ڈٹ جاؤ دہری بن کے
تو کر تمام کر نکال لے کام

جنکی شایان اپنی شاہین ہین
وہ گٹرون کا چہاگرا ہے ہے

زہرہ و مہ کے جسمین ہین جلوے
جنمین دس بدر اور دس ہو ہلال

عکس ہے اونکا پنجہ خورشید

اوڑھنی وہ چار حاشیہ جوڑا
اثر چار قب سے جو اعلا

اور زربفت کا وہ پاجامہ
وصف اوسکے کرے اگر خامہ

تو قلم اپنا مرغ زریں ہو
نقطہ ہر ایک رشک پروین ہو

اوسپہ کرتی وہ بنٹ جالی کی
جلسازی سپید ماسے کی

سرمہ اک اوسکی نیچی خوش اسلوب
مرغ دل سے بھی جسکی چڑیا خوب

ہلکا سا اک ڈوپٹہ شبنم کا
کیا کہوں حال اوسکے عالم کا

دیکھکر جسکو چادر مہتاب
ہو خجالت سے شکل چادر آب

سادگی میں ستم پہ جلوہ گری
کان میں گل ہے اور دو کیلی

گو نجیں کرتے ہیں اوسکے دل بسمل
عکس ہے اونکا برق خرمن دل

سونیکے دو کڑے ہیں ہاتھوں میں
ہالہ مہ پڑے ہیں ہاتھوں میں

چند چھلے جو پور پور میں ہیں
وہ سلیمان کو یاد گور میں ہیں

کہ سراپا غرض وہ حور نژاد
سرو ہے اوسکا بندۂ آزاد

ٹھہر بس بس بکے گا کب تک تو
ختم کر اب دعا پہ سلسلہ

حکایت منظوم

یاد آئی ہے طرفہ تر اک نقل
لوٹیں سن سن کے جسکو صاحب عقل

یعنی تھے اک امیر با وقعت
مرد ذی جاہ و صاحب حشمت

رفقا پر نہ تھی نظر اونکو
کچھ کسو پر نہو خبر اونکو

اتنی ہی تھی سلوک کی توفیق
جانتے تھے اونہیں رفیق طریق

اک مصاحب تھے اونکے مرد شریف　　شاعر بذلہ گو حریف ظریف

ہم ردیف اونکے گو تھے صبح و مسا　　قافیہ لیک تنگ تھا اونکا

نہ تو کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا　　رمضان اونکو ہر مہینا تھا

نہ بنہ ہا دست لقمہ مین اسباب　　جز مصفا مین چپا در مہتاب

لگے رہنے غرض وہ تنگ دہڑنگ　　کہینچکر اک لنگوٹ خوب سا تنگ

فاقہ کرتے تھے ڈنڈ پیلتے تھے　　وہ لنگوٹے مین پہاگ کہیلتے تھے

تب تو دل مین امیر یہ سوچا　　کیجیے اب مصاحبت سے جدا

اونسے بولا نہ کیجیے تکلیف　　مرے پاس اب نہ لائے تشریف

سہتے جا حضرز نا فی ڈیوڑہی پر　　تھے وہ شاعر براے بیت مگر

قسمت لکا کو نہ ہوسے وہ در بالنے　　تف باین قدر و مرتبہ دانے

ایک دن شاعر لطیفہ سنج　　مبتلاے ہزار آفت و رنج

اوسی ڈیوڑہی پہ اونکی بیٹہا تھا　　استنے مین گنز کہلون کا غول آیا

اونکو مانع ہوے نہ یہ دربر　　بے تکلف گئے وہ سب اندر

دیکھا جب یہ امیر نے عالم　　تب تو اونپر ہوا بہت برہم

کہ انہین کیون نہ تمنے منع کیا　　کس طرح انکو گہر مین آنے دیا

سوجہا شاعر کو دور کا مضمون　　کہا صاحب کہ بیٹہا مین ہون

مین نے اپنی طرف کیا جب غور　　جز لنگوٹی کے کچھ نپایا اور

جی مین سوچا کہ ہون رفیق حضور　　اسلئے ہی لنگوٹی ایک ضرور

انکو مانع ہون کس طرح در پر　　مرتبہ انکا مجہسے ہے برتر

بڑی حضرت کی ہونگی یہ رفقا — جنکے پاس اگ لنگوٹ بھی نرہا
الغرض حاصل کلام یہ ہے — اس حکایت کا اختتام یہ ہے
مجھکو قسمت سے وہ ملے آقا — جنکا ازکر ہر ایک سے ناگا
ہوئی جب مہربان حال فقیر — مہر سمجھے مجھے وہ مہر منیر
یعنے آقا نے دل میں یہ ٹھانی — مہر کا ہے فروغ عریانی
یہ نہ سمجھے جو مہر ننگا ہے — تو گریبان صبح ککا ہے
شام کو بھی تو مہر کی خاطر — ہے دوشالہ لئے شفق حاضر
وہ اگر ہیں امیر مستغنی — مہر ہے اک فقیر مستغنی
حیف بر نکتہ دانی آقا — وائے بر قدر دانئے آقا

حکایت منظوم

اک روز یہ بندہ روسیہ مہر — تہا وارد بزم شوخ مہ چہر
یعنے ہے میان فرخ آباد — بلقیس زمانہ اک پریزاد
میں تو ہوں مغل وہ ہے مریجان — کہتا ہے ہر اک اوسے مغلجان
فی الجملہ ہے صاحب طبیعت — کچھ شعر و سخن سے بھی ہے رغبت
مجھسے کہا اوسنے کیجے ارشاد — گر ہجو نوا ہو آپ کو یاد
یہ سنکے میں بول اوٹھا بہت خوب — اور پڑھنے لگا وہ شہر آشوب
جو ہے قفس طیور مضمون — جرأت کا ہوا ہے جس میں دلخون
مطلع جو ہیں اوسکا لب پہ آیا — اور لفظ بتا زبان سے نکلا

بیٹھے تھے وہان یہ ایک صاحب
کہنے لگے لی کو سنکے مضموم
با این ہمہ دعوے فصاحت
مینے کہا دست بستہ ہو کر
موابد میرا شہر لکھنؤ ہے
اُردو سے یہان کی کب ہون آگاہ
اب آپ صحیح مجھسے فرمائین
مڑ بیٹھے مری طرف او چہل کر
لب بند ہون گر زبان کہولون
آگی ہے جسے کہ کہتے ہین آگ
بوڑہا ہے غلط صحیح بڈھا
قس ہڈا یہ گڈہا ہے گڑہا بہی
تو آپ بہی بولے اور کیا ہان
اوس لفظ کا خیر حال سنئے
ہری ہاف کے معنے مین جو ہنا
وہ کہتے تھے اوسکو ہی یہ مکسور
مصدر تو ہے ہنا امر ہے ہن
یہ سنکے مجھے ہنسی تو آئی
پر مصلحتاً اوسے کیا ضبط

نواب رئیس کے مصاحب
اسطرح کی گفتگو ہے مذموم
اک لفظ کی بھی نہین ہے صحبت
مری غلطی ہے بندہ پرور
اسواسطے ایسی گفتگو ہے
تسلیم کرین حضور للہ
کیا ہے یہ جناب مجھکو تبلائین
کہنے لگے اسطرح سبہل کر
اُردو کے مین چند لفظ بولون
اور شیر کی ٹہٹیہ اردو ہے باگ
اکثر ہے زبان پہ بڈہا ٹہڈ ھا
معنے کہا چڈہا ہے چڑہا بھی
القصہ ہین ایسے ہی زبان دان
اس گفتگو کا مآل سنئے
مضموم ہے وہ بوزن گنا
بالکسر ہے اسکی لی مشہور
اور قافیہ بہی ہین اسکے دن سن
یعنے کہ یہ یکتا کیا ہے وا ہی
اور باتون مین اسطرح دیا ربط

بے شبہ درست ہے یہ تقریر
یاد آیا مجھے بھی مطلع میر

راتون کو جو تیری دھن رہی ہے
کیا دلکو او دھیڑ بن رہی ہے

مکسور پڑا جو بیتے دُہن کو
تو زیر کیا غضب حسن کہ اونکو

کہوے گئے وہ غریب ایسے
گم ہوتے ہون مجلسو نمین جیسے

احباب کا قہقہا کھتا ہر سو
وہ آنکھو نمین ڈبڈ با سے آنسو

سب ہنستے تھے اور وہ تھے رو ہا نسے
حاصل ہی فقط یہ اس بیان سے

اوس روز سے چھوڑ دی ظرافت
تسلیم کی کر لی اپنے عادت

کرتے نہین اب ٹھٹولیان ہم
سنتے ہین سبھون کی بولیان ہم

زائچہ منظوم حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ لکھنو

شریک فکر سخن بھی ہو پنڈتون کا بچار
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

عجب طلسم ہے نیرنگ عالم ہستی
عجب تماشا ہے یہ دور گنبد دوار

فروغ مہر کا ہے جلوہ ماہتاب کا ہے
دکھا رہی ہے جو قدرت خدا کی لیل و نہار

جدا ہین دو فلکون پر عطارد و زہرا
اوگے ہین اک نیستان سے خامہ و [illegible]

جو مشتری کی کبھی مشتری چمکتی ہے
تو خاص بندون سے ہوتی ہے گرمی بازار

خدا کی شان ہے مریخ کیا جسے چاہے
اوسکی [illegible] لگتی ہی عرش پہ تلوار

جو اوسکا حکم نہ ہو تو نہ ہل سکے ذرہ
سپہر کیا کہان کی کواکب سیار

بس اک عنایت پروردگار کافی ہے
ہر ایک کرتا ہے خدمت بسان خدمتگار

بہت سکے سبھی سے کہا رام دین پنڈت نے
سچا ہے تیرا [illegible] شعار

ہزارون دیکھے ہین تمنے بھی زائچہ لیکن — عیان ہے زائچہ شہ سے قدرت غفار

وہ بادشاہ ہے واجد علی شہ ذیجاہ — معین جسکا ازل سے ہی داور دادار

خدیو ہند فلک بارگاہ جان جہان — جم اقتدار شہنشاہ کے قباد وقار

جو دیکھے طالع سلطان تو اوسکو حیرت ہو — بہ فخر آئے سکندر بھی بنکے آئینہ دار

ہنود ہون کہ مسلمان یہود ہون کہ مجوس — کسیکو علم سے ہرگز نہین ہوا انکار

غرض کہ علم ہی جوتش کا جو ہمارے یہان — ہم اسکے قاعدے کرتے ہین تجھسے اب اظہار

کہ جسکی آنکھ مین ہو آفتاب عالمتاب — تو نور آنکھہ کا جاے نہ تا بہ روز شمار

حکومت اوسکی ہو مشرق سے مغرب تک — اوسیکے تابع فرمان ہون سارے شہر و دیار

نگاہ مہر سے دیکھے تو پل مین چمکا دے — غضب کی آنکھ سے اوسکے ہو مدعی فی النار

چنانچہ قیصر عالم کی آنکھہ مین ہے مہر — یہ سنکے خوش ہوا مین بھی سمجھ کے اپنا وقار

ہزار شکر سمایا ہون اوسکی نظرون مین — فلک کا رتبہ ہی جسکی نظر مین اوج غبار

خدا کے فضل سے چشم امید مہر تو ہے — فقط نگاہ عنایت ہی شاہ کی درکار

پھر اوسنے مجھسے کہا مہ ہوا ہی زیب گلو — یہی ہے وجہ جو چہرہ ہے مطلع الانوار

یہی سبب ہے کہ شیدا ہین جن و انس و پری — اسی جہت سے غرض شش جہت ہی عاشق زار

کبھی نہ قوت جسم لطیف کم ہوگی — اثر ہے ماہ کا یہ بھی جہان مین او را ثار

ہمیشہ دولت و حشمت کی ہوگی افزایش — نہوگا فکر و تردد کبھی کوئی زنہار

فدا ہین جان سے پروانے شمع پر جیسے — رہینگے شیفتہ حسن اس طرح سے نثار

مدام سلطنت شاہ کو ہے استحکام — نپایا راج نے اندر کے بھی یہ استقرار

زبان پاک سے پایا شرف عطارد نے — کلیم کہا ینگے منہ کی وہ نور کی گفتار

بجا ہے نوک زبان ہین جو سب جہانکے علوم
خدا کے فضل سے پایا ہے شہ نے استحضار

جو کچھ زبان سے فرمائین ویسا ہی ہو جائے
مجال ہے کہ کرے کوئی حجت و تکرار

جو ہو چکی ہین جو ہوتی ہین اور جو ہونگے
عیان رہینگے خفی و جلی وہ سب اسرار

ہوا تہا بطن سکندر مین جو مشتری کا محل
تو سارے روی زمین پر کیا تہا اوسنے حصار

بجا ہے ناف یہان بھی وہی ستارا ہے
نہ ہوئے گا ظل آلہٰ کو کبھی آزار

اگر نصیب عدو ہووے بھی تو جلد ہو دفع
مقابلے مین نہ ٹھہرے گا دشمن غدار

مطیع و تابع فرمان رہیگا سارا جہان
خزانہ اتنا کہ جسکا نہ ہو سکیگا شمار

حضور شاہ سے ہے مریخ دست بستہ مدام
رہیگی فتح و ظفر شاہ کی یمین و یسار

جہان مین فوج ہے جتنی مطیع شہ ہو گی
سب الامان کہینگے کہچی گی جب تلوار

چھپی کھڑی ہے پس پشت اس لئے زہرا
کہ وہ تو لولی گردون ہے بادشہ ابرار

مگر خوشی و سرور و نشاط و عیش و طرب
رہیگی تا ابد الدہر حاضر دربار

کمر سے زانوؤن تک ہے زحل کی یہ تاثیر
کہ قوت کمر شہ پہ ہون فدا دل دار

عدو تباہ رہین روسیاہ ہون دشمن
محل عیش کی ہو جائے عاقبت بیزار

ذنب ہے صورت شمشیر بہر دفع عدو
بجا ہے بہاگین اگر دم دبا کے سب اشرار

حفاظت شہ عالم پناہ کرتا ہے
بسان خادم دیرین ہے کام مین ہوشیار

ہوا ہے راس قدمبوس حضرت خاقان
جہکائے کیون نہ سر اپنا قدم پہ ہر سردار

لگا رہیگا قدم سے سریر سلطانی
نصیب ہوگا طواف مزار ہشت و چہار

پڑا ہے پوتہیون مین ہتھے اپنے مرزا مہر
ہوا جہان مین جب رامچندر کا اوتار

اسیطح کے ستارے پڑے تھے زائچہ مین
یہ ایک زائچہ ویسا ہی دیکہا دوسری بار

ابھی تو پلّے سے کی ترقی ہوتی ہے
ذرا زحل کا ہو میزان مین تو دار و مدار

یہ سب خدا کی طرف سے ہی ہیچ یہ ہے سمجھا
خدا ہی سبکا ہے مالک خدا ہی ہے مختار

مجھے سرور ہوا سنکے برہمن کا بیان
بنا کمند محبت سے کے حلقہ زنار

دعا کی مینے بدل یا مسبب الاسباب
بحق احمد مختار و حیدر کرار

بحق خون شہیدان دشت کرب و بلا
بحق آل نبی و ائمہ اطہار

یہ بادشاہ ملائک ماب و عرش جناب
تمام روئی زمین کا ہو مالک و مختار

جہان مین یہ کرے سلطنت صد و پنجاہ سال
رہے عروس مسرت ہمیشہ زیب کنار

الٰہی مجھکو بھی شاگرد اپنا فرمائے
نہ نوکرے کا ہون خواہان نہ طالب دینار

یہ کل کی بات ہے مین حاکم عدالت تہا
کیا ہے شوق قدمبوس شاہ نے ناچار

الٰہی مہر کی قسمت کا ہو یہی اختر
فروغ اپنا اسی سے ہو چمکین یہ اشعار

مری مدد کرے شاہ نجف امیر عرب
پڑا ہوا ہون یہان اپنا چھوڑکر گھربار

یہی وظیفہ ہے اپنا بس اتنو صبح و مسا
یہی ہے ورد زبان اپنی اتنو لیل و نہار

زمانہ پر سر جنگ ہے یا علی مدد دے
فلک بغیر تو تنگ ہے یا علی مدد دے

کشود کار دو عالم بیک اشارہ تست
بکار ما چہ درنگ ہے یا علی مدد دے

قصیدہ بمدح زن حاکمی

بیان کرتا ہون مین اک صاحب عصمت کے عالم کا
ودات اب چاہتی ہو سوف بھی دامان مریم کا

پڑھا ہون اوسکی صفت مین چلکر اوسکی ڈیوڑھی پر
کہون تو وہ بھی پھیلا سکے آگے ہاتھ حاتم کا

نہی نسبت ستاریسے تیری جوتیکی بہی مینے ۔ ہوا سورج نہایت گرم مجہپر اور بہت چمکا
ترا قد دیکھکر سکتا ہوا ہے سرو کو ایسا ۔ کہ ہے اب ایک نقشہ سرو اور دالان کے کہمکا
غلط کہتے ہین جو کہتے ہین تجھکو چاند کا ٹکڑا ۔ کہ تیرے روبرو مہتاب جگنون کیطرح چمکا
ہوا سبکو گمان شبنم پڑی ہی پہول کے اوپر ۔ جو تو نے سادہ وضعی سے دوپٹہ اوڑہا شبنم کا
ملی ہی خاک تیرے پاؤنکی ز شبہہ چہرہ سے ۔ نہین تو وجہ کیا منہہ اسقدر کندنکا کیون دمکا
پری کی وضع صورت حور کی سیرت فرشتونکی ۔ مزاج اللہ نے تجھکو دیا نوشابہ بیگم کا
اگر کم ہے تری سرکار مین تو غصہ ہی کم ہی ۔ نہین تو اور چیزونمین یہان کیا ذکر ہی کم کا
ترا حکم اسطرحکا ہی کہ پہیر سے جاتے ہے کل ۔ اگر بکری بہی تو کہدے کہ جا کر شیر کو دہمکا
ملا ماتہا ترے دروازے کی دہلیز پہ جسنے ۔ ہوا لے درد سر اوسکو نہ اوسکا سر کبہی دہمکا
تری دیوار کے سایہ تلے جو آن کر بیٹھا ۔ بنا ہے چاندنی اوسکے لئے یان دہوپ کا نم کا
نہین ہی بادشاہونکی یہان جو ہی ترے گہر مین ۔ کہ جم کی سلطنت کا مول اک کونا ہی جاجم کا
طویلے مین ترے ہین ایسے ایسے بادپا گہوڑے ۔ دکہا لائین تماشا دم مین جو پورب سے پچہم کا
بہلا ہاتہی کو تیرے اب نہ کہیے آسمان کیونکر ۔ شفق اوسکے گلے مین ہی کلاوہ سرخ ریشم کا
بس اب مطلب میرا سُن کان دہر کے ای شہ خوبان ۔ کہ مین وہ آدمی ہون جسکو سب تپلا کہین غم کا
سو یہ امید ہی تجہسے کہ تو اب مجہکو خوش کردے ۔ بہروسا مہر کو اس شہر مین ہی تیرے ہی دم کا
مجہے لکہوا دے چہٹی سعی کی صاحب بہادر سے ۔ سوا اسکے مین ہون دینار کا خواہان نہ درہم کا
پہلا پہولا تجہے اللہ رکہے باغ دنیا مین ۔ گرہ کا پہل ترے دشمن کو پہل ہو جائے بلم کا

قطعات تاریخ

تاریخ شہادت امام انام جناب سید الشہدا علیہ السلام

ہان سخن سنجان وہان معنی شناس — از شما انصاف واز ما التماس
مولوے ردم سال کربلا — الحق از الہام گفتہ بر ملا
کربلا را من چگویم واقعات — آہ بیرون آمدہ از اسم ذات
دسہ یعنی تفتہ دل حاتم علے — آنکہ چشم مہر دارد از علے
تازہ تاریخ حسینش یافت وا ے — چون برآمد از محمد ہاے ہاے

تاریخ انتقال معظمہ و محترمہ عفا اللہ عنہا

اوسکی زوار بید معصومہ مرحومہ ہے — جسکا خاصان خدا مین نہین ہمسر کوئی
کوئی کہتا ہے حسین اور کوئی تشنہ دہن — سچ ہے مظلوم نہین شہ کی برابر کوئی
غرض اس محترمہ نے جو کیا عزم جنان — تو ہوا خاک بسر کوئی مکدر کوئی
پئے تاریخ کہا مہر جگر تفتہ نے — تربت زایرہ ہے لکہدو لحد پر کوئی
۱۲۷۰

تاریخ

شفیقی نجو خان صاحب کے والد — ہوئے رضوان کے جب مہمان افسوس
پئے تاریخ رحلت میںنے ای مہر — یہ لکہا خان والاشان افسوس

تاریخ آغاز بنای مسجد چنان جان

از حیدری دہنی و منا و چنا جان — درکربلا بہ بین چہ بنا گشت مسجدی
تحریر کرد مصرعہ تاریخ کلک مہر — اللہ اکبر این چہ بنا گشت مسجدی
۱۲۸۴

تاریخ عقد مصنف

چون مرا قیدی زندان علایق کردند
یعنی آزاده و شی بودم و اکنون ای مہر
سال تاریخ عروسی خود م بنوشتم
از سیہ جبر گرفتار شدم بنوشتم

تاریخ تولد پسر میر عباس علی منصف

پور سعید پیدا آل دوست کے ہوا تو
اے مہر ہمکو فکر تاریخ سے تھے کہ ناگہہ
خوش تھے تمام قدسی او سدم چہ جابجا لطف
بیدار بخت ہے یہہ آئے ندائے ہاتف

تاریخ مسجد چتان جان

اس مسجد بلند کا شمسہ ہی آفتاب
بانی ہین ہنی منا و چنا و حیدری
ہر دم رکوع مین ہے یہان گنبد سپہر
تعمیریت یہ کعبہ ہی تاریخ لکھدی مہر

ایضاً

سنگ تعمیر ہین یہان مہر سلیمان کے نگین
پہیئے تاریخ کہا مصرعہ موزون مینے
تیغ محراب ہے شمشیر ہے پری کی مسجد
مہر داعی یہ مقرر ہے پری کی مسجد

تاریخ امام باڑہ میر حسّو

تعمیر میر حسو عزاخانہ امام
اعلان تو نکا نقص تو اے مہر اب بتا
یہہ سنکے مینے مصرع تاریخ پڑہ دیا
ارفع ہوا و سکے قدر بلند اسکی شان ہی
منظور ہمکو آج تیرا امتحان ہی
ماتم سرائے بادشہ انس و جان ہی

تاریخ تولد فرزند دلبند مصنف مرزا سخاوت علی

شوال کی دسوین تہی دو شنبہ کا وہ دن
خالق نے عطا کیا مجہے جو فرزند
تو عین نماز صبح کا تہا ہنگام
ہم صولت اسکندر و ہم جرأت سام

دل لئے کہان مجھسے مہر اس بیٹے کا | تاریخ بھی ہوئی حسین رکھنا وہ نام
ناگاہ یہ دے سروش غیبی نے ندا | لو بیٹے تو رکھا نام آغا بہرام

ایضاً

حاتم بھی سخاوت سے ہے جس غنی | فرزند سخاوت علی ہے جو تیرا
اے مہر تو او سکے تاریخ رکھ | آغا بہرام اور آغا مرزا

ایضاً

عطا فرمود خالق نور چشم | ہمایون بخت و اقبالش بلنداست
بگفتم مہر تاریخ ولادت | کہ فرزند سعید و ارجمنداست

تاریخ شادی کتخدائی جمال علی خان

مین ہون تاجدار سریر سخن | مین ہون شمع بزم زبان آوری
مری طبع روشن سے کسب ضیا | کرین کیون نہ خاقانی و انوری
سپہر معانی کا مین ماہ ہون | مین ہون مہر چرخ سخن پروری
فصاحت مرا تکتی رہتی ہے منہہ | بلاغت مین میری نہین شک ذری
مری ایک اردو پہ صدقے ہین سب | چہ سگزی و سعدی چہ فرخی و دری
فلک سیر ہے میر اعنقائے فکر | باین خستہ حالی باین بے پری
بلا کا ہے زور طبیعت سبھے | باین ناتوانی باین لاغری
رہ لطف اعدا کو کرتے ہے بند | میری نظم ہے سد اسکندری
ہین فرعون اعدا تو موسی ہون مین | مجھے شاعرون کی ہے پیغمبری
مگر میرے رتبہ کو کیا جانتے وہ | سخن سے جنہین مس نہو سے ذری

مثل ہی کہ قدر زر بے بہا
شہنشاہ داند و یا جوہری

سو یہ اونکی خدمتمین رکھتا ہون عرض
جو ہین ناظم کشور شاعری

کہ سحر معانی ہین شان صفت
ذرا دیکھو کرتا ہون اب گوہری

جمال علیخان ہین اک میرے دوست
امامیہ و مومن و حیدری

ولا اونکو اقلیم اخلاق کا
بجا ہے جو ہو دعوی داوری

فلک پر ملائک بھی ہین مدح خوان
یہ ہی اونکے اخلاق کو برتری

ہوئی اونکی شادی تو شادان تھی سب
سمجھ جن و چہ انسان چہ حور و پری

لکھون جشن شادی تو ہر ایک پر
مری شعر کر جائین افسون گری

ہر اک جادہ ارباب عشرت تھی جمع
کرے جنکو سجدہ بت آذری

جدہر آنکھ پڑ جاے آنکھون سے وہ
دکھاوی وہین جادہ می سامری

کسیکی ادا ایک ادنی کنیز
کسیکی جلو دار تھی دلبری

کوئی غیرت مہ کوئی رشک مہر
کوئی حور تھے اور کوئی پری

پر اون سب مین اک رشک ماہ تمام
دل مہر کی تھی فقط مشتری

وہ سیمین بدن تھی جو پہنے ہوئے
مکلف بدن مین لباس زری

تو ہر شعلہ شمع محفل کو تھے
خجالت سے فانوس مین تھرتھری

بیان کس سے سامان عشرت کا ہو
ہوئی تھی غرض خلد یارہ دری

میرے دل کو تھے فکر تاریخ جشن
مگر طبع نے کی گرم گستری

تو اے مہر مین نے یہ مصرع کہا
ہمایون ہو وصل مہ و مشتری

تاریخ ہاے قحط

پے سال تاریخ قحط اے ندیم
کہا میں نے صاحب ہے قحط عظیم

ایضاً

دہوم ہوا سے مہر اب عالم میں کہ تنگی قحط کی
اک غضب ہے کہئے تاریخ میسجی قحط کی
۱۲۳۰

ایضاً

قحط کی سہمنے جو سوچی تاریخ
ورد غلہ ہوئی فضلے تاریخ
۱۲۴۵

ایضاً

اگر دہیان سمت کا اب آگیا ہے
تو کہئے یہہ ہی ہے غضب آگیا ہے
۱۲۴۹

تاریخ تولد دختر مصنف

ہوئی پیدا جو دختر نیک اختر
مہر تاریخ کہیے لخت جگر
۱۲۵۳

تاریخ انتقال وستاوی جناب شیخ امام بخش ناسخ

کیا کوئی سمجھے مہر کہ عاشق کا راز ہے
اس مطلع بلند پہ ناسخ کو ناز ہے

یہ مشت خاک ترے جلو کی نیاز ہے
گرامی سمند ناز یہی ترک و ناز ہے

یعنے جناب ناسخ معجز کلام اب
عازم ہے سوے خلد در خلد باز ہے

اوس سے ہوا انکو عشق جو ہے صاحب براق
محبوب کبریا ہے وہ عاشق نواز ہے

تاریخ فوت اپنی کہیں کیوں نہ دل سے آپ
ناسخ ازل سے بندہ شاہ حجاز ہے
۱۲۵۴

تاریخ چاہ

چاہ بنا بہ سلسبیل خواجہ ابوالحسن محمود
سال بنا مہر گفت چشمہ فیض آب جود
۱۲۵۷

تاریخ انتقال دختر مصنف

جانی خانم نام دخت شیر خوار	بود آرام دل و نور نگاہ
شد پرستار سکینہ در جنان	گفتمش تاریخ دخت مہر آہ

تاریخ طلوع ستارہ شمشیر صورت

کوکب عجبی تافت باوج فلک اے مہر	کان صورت تیغ است بہ بیند کہ نہ خواہد
من فکر سنش کردم و فرمود سروش	تاریخ ہمین است کہ شمشیر بتابد

تاریخ

اری لے عجب یعنی سبحان بخش	کہ مشہور ہے دواری بے عجب
جو باتے محراب و منبر ہوئے	وظیفہ تہا اسکو اری بے عجب
پئی سال تاریخ ہاتف نے مہر	کہا مجھسے کہدو اری بے عجب

تاریخ مسجد مولوی امیر علی

عالی نسب امیر علی نے بصد خلوص	مسجد بنائی ہادی راہ خدا ہوا
اے مہر کہدے مصرع تاریخ صاف صاف	تعمیر کربلا مین یہ کعبہ نیا ہوا

تاریخ فتح گوالیار

زہے سطوت لارڈ ایلن برا	باقبال او کروفر ختم شد
نظر کرد ہر گہ بہ چشم غضب	ہمہ شوکت گوالیر ختم شد
تو اے مہر بہر ندرسش کنون	سن فتح جو رزم گر ختم شد
بجوان سال ہجری بشہ عہد ظفر	سن عیسوی گو کہ شمر ختم شد

تاریخ تہنیت خلعت وزارت بیت السلطنت لکہنو بہ منور الدولہ مکرم الملک مرزا احمد علیخان بہادر

آپ ہوئے نواب وزیر اوده — چہا نئے کیون خاک در عمر و زید

تاریخ کتاب راگ مسالا راجہ کاشی

نہ کیون کہ طوطی ہندوستان ہو خامہ فکر — کہ ہے صریر سے نغمہ سرائے نغمہ ہند

جو مجہسے پوچہے کوئی اس کتاب کی تاریخ — تو مہر مین یہ ہی لکہدون صدائے نغمہ ہند

تاریخ انتقال سوسو خان گویّہ

مر گیا کیا دل لگے کا آدمی — کیون نہ ہر اک غم کرے افسوس ہے

مہر تو بہی مصرعہ تاریخ کہہ — آج سوسو خان مرے افسوس ہے

۱۲۵۹

تاریخ تعمیر مکان مغل صاحب فرخ آبادی

مغل کرد چون قصر عالی بنا — سزد گو یمش گر محبت کدہ

پئے سال تاریخ آن خود زمن — بگفتا کرم کن بہ عشرت کدہ

۱۲۵۹

تاریخ انتقال مغلجان صاحب فرخ آبادی

بنا کردہ قصر فلک منزلت — مغل در جہان شمع محفل شدہ

پئے سال تاریخ این واقعہ — لعشرت کدہ مرگ داخل شدہ

۱۲۶۰

تاریخ مسجد مولوی احمد علی ڈپٹی کلکٹر اگرہ

فلک مرتبت سید پارسا — جو مصروف تعمیر مسجد ہوا

تو اے مہر مین بہی اوٹہاون قلم — کہ اک بیت تاریخ مین ہو رقم

۱۲۶۰

ہنا ہے علوم خفی و جلی ‏ زہے پانئے دین احمد علی
۱۲ ۶۰

تاریخ جشن وزارت

امیر محتشم احمد علی خان ‏ ہوئی پھر مسند آرائے وزارت
تو سیفے نذر دے اے مہر تاریخ ‏ مبارک جشن زیبائے وزارت

تاریخ انتقال حکیم شبیر علی

پیغام قضا آیا یہ عاشور کی شب کو ‏ اے شبیر علی عزم بیابان عدم کر
یہن صبح کو اے مہر جو یہن نیند سے چونکا ‏ ہاتف نے پئے سال کہا مجھسے کہ غم کر

تاریخ موج یابی مصنف

موج آ گئے پاؤن مین تقدیر سے ‏ تا یہ کوئی یار کیون کر جائے مہر
در دمین تاریخ سکے کیا فکر ہو ‏ بس یہی لکھدون کہ ضرب پائے مہر

تاریخ انتقال میر علی بخش پسر میر سرفراز علی ناظر

ناظر جو یہان میر سرفراز علی تھے ‏ تھا اونکا پسر عاشق شبیر علی بخش
فردوس کا جب قصد کیا اوسنے تو ای مہر ‏ تاریخ فقط نام ہوا میر علی بخش

تاریخ انتقال حیدر خان برادر محمد امین خان

بھائی تھا امین خان کا حیدر خان ‏ نوجوان نیک بخت ذی جوہر
عزم جنت کیا جو اوسنے مہر ‏ سال تاریخ ہے غم حیدر

مہر

ز دنیا سے دون سوے جنت شتاب ‏ جوان زاہد و پیر و دشمن نفس
رقم چہار آمد پئے سال فوت ‏ تمامی کے تازہ نامش بکس

محمد امین خان چو ازے مہر گفت	کہ داریم تاریخ دیگر ہوس
من از روے تسبیح و تہلیل وترس	نوشتم کہ تاریخ این است وبس

منہ

متقی نیک بخت حیدر خان	چون بدار القرار کرد قرار
مہر بنوشت مصرع تاریخ	کوچ طاعت گزار دشب بیدار

تاریخ تعیین میلہ طوالفان شہر آگرہ

ہوشون نے کیا میلہ ایجاد	مہر دل سینے کا سامان دیکھو
اکبر آباد جو ہے رشک چمن	اوسمین اک تازہ گلستان دیکھو
مین بہی اب مصرع تاریخ کہون	نقشہ بزم پرستان دیکھو

تاریخ تذکرہ

ہے جنہے جو کی مہر بشوق تمام	تذکرہ حضرت ناصر کی سیر
واقعی ہے مذہب اہل سیر	بغض نہ انکو ہے کسی سے نہ بیر
کچھ بہی کہین اوسمین نہین ہے خلاف	کعبہ تو کعبہ ہی رہا دیر و دیر
اب کہون تاریخ مین سنگ ہے	اپنی ہون محفوظ تو راضی ہون غیر
ہین سن ہجری ... بہم	دیکھو تو تاریخ سیر و ذکر خیر

منہ

بہ پدری یاد کرد نیکان را	وہ چہ یاد وہ سر است این بد بخت
پے تاریخ گفت ہاتف غیب	ہیچ شد ہیچ از زبان کر خفت

تاریخ عطای ستار ادر اجہ صاحب لکہنو صفا

پائین راحیہ سے جب ستار کنور — کیون نہ گائے بجائے ہر ہو مدار
کرون آہنگ ساز ہاتف سے — کہون تاریخ مہر تار ستار
۱۲۶۲

تاریخ فتح لاہور بعہد لارڈ ہارڈنگ

اے خداوند عدل و داد و سخا — تیرا دشمن ہمیشہ محزون ہو
تو ہو فرمان روا سے ہفت اقلیم — تیرے قبضہ مین ربع مسکون ہو
بخشش و فیض عام سے تیرے — خلق احسان مند و ممنون ہو
رزم مین جب ہو معرکہ آرا — خون اعدا سے رخش گلگون ہو
جشن نصرت سے شاد ہون احباب — غم نصیب عدو سے ملعون ہو
پائین مداح خلعت و جاگیر — صلۂ انعام گنج قارون ہو
مہر لایا ہے نذر مصرع سال — رزم فتح و ظفر ہمایون ہو
۱۲۶۲

تاریخ تولد پسر و دختر توامان

میر اکبر علی خطاب بے خان — من وداد و دوستی بہم دارم
چون بدولت سرای او پیدا — پور و دخت سعید شد توام
گفتم اے مہر مصرع تاریخ — کہ خوش آمد دل و جگر باہم
۱۲۶۲

تاریخ صحت

چون الف بیگ بافضال خدا — چاق شد یافتہ غسل صحت
ہاتف غیب دم استفسار — گفت تاریخ بے خیریت
۱۲۶۲

تاریخ کتاب منشی واجد علیخان صاحب

نسخہ ہر علم و فن شمع رہ ہر انجمن — جلوہ نور و ضیا کرد بہ طبع صفا

مہر گہر ہا بسفت مصرع تاریخ گفت	دام لبند صد ہا دانۂ حرمن مثا

تاریخ انتقال یعقوب علیخان

آہ صد آہ صد افسوس افسوس	دوستم بود بسا نیک نہاد
سپئے تاریخ و فاتش گفتم	مرد یعقوب علیخان جان داد

تاریخ انتقال خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

خواجہ حیدر علی آتش ز جہان در فردوس	صورت آتش گل یافتہ ایمائے مقام
مہر مصرع دعائیہ بتاریخ نوشت	ارم و جنت و فردوس بود جای مقام

تاریخ انتقال حیدری

کیون نہ مدفن کا تختہ تختہ گلزار خلد	کربلا کی خاک مین کیا کیا گل رعنا ملا
حیدری جنت مین ہو پڑھتا ہی یان تاریخ مہر	ہاں خاک پاک مین کیا کیا گل رعنا ملا

تاریخ یافتن سند لیاقت عہدۂ منصفی

یافتم ڈبلومہ از فضل خدا	دوستانم شاد و دشمن پائمال
مہر این فیض شہید کربلاست	بخشش ہین بخوان تاریخ سال

منہ

آیہ لاتقنطوا گر یاد داری خوش بخوان	روئے رحمت برنتابد او رضیا بالقضا
کے بود ای مہر بے حکم این چنین مصراع سال	جنتی و حیدری و شیعہ آل عبا

منہ

نیکون کا سچ ہی مہر کہ انجام نیک ہے	تمیز غافلون کو نہین خوب و زشت مین
تاریخ مینے پوچھے تو بولا سروش غیب	کہئے کہ حیدری ہے جوار بہشت مین

منہ

حیدری شیر حسن ملک صور و پری	جانب خلد ازین دار فنا شد سفری
خواستند از من دل سوختہ تاریخ چو مہر	گفتمش پاک و امامیہ و اثنا عشری

منہ

آہوئے کعبہ دل مہجور	آہ رحم کردہ مہر باختہ ہوش
بود مانوس عجب آہو	ہر دمش داشت زینت آغوش
حیدری چون بمرد آنہم مرد	گشت زین ہر دو تا بلند خروش
نام آہوئے او حسینی بود	شد حسینی و حیدری ہمدوش
پئی تاریخ سال فوت بہم	زہر بار غمی گفت و گفت خشف سروش

۱۲۷۳ ۹۸۱ ۲۸۴

منہ

حیدری جب سدھارے جنت کو	بیٹے مانگی دعا کہ بخشش ہو
دفعتاً مہر یہ سنے تاریخ	نعمت رحمت الٰہی دو

منہ

حیدری رفت از جہان بجنان	دل و جان مہر صرف غم کردم
بر سراپائے تربتش تاریخ	حیدری حیدری رقم کردم

منہ

شد خرامان بگلشن جنت	حیدری از جہان و مہر شگفت
مرقدش را برائے سال وفات	گلشن حیدری بگیر گفت

منہ

کیون نہو اس نگار کا ماتم
رنج ہے اپنے آب و گل مین نقش
ایک مصرع مین لکھون دو تاریخ
ہوئی از رنگ مہر تل مین نقش
سال ہجری و عیسوی ہون بہم
آئینہ کی دکھاون ظل مین نقش
یون بہی ہی قافیہ ردیف یہی گن
داغ ہے حیدری ہے دل مین نقش

منہ

روز آدینہ بہ فردوس برین
حیدری رفت و جہان حسرت ملال
گفتم آدینہ شدہ سر و پا
پئے تاریخ چو کردند سوال
دین حاصل شد و بادین پیوست
نہم شہر مبارک شوال

تاریخ رہائی

مرزا فتح علی بیگ چو در تہمت جعل
مبتلا گشت و نشہ جرم و خطا بس اثبات
خیر بگذشت در ہا گشت شفیقم اے مہر
سال تاریخ چہ خوش یافتم از خیر و نجات

تاریخ انتقال حیدری

دل دکھاتی ہے حریر کلک معنی سنج مہر
نالہ ئے ہے صدائے شیون و نوحہ گری
عطر بہی مٹی کا جو ملتے نہ تھے پوشاک مین
خاک مین وہ ملگئے افسوس ہاے چرخ چنبری
وہ کفن پہنے پڑے ہین خاک مین جنکے لئے
فرش قاقم فرش تہا ملبوس تہا زربفت زری
اے فلک بن بن کے بگڑی ہاے وہ وہ صورتین
حسن سے جنکے خجل ہین و ملک حور و پری
آتے ہی کنج لحد مین ہوگئے خاموش وہ
چشم گویا سے مٹاتی تہے جو سحر ساحری
آج جنت کو سدہارے ہاے وہ سرو روان
خلق و احسان و مروت سے تہی جسکو برتری
مصرع تاریخ ہاتف سے یہان سنتا ہون مین
خاک پاک کربلا یہ سہمیہ ملک حیدری

تاریخ دختر و پسر میر سید علی وکیل

سقام رنج ہے سید علی وکیل کا حال ۔ کہ بیٹا بیٹی موے دونون روئین کس کس کو

جو دو برس تہے پس و پیش کی ایک آفت تہی ۔ عجب جگر کہا اوسکو غم دگر اسکو
۱۲۶۴ ۔ ۱۲۶۴

تاریخ قصر ریش

ریش طولانی جناب مولوی چون قصر کرد ۔ موبموش آشکارا چون حمق باید نہفت

شاعر موزون طبیعت اسنے مصرع برلہ سنج ۔ ریش خشید مولوی یا داپنے تاریخ گفت
۱۲۶۴

تاریخ

سیے جواہر کیئیں تسلیں تیسر تہہ کو ۔ لے گیا سے اونہون نے راہ عدم

خاطر نازنین در گاہ جبان ۔ اور اوسپر یہ اوسکی مان کا الم

کہدون پرسے کی بدلے اک تاریخ ۔ اب گیا سو گیا نہ کیجے غم

تاریخ ورود گورنر

لاٹ ڈلہوزیست رونق بخش ہند ۔ اے صبا درشش جہت این مژدہ گو

مصرع تاریخ مقدم گفت مہر ۔ افتخار ہند یاد انجم تو
۱۲۶۸ ۔ ۱۲۶۸

تاریخ

امیدوار کیا تجہ سے منصفی کا جسے ۔ تو جیسے ہوگئی تا حق کی حاسدون کو کد

دیا سوال میری ضد پہ جسدر بین اے مہر ۔ ہوا وہان سے بہی آخر سوال او سکا رد

ملا ذریعہ کامل خدا کا فضل سے مجہے ۔ اگرچہ پیر عدو کا تہو گا بغض و حسد

نکالون سایئں موذی کو اب کہون تاریخ ۔ عدو بشوم سیاہ خیمہ گرچہ خواہد
۱۲۶۸

تضمین مادہ تاریخ خبیثن در بحر رمل مسدس مخبون محذوف

ہاے تیرے جشن ہوا مرجع خلق — جشن کیون ہو نہ بلا قید کا جشن
کیون نہ امید براے سب کی — ہے بر آرندہ امید کا جشن
آسمان قدر ہے جکسن صاحب — روشنی بخش ہے ناہید کا جشن
ہے مسیحا نفسون کا مجمع — جشن ہے منزل خورشید کا جشن
زمزمہ سنج ہین مرغان چمن — ایطامی کی ہے مگر صید کا جشن
مصحفی نے مصرع تاریخ کہا — خجل اس جشن سے جمشید کا جشن ۱۸۶۱ع

تضمین مکرر مادہ تاریخ در بحر ہزج مسدس مقصور

مجھے کیا خبر ہوتا ہے کیا جشن — تجا میرا دل غمگین تھا جشن
مگر الحمد للہ شکر صد شکر — کریگا دل کو اب عشرت سرا جشن
خداوندا کرم جکسن صاحب — ہوا مقدم سے جنکے جا بجا جشن
رعایا کی مسرت کا ہے خواہان — طلب کرتا ہے ہنگام دعا جشن
غرض اوس ابر بخشش نے چمن مین — کیا ایسا پئے خلق خدا جشن
صفت مین جسکی ہین معذور شاعر — نہ دیکھا اسطرح کا نے سنا جشن
بنا تھا تاج گنج افسر جہان کا — تو روضہ روضۂ رضوان فضا جشن
فروغ خفتگان خاک دیکھو — ہوا تھا روشنی سے رونما جشن
جہان تھی حسن شاہانہ پہ نخوت — وہان پر دیکھتا تھا ہر گدا جشن
مسیحا دم وہ سب محفل کی محفل — وہ گلشن مین نسیم جان فزا جشن
وہ غنچہ کا تبسم گل کا خندہ — وہ بلبل کا ترانہ چہچہا جشن
ورق مین ہر شجر کے تازہ مضمون — مسرت جس سے مطلب مدعا جشن

یہہ سے کہتے پر وہان امادہ زاہد — مئی گلفام دے ہے ساقیا جشن
کہون تاریخ سال عیسوی اب — رہے تا یاد خاطر سالہا جشن
یہی مصرع موزون نذر دون مہر — خجل اس جشن سے جمشید کا جشن ۱۸۴۸ع

تاریخ فتح ملتان

ایکہ لارڈ جاہ لاٹ دلہوزی — بااولوالعزمی و با جلالت
فطرہ زن چون شدی سوے پنجاب — خبرم داد ہاتف از حالت
سال تاریخ مقدمست یاد آر — منتم از شاعران خوش فالت
باد انجم تو افتخار ہند ۱۸۴۸ع — مصرعے گفتہ ایم در سالت
بازور دام نصرت افتاد — ہمہ اعداے بے پر و بالت
صلہ خواہم خطاب خلعت و زر — کہ مراحق بود درین حالت
نذر مہر است مصرع تاریخ — فتح ملتان شد با قبالت ۱۸۴۹ع

تاریخ چہم چہم

تہہ خاک آرام کرتی ہے چہم چہم — فقط کیا ظہورن سے یان نالہ کش ہے
برستا ہے اس حسن سے غم لحد پر — کہ ہر اک پری دیکھکر جسکو غش ہے
کہا ای مہر تاریخ کا تو یہ مصرع — یہین دفن معشوقہ حور وش ہے ۱۲ھ

تاریخ بالاستقلالی مرزا سخاوت علی بیگ بر عہدہ سررشتہ داری ضلع ایٹہ

مستقل شد با فرہی مال — نور چشم دلم چو گل بشگفت
مہر تاریخ سال استقلال — نیک سررشتہ دار ایٹہ گفت ۱۸۶۶ع

تاریخ امام بارہ منشی جواد علی جلالوی

عرش رفعت کیون نہو بیت العزا — بندۂ مقبول داور ہے حسین
مہر نے تاریخ کا مصرع کہا — تیر عرش منور ہے حسین

منہ

دیکھو محل نبی و علی کے ورود کا — صل علی مقام یہی ہے درود کا
بانی ہوی جواد علی اسکی ہمنی مہر — تاریخ کہدے تعزیہ خانہ ہنود کا ۱۲۶۹ھ

منہ

بانی وہ جواد اسکا جو پیرو ہی علی کا — بیت الشرف صاحب ایمان یہ بنا ہی
اے مہر رقم کیجے اک مصرع تاریخ — ماتم کدۂ شاہ شہیدان یہ بنا ہی ۱۲۶۹ھ

منہ

میر جواد علی تک انجام — کہ جواد است صحیح اورا نام
ساختہ غمکدۂ و مہر بگفت — جبذا رونق دین و اسلام ۱۲۶۹ھ

قطعہ نام تاریخی رسالہ واجد علیشاہ پادشاہ

یہہ وہ رسالہ شہ انجم سپاہ ہی — جس سے ہے پلٹنوں کی قواعد کا انتظام
اے مہر تو حضور معلی مین عرض کر — تاریخ کا مجاہرہ اختری ہے نام

تاریخ تذکرہ سراپا سخن

شور و غوغا جدا بیان ہے جدا — زمزمہ ہے جدا فغان ہے جدا
بلبلون کا جدا نشیمن ہے — مرغ معنے کا آشیان ہے جدا
ہے ہر اک بات کا جدا انداز — روش و طرز نکتہ دان ہے جدا
واہ کیا بات میر محسن کی — دل جدا مدح خوان زبان ہے جدا

تذکرے مین بہرا سراپا حسن
کہ سراپا کا ڈہنگ یان ہے جدا
اسکی تاریخ اب کہون اے مہر
یہ گلستان بے خزان ہے جدا
۱۲۶۹ھ

تاریخ رسالہ قوافی تالیف منشی دہنپت راے نزار تخلص

تمام علم قوافی باختصار نوشت
فروغ بزم سخن نزار شاعر ذی ہوش
چو مہر سر بگریبان فکر شد پی سال
بذرہ ماہ مون ہے دریا بگو زد گفت سروش
۱۲

تاریخ دیوان راجہ

شاعرون کی بات رکہلی ہے زبان نکتہ سنج
شکر کرنا چاہئے اللہ کا احسان ہوا
گاہ ذکر مین گفتگو کیا ہے تہین اونسے کلام
مرتبہ سمجہا سخن کا جسنے وہ انسان ہوا
بات ہی رہجائیگی باقی ہے جو فانی ہے سب
مین ہوا یا تو ہوا انسان یا حیوان ہوا
عقل کی یہ بات ہے راجہ کو سوجہی دور کی
پاس جو گنج معانی تہا نہ وہ پنہان ہوا
کیون نہ مطبوع طبایع ہوئے راجہ کا کلام
معنی روشن سے ہر نکتہ مہ تابان ہوا
مہر اب ہم ہی کہین لکہ مصرع تاریخ طبع
واہ چہپ کے مثل نقش مدعا دیوان ہوا
۱۲

ایضاً

زہے راجہ کہ بلبل شیراز
برکلامش ہزار تحسین گفت
مہر دیوان دیدہ تاریخش
آب و رنگ گل مضامین گفت
۱۲

تاریخ انتقال میر وزیر علی صبا

بزم عزا باغ جہان ہوگیا
پہولونکی بو پہولونکی نکہت مین ہے
ہاے مری دوست صبا ہاے ہاے
نالہ بہی جوشش رقت مین ہے
مصرع تاریخ سنو مہر سے
دور صبا گلشن جنت مین ہے
۱۲

تاریخ انتقال میر مظفر حسین ضمیر

مرثیہ گو جناب میر ضمیر — جنکا شہرہ جہان مین ہے ہر سو
تہا مظفر حسین نام اون کا — ذاکر ذکر شاہ تشنہ گلو
اور مدّاح حیدر کرار — دل ولاے علیؑ سے تہا مملو
سوئے جنت گئے جو وہ اسی مہر — خامہ فکر کے بہی آنسو
ہجری و بلسوسے لکہی تاریخ — جا بسے حیدرؑ سے ل ضمیر اب تو

تاریخ انتقال منشی ہیرا لعل ریشی عرف منشی چہو لعل برادرزادہ منشی تلکچند لعل بہادر

جو لوگ بیکس و غربا کے کفیل ہین — مقبول بارگاہ خدا سے جلیل ہین
مردان باخدا کو تعین کی قید کیا — ہر ایک کے شریک ہین ہر جا دخیل ہین
لو اونکو شمع دیر و حرم کی ہے ایکسی — پروانہ وار عاشق حسن جمیل ہین
ہندو اگر ہے تو گنگا کی آبرو — اسلام ہے تو جرعہ کش سلسبیل ہین
ایسون کیواسطے ہین حیات و ممات کیا — یان اور وان پہ مرتبے اونکے جزیل ہین
مردہ بدست زندہ جلادین کہ دفن ہون — ہمیشل ہر طرح سے ہین وہ عدیل ہین
لے مہر منشی چہو کی میت جو ہو نکد ہی — بولا سروش غیب یہ رشک خلیل ہین

تاریخ انتزاع لکہنئو

لکہنئو چہپوا دیا اسے تما قلو — سب بگہڑے اب تو یکسو ہوگئے
مہر نے جلکے کہا مصراع سال — خانہ باشد سارے الّو ہوگئے

تاریخ عطائی خلعت بیست و دو پارچہ مع بالائی مروارید و اسپ و اسلحہ قیمتی دو ہزار روپیہ منصف مرزا سخاوت علی بیگ خلف الصدق مصنف بکمو ضع بہ فتحپور از سرکار

وہ اقبال کوین وکٹوریہ ہو | کہ ہفت اقلیم ہو تسخیر اے مہر
گورنر اور سب ارکان دولت | رہیں مشہور خوش تدبیر اے مہر
رہے ہم خیر خواہوں پر عنایت | بداندیشوں کو ہو تعذیر اے مہر
وہ نقش مدعا بنجا ہے مجھکو | جو سیم و زر پہ ہے تصویر اے مہر
کہ بیٹے میرے بیٹے نے عجب کام | کیا ہے قابل تحریر اے مہر
وفور عذر میں جرات سے اپنی | ہوئی رستم کی بھی تحقیر اے مہر
بچا ہے لکھنؤ میں سارتھ انگریز | نہ ہوئی ایک کی تکفیر اے مہر
بچا یا بہائی نے سر رشتہ اپنا | وہ تھا منشی ذی توقیر اے مہر
مرے ہمراز تھی ماموں بھی میرے | بسان خواب اور تعبیر اے مہر
غرض ہم سب ہیں خیر اندیش دل سے | تو یہ بھی ہر گھڑی تقریر اے مہر
کرے باب اجابت پر گزر اب | دعا ٹھہری ہے پر تاثیر اے مہر
جہان ہو اور کوین وکٹوریہ ہو | جہان میں شاہ کشور گیر اے مہر
کہ مجھکو اور بیٹے کو بھی میرے | مخلع کرکے دی توقیر اے مہر
پڑھوں مصراع تاریخ مسیحی | مبارک خلعت و جاگیر اے مہر

رباعی تاریخ تصنیف گلستان مرزا ہرگوپال تفتہ

این نسخہ کہ بوازگل و ریحان آمد | بلبل از شوق او بغزل خوان آمد
شد طبع و نوشت سال تاریخش مہر | گلدستۂ لایق از گلستان آمد

سخنور سحن سنج بے مثل تفتہ | سیہ آشتہ بجان باد فقر یا فش سعدی

گلستان چنان کرد تضمین کہ گفتم　　　بداند بہار گلستانش سعدی ۱۲

مستزاد

طبع شد نسخہ چنان کاے مہر　　　خواندان را فلک گل رعنا
سال طبعش علم چہ رنگین گفت　　　شد گلستان چہ یک گل رعنا ۱۲

مستزاد

ہان تفنن بر تو در صلہ این چنین کتاب　　　صد بار مرحبا بود و باز مرحبا
خود مہر بست دل چنین مصرع و بگفت　　　اے ہمصفیر بلبل شیراز مرحبا

تاریخ تولد فرزند مرزا سلیمان قدر برادر واجد علیشاہ بادشاہ

عرض کر تو ملکہ عہد سے مہر　　　رشک مریم ہو مبارک پوتا
سنئے تاریخ زبان عورات　　　تمتین جم جم ہو مبارک پوتا ۱۲

تاریخ امام باڑہ مرزا بابر

مرزا بابر نے کیا ہے تعمیر　　　یہ عزا خانہ تو اے مہر اب تو
کہدو اک مصرع تاریخ بنا　　　تعزیہ خانہ بزم پنجتن ۱۲

تاریخ انتقال بی جان جان

فقرہ نثر عربی تاریخی

یا حی اللہ انجمہا بحق فاطمۃ البتول علیہا السلام سنہ ۱۲۷۴ الہجری

سنہ

نہم و پنجشنبہ اول روز　　　شہر ذیقعدہ بر صبر و شکیب
شدہ این مومنہ کنیز بتول　　　دور از من بحور خلد قریب

گفتم اے مہر مصرع تاریخ | آہ اے گلشن بہشت نصیب

منہ

ستم و یارب و فغان و خروشش | منم و آہ و سیل اشک بجوشش
منم و رنج و غم مرا ہمدم | منم و درد دل مرا ہمدوشش
این ہمہ شد ز مرگ مونسہ | کہ نہ تاب و توانم است و نہ ہوشش
چشم مہر است یا خدا از تو | ہان توئی مہربان و عذر نیوشش
اے عطا پاشش رحم کن بروے | اے خطا پوش ہم خطایش پوشش
من و بود این سخن کہ تاریخش | داخل خلد باد گفت سروشش

منہ

بیو چہ نشد چاک گریبان سحر مہر | سوگ مہ عفت شیمش آمدہ لا بد
من فکر سن فوت ہمیکردم و ہاتف | فرمود کہ مستوجب جنت ابدا شد

منہ

مہر چون بر مدفن این مونسہ | مہ نار وح و ریحان نوشت
جند استغفار کین تاریخ فوت | گفت ہاتف اے نصیب تو بہشت

منہ

یا غفور الذنبین و الذنبات | بس توئی امید گاہ عاصیان
پنجۂ مہر تو شد دست دعا | ربنا اغفر لہا در د زبان
سیاتش عفو کن بہر تول | روے رحمت بہ بتاب ای کام جان
من چنان میگفتم و ہاتف چنین | ہلم ایما لے لطف بیکران

هان قلم بنویس بر لوح مزار — خلد و علیین و فردوس و جنان

منه

شهر ذیلقعده و تاریخ نهم — مه نهان گشت ز چشم انجم
دفن گردید شب ادینه — پر غباره آه شده آئینه
پئے تاریخ وفاتش در گوش — مطلع مهر همین خواند سروش
آمد اینک بجناب زهرا — که عفا الله تعالے عنها

منه

دریغا که مارهٔ مبین مومنه — گذشت از جهان این کرین مومنه
همین مصرع مهر تاریخ شد — بود رحمت ایے رب برین مومنه

منه

رفت از دار فنا این مومنه — در مزارش راحت جنت بود
من چه چگویم مهر تاریخ وفات — گفت هاتف یا خدا رحمت بود

منه

هوئی بیشک نجات اس مومنه کی — دلیل دعوی صادق هے محکم
که اسم ذات هین اول هے آخر — ملی تاریخ نجینا من الغم

منه

صغرا کی تصدق هین قربان سکینه کے — گلزار مین زهرا کے هر گل کے فدا هی هین
تاریخ وفات انکی هاتف نے پڑهی ای مهر — چنا هین گل جنت جنت مین یه آهی هین

منه

خلد کی آتی ہے اے مہر ہوا
سایہ افگن ہوئی جنت کی نہال

یہی لکھدیجئے تاریخ مزار
ہے یہ تربت چمن ننگ مال

تاریخ کتاب چتر چندر کا تصنیف راجہ بلوان سنگھ بہادر راجہ

آپ کو اے جناب راجہ بلوان سنگھ
کب گنی کتنے ہین شاعر صاحب فکر بلند

طبع تصنیف مبارک چتر چندر کا ہوے
کیون نہ ہر پنڈت کو پڑھت خانہ ہو زنجیر و بند

میرزا حاتم علی مہر اسکے جب سمجھے نکات
یہ کتاب صنعت ہندی بہت آئی پسند

خامہ و کاغذ اٹھایا بہر فکر سال طبع
ڈال دی ذہن رسا نے اوج گردون پر کمند

یون لکھین اک جا یہ دو تاریخ ہجری عیسوی
دھیر گن ہی ہلکی ہوا یہ چتر کا رتبہ دو چند

تاریخ تصویر

مہر تاریخ کہنے واجب ہے
مہر تصویر راجہ صاحب ہے

تاریخ

چون جہان گیر بیگ از دم تیغ
زین جہان عازم جنان گردید

پے تاریخ فوت آن مرحوم
گفتم اے مہر چار یار شہید

تاریخ تصویر کنور

شبیہہ چکردرنی سنگھ دیکھی
دکھاؤن نقشہ تقریر شاعر

کہون تاریخ اس صورت سے اے مہر
فقط لکھدون یہی تصویر شاعر

تاریخ طبع سراپا سخن

اسے تذکرے کی ہے رائج جہان مین
ہر اک سطر موج نسیم معانی

ہوا میر محسن علی کا یہ احسان
کہ ہے عطر آگین شمیم معانی

کہون مہر تاریخ چھپنی کی اسکے | سراپا سخن ہیں کلیم معانی

تاریخ انتقال محمد مرزا

اینکہ مرزا محمد آہ بمرد | نیک بشنو زمن کہ حالش چیست
بدٔ محمد رحیم را پسری | واقعات پدر چنین مرویست
ہشت و ہفتاد سالہ وسن مرگ | ہشت و ہفتاد و یکہزار و دو و بیست
از رجب نصف ماہ بگذشتہ | مرد اول پدر پسر بگریست
بستمش میرزا محمد شرد | ہم پدر ناجی ہم پسر ناجیست
بود آن مرد پیر پیش نماز | این جوان مرد صالح و شیعیست
مصرع سال فوت این گفتم | بود دشوار پنج روزہ زیست

تاریخ

بے ساختہ اے مہر مجھے حسن سے ہی الفت | یہ اوسکے لئے اپنی شب و روز دعا ہے
دشمن تو جلین شاد رہون اوسکا ہین اک دوست | روشن ہے نہین مہر ہون عیسی وہ مرا ہے
گوش ہمہ تن گوش سنے مژدہ فرحت | اللہ سے امید یہی صبح و مسا ہے
جاہ و حشم و دولت و اقبال ہوا فزون | آغوش مین اپنے ہو کہ اوسکے ہی ہما ہے
ناز اوس مہ تابان کے اوٹھاوئین ہی اے مہر | صدقے رہو نین اوسپہ یہ دل جسپہ فدا ہے
آج اوسکی وہ امید بر آے وہ رہی بات | حاسد ہین خجل جس سے تو اعدا پہ دہشا ہے
بے ساختہ تاریخ کا یہ مادہ اے مہر | ہاتف نے کہا شکر ہے احسان خدا ہے

تاریخ

صدر اعلے کہ محمد حسن است | داور پرورش چو خدا ہے متعال

مصرعہ تاریخ ولادت گفتہ | بادِ خورشید بہ اوجِ اقبال

مثنوی

اے مہرؔ جناب صدرِ اعلیٰ | فرزندِ نرینہ یافت امسال
تاریخ ولادتش نوشتم | خورشید بود بہ اوجِ اقبال

مثنوی

یافتہ نورِ چشم از خالق | صدرِ اعلیٰ بہادرِ افسرِ من
ہاتفم گفت با سرور و طرب | نامِ تاریخ گو نظیر حسن

تاریخ فوت حافظ محمد حسین

وکیل صدر محمد حسین از ہیضہ | سوئے جنان شد و روز جہانیان بنہفت
بروز شنبہ و ذیقعدہ و دوازدہم | ز شب گذشتن پاسی بخواب مرگ بخفت
امیدوار نجات است مولوی راجہ | رئیس شہر گڑا والدش بجان کلفت
سروش غیب بتاریخ فوت آن مرحوم | چہ نیک بود بیا مرزدش خدائے بگفت

تاریخ مسجد بی چندا

محراب عبادت راشد مسلمہ بانی | برخیز پئے طاعت گر صاحب ایمانی
اے مہرؔ بتاریخ این مسجد بی چندا | گفتم زہے آثار شید اے مسلمانی

تاریخ مسجد

شیخ عبداللہ مستحکم بنائے دین نہاد | مژدہ باد از اہدو عباد حق آگاہ را
بہر تاریخ بنائی مسجد عالی سروش | دید بر باب عبادت خانہ عبداللہ را

تاریخ چاہ میر ولایت حسین

قرب شاہ ولایت متھرا
طرفہ تعمیر شد دو تا یک جا
اے خوشا آب سرد و شیرینش
گفتم اے مہر مصرع تاریخ

از ولایت حسین ذو الا کرام
چاہ پختہ بقصبہ نقرہ خام
کہ از و خلق گشتہ شیرین کام
مایہ ہر دو چاہ فیض عام

تاریخ

منشی و ذی فہم و عدیم المثال
مہر پڑھو مصرع تاریخ فوت

وای عظیم الدین حسن ہائے ہائے
ہائے عظیم الدین حسن ہائے ہائے

تاریخ

حسینوں کا ہو کس طرح صدمہ
یہی تاریخ کا مصرع کہو مہر

طبیعت آخرش انسان کی ہے
دلا تربت یہ ممن جان کی ہے

منہ

رفت افسوس چو ممن ز جہان
سال تاریخ و فاتش جستند

طبع زین واقعہ گردید کلفت
داخل خلد بود مہر بگفت

منہ

اوٹھ گیا افسوس کیسا مہوش صاحب جمال
شش جہت مین ایک ہی یہ مصرع تاریخ ہی

بے ثباتی کیا کہوں دنیا کی اس دنیا پہ تف
ہائے ممن جان کہہ بار دو اکبار اُف

تاریخ آتش گرفتن باروت بکٹرہ منڈرام آگرہ

کٹرہ مین منڈرام کے آج آگ لگ گئی
جل بھنکے خاک ہو گئے بیچارے دفعتاً

نو آدمی بنجلیبی اپنے معاد کو
آئی تھی شب برات بھی اُنکی جہاد کو

بارود خانہ اوڑ گیا بارود ساز کا
سوجھا یہ کھیل کیا فلک کج نہاد کا
اس واقعہ کی کہتا ہوں تاریخ یہی پائیے
بارود ہو دو چند تو اوڑ جاوے حساد کو

تاریخ نبیرہ منشی تفضل حسین مہر بٹھوری

مبارک ہو تمہیں اے شاد دل شاد
دیا اللہ نے بیٹے کو بیٹا
ہوئی جب مہر کو تاریخ کی فکر
کہا جیتے رہو بوڑھے ہو بیٹا

تاریخ

تجھ میں پنہاں ہوا ہزار افسوس
اے زمین آسمان بیت اللطف
پڑھیے تاریخ گور حسو پر
ہاے قبر نشان بیت اللطف

تاریخ

متقی مرزا علیم الدین بیگ
مسجدے تعمیر خاطر خواہ کرد
مصرع تاریخ ہاتف گفت مہر
آن ہمہ کار خلیل اللہ کرد

تاریخ خلعت بدربار لارڈ الجن گورنر جنرل بہادر بہ مصنف

دربار گورنری سے پایا خلعت
احباب میں اپنی شاد ہر ایک ہوا
اے مہر پڑھوں میں اب سیچی تاریخ
پیچ دو شالہ خلعت نیک ہوا

تاریخ رفتن جان ہالٹ بیٹن صاحب کمشنر

جان ہالٹ بیٹن صاحب گئے یہاں
رونق افزا شکل ماہ آسمان
انکے جانے کی پڑھو تاریخ مہر
تیرہ و تاریک ہے کل ہندوستان

ایضاً

جانب انگلینڈ چون گشتہ روان
جان ہالٹ بیٹن صاحب رتبہ دان

میرزا حاتم علی تاریخ گفت — رفت مردے رونق ہندوستان

سنہ

امیر کشور انگلنڈ جان ہالت بیٹن — زمانہ حاکم عادل اب ایسا پاے کہان

غریب پرور وعاجز نواز وبیکس دوست — جہان مین دوسرا ایسا کوی بتاہی کہان

اگرچہ معدلت آرا تھی راے کسرا کی — مگر جو راے ہے انکی وہ اوسکی راے کہان

در قبول جو مشہور ہے وہ در اونکا — امیدوار کی امید اب براے کہان

ہوئی یہ عازم لندن تو بیقراری مین — کچھ اپنے منہ سے نکلتا نہین سواے کہان

چراغ لیکے اگر ڈہونڈہے مہر عالم مین — بتائی تو کہ آقا وہ ایسا پاے کہان

وہ مہر تفتہ کہ حاتم علی ہی جسکا نام — جو انکے قدمون سے چہوٹی تو سر جہکا ملے کہان

فراق سے ہے مگر ماہ فروری ہمسر — اثر فراق کا کیونکر نہوی جاے کہان

دعا کو ہاتھ اوٹہاے تو ہان اوٹہا مہر — وگرنہ دامن دولت سے ہاتھ اوٹہاے کہان

ہمیشہ شاد رہین یہ جہان رہین یارب — سواے ہند ہمارے لئے ہے جاے کہان

دعا کے بعد ہمین فکر سال عزم ہوئی — کہ شاعر اور طبیعت کو آزماے کہان

پڑہا یہ مصرع تاریخ بلبل دل نے — بہار باغ سے چلے نکہت گل آے کہان

۶۱۸ ۶۶

تاریخ تصویر شمع رخصت بیٹن صاحب

تصویر ہی بول اوٹھے کہ اب ہی ہلنا — تصویر کی بلبلون کا عزم گلشن

اے مہر یہ ہے نیا شگوفہ تاریخ — تصویر وداع بادہ بزم گلشن

۱۲ ہ ۲۲

سنہ

نہین نقشہ یہ نقش حیرت ہے — یکقلم سبکو رنج فرقت ہے

اسکی تاریخ بہی کہوا ے مصہر — بزم تصویر واہ صحبت ہے

تاریخ

رحلت کی محمد رمضان نے رمضان مین — تو بخشیو تو بخشیو تو بخشیو یارب
تاریخ وفات اے قلم فکر رقم کر — ماہ رمضان ماہ عزا آہ ہوا اب ۱۲۹۲ھ

تاریخ

چٹ پٹ ہوئین بی درگا تا نگی کی پالنے سے — اے چرخ ستم پرور بیداد اسے کہتے ہین
اک قہر ہوا بر پا اوترا ہے کمر کولا — ہاتف نے کہا درگا افتاد اسے کہتے ہین ۱۲۹۲

تاریخ ختم قرآن درگا

چو درگا ختم قرآن کرد و قرآن در گلہ ہیکل — بنا ے کفر از ایمان تازہ گشت مستاصل
بہد یہ آیۂ لایستوے برخواند خوش ہاتف — وقضا فزود بر لایستوے تا جنۂ اول

تاریخ فوت مدرس چنار گڑہ

افسوس صد افسوس وہ منشی وہ مدرس — دنیا سے سدہارے ہین کہ غم جنکا ہی جیکو
ہاتف نے پڑہا مصرع تاریخ یہ ای مہر — بس رنج ہے کیون موت نہ چہوڑیگی کسیکو

تاریخ مدرس مرقوم

سوے عدم روان شد منشی گنیش پرشاد — از چشم ما نہان شد منشی گنیش پرشاد
الا مر و مودود گفتم سن مسیحی — افسوس ای از جہان شد منشی گنیش پرشاد

تاریخ وا گذاشت جامع مسجد اکبر آباد بسعی آغا سجاد علی خلف الصدق
مصنف سابق مسل خوان صدر حال سر رشتہ دار کلکٹری ایٹہ

جناب ٹن صاحب حاکم صدر | اونہین کا کام ہے رحمت قرین کام
سفارش اوسکی کی آغا نے اے مہر | کیا کرتے ہین یون ارباب دین کام
چھڑا دی مسجد جامع جو تھی ضبط | یہ ہے تحسین کے لایق بالیقین کام
دعا دین اگر ہے کے اہل اسلام | کہ اوسنے ادا کچھ ہمسکو نہین کام
یہ ہاتف نے پڑھا مصراع تاریخ | ہوا راہ خدا بے شک بہین کام ۱۲۸۳

تاریخ ختنہ

چو بزم ختنہ و مکتب بہم شد | بگویم مہر تاریخ مسجد د
عباد اللہ اینک از سر ہد | قلم را قط زد و در مکتب آمد ۱۲۸۳

منہ

بفکر سال تاریخم من اے مہر | کہ جشن سنت آمد سعد و اسعد
عباد اللہ را مختون کردند | چو شد ایما ے ملہم ختنہ گردد ۱۲۸۳

تاریخ عقد

عزیزی میرزا راحت علی بیگ | کزو پیداست شان میرزا ی
چو شد عقدش سروشم گفت اے مہر | بگو مسعود باد این کتخدائی ۱۲۸۴

تاریخ

حیدری و رئیس ابن رئیس | مستند ذاکر شہ مظلوم
سوے فردوس رفت و مہر بگفت | نیک تر میر مہدی مرحوم ۱۲۸۳

تاریخ

سہم صاحب کتاب علم کلام | مذہب حقہ جس سے ہو جالی

کی تفضل حسین خان نے وقف | جند احود و ہمت عالے
کیون نہ ہون یہ حاجی و دیندار | نہین اچھون سے تو جہان خالے
وہ سخی ہین یہ جنکے وقت سخا | کرین قارون سے لاکھون حمالے
اسکی تاریخ کہئے اب اے مہر | کہ چلا سہم صاحب عالے ۱۲

تاریخ

بعد از حج و زیارت مولوی عبد الوہاب | رخ لبوے ہند کرد و نام خود سالش شگفت
مہر تاریخ شرف اندوزی او فی البدیہہ | شیعہ و زوار و قاری حاجی الحرمین گفت

تاریخ انتقال جناب قبلہ و کعبہ جناب مجتہد العصر سلطان العلما

نور اللہ مضجع پاک جناب مجتہد | ھٰہنا روح و ریحان و جنات النعیم
قبلہ و کعبہ معین مذہب اثنا عشر | سیدی سید محمد منبع فیض عمیم
بود ہمنام شفیع المذنبین آن ذات پاک | رفت و با روح مقدس در جنان گشتہ ندیم
یک جہان در ماتم او سر برہنہ ہمچو مہر | عالمے چون ماہ دارد بر جگر داغ عظیم
میرزا حاتم علی مہر اینچنین تاریخ گفت | ہادی کونین و مصباح صراط المستقیم ۱۲

ایضاً

رفت بخلد برین سید عالیجناب | آنکہ از و میشد اہل جہان فیضیاب
مصرع سال مسیح نیز رقم کرد مہر | مجتہد دین حق قبلہ و رضوان مآب ۱۸ ۴۹

ایضاً

دنیا سے دلا مجتہد عصر سدھارے | وہ طے ہوا در پیش جو تھا مرحلہ خلد
تاریخین کہین اور تو ہجری و مسیحی | مہر اب ہے فصلی بہی کہون داخلہ خلد ۱۲۷۴ فصلے

منہ

دنیا سے گئے سوئے جنان مجتہد العصر
فردوس میں رضوان سے مورخ نے بیان مہر

کیوں تیرہ و تاریک نہ عالم نظر آئے
ہاتف نے کہا عالم اثنا عشر آئے
۱۲ ۲۴ سنہ

منہ

ہندوستان سے اوٹھ گیا علامہ جہان
سمت کا ایک مصرع تاریخ کہئے مہر

حق تو یہ ہے کہ خانہ ایمان ہوا تباہ
رضوان ماب مجتہد عصر آہ آہ
سنہ ۱۹ ۲۴

تاریخ جلوس مخاطب بخطاب ملک العلما تاج الاتقیا افسر مومنین رئیس المسلمین عرش کلاہ مورد عنایات بیغایات واجد علیشاہ مجتہد العصر والزمان نائب حبیب یزدان مولانا سید بندہ حسین صاحب

جناب مجتہد العصر میر بندہ حسین
برائے سال جلوسش رقم زدم ای مہر

پس از وفات پدر گشت وارث و والی
کہ عہد ہادی دین مدظلہ العالی

تاریخ دیوان نعت صادق علی مداح
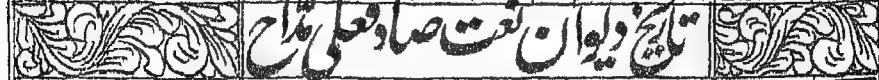
مرحبا ختم رسل ہے ممدوح
مہر دیوان کی تاریخ کہو

زہے شان و درجات مداح
عجب آثار سجا ست مداح
۹۲ ۱۲

تاریخ تذکرہ منہ

تذکرے ہیں برنگ گلدستہ | سخن شاعران کامل ہے
مہر سے سن کے مصرع تاریخ | واہ وا نغمۂ عنادل ہے

تاریخ نام

بہر تولید پور عبد اللہ | کیجے اہتمام تاریخی
بے تامل حساب کر لو مہر | مظہر الحق ہے نام تاریخی

تاریخ

منشی غلام غوث ہیں مشہور بیخبر | ہمسا بھی بیخبر مگر اے مہر کم ہوا
اونکے علیل ہونیکا فصل وبائی ہیں | مطلق نہ ہمکو علم خدا کی قسم ہوا
اب جو سنا تو ٹھیک ہوا پر یہ شکر ہے | اوس سے سوا خوشی ہوئی جتنا کہ غم ہوا
ہاتف نے ایک مصرع تاریخ پڑھ دیا | اچھی طرح سے ہیں یہ خدا کا کرم ہوا

تاریخ

ہو کر علیل مرزا امام الدین بیگ ہائے | دار فنا سے ہو گئے عازم سوئے عدم
حافظ سے جب مرض میں تفول کیا گیا | نکلا تھا فال میں یہی حکم قضا شیم
شعر قضا کہ در تتق غیب منزویست | مستانہ اش نقاب ز رخسار بر کشم
اے مہر قصہ مختصر اس نیک مرد کی | تاریخ فوت ہمنے کہے ہے یہ درد و غم

تاریخ انتقال دوست مہر رشک منوچہر صاحب زبان خاک پاک خراسان کج کلاہ عارف علیشاہ

خراسانی جوان عارف علیشاہ | بقصد خلد شد زین محنت آباد

پے تاریخ ہاتف گفت اے مہر	کہ امداد علی موسی رضا باد

منہ

شاہ عارف علی حزاسانی	ہمہ دان بود و ماہر و عارف
سوے فردوس رفت و مہر بگفت	عالم و دہر و شاعر و عارف

منہ

آہ صد آہ ہشتم رمضان	شد بجنت ز عالم فانی
مہر دل تفتہ سال تاریخش	گفت دہ عارف حزاسانی

منہ

شاہ عارف علی شد سوے جنان	اہل دل ذاکر و شاغل عارف
مہر تاریخ بصد رنج نوشت	شاعری نادر و کامل عارف

تاریخ انتقال مگدر شاہ

پے تعجیلی بجز قید تعجیلی	جاے ورزش گرفت مگدر شاہ
ہان بتاریخ یک عدد بر دار	پس بگو یکہ رفت مگدر شاہ

منہ

دم فکر تاریخ افسوس شد	کہ عارف علی شاہ افسوس شد

تاریخ مسجد

وارد آگرہ و عمدہ رئیس میرٹھ	عابد و زاہد و جویاے رضاے معبود
خان ذیشان حق آگاہ محمد یار اب	بانی دین کدہ ہین شکل خلیل و داؤد
صرف اوس صاحب ہمت نے کیے تین ہزار	کیون نہ اس مسجد عالی کی جہانمین ہو نمود

سب مجھسے فرمایش تاریخ ہی کہئے ای مہر	ہہ چبورت قبلہ ہی یہ مسجد اقصی مسجود

قطعہ

مسجدی کرد بنا آنکہ محمد یار است	آرے آرے بود اینہم ہنر درخور دوش
سپئے تاریخ من اے مہر چو میکردم فکر	خانہ پاک خدا سال بنا گفت سروش

خطاب میور صاحب بہادر

رفیع المراتب ذوے الاحتشام	فلک منزلت مرجع خاص وعام
مخاطب شدہ با خطاب بزرگ	زدربار دربار شاہ انام
بآن نام نامی کہ سر میور است	کنون نایٹ بیچلر شدہ انضمام
الٰہی بحق جناب مسیح	بمان او در دہر او شادکام
رقم کرد مصراع تاریخ مہر	خطاب معظم ہمایون بنام

قطعہ

کہ میور صاحب عالی جنابی	کہ اسکندر حشم شوکت مآبی
مشیر خاص نواب گورنر	بعلم وفضل و دانش انتخابی
ارسطو پیش او طفل دبستان	نگنجد مدحتش اندر کتابی
صدف کہ ابر نیسان گوہر آرد	بچشم ہمتش باشد حبابی
بود بحر سخاے حاتم طے	بہ پیش قلزم جودش سرابی
جلیس مسند عاجز نوازی	بفر خسروانی کامیابی
سریر آرائے لندن والی ہند	خطابش داد با صد آب و تابی
فزود استار انڈیہ بخلعت	سپئے تاریخ میکردم حسابی

بگفتا میرزا حاتم علی مہر ۔۔۔ چہ زیبا خلعت و عالی خطابی

تاریخ تولد فرزند میر محسن علی

میر محسن علی خجستہ شعار ۔۔۔ روز نوروز یافت زیب کنار
پئے تاریخ گفت و گفتم مہر ۔۔۔ کہ بود جان بابا برخوردار

تاریخ تولد فرزند صفدر حسین خان ڈپٹی کلکٹر

بہ خان خواتین صفدر حسین ۔۔۔ خدا داد فرزند شد حسن عید
چنین گفت تاریخ مولود مہر ۔۔۔ زہے نور چشم سعید و رشید

تاریخ فوت سگ

ایک کتے کے سوا ہمنے تو ۔۔۔ نہ سنا دوسرا کوئی کتا
مگر اک کتے کی تاریخ ہے یہ ۔۔۔ کسقدر اچھا تھا یہی کتا

قطعہ تاریخ انتقال منشی سید کفایت علی سرشتہ دار کمشنری دہلی

الٰہی خوش آباد بادا لفردوس ۔۔۔ ز آلام آزاد بادا لفردوس
بجوان مہر مصراع تاریخ فوت ۔۔۔ کفایت علی شاد بادا لفردوس

تاریخ

ان منشی کمشنری آگرہ کہ مہر ۔۔۔ اور است دخلیق و سراپا تپاک گفت
سوئے جنان شتافتہ ہاتف بصد الم ۔۔۔ تاریخ میر امیر علی خان پاک گفت

تاریخ انتقال میر اکبر علی آہ

ز دنیا و دوستی من کرد رحلت ۔۔۔ بگوشم این ندا ناگاہ آمد
پئے تاریخ رضوان گفت اے مہر ۔۔۔ کہ میر اکبر علی خان آہ آمد

تاریخ متنبّی امیر علیخان سررشتہ دار کمشنری آگرہ

از بیابان عدم تا سر بازار وجود | مہر دید آمد و رفت مہ کنعان چند
زان میان دوستی زین دار فنا شد بجنان | آہ صد آہ کہ فردوشتہ پریشان چند
یافتم مصرع تاریخ وہما شد معدوم | تبلاشش کہ گفتنے آمد عریان چند ۱۲۸۵ھ

تاریخ میر باقر علی جلالوی

شدہ میر باقر علی از جہان | بیا مرزدش مہر رب العباد
نبودہ بدنیا کسے مثل او | رحیم و کریم و سخی و جواد
ولاے علی وے در دلش | اما میہ و مرد خوش اعتقاد
بہ تقوے وزہدان ورع بے بدل | بہ اخلاق بے مثل و عالی نژاد
چو تاریخ فوتش زمن خواستند | بگفتم بخلد برین عیش باد

تاریخ انتقال جمی نواب مرزا اسد اللہ خان غالب متخلص بخطاب نجم الدولہ دبیر الملک

شاعر رفتہ حضور غفار | للہ الحمد گرامی آمد
گفت ہاتف پئے تاریخ اے مہر | بجنان غالب نامی آمد ۱۲۸۵ھ

تاریخ طبع دیوان

شفیقی عالی نسب صادق علی مداح نے | لغت میں دیوان کہا اب مجھ سے سنئے حال طبع
مصرعہ چاہا کہ تاریخ ہاتف نے کہا | جاذب نقش بدیع ہے بس یہی ہے سال طبع ۱۲۸۵ھ

تاریخ

آغا نے مہر پالکی گاڑی خرید کی | لطف ہوا ہے عیش و طرب صبح و شام ہو
ہاتف نے خوب مصرع تاریخ پڑھ دیا | گاڑی خریدنا یہ ہمایون دوام ہو ۱۲۸۵ھ

تاریخ انتقال والدہ ماجدہ مصنف

غفرلہا

جناب مادر من کرد رحلت — دلم از رنج و غم شد پارہ پارہ
پئے تاریخ آن اے مہر ہاتف — یقینی جنتی ۱۲۹۶ گفتہ دو بارہ

سنہ

بپوشم لباس سیہ ہمچو شام — گریبان کنم چون سحر چاک مہر
کہ مصراع تاریخ ہاتف بگفت — شود جنتی مادر پاک مہر ۱۲۹۶ھ

سنہ

ماہ ربیع الاولین شنبہ ہے اور چودھوین — قبلہ دو جہان مہر آج ہوی جنتی
ہاتف غیب نے پڑھا مصرع سال انتقال — مادر مہربان مہر آج ہوی جنتی ۱۲۹۶ھ

سنہ

در قبر نہانست مادر من آہ — این گوشہ گزید قبلہ گویا
گفتم مصراع انتقالش — در خلد رسید قبلہ ۱۲۹۶ھ گویا

تاریخ مثنوی میر اسمٰعیل حسین منیر

میرا مولا ہے ساقی کوثر — میرا پیر مغان جناب امیر
مین ہون مست در بادہ عرفان — ہے مری میکدے مین خم غدیر
اوسکا مداح میرا ہم مشرب — کون اے مہر ہے منیر منیر
مثنوی معجزات مین اوس نے — کہے ہمثیل بے عدیل و نظیر
دو دو مصراع ہر ایک شعر کے ہین — معنے جوشش خفیف و کبیر

کیون نہ تاریخ کا پڑھون مصرع	جام پر نور آفتاب منیر

تاریخ انتقال قیصر شکوہ

کردند گل گریبان صد چاک تا بہ دامن | زیر زمین نہان شد رنگین جوان رعنا
چون عندلیب نالان تاریخ خواندم اے مہر | قیصر شکوہ نامی بود این جوان رعنا

قطعہ تاریخ مونڈن

راجہ عالی ہمم بلوان سنگہ | فارغ البال اب ہوا دہ خوش خصال
یعنی پوتی کا عقیقہ ہوگیا | یا خدا ہو کدخدا ہی اب کے سال
فکر ہے اے مہر اگر تاریخ کی | کہہ مبارک مونڈا شی بال بال

تاریخ

رفتہ مدد علی زجہان آہ بے نصیب | تاریخ کرد مہر رقم سید غریب

تاریخ نبیرہ حمایت علی مارہروی

بہ پور سعید حمایت علی | خدا داد فرزند و نور نگاہ
پئے سال تاریخ گفتا سروش | کہ با اوج خورشید اقبال وجاہ

قصیدہ مع تاریخ بمدح سر ولیم میور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک شمالی و مغربی دام دولتہ

چمک سب درد دل کی مٹ گئی اے مہر میں چمکا | مسیحا پر مرے روشن ہے میرا حال دم دم کا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا | مگر اس بزم عشرت میں ہماری جام ہو جم کا
جنون راموسم گل ہر مکلف کب ہیں دیوانے | عبث شرعی دھر کو نہ اے واعظ ہمیں دیمکا
ظہوری کا ہو ساقی نامہ تشبیب قصیدہ ہی | جو ہو قصد قصیدہ ساقی ممدوح عالم کا
سر و رہا دہ عشرت کی کیفیت ہوئی حاصل | نبا ہی نشہ کی آمد یہ کس کے فیض مقدم کا

کہو صد خوش ہین جوش خرمی ہے جوش خم آسا
گمان ہے موج مے پر شیخ کو محراب کے خم کا

عجب کیا ہے اگر زاہد بناوے بادۂ اطہر
برانڈی مین ہے پانی ملا کر چاہ زمزم کا

وفور شادمانی کے یہ معنے ہین یہ معنے ہین
کہ مے کو ہمنے جب اولٹا تو عالم ہو گیا یم کا

زہے دریا دل و والا گہر نواب جم شوکت
کہ سایہ ابر رحمت کا ہے طبقہ اوسکے شبنم کا

جو ولیم میور کی سی ایس آئی ہے خطاب اوسکا
تو لفٹننٹ گورنر ہند کا ہے رکن کنگڈم کا

نہی فیاض ہے حاتم علی مہر ایک مدحت خوان
ہوا کالشمس اوسکے در پہ سایل ہونا حاتم کا

وہ ہے ابر کرم پنجہ کہ جس سے ہنر برستا ہے
گہر کا لعل کا یاقوت کا ہیرے کا نیلم کا

تہور کا دلیری کا شجاعت کا بیان کیا ہو
بگو راز دست تو رستم ہی لغزہ ہے رستم کا

عدالت سے بدل مطبوع عادل ہو تو ایسا ہو
کہ عین عدل سے ہے دل [illegible] خط توام کا

ستائین ناتوانون کو توانا یہ نہین طاقت
چراگاہ غزالان آج کل بیشہ ہے ضیغم کا

ہمیشہ سے یہ سنتے ہین کہ قطب از جا نمی جنبد
مگر قطب شمالی پر ہے سکہ حکم محکم کا

ترقی علم نے اسدرجہ پائی عہد دولت مین
کہ زیبون پہ مدارس کے گمان ہے شرح سلم کا

رہے وہ سلطنت قایم کہ جسکے رکن ہین ایسے
کوئین وکٹوریا پر چتر ہو دامان مریم کا

یہ لفٹنٹ گورنر مثل گل خندان رہے یارب
چمن مین کام ہے جبتک نسیم صبح و شبنم کا

دعا پر ختم جب کرنے لگا مین اس قصیدے کو
طبیعت نے دکھایا رنگ تازہ فکر پیہم کا

پڑھا یہ مصرع تاریخ مقدم بلبل دل نے
ہے کیا دورہ دورہ ہے بہار باغ عالم کا

منہ

تماشا گاہ عالم چرخ صبح و شام میماند
بہ فانوس خیالی گردش ایام میماند

بنازم دورۂ نواب لفٹنٹ گورنر را
کہ آن جاے حصار امن خاص و عام میماند

سرور عیش و عشرت خرمی شادی حت — بجاے مقدمش ہر یک دمم افزا ہمی باید
بدہ ساقی می باقی ہمین خواست از خدا — نمی بینم کہ در دورت کسے ناکام میباید
کنون طبع رسایم مصرع تاریخ میخواند — مسرت گیر دہر کہ مہر این دورہ دور جام میباید
۱۲ ۱۸ ۷۹

سنہ

مہر لفٹنٹ گورنر ہے جو سرو نیم مہر — دور گردون سے دوام اوسکا مقدم ہو دور
ہفت اقلیم مین جاری ہون اوسکے احکام — تا ابد اوسکا حصار ہمہ عالم رہے دور
رات دن ظل حمایت مین رہے اوسکے خلق — صورت دورمہ و تیر اعظم رہے دور
دور جام مے عشرت کا ہو دورہ اوسکا — کلمہ یہ لب ساغر پہ ہو جم جم رہے دور
اوریہ مصرع تاریخ یہ دون نذر حضور — دولت و حشمت و اقبال کا ہمدم رہے دور
۱۲ ۱۸ ۷۹

تاریخ بہر بار الہ آباد گذرانیدہ شد

نواب فلک مرتبہ لفٹنٹ گورنر — نازد چو بر اسپہ شہر لقبش لب اظہار
مفوض شدہ فکر رساے سن و بر چہید — سر دلیم و ہاکم ہمیوار ازین سحر گہر دار
افتاد بر اقدام مبارک سپے پابوس — دست کرمش دید چو عالم دم ایثار
در مصر کہ از دبدبہ ستم بگریزد — کسر انحطاطی خود و عدلش کند اقرار
ظلمت درین عہد بجا لیکہ بجا نش — خوانند ہمہ فاعتبروا یا اولی الابصار
ترتیب زہے بزم ملوکانہ اگر او — جمشید بصد فخر شود داخل ششصد بار
المختصر اکنون غرض از مطلب خاص است — بس کن نہ دگر طول کشد دفتر اشعار
با فر و شکوہ و حشم و جاہ و تجمل — در آگرہ اے مہر لفٹنٹ بود در دربار
ہمراہ سر اقبال کنم مصرعہ تاریخ — دائم بود این شوکت دربار در دربار
۱۲ ۸۷

تاریخ تولد نبیرہ مصنف خوش مہر

دادفرزند لفبر ندم مہر	للہ الحمد خدائے متعال
تازہ تاریخ ببین رو آورد	زینت وحشمت وبخت واقبال

۱۲۸۶

ایضاً

للہ الحمد عطا کرد پسر خالق خلق	پسرم راکہ بود مقتدی ہشت وچہار
تازہ ایجاد بتاریخ نمودم اے مہر	آید آباد بود لفظ بہ اعداد نگار

۱۲۸۶

تاریخ بہ صنعت غیر منقوط

ہلال مہد سدا سر ملک ادا مولود	مع الامام اہم کامل الوداد آمد
وہم ارادہ اہم الہام کرد ملہم سال	مہ سہ دور ودل مہر را مراد آمد

۱۲۸۶

ایضاً

پسرم را خدا پسر بخشید	میکنم شکر خالق سبحان
ہاتفم گفت مصرع تاریخ	بود او نور چشم وراحت جان

۱۲۸۶

دایرہ تاریخی جسمیں بشمار زوج وفرد سی تاریخ متعدد نکلتی ہین اور مطلع متقسم دایرہ جسکے لفظ لفظ کے عدد نیچے ہر لفظ کے لکھے ہین یہ ہے

سنبیت نام دختان مہر و ماہ	راحت جان نور چشم واوج جاہ

اور یہ مصرع تاریخی خورشید صباح ماہ زیبا صفت دایرہ کا ہے
اور اس مصرع کو تاریخ دایرہ سے کچھ علاقہ نہین
دایرہ یہ ہے
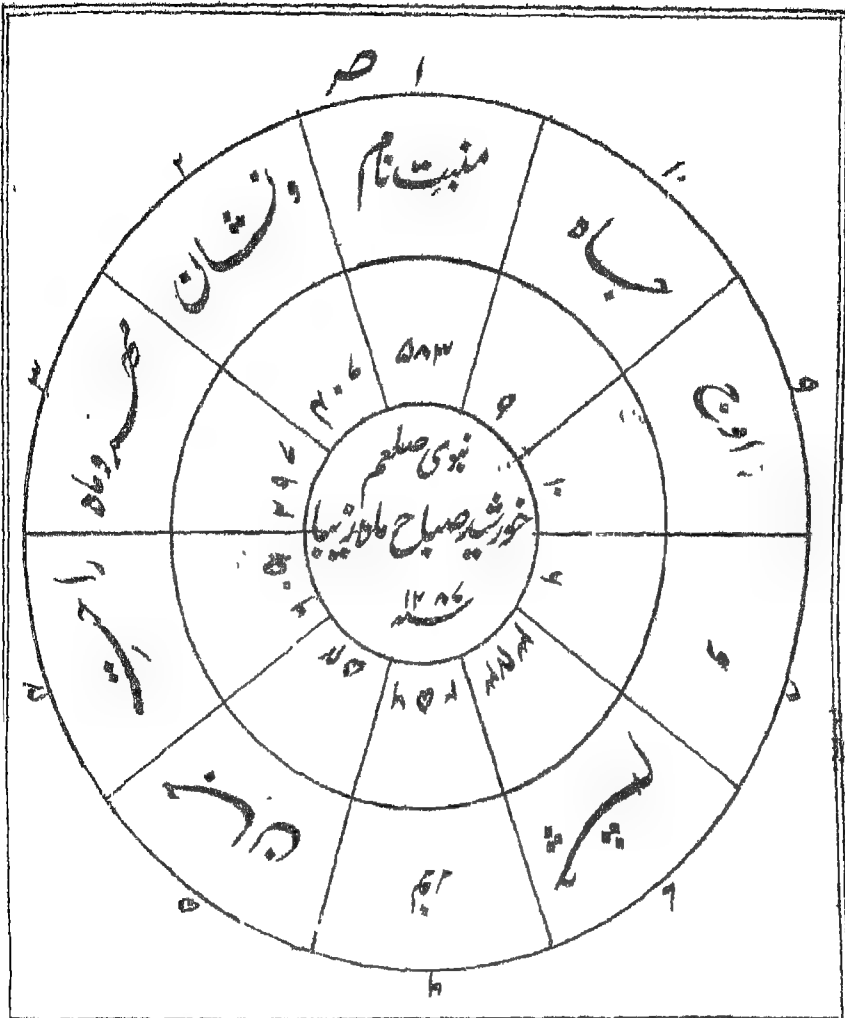
واضح ہو کہ اس دایرہ مین گنتی زوج ہو خواہ فرد شروع ہوتی ہے
آغاز خانہ دایرہ سے جس پر صاد کا نشان اور ایک نمبر ہے لیکن شمار فرد
مین اختتام دور شمار کا خانہ آغاز یعنی نمبر ایک پر ہوتا ہے اور زوج کے
گنتی مین گنتی کی شمار کا دور ہمیشہ خانہ نمبر دس پر تمام ہوتا ہے اور فرد کی
گنتی مین ہر خانہ شمار شدہ سے پھر گنتی شروع ہوتی ہے بر خلاف زوج کے
کہ اوسمین خانہ شمار شدہ کو چھوڑتے جاتے ہین اس طرح سے

طرز شمار فرد			خانہ دایرہ کے عدد	طرز شمار زوج				خانہ دایرہ کے عدد اوپر خانہ کے نشین لکھے جاتے
۱	۲	۳	۲۹۷ پہراسی خانہ سی گیوا	۱	۲	۳	۴	۶۰۹
۲	۳		۵۴ پہراسی سے گیوا	۱	۲	۳	۴	۶
۲	۳		۳۴۳ علی ہذا ۱	۱	۲	۳	۴	۴۰۷
۲	۳		۱۰ علی ہذا	۱	۲	۳	۴	۲۵۶
۲	۳		۵۸۳/۱۲۸۷ تمام شد	۱	۲	۳	۴	۹/۱۲۸۷ تمام شد

غرض زوج و فرد کی ہر گنتی سے یہی سنہ ۱۲۸۷ برابر نکلتے ہین سوا اوسکے کہ جو گنتی خانہ اول اور خانہ دش پر پہلی ہے شمار مین تمام ہوگی

منہ

افضال خدا و پنجتن کا صدقہ — مہ پارہ ہے مہر جو ہمارا پوتا
تاریخ ولادت اوسکی ہاتف نے کہی — جیتا رہے آپ کا وہ پیارا پوتا

منہ

مجھکو خالق نے کیا پوتا عطا — یا الٰہی روز یہ ہو اوج موج
مصرع تاریخ ہاتف نے پڑھا — ماہ پیکر مہر طلعت مہر اوج

منہ

مہر فیض مبدء فیاض دیکھ — شہرت حاتم عنایت سے یہی
مجھکو اب پوتا دیا اللہ نے — گوہر بحر سخاوت سے یہی

قاف قرآن میں جو نکلا پھر نام | ہوگا صد سالہ اشارت ہے یہی
نام رکھوں اسکا میں قاسم حسین | نیک طالع نیک قسمت ہے یہی
مصرع تاریخ پڑھتا ہے سروش | آفتاب جاہ و حشمت ہے یہی ۱۲۸۴

ایضاً

ہمیشہ خوش ایمہر آغاز ہو بفضل خدا | جہاں میں وہ ہو اوسکا بیٹا رہے بہم دایا
پئے عیسوی سال ہاتف نے مہر پڑھا مشاد | خدا نے دیا ہے تو جیتا رہے یہی لی دعا

تاریخ جلسہ ولادت
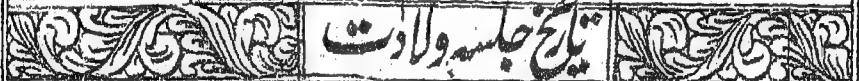
خوشا بزم میلاد قاسم حسین | کہ عیش و طرب راست در وی وفور
فروغ ضیا دید مانند شمع | درین انجمن جلوہ افروز نور
ترانہ سرایان کہ قربان شان | پریزاد در قاف و در خلد حور
بود عمر مولود عمر خضر | دعا بر لب شاعر ذی شعور
بخوان مہر مصرع تاریخ جشن | ہمہ شادمانی و جشن و سرور

ایضاً

شاد قاسم حسین مرزا باد | قدمش سعد و نیک بی شک شد
ہست تاریخ محفل میلاد | جشن جمشیدیش مبارک شد

حرز تاریخی

چشم بد دور مہر نور نگاہ | بوجود آمد است بسم اللہ
گفت نقش نگین حرز سروش | یا ابد جاہ اسم ذات اللہ

سجع تاریخی

نعمت کونین را اے مہر قاسم حسین ۱۲۸۴ھ

تاریخ ترتیب دیوان از سر آمد روسا عالی تبار وسر تاج صنا دید روزگار والا دودمان عظیم الشان افتخار راجہاے ذی تفاخر جناب مستطاب مہاراجہ بلوان سنگہ بہادر حصل اللہ امالہم وزید اللہ اقبالہم

لکھوں کیا میں تعریف دیوان مہر اب
نہ ہاتھوں میں قدرت نہ طاقت زبان میں
یہہ تاریخ بھی ہے دعا بھی ہے راجہ
رہے مہر کا نام روشن جہان میں ۱۲۸۴ھ

تاریخ از لعل شب چراغ افسر امارت وگل سر سبز گلشن ریاست امیر ابن امیر عظیم الشان وبینظیر خلف الصدق مہاراجہ بلوان سنگہ راجہ متخلص بہ مہر والی بنارس مہاراجہ مہاراجگان عمدۂ صولت میدان راجہ جیت سنگہ بہادر ذی وقار وصفا فر کنور سنگہ وری سنگہ بہادر متخلص بہ کنور

تا قلم ملک سخن مہر است و نظم
ہست یک مجموعہ فرمان مہر
ان قدر دارد ضیا ہر مصرعہ اش
میشود پیدا گر وخود نشان مہر
سال تاریخش ہمین گفتم کنور
ماہ تا باں نیست یا دیوان مہر ۱۲۸۴ھ

ولہ

جب ہوا مہر کا دیوان ترتیب
سب مجھ سے با لقب نے کہا پی دربیا
اپنے استاد سے کہدے تو کنور
یہ غیرت مہ ہے تاریخ یہہ ہے

تاریخ سرمایہ تفاخر بابو رن بہادر سنگہ بہادر برادر زادہ راجہ کاشی حفظ اللہ عن الحوادث

کلام مہر منور بھی ہو چکا ترتیب
جہاں میں نور کی اک بر تو افگنی ہوئی آج
پڑہو یہ مصرعہ تاریخ اے بہادر اب
طلوع مہر منور کی روشنی ہوئی آج ۱۲۸۴ھ

ولہ منہ

ہوا ترتیب مہر کا دیوان — یعنے کا شمس ہو صفت جسکی
پئے تاریخ مجھ سے فرمایا — کہ بڑھا نا تھے آبرو میرے
ورنہ ذرہ سے کیا ہوں مہر کے وصف — ہو بیاں تو وہیں کی جلوہ گرے
اپنا شاگرد خاص جانکے یہاں — دیا ادنیٰ کو رتبہ عالے
حکم اوستاد کا بجا لانا — اسے بہادر تھی شان شاگردے
پڑھ دیا مینے صاف یہ مصرع — رشک ہے اسکا شاعروں کو بھی

ولہ

ہوا ترتیب مہر کا دیوان — ایک دریا فیض جس سے بہا
تو بہادر نے اپنے ہی دل سے — نسخۂ التہاب قلب کہا

ولہ

بترتیب پرنور شد نظم مہر — خوش اختر شدہ ہند از پرتو او
بہادر بتاریخ مصراع گفتہ — منور شدہ ہند از پرتو او

تاریخ از برادر بیجان برابر مرزا عنایت علی ماہ سلمہ اللہ

چون ز اشعار مہر بہ فضل خدا — مہر افزود آب و تاب سخن
گفتم اے ماہ مصرع تاریخ — زہے دیوان آفتاب سخن

تاریخ از برخوردار سعید ازلی مرزا سخاوت علی المتخلص بہ ضیا سلمہ اللہ تعالیٰ سررشتہ دار کلکٹری

نہیں کچھ اہل زمین پر ہے اے ضیا پرتو — ہوا ذریعہ فروغ سپہر کا دیوان
کہا ہے مصرع تاریخ ایک سے بہی — ہوا جو صبح ابد ہے یہ مہر کا دیوان

تاریخ از سزاوار اعزاز و توقیر جناب میر محمد امیر صاحب حیدر

ہمہ دیوان مہر پر نور است
جلوہ گر شد ازین کتاب فروغ

فکر تاریخ سال کردہ چہ دیر
یافت از روے آفتاب فروغ
۱۲

تاریخ از سر آمد شعراے لکھنؤ جناب شیخ فضل احمد صاحب کیف سلمہ شاگرد میر وزیر صبا مغفور

طراز یافتہ دیوان مہر از ترتیب
کہ گشت آینہ اتحاد از ور روشن

بسال او چہ نگارد جز اینکہ گوید کیف
سواد شمسہ مہ و مہر باد از ور روشن
۱۲۹۸

مسدس

دیکھکر باغ سخن دل نے کہا
کیا گل بیخار شعر مہر ہین

مال دنیا ان کے آگے خواب ہے
دولت بیدار شعر مہر ہین

عقدہ دل ان سے وا کیون کر نہو
کاشف اسرار شعر مہر ہین

سر پہ رکھتے ہین انہین عالی وقار
طرہ دستار شعر مہر ہین

کیف سے لکھئے مصرع تاریخ یہ
مطلع انوار شعر مہر ہین
۱۲

از منشی عبد البصیر صاحب متخلص بہ حضور شاگرد افصح الفصحا امیر مینائی علیہ الرحمۃ

کرد سحبان حواس خود را گم
دید چون نظم و انتظام مہر

حق ہمی گفت آب سلسبیل نشست
روز اول زبان و کام مہر

کے ببام فلک فرود آید
طایر کو پرد ز بام مہر

سخنش آسخنان مدون شد
کہ منور از دست نام مہر

سال تکمیل او بگفت حضور
کہ مرتب شدہ کلام مہر

قطعات تاریخ از راجہ جو شوقت رای صاحب عرف بین جی صاحب لکھنوی
خلف راجہ لال جی صاحب بہادر بخشی الممالک سرکار اودہ در سنہ ہجری و عیسوی

گلدستۂ کلام مہر مرتب کہ از صفا	روشن سواد او بہ شب تار چون مہ ہست
خوشوقت کرد مصرع سالش رقم چنین	دیوان مہر مطلع انوار چون مہ است

منہ

سخن مہر ہے یا کان جواہر یہ ہے	گوہر درج فصاحت کا خزانہ دیکھو
کہدو پوچھے جو کوئی سال مسیحی خوشوقت	دولت مہر و محبت کا خزانہ دیکھو

تاریخ از منشی تجمل حسین صاحب عمدہ رئیس مضافات لکھنو قصبہ دیوا شریف دار فوجداری ضلع اٹیا اسلمہ اللہ تعالےٰ

تافت از شرق طبع بلند	صورت خورشید چو مہر سخن
گفت بتاریخ تجمل حسین	کلیۂ للّٰہ مہر سپہر سخن

تاریخ از شیخ وجیہ الدین صاحب رئیس مارہرہ کہ در ضلع ایٹہ پھاٹک دار ہستند و او ردن لفظ پھاٹک بہر کلام خویشتن التزام دارند

بیتون مین یان سے جلوہ معنے اوسیطرح	جسطرح زیب و زینت ایوان شمسہ ہے
پھاٹک کا دل نکالکے تاریخ کہہ وجیہ	قصر بلند فکر کا دیوان شمسہ ہے

تاریخ از صاحب فکر سخن شیخ دیدار حسن صاحب متخلص بہ حسن

جسنے دیکھا کلام مہر کہا	واہ کیا نظم دلپذیر ہے یہ
ناسخ و مہر مین ہے فرق یہی	تھے شہنشاہ وہ وزیر ہے یہ
سال ترتیب اسے حسن کہدے	اچھی دیوان بے نظیر ہے یہ

منہ

عجب ہوئی ہے ترتیب نظم میر حسن
بلبل خامہ چہک کر بول اوٹھا

فکر سال عیسوی تھی اے حسن
کہہ بہ بزم شعر شیرین سخن

اسمای تاریخ دیوان از مصنف

خیالات مہر ۱۲ | نظم میر حسن ۱۲ | الماس درخشان ۱۲

تاریخ از جناب امیر الامرا ظہیر الشعرا سخنور معتمد اوستاد مستند ہمیشان نو جہر مخدوم مہر شرف اندوز ملاذ و افتخار معانی شناسان ہمعاصر میرزا کلب حسین خان صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر متخلص بہ نادر

دیوان مہر آن کہ بود افصح الکلام
تاریخ سال خواستم اے نادر از سروش

ترتیب یافت شاد شدہ طبع ارجمند
آمد ندا ے غیب بگو اختر بلند ۱۲

قطعات تاریخ انتقال حضرت مہر مرحوم معہ اوس عبارت کے جو جناب مرزا سخاوت علی بیگ صاحب ضیا مغفور نے واسطے شایع کرنے کے بصورت رسالہ علیحدہ ترتیب دینا چاہا تھا اور نا مکمل رہا بجنسہ یہاں پر تحریر ہوئی

ہاے ہاے

تاریخ ۲۸ شعبان سنہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸ اگست سنہ ۱۸۷۹ء روز دوشنبہ عین نماز مغرب کیوقت مجھکو داغ بے پدری بلعمر ۲۵ سال کی عمر میں نصیب ہوا جناب فلک رکاب عالی منزلت ہمہ اوج سپہر جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر نے انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون - احباب جناب مغفور اسکن اللہ فی الجنان نے جو تاریخ

وقطعہ میرے پاس بھیجا انکو اس کتاب میں درج کیا ہے

قطعۂ تاریخ چودھری جناب مرزا محمد تقی بیگ صاحب زمیندار سوہرو ضلع ایٹہ

میرزا حاتم علی نے دنیا سے
کر دیا جبکہ آخرت کا سفر

کہا ہاتف نے سال رحلت لکھ
خلد میں اونکو حق نے بخشا گھر
۱۲۹۶ھ

جناب منشی محمد مہربان علی صاحب برشاگرد حضرت مغفور

مرزا حاتم علی مہر نام نکو برد
باید اورا ساکن جنت شمرد

ابر گفتہ مصرعہ تاریخ فوت
یادگار ناسخ و صاحب بمرد
۱۲۹۶ھ

جناب نواب محمد فدا حسین خانصاحب ولد نواب محمد ولایت علیخانصاحب رئیس فتحگڈھ

میرزا حاتم علی مہر سپہر شاعری
مصدر علم سخن سر چشمہ جود و سخا

رخت ہستی بست از دنیا سوی خلد برین
زیجا بر داشتند ارباب خلعت با صفا

داشتم الفت بہ آن مغفور من از بد و عمر
دفتر مہر و محبت آہ برہم زد قضا

ہست فرزندش سخاوت علی با شہور نام
تا ابد ماند بہ او گویم بزرگانہ دعا

ہمچنین تاریخ سال عیسوی گفتم فدا
نام حاتم ماند باقی از سخاوت در اینجا
۱۸۷۹ء

دیگر

جناب میرزا حاتم علی مہر
شدہ چون جانب جنت روانہ

کنون گویم فدا تاریخ رحلت
ز دنیا رفت یکتائے زمانہ
۱۲۹۶ھ

دیگر

خبر مرگ مہر ہر کہ شنید
بر کشید آہ و گفت وا ویلا

از سر چرخ زد ندا ہاتف
مہر تابان نہفت وا ویلا
۱۲۹۶ھ

دیگر

مرزا حاتم علی مہر آہ دنیا سے اوٹھے ۔۔۔ یہہ الم کسکو نہین کسکو نہین افسوس ہے

مصرعہ تاریخ مین نے سال فصلی مین کہا ۔۔۔ مہر تابان چھپ گیا زیر زمین افسوس ہے ۱۲۹۲

از جناب غلام محی الدین اکبرآبادی شیدا تخلص

آراست چو حاتم علی مہر رخ خلد ۔۔۔ ویران شدہ بی شمع رخش محفل احباب

الہام شد این مصرعہ تاریخ بہ شیدا ۔۔۔ پنہان بہ زمین وای شدان مہر جہانتاب

دیگر

مرزا حاتم علی مہر حیف ۔۔۔ رفت ازین عالم سوی دار السلام

کرد شیدا سال تاریخش رقم ۔۔۔ وای و یلا شاعر شیرین کلام

دیگر

رفت چون حاتم علی سوی جنان ۔۔۔ رنگ عیش از گلشن امکان ببرد

بر حسینان جہان آمد بلا ۔۔۔ ہر یک اسباب طرب با غم سپرد

دیگر

خاک بر سر اہل عشرت ریختند ۔۔۔ شد می گلگون ہم در شیشہ دُرد

گفت شیدا بہ حزین مصرع سال ۔۔۔ طوطی خوش گوی ہندای وای مرد

جناب منشی گریا دیال صاحب مشتاق تخلص فرزند رشید منشی ارجن سنگھ صاحب کمیل نامی گرامی رئیس کانپور

وفات میرزا حاتم علی مہر ۔۔۔ ہوئے سامان غم سارے جہان مین

کہا دل نے کہ یہہ یادگار رہی ۔۔۔ لکہون مشتاق کچہہ اردو زبان مین

کہا ہاتف نے تب یون سال تاریخ ۔۔۔ یہہ غم وشان ہوئے داغی جہان مین

۱۲۹۲ھ

تصنیف تاریخ جناب مرزا بابر صاحب اکبرآبادی حزن

دنیا سے گئے میرزا حاتم علی مہر ۔۔۔ یہ صدمہ روحانی نہ پوچھو میرے جی سے
اس غم میں تھا جو ہاتف غیبی نے ندا دی ۔۔۔ اس شخص کو الفت تھی محمدؐ کے وصی سے
مداح یداللہ کا مغفور ہے بے شک ۔۔۔ تاجی نہ ہو کیوں واسطہ آل نبی سے
اے حزن ہوا مصرعہ تاریخ سے ثابت ۔۔۔ جنت کو گیا مہر قومی مہر علی سے

تاریخ جناب میر الطاف حسین صاحب رنجیؔ سورو

جناب مرزا حاتم علی مہر ۔۔۔ اوٹھیں دنیا سے یہ چرخ کہن ہائے
پئے تاریخ رحلت فکر کرکے ۔۔۔ کہا الطاف نے شیرین سخن ہائے

قطعہ تاریخ تصنیف جناب فرزند حسن صاحب جلیل نبیرہ جناب میر مہر علی صاحب انس اخ وسطہ جناب میر علی صاحب

اوٹھا وہ شاعر شیرین سخن زمانے سے ۔۔۔ کہ جسکے رنج والم سے جہان ہوا برباد
لکھا جلیل نے فوراً یہ مصرعہ تاریخ ۔۔۔ جناب مہر سے خلد برین کیا آباد

تاریخ تصنیف جناب میر مہر علی صاحب انس برادر اوسطہ میر انیس صاحب مغفور

میرزا حاتم علی مہر آہ چون رحلت نمود ۔۔۔ رفت در فردوس اعلی روح ان عالیمقام
با جدادِ متقی بود اعزادار حسین ۔۔۔ یا اللہ العالمین محشور گردد با امام
بہر تاریخ وفات آن مہ اوج کمال ۔۔۔ انس گفتم وائے ویلا شاعر شیرین کلام

تاریخ تصنیف جناب سید محمد ہادی صاحب وحید خلف کلان جناب انس مغفور

چو حاتم علی مہر فرمود رحلت ۔۔۔ گل عشرت دوستانش خزان شد
بشد مشتہر این خبر چون بعالم ۔۔۔ بپا چار سو شور آہ و فغان شد
جگر چاک در ماتمش گشت خانہ ۔۔۔ ز چشم دوات اشک حسرت روان شد

زبس بود رنگین نوا مثل بلبل ‏ نصیبش بہ گلزار خلد آشیان شد

وحید از سر آہ تاریخ گفتم ‏ کر آن مہر اوج فصاحت بیان شد

رباعی تصنیف جناب مرزا عاشق حسین صاحب متخلص عاشق خلف مرزا عباس حسین صاحب ملیح ابن مرزا نجف علی صاحب بلیغ

ملتاب ہے دل درد و غم خالی ہے ‏ خون جگری سے چشم مین لالی ہے

اے بزم زمانہ نہ ہو کیونکر تاریک ‏ افسوس کہ مہر سے جہان خالی ہے

قطعہ تاریخ شاعر یکتا سخنور ہمتا جناب حکیم سید رضا حسین صاحب متخلص سہا خویش کلان حکیم سید وزیر صاحب صبا جناب میر وزیر علی صاحب صبا لکھنوی متعلق مرزا سخاوت علی صاحب کلکٹر اٹیہ

اوٹھ گیا مہر سپہر شاعری ‏ جو صفت کیجیے وہ ہی شایان مہر

آہ بھر کر اے سہا تاریخ لکھ ‏ یا خدا فردوس ہو ایوان مہر

تاریخ منشی محمد حافظ علی خان صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر دوست قدیم مغفور

میرزا مہر اوستاد زمن ‏ کس نظیرش ندیدہ و نہ شنفت

عقل در عالم سخن نامش ‏ نیر اعظم شرف میگفت

چون ز دار فنا دلش برخاست ‏ رفت و در خوابگاہ خلد بخفت

گفت تاریخ رحلتش حافظ ‏ آفتاب سپہر اوج نہفت

تاریخ جناب علیم الدین صاحب نائب مدرس پرگنہ اسکول اٹیہ

وا دریغا میرزا حاتم علی زیب جہان ‏ سرگروہ شاعران اہل سخن عالی جناب

گفت ہاتف بہر تاریخش بگوشم بیدریغ ‏ قار دا ملو القرب آرز بہر حساب

تصنیف قطعہ تاریخ جناب مرزا سخاوت علی بیگ مرحوم سب کلکٹر اٹیہ

زد نیا چون مہر گردون جناب ‏ سوے خلد کردہ سفر ہاے ہاے

بگفتم در سال فصلی ضیا
تہ لب و گفتم مہ شعبان وہ آہ آہ
بصد رانچہ سالی بود لب احباب ہمہ بنا
درین مہر چو گرد نہان
ہاتف غیب بسال خویشش
بشنوم ولیت ماہ شعبان
گفتم بسال رحلت او
روز بیست و ہفتم شعبان کہ بود
زد ندا ہاتف بسال رحلتش

اجل داد داغ پدر ہائے ہائے ۱۲۹۶ھ
عالم میں جو یہ محشر تازہ بپا ہوا
وہ یادگار ناسخ مرحوم کیا ہوا ۱۲۹۶ھ
گویا مہر جہان تاب نہفت
دو صد و شاگرد وہ بارہ بگفت ۱۲۹۶ھ
گرد پیچ آسمان تیرہ
مہر شد این جہان تیرہ
از جہان رفت آہ آن جنت مآب
داخل فردوس گردد بی حساب ۱۲۹۶ھ

تمام شد

اشتہار

تاریخ طبع دیوان از جناب افضل الشعرا میر بادشاہ علی صاحب بقا خلف جناب میر وزیر علی صاحب صبا لکھنوی

صاف خوشخط پُر ضیا پُر نور ہے دیوان مہر
ضو میں ہر مصرع مہ نو بھی مہ تابان بھی ہے

کہکشان میں السطور اور دوائرے ہین مہر و ماہ
آسمان قرطاس اختر نقطۂ رخشان بھی ہے

مصرع روشن بھی سال عیسوی میں ہے بقا
مطلع خورشید انور مہر کا دیوان بھی ہے
۹۵ ۱۸ ۱۹

تاریخ دیگر از مرزا محمد قاسم حسین قزلباس نبیرہ حضرت مہر مرحوم المتخلص بہ اختر کورٹ انسپکٹر پولیس ضلع کہیری

کیا چھپا پُر نور دیوان جدّ اعلی کا میرے
ہے ضیا بخش مہ و مہر فلک بے اشتباہ

عیسوی تاریخ اختر مصرع انور میں ہے
مہر کا دیوان ہے اب بیشک ضیا مین مہر و ماہ
۱۸۹۵ء

غزل

سند گردش سیار خط قسمت ہے
نشان خط مین خط پرکار خط قسمت ہے

میرے سرکے ہی سروکار جو اوسکو قاتل
تو یقیناً تیری تلوار خط قسمت ہے

ہورہیگا جو ہے تقدیر مین اچھا ہونا
اب تو بس نسخۂ بیمار خط قسمت ہے

بندہ صاحب کے قدم چھوڑ کے جائیگا کہان
کہ غلامی کا خط اے یار خط قسمت ہے

ہے عجب حال کہ مضمون نہین چلتا اک حرف
کسکی خامہ کی یہ رفتار خط قسمت ہے

مین ہون پامال خرام اوسکی مشیت یہ تھی
نقش پا بھی وہ رفتار خط قسمت ہے

روبکاری میری اور اونکی جو محشر مین ہوئی
مین کہونگا میرا اظہار خط قسمت ہے

کیون نہ مضمون قضا و قدر اس سے کہلتا
جوہر خنجر خونخوار خط قسمت ہے

شوق کسکو نہین اوس در پہ جبین سائی کا
آپ کی ڈیوڑھی پہ انبار خط قسمت ہے

کیا لکھا کرتے ہین کندہ ہون یہ فرشتے وزرات
یہ ہے بیکار کہ بیکار خط قسمت ہے

اس پری کا رہا ستون ہی کے سر پہ سایہ
ہمکو موج سے گلنار خط قسمت ہے

کیا لکھا اسکی سیاہی سے نوشتہ میرا
آپ کا سایۂ دیوار خط قسمت ہے

جبہ سائی کا نشان ہے تیرے سنگ در پہ
دیکھ لے یہ سر معیار خط قسمت ہے

اوس شہ حسن کی محفل مین رسائی ہوئی مہر
ہمکو پیشانی سر دربار خط قسمت ہے

چمن مین آج ہے کس گل کا جشن سالگرہ
جو دلکی کہول دی مطرب نے دیکہے مال گرہ

بقول مہر برس گانٹھ کے کلاوے مین
نظیر غنچۂ گل کی ہے لال لال گرہ

بلائین لینے مین چٹ چٹ ہوا و نگلیان بولین
تو جان لی کہ یہہ کرتے ہین قیل قال گرہ

یہہ جشن سالگرہ کا ہمیشہ ہو یارب
یہان یہہ مصرعہ تاریخ کر خیال گرہ

کہون مین ہو کے مخاطب ابھی اوس سے محفل مین
ہوئی ہے منعقد اب جسکی بزم سال گرہ

کہ اے حسین سیہ چشم عنبرین گیسو
بنا ہے مشک کی تا نامۂ غزال گرہ

پڑے حسینون کے ابرو مین تا ہرو جبتک
غرور و ناز و نخرے ہے ملال گرہ

ہنود حسن کے نقطے کے شکل جبتک ہو
وہ لب کی گانٹھ جو ہوتی ہے شکل خال گرہ

جہانمین تار کہے لمبے بال والون کے
نصیب زلف گرہ گیر مال بال گرہ

لگائین سہرمین جبتک فریب دینے کو
شریر و شوخ دم وعدہ کا وصال گرہ

رہے ارادہ عاشق یہہ وصل مین جبتک
لباس مار کے اک اک کہول ڈال گرہ

کبوتران گرہ باز کی طرح جبتک
کیا کرے دل شیدائے خستہ حال گرہ

جہانمین جیتے رہو کے ہی جب تلک تعریف
ہوا کرین یون ہی جبتک یہہ دو ہلال گرہ

فلک پہ عقد ثریا کے تا نظر آئین
زمین والون کو اے شوخ مہ جمال گرہ

طریق نظم گرد بند کا رہے جبتک
لگائین سلک مین جبتک کہ وہ کمال گرہ

نسیم صبح کے جہونکے سے باغ مین جبتک
ہر ایک غنچے کے کہلتے ہی بے سوال گرہ

بحق آل نبی و ائمۂ اطہار
جہان ہو تم ہو تمہارا ہو جشن سال گرہ

غزل دیگر

آج یہہ جوبن گیا یار کل گیا
اے مہ خورشید رو دن ڈہل گیا

بوسۂ لب کے عوض آنکہین لڑین
رک رہا اعجاز جادو چل گیا

تو سے لئے اوس سے کبین جو ٹہنڈی گرمیان
آفتاب اے ماہ تابان جل گیا

لٹ گئے اسلیے کہ سیدہے ہو گئے
اب کہان ان گیسون کا بل گیا

اچہا ہوگا مگر ... در سے
مین بغل مین داب کر بوتل گیا

آئے وہ مرنیکا یہ ثمرہ ملا
شغل ماتم آخر آخر ہل گیا

دل ہوا ٹہنڈا اونہین لپٹا لیا
غیر اس گرمی سے میری جل گیا

دیگر

نا گوار دل نے سے اکثر ہمکو کیا
ڈوبتا ہے دیدۂ تر ہمکو کیا

کوئی کرتا ہے جو میری اطلاع
آپ فرماتے ہین ہنسکر ہمکو کیا

بوسے ہونٹون کے سن شربت کے گہونٹ
جب ہوئے ہمکو میسر ہمکو کیا

ابرو و مژگان ہی سے مر جائینگے / چاہیے شمشیر و خنجر ہمکو کیا
آپ بت بنتے خدا بنجائیے / ہم ہین کون اے بندہ پرور ہمکو کیا
خاک ہمتو ہو گئے اے آسمان / قبر پر ہو گنبد زر ہمکو کیا
کیون کرین اونکے لب و دندان کی وصف / ہنس دینگے لعل و گوہر ہمکو کیا
ہم سبھی اک ہو قریشہ بندگان / سب نہین ملکتے بہتر ہمکو کیا
ہم تو گردان رہین سگ یار کے / دے سکیگا چرخ چکر ہمکو کیا
ہمتو عاشق ہین تمہاری شکل کے / آپ جیسے ہو ایک بہتر ہمکو کیا
جو کبھی اک بات بھی سنتا نہین / داد دیگا شعر سنکر ہمکو کیا
کہے گر یوسف تو کہنا ہے درست / آپ جیسے ہین پیمبر ہمکو کیا
بس بہار لالہ زار عشق ہو / چاہیے عنبر داغ دل پہ ہمکو کیا
ظہر کا دل سے تھے ٹھنڈا ہو چکا / تم ہوئے گرما ہ پیکر ہمکو کیا

دیگر

کسکی حاجت بحال روا نہ ہوئی / اک قبول اپنی ہی دعا نہ ہوئی
خودپسندی او ہین ذرا نہ ہوئی / آرسی صورت آشنا نہ ہوئی
بیوفائی نہ ہوسکی ہمسے / آپ کی ذات سے وفا نہ ہوئی
میرے دل کی بتون نے قدر نہ کی / حرمت خانۂ خدا نہ ہوئی
چھوڑین حورون کے واسطے پریان / پارسائی یہ پارسا نہ ہوئی
ہوا اونکا سایۂ دیوار / یہ سعادت سمجھے ہما نہ ہوئی
اونسے تھا لطف گرمئ صحبت / ٹھنڈی ٹھنڈی ذرا ہوا نہ ہوئی

دیگر

دیکھنا ہو جسے گلزار مین بیداد سے چلے / ہم چلین تم چلو بلبل چلے صیاد سے چلے
کیون نہ خوش ہو بباغ مین اے سرو روان / اس قیامت کی کبھی چال تو شمشاد سے چلے
سلسلۂ قیس تو بیشکن ہو گئے گر از خود رفتہ / خوش رہے تو کہ ترے دور مین ہم شاد سے چلے
واہ وہ آپنے کیا خوب مرے نالون کی / اچھا انصاف کیا سنتے ہی فریاد سے چلے
مشکل آسان کی اللہ نے گذرا رمضان / آج تو عید ہے ساقی پریزاد سے چلے
جوش جنون مجھکو بہت رنگ دکھائیگا ابھی / دشت وحشت مین میرے ساتھ ہی دست قضا سے چلے
مین جو کہتا ہون مرے گھر چلو تو کہتے ہین / تو ہی گردن پہ کبھی خنجر فولاد سے چلے

وصل ہوگا کہ وصال اتنا تو کہتے جاؤ
چاہیے پیروی حضرت آدم ہمکو
ذکر ہوتا ہے کہان اونکے لب شیرین کا
اونکے کوچہ کو چلے ہم تو کہا مجنون نے
لیچلے بار کفن دوش پہ مرنیوالے
فصل گل آے پریزادو نہ دیوانے ہون
بیکسی کافر کی گلی کا ہے تصور دم نزع
مہر کی جان کا دشمن ہو جو بہتا ظالم

کچھ بھی صاحب نوا بندہ کو ارشاد سے چلے
جو بزرگونکا چلن ہو وہی اولاد سے چلے
چھوڑ کر اپنی دوکانون کو جو فرہاد سے چلے
ہے کدہر قصد کہان حضرت استاد سے چلے
اپنا اٹاٹا یہ مسافر جو چلے لاد سے چلے
کار فضا د سے چلے روز کے جلاد سے چلے
ہم چلے بھی سو جنت شداد سے چلے
کیا مسیحا کی بلا او ستم ایجاد سے چلے

دیگر

میرے دل مین بھی گہر اے مہر بتونکا ہوگا
یہ وہ کعبہ ہے کہ اک روز کلیسا ہوگا
اب خدا جانے کہان ہویگا کیسا ہوگا
دل میرے پاس ہی تہا تمنے بھی دیکھا ہوگا
دیکھنا محتسب آیا تو سوئے میخانہ
شیشے ٹوٹے ہین تو دل بھی کوئی ٹوٹا ہوگا
مین لسونگا بلا سے جو نصیبا سویا
سنکے افسانہ گیسو مجھے سودا ہوگا
کبھی دیکھا نہ فرشتون سے نے وہ بالاخانہ
اوس سے کیا بڑہ کے بہلا عرش معلا ہوگا
کوئی تقدیر کے لکھے کو نہین پڑہ سکتا
ہو رہیگا میری قسمت مین جو ہونا ہوگا
لب جان بخش کا مذکور نہ کروا ہے ہے
ناطقہ بند ترا نطق مسیحا ہوگا
بن پڑیگی کبہی مہندی کی کبہی مسی کی
متلون تو اگر اے گل رعنا ہوگا
چشم بد دور رحم اے جان ہو خورشید جمال
آئینہ بھی تمہین دیکھیگا تو اندھا ہوگا
جسم آئیگا کسیکو تو میرے حال پہ بھی

اسے بتو کوئی تو اللہ کا بندہ ہوگا
قبر پر کسکی سپلے کرکا نصیبا جاگا ۔
نہین معلوم وہ کس نیند مین سوتا ہوگا
طائر دل تو ہزارون ہی پہنسینگے صیاد
زلف پیچان سے اگر بال کا پہندا ہوگا
آبرو قطرہ خون کی ہے جہہ پہلو مین
یہی آنسو کبھی ہوگا کبھی دریا ہوگا
چین سے یار کی جلسون مین گذرتی ہوگی
کچھہ خدا تو نہین وہ بت ہی کہ تنہا ہوگا
اپنے کوچہ مین سجے دیکھہ کے بولے وہ مہر
مرد شاعر ہے کبھی فکر مین بیٹھا ہوگا

دیگر

کب اوٹھاے سے ہمارا یہ دل زار اوٹھا
سبب گرا تو نہ تپ عشق کا بیمار اوٹھا

تیری آواز ہی سنکر لیے بیٹھے گئے
شور نالہ جو کبھی مرغ گرفتار اوٹھا

میری تعظیم کو اوٹھا نہ کوئی محفل مین
اپنی تعظیم کو مین آپ ہی ناچار اوٹھا

عاشقون نے ترے کوچہ مین زمین پکڑی ہے
دل مرا بیٹھ گیا مین اگر اے یار اوٹھا

تیرے دربار سے اوٹھا نہ تو اوٹھون اے دربان
کب اوٹھاے سے تیرے سایہ دیوار اوٹھا

خاک برباد ہوئی چار کے کاندھے نہ گئے
لے الحمد مین دنیا سے سبکسار اوٹھا

وہ کہین پہلو سے اغیار مین بیٹھے رہنا ہے
آج آیا درد میرے دلمین کبھی یار اوٹھا

مجھکو حسرت ہی رہی مین ترے پاؤن ہی پڑا
مجھ سے کیون ہاتھ نہ جلاد جفا کار اوٹھا

رقص بسمل دل نالان نے دکھایا اے مہر
تا سینے گا نیکو جب کوئی طرحدار اوٹھا

دیگر

اے مہر لہو نگا جو گیا پیر مغان تک
اتنی تو پلا دے کہ ہو فرصت رمضان تک

دل دے ہی چکا ہون تمہین سو کچھ جان تک
فرمائیے خاطر کرون اب اور کہان تک

پیری مین جوانی کی ہوس رہتی ہے ا ق
پہنچے نہ ابھی کبھی عمر گذران تک

تا سال دگر ہی کہ نہ رہون زندہ کہ مانند
اتنی تو پلا دے کہ ہو فرصت رمضان تک

ہین کشتہ حسرت [illegible] قفس [illegible]
اے [illegible] فصل بہار [illegible] خزان تک

اے جان تیرا شیب بھی ہے رشک شباب زلیخا
اک رنگ رہا باد بہاری کا خزان تک

مصرع ہین کہ ہین موجۂ طوفان معانی
دریا ہی نہ پہونچیگا تیری طبع روان تک

جو صاحب طبل و علم و نام و نگین تھے
باقی نہین اب اونکا کہین نام و نشان تک

کیا سوز محبت ہے کہ ہاروت سے ماروت
کہتا ہے کہ اس آگ کا سوزی ہی ہون تک

دیگر

تصویر ہے داغون سے تن زار کی صورت
اک خانہ مین پیدا ہوئی گلزار کی صورت

آنکھین ہین تیری ترک جفا کار کی صورت
ابرو سے بہت ملتی ہے تلوار کی صورت

کیا دیکھتے عیسیٰ ترے بیمار کی صورت
اک واہمہ ہے رہا ہے تن زار کی صورت

دیکھی نہ دہان و کمر یار کی صورت
ہے صورت فرضی امین اسرار کی صورت

رہنا ترے کوچہ مین سمجھتا ہے سعادت
بنتا ہے ہما سایۂ دیوار کی صورت

کیا بادۂ گلرنگ بھی اکسیر ہے ساقی
کندن سے چمکتی ہے جو میخوار کی صورت

ہے کشتۂ گر سخت ہے یا بادہ مسیحا
منہ پھیر لے جو دیکھ کے بیمار کی صورت

سر پھوڑتے ہی پھوڑتے اے پردہ نشین ہا
ہم صورت در ہو گئے دیوار کی صورت

حق گوئی پہ منصور کے جو حرف نہ آتا
ہوتا نہ انا الحق کا الف دار کی صورت

جو مال ہے وہ مال کا پھندا ہے سراسر
دل زلف مین ہے مرغ گرفتار کی صورت

مین ہون وہ دل افگار کہ اولٹی پڑی تدبیر
ہون زخم ہرے مرہم زنگار کی صورت

اوس گیسوئے مشکین کا ہے سودا میرے سر مین
اب دیکھی بلا تبت و تاتار کی صورت

بیٹھا ہون در یار پہ جنبش نہین کرتا
اٹھوائین تو اوٹھتا ہون مین دیوار کی صورت

اے مہر تجھے کہتے ہین سب ہم عیسیٰ
پھر کیا لئے تو روئے ہے بیمار کی صورت

دیگر

شہادت پائے بس دلوں لے یہ دل مین رہتے ہین
ہمیشہ سر بکف ہم کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

برابر ہم اسی فکر حق و باطل مین رہتے ہین
خدا جو عرش پر رہتا ہے تو ہر دل مین رہتے ہین

مری دریا دلی ہے مانع آسایش فراق
عیان آثار خشکی کی لب ساحل مین رہتے ہین

بھلا اس مین برائی کیا ہے اونپر معترض کیون ہین
یہ روشن ہے کہ وہ ہین شمع رو محفل مین بیٹھتے ہین

دو جو کہ صحن خانہ حدقۂ چشم اپنا اونکا ہے
وہ ہے آنکھون مین پھرتے ہین جو میرے دل مین رہتے ہین

دہن کا ذکر کرتے ہین کمر مین فکر ہوتے ہی
سخن دان شاعر اس تحصیل لاحاصل مین رہتے ہین

ستم اپنے زلف و رخ کا آئینہ مین دیکھ لو عالم
تعجب کیا ہے جو ہے مہ کامل مین رہتے ہین

ترے خال زنخ کے ساتھ دلکا بھی سویدا ہو
سنا ہے وہ فرشتہ اک چہ بابل مین رہتے ہین

مضامین سے مرے دیوان کے مجکو یے جگر سے
کلام اپنا اونکو عبد القادر بیدل مین رہتے ہین

جگر بھی دوست کے پہلو مین رہنا ناگوارا ہے
وہ ہر پہلو سے فکر عاشق بیدل مین رہتے ہین

معا ہے ڈوب کر دریا مین ہمارا دل جلا کوئی
حبابوں سے نکلے جو تھالے لب ساحل مین رہتے ہین

برائی سے بھلائی سے غرض کیا مدعا کیا ہے
مرے چرچے تو صاحب آپ کی محفل مین رہتے ہین

تصور سے ہمین لیلۃ تنہا بھی اونکی صورت کا
سفر کرتے ہین تو قران کی منزل مین رہتے ہین

قران مہر و مہ منحوس ہے غیر سیہ رو کو
جناب مہر ان روز دن قمر منزل مین رہتے ہین

دیگر

یہ گھر اللہ کا ہے وہ عبث شامل مین رہتے ہین
یہ بت بھی کیا خدا ہین جو ہمارے دل مین رہتے ہین

مکان پر وہ سے کہ ہین دونون اونہین کیواسطے زیبا
وہی آنکھون مین پھرتے ہین جو میرے دل مین رہتے ہین

نئے عالم سے نئے نقشے تمہارے تل مین رہتے ہین
سویدا سے نکلے تل سے کے عکس یکجے دل مین رہتے ہین

تمہاری آنکھ کی دو پتلیان طرفہ تماشا ہین +
یہ وہ جادو کے پتلے ہین کہ بس اک تل مین رہتے ہین

کسیکو زندگی مین سب مرے جنت نہین ملتی +
سجھی پر یار مرتے ہین تری محفل مین رہتے ہین

دہن کا ذکر کیون کرتے کمر کے شعر کیون لکھتے ،
تمہارے راز جتنے ہین وہ پنہان دلمین رہتے ہین

نہ ہوتا ہے نہ چھوٹیگا مکان یار بھی مرکے +
کہ اعضا اپنے جسم زار کے کہگل مین رہتے ہین

کدر عمر بھر رکتے ہین طوفان مین رولاتے ہین
جناب عشق یون عاشق کے آب و گل مین رہتے ہین

دہن کا مینے بوسہ اونکے مانگا تو یہ فرمایا +
ہمیشہ آپ ہی تحصیل لاحاصل مین رہتے ہین

ہمین رکھتا ہے ہر جائی پن اونکا اس تک و دو مین +
کہان سے نوح فزا ہوتے ہین کس محفل مین رہتے ہین

وہ کب ملتے ہیں اب ہمکو نظیر ثانی کورٹ میں
حضور چیف جسٹس جلسۂ کامل میں رہتے ہیں

نہیں ممکن نہیں ممکن ہمیں وصل کی شب ہو
ہمارے ہو صلہ اے مہر دل کے دل میں رہتے ہیں

تاریخ انتقال جناب منشی ہزاری لال صاحب رشکی

ہائے اے منشی ہزاری لال رشکی ہائے ہائے
دوست تجھ سا تھا یار باوفا جاتا رہا

شہرۂ آفاق نکتہ دانی اوٹھ گئی دنیا سے آج
شاعری کیا لطف ہر اک بات کا جاتا رہا

بیکسے دو دیوانے اکھٹا بیٹھتے تھے کوئی دم
وائے قسمت آج وہ بھی سلسلہ جاتا رہا

ہو گیا اندھیر کیا اے شمع بزم دوستان
مہر تو ہے تو کہاں اے مہ لقا جاتا رہا

تیری صورت پھرتی ہے آنکھوں میں اے مرزا منش
کیوں نہ رووں اشک خون رنگین ادا جاتا رہا

ہائے ہے تیری جوانی ہائے تیرا علم و فضل
نام نامی رہ گیا سب مٹ گیا جاتا رہا

تاریخ جشن زناربندی راجہ بیر بھدر سنگھ بہادر ابن کنور چکروتی سنگھ بہادر ابن راجہ ملوان سنگھ بہادر ابن راجہ چیت سنگھ بہادر والی ملک بنارس و قلاقد ہما

حلقۂ بزم جہان ہے زنار
صد و سی سال سے چتے یہ راجہ
اٹھکے کیے ہو رسے ہیں اے نور العین
یہ جنیو ہے کہ ہے لسان نظر
مہر نے مصرعۂ تاریخ کہا

ہالہ ہے کاہکشان سے ہے زنار
واہ کیا زیب میان سے ہے زنار
چشم بد دور کمان سے ہے زنار
رگ چشم نگران سے ہے زنار
اسکے رشتۂ جان سے ہے زنار

۱۲۹۳ھ